بامِ عرش

سیّد منظور احمد مہجور
مکان شریف

مع

سرمایۂ زیست

سیّد دانیال ساجد

Marfat.com

vergi almak 392.
versay serâyı 956.
veseniyye 416, 523, 562.
vesîle aramak 411, 834, 865.
vesvese fenâdır 121, 187, 384, 545, 546, 555, 657, 881, 960.
vicdânî şeyler 882.
vilâyet nedir 51, 383, 683, 812, 848, 866, 867.
virüs 899.
vitr nemâzı 116, 188, 211.
vücûd sıfatı 675, 845, 880.
vücûd-i vehmî 365, 837, 838, 845, 859, (863).

Yabancı dil öğrenmeli 475.
yabancı kadına bakmamalı 62, 94, 151, 152, 696, 796, 906.
yabancı kadınla konuşmak 640.
yağmur düâsı 179.
ya'kûbiyye, hıristiyanlar 439, 992.
yalan harâmdır 18, 94, 108, 288, 291, 697, 754, 788, 802, 955.
yara üzerine mesh 123, 128, 141.
yaratmak Allah'a mahsûsdur 3, 55, 63, 78, 98, 99, 109, 325, 365, 388, 389, 405, 409, 431, 613, 617, 879.
yardım vakfları 789.
yarış etmek 550.
yasaklamak [hicr] 580, (807).
yasîn sûresi 431, 906, 907, 914.
yatmak âdâbı 121, 316, 331, 584.
yâ-vedûd câmi'i 1004.
yazının târihcesi 404.
ye'cûc me'cûc 60, 1020.
yedi-kule câmi'i 1000.
yehûdîlik 21, 22, 317, 334, 365, 486, 523, 954.
yemâme cengi 927, 997, 1046.
yemîn 171, 258, 283, (288), 292, 754.
yemîn keffâreti 283, 284, (288), 291, 292, 936.
yemîn nasıl yapılır 289, 291, 292.
yeni câmi' 1028, 1074, 1078.
yeni-çeri askerleri 1003, 1027, 1038.
yeni vâlide câmi'i 975.
yeraltı câmi'i 1032.
yer küresinin dönmesi 77, 161, 487, 858, 888.
yer küresinin ömrü 76, 109.
yermük gazâsı 993, 1009.
yer yüzünde en kıymetli yer 204, 224.
yer yüzündeki diller 329.
yetimler 631.
yetmişiki fırka 59, 63, 64, 98, 362, 417.
yetmişüç fırka 53, 61, 64, 362, 373, 421.
yezîdiler 438, 798.
yılan öldürmek 191, 198, 616.
yılbaşı 308, 312, 332, 679, 996.
yıldızlar birinci semâdadır 78, 887.
yıldızlara tapanlar 197, 387, 432, 439, 1015.
yimek içmek âdâbı 106, 139, 247, 330, 554, 555, 577, 578, (582), 702, 955.
yinmesi harâm etler 150, 281, 282, (553), 554, 570.
yimesi ve kullanması günâh olanlar 139, (553), 564, 570, 702, 943.
yol kesmek (793).
yolcular birini emîr seçmelidir 166, 186.
yolculukda abdest almak 139.
yolculukda iki nemâzı birlikde kılmak 157.
yolculukda nemâz 157, 166, (180), 213.
yolda satıcılık (pazarda satıcılık) 730.
yorgunluk 899.
yunan felesofları 80, 678, 839, 845, 859, 957.
yürürken nemâz kılınmaz 182, 191.
yûşa' mescidi 1045.
yüzük takmak 331, 556.
yüzün güzel olması 563.

Zâhid 436.
zâhiriyye mezhebi 1013.
zâlime bed düâ etmemeli 37, 625.
zâlime karşı yalan câizdir 291, 351, 546.
zâlimler 37, 266, 316, 462, 548, 762.
zâl Mahmûd pâşa câmi'i 1065.
zarar-ı fâhiş 731.
zararlı hayvan öldürülür 191, 198, 206.
zararlı şeylerden sakınmalı 554, 570, 800.
zarûret ne demekdir 111, 134, 135, 182, 383, 533, 553, 581, 766, 772.
zât-i ilâhî 325, 880, 884, 885, 886.
zehr, 554, 555, 900.
zehrli gazlardan korunma 902.
zekâ 360, 1079.
zekât alması harâm olanlar 263.
zekât kime verilir 68, 263.
zekât, malı artdırır 265.
zekât nasıl verilir 265, 286, 548, 748, 750, 783.
zekât vermek farzdır 105, 113, (248), 267.
zekât vermiyenler 105, 171, 265, 266, 267.
zekâtin ehemmiyyeti 21, 94, 105, 236, 267.
zellet-ül-kârî 192.
zelzele 628.
zemana uymak 456, 542, 547, 718.
zemherîr soğuk azâbı 658.
zemzem kuyusu 301, 972, 1020.
zemzem suyu 141, 148, 301, 911, 912.
zenciler 329.

Marfat.com

Marfat.com

مس-١٩٣

اُردو زبان میں قصیدہ بُردہ شریف کی سب سے جامع اور عُمدہ شرح

طِیبُ الوَردہ
علیٰ
قصیدۃ البُردۃ

مُصنّف

امام محمد بن سعید بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

شارح

علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری قدس سرہ

الناشر

مکتبہ عثمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲

58790

مصنف قصیدہ بُردہ ——— امام محمد بن سعید بوصیری رحمۃ اللہ علیہ
شارح قصیدہ ——— علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
طبع دوم ——— آفسٹ
ناشر ——— مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ
مطبوعہ ——— الکتاب پرنٹرز لاہور
صفحات چارسو ——— تعداد گیارہ سو
تاریخ اشاعت ——— ذوالقعدہ ۱۳۹۳ھ

قیمت ۱۲/۵۰

بارہ روپے پچاس پیسے

کتاب ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ
۲۔ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
۳۔ تنویر القرآن، اردو بازار، لاہور
۴۔ شمس الدین تاجر کتب، زیر مسلم مسجد لاہور
۵۔ دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈچکوٹ روڈ لائل پور
۶۔ مکتبہ رضائے مصطفےٰ، چوک دارالسلام گوجرانوالا
۷۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ سکھر
۸۔ جامعہ مجددیہ رکن الاسلام، آزاد میدان، حیدرآباد (سندھ)

1035/8

مختصر فہرست طیب الوردہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عرضِ ناشر	۵	قول بلا عمل کی مذمت	۷۶
حالات مصنف قصیدہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ	۷	استقامت	۷۷
حالات شارح قصیدہ علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ	۱۱	زادِ آخرت کی فکر	۷۹
نذرِ فقیر	۱۷	شب بیداری	۸۱
خطبہ اور حمد	۱۸	حضور اقدس کا پیٹ پر پتھر باندھنا	۸۳
عرض شارح	۱۹	فقر اختیاری (سونے کے پہاڑ قبول نہ کئے)	۸۵
سببِ تالیف قصیدہ	۲۲	حضور اقدس کا زہد	۸۷
وجہ تسمیہ قصیدۃ البردہ	۲۵	شانِ لولاک	۸۹
آداب قراءت قصیدہ	۲۸	اسم مبارک محمد اور حضور کی سیادت کا بیان	۹۰
قصیدہ بردہ کا وزن شعری	۳۲	حضور امر اور نہی فرمانے والے ہیں	۹۳
منتخب اشعار برائے حصول حاجات	۳۳	شانِ محبوبی	۹۵
شرح قصیدہ بردہ فصل ۱ یادِ محبوب اور مذاکرہ صبا	۳۹	شفاعت کا بیان	۹۷
واقعاتِ محبت	۵۱	حضور اقدس اللہ کی طرف بلاتے ہیں	۹۹
فصل ۲ اعترافِ تقصیرات اور نفس کا بیان	۵۶	حضور صورت و سیرت میں سب سے برتر ہیں	۱۰۰
اصلاح حال کا طریقہ	۶۱	سب انبیاء حضور اقدس کی عطا کے طالب ہیں	۱۰۴
نفسِ امارہ شیر خوار بچہ کی طرح ہے۔	۶۳	شانِ حضور اور لدنی کی تحقیق	۱۰۷
خواہشاتِ نفسانیہ کو روکنا	۶۵	آپ ہی اکمل، مصطفےٰ اور حبیب ہیں	۱۱۰
امر کی قسمیں اور بھوک کی آفتیں	۶۹	حضور اپنے محاسن میں لاشریک ہیں	۱۱۱
شکم سیری کے نکات	۷۰	نصاریٰ کی وجہ تسمیہ اور ان کے فرقے	۱۱۳
خوف خدا سے رونے کا فائدہ	۷۱	حضور اقدس کی عظمت	۱۱۵
نفس و شیطان کی مخالفت	۷۳	آپ کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔	۱۱۷

مُردوں کو زندہ کرنا اور دیگر فضائل ۱۱۸
حضور آفتاب کی طرح ہیں ۱۲۴
حضور کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ ۱۲۶
حضور افضل الخلق ہیں ۱۲۷
تمام انبیاء کو جو ملا حضور کا صدقہ ہے ۱۲۸
حضور کے اخلاق و فضائل کا بیان ۱۳۵
ذکر میلاد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۱۴۶
ابرہہ کا قصہ ۱۷۱
فصل ۵ معجزات کا بیان ۱۷۷
حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں ۱۷۸
انتباہ ۱۹۱
فصل ۶ ہجرت کا بیان ۱۹۵
فصل ۷ رسالت عامہ اور وحی کا بیان ۲۱۱
فصل ۸ حضور اکرم فریادی کی فریاد رسی کرتے ہیں ۲۲۱
قحط کے وقت حضور کی دعا سے بارش اور شادابی ۲۲۷
فصل ۹ حضور اقدس کے اوصاف از قرآن پاک ۲۳۵
قرآنی آیات کے حادث یا قدیم ہونے کی بحث ۲۳۶
قوم عاد اور قوم ارم کا بیان ۲۴۰
قرآن ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے۔ ۲۴۲
قرآن کی فصاحت و بلاغت اور دیگر فضائل ۲۴۶
فصل ۱۰ معراج کا بیان ۲۶۳
مسجد حرام سے مسجد اقصے تک کا بیان ۲۶۶
قاب قوسین کا بیان ۲۶۹
قصیدہ معراجیہ ۲۷۷
قصہ معراج کی مفصل حدیث ۲۷۹
توہمات کا رد ۲۸۳
قلیل وقت میں بہت بڑے بڑے کام کرنیکے واقعات ۲۸۵
معراج پر اعتراضوں کے جوابات ۲۹۰
بیت المقدس میں حضور کی امامت ۲۹۵
ساتوں آسمانوں کے پار ۲۹۶
رؤیت باری تعالےٰ کا بیان ۳۰۱
حضور اور آپ کی امت کے امتیازی شان ۳۰۵
فصل ۱۱ غزوات کا بیان ۳۱۴
حضور اور مجاہدین اسلام کا دشمنوں پر دبدبہ ۳۱۵
بارہ مہینوں کی وجہ تسمیہ ۳۱۷
مجاہدین اسلام کی بہادری ۳۲۱
غزوہ حنین کا مفصل واقعہ ۳۲۵
شکست کے ظاہری اسباب ۳۲۸
اسیران حنین کے ساتھ حضور کی مراعات ۳۳۴
غزوہ بدر ۳۳۵
قصہ غزوہ احد ۳۴۷
غزوہ احد تفصیلی رنگ میں ۳۴۸
صحابہ کرام کی بہادری ۳۶۲
حضور کی مدد سے بڑے بڑے شہیروں کا مطیع ہونا ۳۶۷
صحابہ کرام حضور کے صدقہ منصور ہیں ۳۶۸
فصل ۱۲ رحمۃ للعالمین سے رحم اور سفارش کی درخواست ۳۷۳
جس کا نام محمد یا احمد ہوگا وہ جنت میں جائیگا۔ ۳۷۹
حضور اکرم کے باب کرم سے امید کا بیان ۳۸۳
نفس کو ناامیدی سے روکنے کا بیان ۳۹۱
سرکار ابد قرار اور آل و اصحاب پر درود و سلام ۳۹۶
عرضِ مصنف ——— ۴۰۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عرضِ ناشر

اللہ کریم کا شکر ہے جس نے اپنے حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے علماء کو انبیاء کا وارث بنایا۔ اور دینِ اسلام کی آبیاری ان کے سپرد فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں زمانہ کی ضرورت کے مطابق بزرگانِ دین اسلام کی اشاعت مختلف طریقوں سے کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

دَورِ حاضر کے علماء دین میں سے علامہ ابوالحسنات قادری رحمتہ اللہ علیہ کی ایک ممتاز شخصیت تھی۔ اُنہوں نے اپنی زندگی میں ملتِ اسلامیہ خصوصاً پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کا اجمالی تذکرہ آپ آئندہ صفحات میں مولانا مرحوم کے حالات میں مطالعہ فرمائیں گے۔ یہاں تو اُن کی بیسیوں تصانیف میں سے شرح قصیدہ بردہ کی طرف آپ کو توجہ دلانا مقصود ہے۔ جو حضرت کی بہترین تصنیف ہے اور مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس شرح کی خوبیوں کے پیشِ نظر بعض دوستوں نے فرمایا کہ شرح مذکور کو معیاری کتابت اور اعلےٰ چھپائی کرا کے شائع کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس سے علماء اور صاحبِ ذوق حضرات فائدہ اُٹھائیں۔ لہٰذا محترم المقام حضرت مولانا امین الحسنات خلیل احمد قادری صاحب خلف الرشید شارحِ علیہ الرحمۃ سے برائے اشاعت اجازت چاہی، آپ نے بڑی فراخدلی سے اجازت مرحمت فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے فیض کو عام فرمائے۔ آمین

بندہ ان حضرات کا شکریہ ادا کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا جنہوں نے اس کارِ خیر میں تعاون فرمایا۔ محترمی مولانا بارغ علی صاحب نسیم اور مخلصی جناب اقبال احمد فاروقی صاحب

Marfat.com

(مکتبہ نبویہ لاہور) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر نے شرح قصیدہ طبع اول کا نسخہ برائے کتابت عطا کیا اور شرح مذکور کے دونوں ماخذ علامہ خرپوتی اور شیخ زادہ کی عربی شرحیں برائے تصحیح عنایت فرمائیں۔ اور ہر موقع پر مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ فاروقی صاحب نے اپنی والدہ مرحومہ کی وفات کے حادثہ کے باوجود انہی دنوں میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مصنف قصیدہ کے حالات مرتب کر کے کتاب کو زینت بخشی۔

بارگاہ بے کس پناہ میں التجا ہے کہ اللہ کریم اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سب معاونین کی خدمات اور اس کتاب کو قبول فرمائے اور خدمت دین کی مزید توفیق بخشے نیز ہم سب کے لئے قارئین سمیت ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

حافظ محمد اشرف مجددی

یکم ذوالقعدہ ۱۳۹۳ھ
مجدد آباد ضلع سیالکوٹ

صاحبِ قصیدہ بُردہ علّامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

عشقِ مصطفےٰ اور نعت گوئی

سرکارِ دو عالم جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس سے اظہارِ محبت و عقیدت مسلمانوں کا جزوِ ایمان ہے صحابہ کرام اور صالحین اُمت اسی جذبۂ محبت سے سرشار تھے اور یہی چیز ان کے لئے مایۂ صد افتخار رہی۔ اُمتِ مسلمہ کے شاہ و گدا کے درجات و مراتب کا معیار بھی محبتِ رسول ہی رہا ہے عمل بالقرآن، اتباعِ سُنتِ رسول، صلوٰۃ و سلام، نعت و منقبت اظہارِ محبّت کے مختلف انداز ہیں۔ اور عاشقانِ رسول اسی متاعِ عزیز کے سہارے کائناتِ ارضی پر چھائے رہے۔

آنکہ عشقِ مصطفےٰ سامانِ اوست! بحر و بَر در گوشۂ دامانِ اوست!

محبتِ رسول ہی وہ جذبہ ہے جس کی بدولت شرقی و غربی عجمی و عربی، رومی و شامی، گورے اور کالے شاہ و گدا مدحت سرائے رسول ہوئے۔ سرکارِ دو عالم کی بارگاہ میں بیٹھنے والوں میں سے نعت خوانانِ رسول کو ایک خاص مقام حاصل رہا ہے۔ عالمِ اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں میں مدحت سرائے رسول بڑے بلند و ارفع مقام پر فائز رہے ہے۔ عربی زبان میں نعتِ رسول کا گراں قدر ذخیرہ موجود ہے۔ فارسی، اردو میں نعتیہ اشعار کا بحرِ ذخار موجود ہے۔

قصیدہ بُردہ

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ سے لیکر علّامہ بوصیری صاحبِ قصیدہ بردہ کے عہد تک (۶۰۸ھ تا ۶۹۵ھ) ہزاروں قصائد لکھے گئے جو سرکارِ دو عالم کے محاسن سے پُر ہیں۔ مگر علّامہ بوصیری کے قصیدہ بردہ کو جس خاص شفقت سے نوازا گیا ہے۔ وہ حضرت بوصیری کا ہی حصّہ ہے۔ اس قصیدہ کو خود سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ قصیدہ کی زبانی خواب میں سُنا۔ چادر انعام میں بخشی۔ بدنی اور روحانی بیماریوں سے نجات دی۔ اور پھر سب سے بڑھ کر اپنے نعت خوانوں میں منفرد اور ممتاز مقام بخشا۔ رسالت کا وہ کونسا پروانہ ہے جو بوصیری کی زبان سے کہا ہوا قصیدہ نہیں پڑھتا۔

مشائخ، علماء اور صوفیا نے اسے ہر دور میں حرزِ جان بنایا، ہر مجلس میں پڑھا، ایک بار نہیں ہزار بار پڑھا۔ لاکھوں صالحینِ اُمت اسی قصیدہ بُردہ کو پڑھتے پڑھتے بارگاہِ نبوت میں باریاب

ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخ ساز قصیدہ نے جہاں عاشقانِ رسول کو ایک مقبول و مرغوب رُوحانی غذا دی وہاں صاحبِ قصیدہ کو آسمانِ شہرت کی ان بلندیوں پر پہنچا دیا جہاں بہت کم لوگوں کی رسائی ہوئی ہے۔

علامہ بُوصیری محمد بن سعید المعروف بہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ یکم شوال ۶۰۸ھ (۷ مارچ ۱۲۱۲ء) مصر میں ایک قصبہ دُلاص میں پیدا ہوئے۔ آپ قبیلہ صنہاجہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عرب کے بعض تذکرہ نگار آپ کو صنہاجی اور مقامِ ولادت کی وجہ سے دُلاصی اور مقامِ سکونت کی وجہ سے بوصیری لکھتے آئے ہیں۔ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں حفظِ قرآن کیا اور دیگر اسلامی علوم میں مہارت حاصل کر کے یک گونہ کمال حاصل کر لیا۔ آپ کے کلام میں جن اصطلاحات اور تلمیحات کا تذکرہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ علم حدیث، سِیَر، مغازی اور علم کلام میں پوری پوری صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ علم ادب، بدیع، بیان اور صرف و نحو میں مشاق دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کا مجموعہ کلام دیوانِ بوصیری مصر میں کئی بار چھپا۔ انگریزی اور جرمنی میں اسکے تراجم ہوئے۔ یہ دیوان آپ کی قادر الکلامی پر شاہدِ عادل ہے۔ اہلِ علم نے آپ کے شاعرانہ کمالات اور ادبی مقام پر دادِ تحسین پیش کی ہے۔ شیخ الاسلام علامہ سیوطی، علامہ ابن العماد حنبلی، ابن شاکر کتبی، پطرس بستانی (صاحب ادباء العرب)، ابن سید الناس (حضرت بوصیری کے شاگرد) جیسے حضرات نے بڑی فراخدلی سے آپ کے کمالاتِ علمی کا اعتراف کیا ہے مستشرقین میں سے نکلسن اور آربری بھی آپ کی جلالتِ شان کے قائل ہیں۔

بیعت آپ تصوف میں حضرت ابوالعباس احمد المرسی (م ۶۸۶ھ) کے مرید تھے۔ اور آپ سے ہی روحانی مقامات طے کئے۔ آپ اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق فکر معاش کو دور کرنے کے لئے وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر کے شاہی کاتب تھے۔ بعد ازاں مختلف درباروں تک رسائی حاصل کی۔ عمر کا ایک حصّہ اس بادیہ میں گزارنے کے بعد آپ نے اپنے آپ کو ثناء خوانیٔ رسول کے لئے وقف کر دیا۔ اور پھر کوئے حبیب سے عمر بھر قدم باہر نہ رکھا

علامہ بوصیری جس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ مصر بڑے انقلابی دور سے گزر رہا تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا بھائی الملک العادل ابوبکر مصر و شام کا حکمران تھا۔ مگر اس کی وفات کے بعد

Marfat.com

ایوبیوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور یکے بعد دیگر مختلف لوگ تخت نشین ہوتے رہے۔ ایران و توران، عباسیہ اور خوارزمیوں کی باہمی کش مکش کا میدان بنے ہوئے تھے۔ مصر و شام صلیبیوں کے حملوں اور پھر باہمی آویزشوں کا نشانہ تھے۔ شمال سے تاتاری حملہ آور عظمت اسلام کو تہس نہس کر رہے تھے۔ ان حالات میں عالم اسلام پر جو کچھ گذری وہ علامہ بوصیری کی نظروں کے سامنے گذری۔ آپ دس سال تک بیت المقدس میں مصروف ریاضت و عبادت رہے۔ پھر سرزمین حجاز میں قیام پذیر ہوئے اور اپنے شیخ کے قدموں میں سکون کی دولت حاصل کرتے رہے۔

بوصیری کے عہد میں مسلمانوں کی حالت

پروفیسر نکلسن نے آپ کے عہد کو شاندار تاریخ کا المناک اختتامیہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد مسلمانوں کی ترک، مغل اور ایرانی سلطنتیں قائم ہوگئیں۔ مگر غازیان اسلام کا ہراول دستہ کہاں گیا جو مدینہ منورہ سے صلوٰۃ وسلام کی تازگی لے کر روانہ ہوا تھا۔ عرب کے وہ جیالے کن وادیوں میں کھو گئے جو شعلہ بداماں زبان، برق پاش فصاحت اور آتش زیر پر تلواریں لے کر باطل پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ عرب کے وہ حُدی خواں کہاں گئے جنہوں نے صحرائے عرب سے نکل کر اسلام کے پرچم کو اپنے زمانہ کے متمدن ترین خطوں میں لہرایا تھا، دنیا کے مزاج کو بدلا تھا، سوچنے کے انداز بدلے تھے، ذہن انسانی کو نئے افکار سے روشناس کیا تھا۔ بوصیری کے زمانہ میں عہد رفتہ کی یہ عظمتیں عرب کے صحراؤں، غرناطہ کے سبزہ زاروں، اور نیل کی وادیوں میں بکھری دکھائی دیتی تھیں۔ انہی مدہم روشنیوں میں علم و ادب کا کارواں، لٹا لٹا کارواں شکست خوردہ قوم اور احساس شکست سے دبا ہوا قافلہ سرگرم سفر تھا۔ بے منزل بے مقصد اور بغیر کسی نصب العین کے ایک معاشرہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس عہد کا ادب جس میں علامہ بوصیری کو زبان فصاحت وا کرنا پڑی ایک جمودی ادب تھا۔ ایک مایوس اور قنوطیت زدہ قوم کا ادب تھا ایک لٹی ہوئی تہذیب کا جسد بے جان تھا، سیاسی انحطاط، معاشی بدحالی اور ثقافتی بے راہ روی اس ادب کا خاصہ بن چکے تھے۔ شعراء پر جمود تھا اگرچہ شاعر تھے۔ دیوان بھی مرتب ہوئے تھے، شعر بھی کہے جاتے تھے۔ لیکن متنبی، معری اور ابن الفارض سے اس دور کے شعراء کو کیا نسبت تھی۔ بایں ہمہ علامہ بوصیری نے اس دور میں ایک اچھا ادب پارہ پیش کیا۔ جسے ہم قصیدہ بردہ

Marfat.com

کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

قصیدہ بُردہ کی مقبولیت

ناقدین نے اس قصیدہ عالیہ کی ادبی خوبیوں اور بعض مخصوص صنعتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ قصیدہ بُردہ کو مصنف نے دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر فصل میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محاسن و محامد کو انوکھے انداز میں بیان کیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ عاشقانِ رسول کے لئے بڑا قابل قدر سامان جمع کر دیا ہے۔ میلادِ پاک سے لیکر وصال مبارک تک آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بڑی محبت سے بیان کیا ہے۔ ۱۶۲ شعروں کا یہ قصیدہ مرصع اہلِ دل کی روحانی غذا بنا ہُوا ہے۔ ابتدائے کار سے لیکر آج تک اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اسے روحانی فائدوں کیلئے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور اس سے فیضان کی بارشیں حاصل ہوتی رہیں۔ وظیفہ جان کر پڑھا جاتا رہا، مقدس عبادت گاہوں کے در و دیوار اس کے اشعار سے مزین رہے۔ اور اب تک اہل اللہ کی پاکیزہ مجالس میں اہتمام سے پڑھا اور سُنا جاتا ہے۔ شعراء نے اس قصیدہ پر ہزاروں تضمینیں لکھیں سینکڑوں شرحیں کیں اور درجنوں تشطیریں لکھیں۔ اگر ہم اِن تمام شروح و متعلقات کی تفصیل لکھیں۔ تو ایک دفتر درکار ہے تاہم قارئین کے ذوق کے لئے ہم ایک مختصر سا خاکہ ان متعلقات کا ذکر کرتے ہیں جنہیں ماہر کتابیات ترکی عالم علامہ مصطفےٰ بن عبداللہ المعروف بہ حاجی خلیفہ و کاتب چلپی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب کشف الظنون کی جلد دوم (مطبوعہ استنبول ۱۹۴۳ء) میں درج کیا ہے

اس کتاب میں انہوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کی نگاہ میں عربی زبان میں قصیدہ بردہ کی چالیس ۴۰ شرحیں گذری ہیں جنہیں ہر دور کے معروف شعراء، ادباء علماء اور صوفیاء نے تالیف کر کے اپنے ذوق کا ثبوت دیا ہے۔ بیس ۲۰ تخمیسیں، چودہ ۱۴ تسبیعیں (قصیدہ کے ہر شعر کے پہلے مصرع کو لیکر اس کے ہم قافیہ و ردیف پانچ مصرعوں کے اضافہ کو تسبیع کہتے ہیں) نو ۹ تشطیریں۔ (ہر شعر کے درمیان میں دو مصرعوں کا اضافہ تشطیر کہلاتا ہے) اور کئی ایک تذئیلیں (ہر شعر کے نیچے چند مصرعوں کے اضافہ کو تذئیل کہتے ہیں) اور سینکڑوں تضمینیں لکھی گئی ہیں۔ ان شرحوں اور تضمینوں کے علاوہ قصیدہ بردہ کے متعدد تراجم دُنیا کی اکثر زبانوں میں کئے گئے۔ لاطینی، جرمنی، فرانسیسی، انگریزی ملائی۔ فارسی، اُردو، ترکی اور پنجابی میں بڑے ترجمے لکھے گئے اور ان میں سے اکثر چھپے۔ ان دنوں

اُردو تراجم میں خان بہادر محمد حسین خاں، مولانا عزیزالدین، بہاولپوری مطبع مجیدی کانپور، تاج کمپنی لاہور، اصح المطابع کراچی اور مولانا نور بخش توکلی مجددی، علی محسن صدیقی اور محمد فضل احمد عارف کا ترجمہ بہت مقبول ہے۔ مولانا عزیزالدین بہاولپوری نے سرائیکی میں ترجمہ لکھا۔ پنجابی کے اکثر ترجمے پنجابی شعروں میں لکھے گئے۔ مولانا نبی بخش حلوائی مرحوم مؤلف تفسیر نبوی کا پنجابی ترجمہ خاصا مشہور ہوا۔ جاوا (انڈونیشیا) میں جاوی زبان میں ۱۳۱۳ھ میں ترجمہ طبع ہوا۔

زیر نظر شرح قصیدہ المعروف بہ طیب الوردہ علی قصیدۃ البردہ حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خاں کے کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے۔ حضرت مؤلف علام ۱۹۴۵ء میں زیارت روضہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر ہوئے اور مواجہہ مبارک کے سامنے کھڑے قصیدہ بردہ پڑھتے رہے۔ زیارت سے فیضیاب ہوئے اور اُردو شرح قصیدہ لکھنے کا شوق دامنگیر ہوا وطن آکر یہ مفصل شرح لکھی اور زیور طبع سے آراستہ کی۔ حضرت مؤلف ایک شاعر، عالم دین، خطیب اور صوفی بزرگ تھے۔ انہوں نے اس قصیدہ کی شرح میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کیا ہے۔ جا بجا فارسی، اردو شاعروں کے اشعار کا موقع محل کے مطابق اضافہ کیا۔ علامہ خرپوتی کی عربی شرح قصیدہ بردہ آپ کے سامنے تھی۔ اُسے آپ نے اپنی شرح کا سب سے بڑا ماخذ قرار دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو بڑی محبت اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔
اس قصیدہ کا پہلا ایڈیشن ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔ اہلِ ذوق نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور حرزِ جان بنایا

نیا ایڈیشن

ہمارے فاضل دوست جناب حافظ محمد اشرف مجددی سیالکوٹی کا ذوق ہے کہ انہوں نے اس زمانہ میں زر کثیر خرچ کر کے اس شرح کے دوسرے ایڈیشن کو بکمال خوبی طبع کرانے کا اہتمام کیا ہے اور حضرت مؤلف کے صاحبزادے جناب مولانا امین الحسنات سید خلیل احمد صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خاں لاہور کی خاص اجازت سے عشق و محبت کا یہ ادب پارہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچ رہا ہے۔

ہمیں اُمید ہے کہ اس قصیدہ کے چھپنے کے بعد اہلِ محبت کی تشنہ کامی میں ضرور کمی ہوگی اور اہلِ ذوق اسے پسندیدہ نظروں سے مطالعہ کریں گے۔

اقبال احمد فاروقی
۲۴ نومبر ۱۹۸۳ء

ج - ۱۲ شاد باغ
لاہور

Marfat.com

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا بے مثال تذکرہ

حضرات القدس

کتاب مذکور کے مصنف خواجہ بدر الدین سرہندی (علیہ الرحمۃ) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بڑے خلیفہ ہیں آپ نے امام ربانی کی خدمت میں سترہ سال رہ کر تعلیم و تربیت پائی، اپنے زمانہ کے ممتاز علماء اور مصنفین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے خلفاء اربعہ (حضرت صدیق، فاروق، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم) سے لیکر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی اولادِ امجاد اور آپ کے خلفاء تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام اولیائے کرام کے مفصل حالات نہایت تحقیق سے تحریر فرمائے ہیں۔

مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات پر آج تک جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں یہ کتاب بڑی جامع اور مستند ہونے کی وجہ سے سب سے بلند درجہ رکھتی ہے۔ اسلئے اس کا ترجمہ آسان اردو زبان میں کرایا گیا ہے۔ تاکہ ہر اردو خواں اس سے بخوبی فائدہ اٹھا سکے۔

اولیائے نقشبندیہ مجددیہ کے حالات، کرامات اور ارشادات سے روحانی فیض حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کا ضرور مطالعہ کیجئے۔ (زیرِ طبع)

مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ

Marfat.com

شیخ الحدیث علامہ سید احمد سعید کاظمی مدظلہٗ

مُفسّرِ قرآن مشہورِ زمان

حضرت علّامہ سیّد ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سرزمینِ لاہور کو قطب الاقطاب کے نام سے موسوم کیا تھا۔ بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ اس شہر نے ان بیسیوں برگزیدہ ہستیوں کو جنم دیا جنہوں نے دہریت اور الحاد کی تاریکیوں میں بھٹکتی ہوئی دُنیا کو روشنی کے مینار دکھائے تھے۔ مذہبی رسموں کی تطہیر، روزمرہ کے امورِ حیات میں پاکیزگی، روح کی نجات، اور دُنیا و آخرت میں سرخروئی کے جو آفتاب ان بزرگوں نے تراشے تھے وہ آج بھی تابناک ہیں۔ رشد و ہدایت کے انہی آفتاب سازوں میں مفسرِ قرآن، غازیِ کشمیر، صدر مرکزی جمعیۃ العلمائے پاکستان حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک بلند اور منفرد مقام کے حامل تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مرحوم کی ذاتِ گرامی ہماری یادوں کی ہرگز محتاج نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی پاکیزہ شاہراہِ حیات میں حُسنِ عمل کے جو پھول اُگائے تھے وُہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیں گے۔ البتہ شعبان المعظم کا چاند جونہی آسمان پر طلوع ہوتا ہے۔ عقیدت مندوں کے دل میں ان کی محبت کے دھیمے دھیمے چراغ یک دم بھڑک اُٹھتے ہیں۔ جزیرۃ العرب، ایران اور ہندوستان ہی تین ملک ہیں جو حضرت علامہ قادری کے آباؤ اجداد کا مسکن رہے جبکہ حضرت علامہ کی تاریخ حیات ہندوستان اور پاکستان سے وابستہ ہے۔ حضرت علامہ کے بزرگانِ سلف عرب سے ہجرت کر کے ایران کے شہر مشہد میں قیام پذیر رہے بعد میں بلگرام اور فرخ آباد منتقل ہوئے اور آخر میں ہندوستان کی ریاست الور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ہندو راجپوت اس ریاست کے حکمران تھے۔ اور اس دور کا حکمران راجہ جے ہری سنگھ تھا۔ بعض تاریخی روایات کے مطابق یہ راجہ علم دوست تھا وہاں مسلم دوست بھی تھا۔ چنانچہ اس کے عہد میں علم وفن، شعر و سخن اور درس و تدریس نے بہت فروغ پایا۔ چنانچہ حضرت علامہ کے

آباؤاجداد نے بھی وہاں پر علم وفضل کے چراغ روشن کئے۔ اس خاندان کا سلسلۂ نسب حضرت امام موسیٰ رضا سے ہوتا ہوا حضرت امام حسنین رضی اللہ عنہما سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد واجد کا اسم گرامی حضرت اُستاذ العلماء سید دیدار علی شاہ ہے۔ امام اہلسنت شیخ المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حضرت علامہ ابوالحسنات پیدا ہوئے۔ حضرت دیدار علی شاہ اس خاندان کے وہ پہلے بزرگ ہیں جو ریاست الور سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے اور تاریخی مسجد وزیر خاں میں خطیب مقرر ہوئے۔ تبلیغِ دین کے سلسلے میں شیخ المحدثین کی خدمات تاریخ پاک و ہند کا اہم باب ہیں۔ اندرونِ دہلی دروازہ کی جامع مسجد آپ کی زندہ جاوید یادگار ہے۔ اس مسجد میں انہوں نے دمِ واپسیں تک علوم و فنون اور قرآن و حدیث کی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا یہیں وفات پائی اور مسجد کے ایک کونے میں ان کا مزار مبارک ہے۔ یہی مسجد حزب الاحناف کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت علامہ ابوالحسنات قادری اپنی ذات میں انجمن اور یگانۂ روزگار تھے۔ سنِ شعور کو پہنچے تو حافظ عبدالغفور اور حافظ عبدالکریم سے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ ناظرہ ابھی پورہ نہیں ہوا تھا کہ حفظِ قرآن پاک کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ فنِ تجوید کی مشق میں قاری خدا بخش مرحوم اور فارسی کی تعلیم میں مرزا مبارک بیگ آپ کے اساتذہ مقرر ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں تھے کہ حفظِ قرآن پاک کی سعادت پائی نیز اُردو اور فارسی کی انشاء پردازی میں پورا پورا عبور حاصل ہو گیا۔ دیگر علوم و فنون کی تحصیل کے لیئے والدِ گرامی کے علاوہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی، صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی شاگردی کا شرف پایا۔ نیز ممتاز زمن رئیس القراء سے عین القضاۃ کی سند حاصل کی۔ یونانی فنِ طب میں آپ مایۂ ناز طبیب تھے حکیم نواب حامی الدین مرحوم علومِ طب میں ان کے اُستاد تھے اور انہی سے فنِ طب کی سندِ فراغت حاصل کی۔

مسجد وزیر خان والدِ گرامی سید دیدار علی شاہ صاحب کے ارشاد کے مطابق آپ مسجد وزیر خان کے خطیب مقرر ہوئے۔ آپ کے دور میں مسجد وزیر خان اپنے تاریخی شکوہ و عظمت کے ساتھ ہی علمی، ادبی، دینی، اسلامی اور سماجی سرگرمیوں کا بھی پرکشش مرکز بن گئی۔ اہلِ لاہور کے علاوہ دُور دراز سے عام لوگ اور عقیدت مند یہاں آکر ان کے بیان و خطاب سے مستفیض ہوتے۔ خلوص و عمل کا بھی آپ مرقعِ جمیل تھے اس لیئے ان کا خطاب کانوں کی راہ سے دل کی گہرائیوں

Marfat.com

تک اُتر جاتا تھا۔ سامعین یوں محسوس کرتے گویا وہ ایک خزانہ بیش بہا اپنے ساتھ لیے جا رہے ہیں ان کے ضمیر و دل کی کئی کدورتیں دُھل جاتی تھیں۔ بے شمار غیر مسلموں نے حضرت علامہ کے دستِ حق پرست پر مشرف باسلام ہونے کی سعادت حاصل کی۔

ملّتِ اسلامیہ کی سربلندی کے لیئے آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں

تحریکِ پاکستان میں حضرت علّامہ ابوالحسنات کا شمار ان سرخیلِ علمار میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے آزاد پاکستان کا محل تعمیر کرنے میں غیر معمولی سرگرمیوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس جس میں قریباً پانچ ہزار علمار کرام اور مشائخ عظّام شریک ہوئے تھے تاریخ پاکستان کا ایک اہم باب ہے۔ کانگرس نواز علمار کی انتہائی کوشش تھی کہ اس کانفرنس میں قیامِ پاکستان کے مطالبہ پر علمار و مشائخ متحد نہ ہونے پائیں لیکن حضرت علّامہ ابوالحسنات نے منجملہ دوسرے سُنّی راہنماؤں کی کوششوں کے مطالبہ پر تمام علمار کرام اور مشائخ عظام کو متفق کر لیا تھا۔

جمعیۃ العلمار ہند پر کانگرس نواز علمار قابض اور مسلّط تھے۔ ان کی ہر گاہ کوشش یہ تھی۔ کہ قیامِ پاکستان کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے پائے اور نیشنلزم کے بُت کو مسمار نہ ہونے دیا جائے اس نازک مرحلہ میں علّامہ ابوالحسنات نے جمعیۃ العلمار پاکستان کی تنظیم کے قیام کے لیئے سرتوڑ کوششیں شروع کیں جو بالآخر کامیاب ہوگئیں اور کانگرس کے ہمنوا علمار کو بہت بڑی شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریکِ پاکستان کے سلسلہ میں آپ کی قابلِ قدر خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

تعمیرِ پاکستان کے سلسلہ میں آپ یونینسٹ وزارت اور اس کے سربراہ خضر حیات خان کے خلاف نبرد آزما ہوئے تو اس جرم بے گناہی کی پاداش میں ان کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ غرض حضرت علّامہ نے ہر مصیبت کا خیر مقدم کرتے ہوئے تعمیر پاکستان کی مساعی جمیلہ کو بدل و جان جاری رکھا۔

تحریکِ آزادئ کشمیر قیامِ پاکستان کے بعد تاریخ کے نئے باب کا آغاز ہوا۔ تو علّامہ ابوالحسنات قادری کو پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ تحریکِ آزادئ کشمیر میں انہوں نے بے لوث قربانیاں دیں۔ مہاجرین کی مالی امداد کے لئے آپ

Marfat.com

نے سر توڑ کوششیں کیں۔ چنانچہ جہاد کشمیر کے مجاہدانہ کارناموں پر آپ کو غازی کشمیر کے قومی خطاب سے نوازا گیا۔ ۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو پہلی دستور ساز اسمبلی میں جو قرارداد مقاصد پیش کی گئی تھی۔ اس میں علامہ ابوالحسنات کی مساعی اور مخلصانہ جدوجہد کا غالب حصہ تھا۔ آپ نے عوام وخواص کے دل و دماغ میں یہ بات منقش کر دی۔ کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اسلام اور صرف اسلام کے نام پر کیا تھا۔ چنانچہ پاکستان کا جو بھی دستور بنے گا۔ اس کی اساس وبنیاد اسی نظریہ پر ہونی چاہیئے۔

شعر و سخن علم وادب اور شعر وسخن کے اعتبار سے بھی آپ ایک انجمن تھے۔ آپ صاحب طرز انشاء پرداز اور مستند ومسلم سخنور تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ شعر وادب کی دنیا میں آپ ایک روشن مینار تھے۔ آپ کی بیسیوں بلند پایہ تصانیف اس امر کی شاہد ہیں کہ آپ نے دین متین اور ملک وملت کی خدمت میں کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کیا تھا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی آزادئ وطن، ملک وملت کے استحکام اور دین حقہ کے فروغ میں بسر کی۔

وفات حضرت علامہ ابوالحسنات قادری نے دو شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ کو اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی اور دنیائے علم ودانش میں ایک ایسا خلاء پیدا کر گئے جسکا پُر ہونا بہت مشکل ہے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ان کو والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ چنانچہ آپ کی خواہش اور وصیت کے مطابق آپ کو حضرت داتا گنج بخش کے مزار پُر انوار کے احاطہ میں آپکو آخری نیند سُلا دیا گیا۔ انتقال سے چند منٹ قبل یہ شعر فرمایا ؎

حافظ رند زندہ باش مرگ کجا تو کجا　　تو شدہ فنا حمد حمد بود بقائے تو!

تاریخِ وصال

صابر وشاکر مُفسر عالم دین متین
بے نظیر وبے مثال ولاجواب ولا کلام
فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو
واصل حق ہو گئے وہ ہادی ذی احترام
۱۳۸۰ھ

تصانیف تفسیر الحسنات، طیب الوردہ علی قصیدۃ البردہ۔ ترجمہ کشف المحجوب۔ تمیم رسالت۔ (۱۲۵ احادیث کا مجموعہ) اسلام کے بنیادی عقائد وغیرہ۔

Marfat.com

نذرِ فقیر

ایک دریوزہ گر قصیدہ کی کشتی میں
اپنی کج مج بیانی کے دانے بھر کر معطی
کونین غیاث دارین کے دربار میں حاضر ہے

زچشم آستین بردار گوہر را تماشا کن

فقیر قادری ابوالحسنات
خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَلَاَ قُلُوْبَ الشَّاعِرِیْنَ بِحِکْمَتِہٖ وَزَیَّنَ نُفُوْسَ الْعَاشِقِیْنَ بِوُصْلَتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ مَدَحَہُ الْوَاصِفُوْنَ بِالْقَصَائِدِ وَالْاَشْعَارِ وَعَجَزُوْا عَنْ بَیَانِہٖ وَاعْتَرَفُوْا بِالْاِقْرَارِ وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ اَھْلُ الْھُدٰی وَالْاِقْتِدَاءِ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ مَنِ اقْتَدٰی بِھِمْ اھْتَدٰی۔

حمد تبرکاً از زبانِ درفشاں حضرت امام المسلمین شیخ الحدیث[1] قبلہ و کعبہ ام قدس سرہ العزیز

یک حمد چہ صد حمد خداوندِ نعم را
بر وفقِ نعم خالقِ صد علم و حِکم را

حمد یکہ سزاوار خداوندِ جہان ست
حمد یکہ سزد معطی توفیق اتم را

صد حمد بہر حمد کہ از کلک و زبانم
آید و سزد صاحبِ صد فضل و کرم را

صد شکر بریں نعمتِ عظمےٰ کہ بما داد
محبوبِ خود آں ماحی صد ظلم و ستم را

گویم چہ ثنائش کہ خود آں خالقِ اکبر
مداح بود آں شہ ذی جاہ و حشم را

عرش است کمین پایہ زایوانِ شہِ دیں
جبریل غلامیست مرآں شاہِ اُمم را

قربان شومت رحم کن اے رحمتِ عالم
از خاکِ مذلت تو بیفراز سرم را

اے جانِ من خستہ نثارِ ہر ادایت
قربان زمن ایمان بود ہر نقشِ قدم را

اے جود و جود تو وجود ہمہ عالم
بستہ است بفتراکِ تو حق جان و دلم را

موجود وجود ہمہ عالم بوجودت
از ظلِّ تو شد زیب و ضیا ملکِ عدم را

اے کوکبِ دیں بدرِ کرم مہرِ رسالت
آ بر سرِ ما دور بکن ظلمت و غم را

یک جان چہ دیدار کہ جانِ ہمہ عالم
قربان شہنشاہِ عرب را و عجم را

---

[1] شارحِ قصیدہ ہٰذا کے والدِ ماجد حضرت دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو دار العلوم حزب الاحناف کے بانی تھے ۱۲

Marfat.com

عرضِ شارح

قصیدہ بردہ شریف ایک ایسا مقبول و محمود قصیدہ ہے کہ مصنف کی زبان سے خود مقصودِ کونین مطلوبِ ثقلین رحمۃ للعالمین انیس الفقراء و المساکین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین نے سماعت فرمایا۔ اور اتنا پسند آیا کہ بعض اشعار پر مثل عذبات البان متمائل ہوئے پھر اُس کی شرح کی طرف ایک دو شارح ملتفت نہ ہوئے اور معمولی شراح نے اس کی شرح پر خامہ فرسائی نہ کی۔ بلکہ شیخ زادہ اور خرپوتی مفتی مدینہ خرپوت جیسے متبحر اس کی شرح فرما چکے ہیں۔ پھر بھلا میں اس کی شرح کرنے کی کیا ہمت کر سکتا تھا۔ مجھے تو درحقیقت قصیدۂ مبارکہ کے اشعار اور اُس کے تلازُمے اور استعارے ہی محوِ حیرت کر چکے تھے۔ پھر اس قصیدۂ مبارکہ کی عظمت و عزت کی یہ شان دیکھ کر اور بھی مرعوب ہو گیا کہ بہاؤالدین وزیر ملک ظاہر اس قصیدۂ مبارکہ کو ننگے سر ننگے پیر کھڑے ہو کر سُنتے۔ اور اس کی برکت سے مفادِ عظیم امورِ دینی و دُنیاوی میں حاصل فرماتے۔ اور سعد الدین فارقی آشوبِ چشم سے نابینا ہوئے۔ تو ان کو اس قصیدۂ مبارکہ کے پڑھنے کی بشارت ہوئی۔ اور اُسی کی برکت سے اُن کی روشنیٔ چشم بحال ہوئی۔ خود مؤلف قصیدہ کو دستِ مغیث الکون نے اس قصیدہ کے انعام میں فالج سے شفایاب فرمایا۔ جس کی تفصیل اپنے موقعہ پر عرض کروں گا۔

مگر بایں ہمہ

اُردو کے بہت سے شراح دیکھے۔ جنہوں نے رفاہِ عوام کے لئے قصیدہ مبارکہ کی شرح فرمائی کہیں عطر الوردہ[۱] فی شرح البردہ شائع ہوا۔ کہیں الشوارد[۲] الفردہ علی قصیدۃ البردہ طبع کیا گیا لیکن جب ان کا مطالعہ کیا۔ تو مجھ جیسے تشنہ کی سیرابی کو ایسی شروح ناکافی نظر آئیں۔ تتبع کرتا رہا۔ کہ کوئی

---

[۱] اُردو زبان میں مختصر سی شرح ہے جو مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی کی تصنیف ہے اور کئی بار چھپ چکی ہے۔ ۱۲

Marfat.com

ایسی شرح عام فہم ملے جو قصیدہ مبارکہ کے مفہوم کو کم از کم اتنا واضح کرتی ہو کہ شعر پڑھ کر مقصودِ مؤلف اور وہ عشق جو مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں موجزن ہے۔ پڑھنے والا سمجھ سکے اور اشعارِ قصیدہ سے جو اوراد کی صورت میں پنہے ہوئے ہیں اُن کو جان سکے۔ کہ قصیدہ شریف کے فلاں شعر سے میں اپنی فلاں مہم سر کر سکوں گا۔

اب تک تجسس کرتا رہا۔ مگر کوئی شرح ایسی نہ ملی جو مذکورہ امور پر حاوی ہوتی۔ خود ہمت کرتا۔ اور رہ جاتا۔ دل میں شوق متلاطم ہوتا۔ مگر پست ہمتی بے بضاعتی ہیچمیرزی و ہیچمدانی کی بھیانک صورتیں دکھا کر مایوس کر دیتی۔ آخر ش میرے دوست حاجی محمد عبداللہ صاحب نقشبندی ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ ہائی کورٹ نے جو بلا ناغہ قصیدہ شریف سننے میرے پاس تشریف لاتے تھے، میری ہمت جیت کی اور فرمایا کہ اگرچہ بازارِ سخنوری میں تاجرانِ گرانمایہ اپنی دکانیں اس کرّ و فر سے سجاتے ہیں کہ اُن کی طمطراق اور زیبائش جواہرِ سخن کے آگے اَلیسا وَلیسا جیب جاتا ہے مگر بایں ہمہ پھیری والے اپنی چھوٹی چھوٹی چیزیں فروخت کرنے کو نکل ہی جاتے ہیں۔ اور بعض چیزیں ان پھیری والوں کی بساط میں ایسی مل جاتی ہیں کہ گاہک اُس کا متلاشی ہوتا ہے۔ اور تاجرانِ بازارِ سخنوری اُسے بہم نہیں پہنچا سکتے بنا بر ایں توکلاً علی اللہ بایمار ممدوح میں نے بھی کمر ہمت باندھ لی۔ اور خاک از تودۂ کلاں بردار پر نظر کرتے ہوئے اپنی کج مج بیانی کا ماخذ شرح شیخ زادہ علامہ شیخ محی الدین محمد بن مصطفٰے قدس سرہٗ اور شرح علامہ عمر بن احمد آفندی خرپوتی شافعی مفتی[1] خرپوت کو بنایا۔ تاکہ قارئین کرام ان دو ہستیوں کی حمایت میں پاکر مجھ پر کسی قسم کی زبانِ طعن دراز نہ کر سکیں۔ شرح ہذا میں جو روایت حدیث استنباط منقول ہوگی۔ اُس کا ماخذ صرف اور صرف شرح شیخ زادہ و شرح خرپوتی ہوگا۔

---

[1] مفتی خرپوت ہونے کا ثبوت شرح قصیدہ کی آخری تقاریظ میں موجود ہے جو بعینہٖ منقول ہے۔

اوحد العلماء الاعلام و مصر دا لعظماء الفخام الالسان الکامل الجھبذ الفاضل ذو النسب الرفیع السامی صاحب الادب البدیع النامی قاموس البلاغۃ و الفصاحۃ و نبراس الافہام السید عمر افندی مفتی مدینہ خرپوت و مفید الحکام صحیح الاحکام ۱۲ منہ

Marfat.com

وھا انا اشرع فی المقصود، توکلا علی اللہ المحمود
بجاہ حبیبہ المسعود صلی اللہ
علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ
اجمعین ط

خادمِ خلائق
فقیر قادری ابو الحسنات سید محمد احمد قادری
خطیب مسجد وزیر خاں
لاہور

Marfat.com

سببِ تالیفِ قصیدہ

ناظم القصیدہ علامہ شرف الدین محمد بوصیری مصری رحمۃ اللہ علیہ مصر کے ایک قریہ بوصیر کے رئیسِ اعظم اور علومِ عربیہ کے متبحر عالم فصاحت و بلاغت میں ایسے مشہور و معروف فرد تھے کہ آپ کے زمانہ میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ اور علماءِ عصر میں ایک شہرۂ آفاق ادیب۔

ابتداءِ عمر میں آپ اپنی خداداد قابلیت اور تبحرِ علم کی وجہ سے سلاطین اسلامیہ کے مقرب و محبوب عنصر رہے۔ آپ سلاطین و اُمراء کی منقبت اور قصیدہ گوئی میں خاص طور پر حصہ لیتے۔ اور اُن کے اعداء کی ہجو میں رجز اور قصائد لکھا کرتے تھے۔

ایک روز آپ دربارِ سلطانی سے اپنے گھر تشریف لا رہے تھے کہ ایک بزرگ ملے اور انہوں نے علامہ بوصیری سے سوال کیا کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کبھی خواب میں بھی زیارت کی یا نہیں؟ آپ نے عرض کیا۔ میں آج تک حضور کی زیارت سے مشرف نہیں ہوا۔ پھر علامہ فرماتے ہیں کہ اس جواب کے بعد سے میرے دل میں حضور کا عشق اور محبت کا جذبہ اتنا متلاطم ہوا۔ کہ میں اپنے دل میں سوا اس محبت کے اور کچھ محسوس نہ کرتا تھا۔

گھر آکر جو سویا تو اُسی شب مجھے جمالِ جہاں آراء محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور میں نے حضور کو جماعتِ صحابہ کے ساتھ اس شان سے دیکھا جیسے چاند ستاروں میں۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے دل کو اُس ہستی مقدس کی محبت سے مملو اور زیارتِ بابرکت کے سرور سے محظوظ و مسرور پایا۔ اس کے بعد ایک ساعت کے لئے اُس نورِ مجسم کی محبت مجھ سے علیحدہ نہ ہوئی۔ اور عنفوانِ محبت و سرور میں میں نے چند قصیدے لکھے۔ چنانچہ قصیدہ مضریہ اور ہمزیہ اسی زمانہ کے لکھے ہوئے ہیں۔

اُس کے بعد ایک روز اچانک مجھے فالج پڑا۔ اور میرا نصف حصہ بے حس ہو گیا۔ اس مصیبت کی حالت میں میرے ضمیر نے مشورہ دیا کہ ایک قصیدہ حضور کی مدحت میں لکھوں۔ اور اُس کے ذریعہ اُس بابُ الشفاء سے اپنے لیے شفا طلب کروں۔ چنانچہ اُسی حالت میں میں نے اس قصیدہ مبارکہ کو لکھا۔

58790

Marfat.com

بعد الفراغ جب سویا تو خواب میں اُس مسیحِ کونین شفاءِ دارین کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور اسی عالمِ رویا میں میں نے یہ قصیدہ حضور کے سامنے پڑھا۔ بعد اختتامِ قصیدہ میں نے دیکھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے اعضاءِ حقیرہ پر اپنے دستِ نوری کو پھیر رہے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے کو بالکل صحتیاب پایا۔ اس خوشی اور فرحت ومسرت میں علی الصباح میں اپنے گھر سے نکلا۔ تو راستہ میں شیخ ابوالرجاء الصدیق ملے۔ جو اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔ اور مجھے فرمانے لگے۔ اے امام وہ قصیدہ سناؤ جو حضور کی مدحت میں تم نے تالیف کیا ہے۔ چونکہ اس قصیدہ شریف کا علم سوا میرے کسی کو نہ تھا۔ میں نے اُن سے عرض کیا۔ حضرت کون سا قصیدہ آپ چاہتے ہیں۔ میں نے حضور کی مدحت میں اکثر قصائد لکھے ہیں۔

شیخ ابوالرجاء نے فرمایا۔ وہ قصیدہ سناؤ جس کا مطلع یہ ہے۔

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِي سَلَمٍ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرَىٰ مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ

میں نے حیرت سے عرض کیا۔ یا ابا الرجاء من این حفظتھا۔ اے ابوالرجاء! یہ قصیدہ آپ نے کہاں سے یاد کیا۔ میں نے یہ قصیدہ سوا اپنی سرکار کے کسی کو اب تک نہیں سنایا ہے۔ نہ کوئی شخص اس وقت تک میرے پاس آیا جس کو یہ قصیدہ میں نے سنایا۔ ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ لقد سمعتھا البارحۃ تنشد ھا بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یتمایل ویتحرک استحسانا تحرک الاغصان المثمرۃ بھبوب لنسیم الریاح۔ اے بوصیری یہ قصیدہ گذشتہ رات میں نے اُس وقت سنا۔ جب تم دربارِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کر رہے تھے۔ اور حضور اس قصیدہ کو سن کر اظہارِ پسندیدگی کے لئے پھلوں سے بھری ہوئی ڈالی کی طرح ایسے تمایل وتحرک فرما رہے تھے۔ جیسے وہ ڈالی نسیمِ ریاح کی حرکت سے ہلنے لگتی ہے۔ بوصیری فرماتے ہیں۔ کہ یہ سن کر میں نے علی الفور وہ قصیدہ اُن کی خدمت میں پیش کیا۔ بس اس کے بعد شہر بھر میں یہ خبر عام ہو گئی۔

صاحب الشوارد الفردہ اتنا اور زیادہ لکھتے ہیں کہ شدہ شدہ یہ خبر ملک الظاہر کے وزیر بہاؤالدین تک پہنچی۔ اُنہوں نے قصیدہ شریف کی نقل لی اور عہد کیا کہ اس قصیدہ مبارکہ کو روزانہ

Marfat.com

برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑے ہو کر سنوں گا۔ چنانچہ اس کی برکت سے اُن کے دین و دُنیا کے بہت سے کام پورے ہوئے اور مصیبتیں فرو ہوئیں۔ پھر سعد الدینؒ فارقی وزیر موصوف کے فرمان نویس کو آشوب چشم ہوا حتیٰ کہ بصارت جاتی رہی کا اندیشہ ہو گیا۔ خواب میں کسی نے کہا کہ بہاؤ الدین سے بردہ لے کر آنکھوں سے لگا۔ وہ گئے، اور خواب بیان کیا۔ بہاؤ الدین نے کہا بردہ تو معلوم نہیں ہاں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نعت میرے پاس ہے۔ جو شفاء امراض میں خاص اثر رکھتی ہے۔ چنانچہ سعد الدین نے وہ قصیدہ لیا آنکھوں سے لگایا اور پڑھا۔ علی الفور صحت یاب ہو گئے۔ ایسا ہی صاحب عطر الوردہ نے نقل کیا۔

اس تذکرہ سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ ناظم فاہم علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بہاؤ الدین وزیر کے ہمعصر تھے۔ اور بہاؤ الدین وزیر ۵۸۱ھ کے اندر دادی نخلہ میں پیدا ہوئے۔ جو حوالی مکہ مکرمہ میں ہے۔ اور ۶۷۷ھ میں بمقام قاہرہ وصال فرمایا۔ اور آپ کی عمر کا اکثر حصہ حلب، دمشق اور قاہرہ میں گزرا۔ بہاؤ الدین وزیر خود بھی اچھے شعراء میں مانے جاتے تھے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی ۶۹۴ھ وفات معلوم ہوتی ہے۔

اس لئے کہ عقیدۃ الشہدہ شرح قصیدۃ البردہ للخرپوتی کے سرنامہ پر یہ عبارت موجود ہے:-

"فان قصیدۃ البردۃ الموسومۃ بالکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ للشیخ شرف الدین ابی عبد اللہ محمد بن سعید الدولاصی ثم البوصیری المتوفی سنۃ اربع وتسعین وستمائۃ"

گویا یہ قصیدہ مبارکہ کم از کم سات سو نو برس یا اس سے کچھ زائد مدت سے صوفیاء و اولیاء کملا میں معمولاً جاری ہے اور بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ اندازاً عمر قصیدہ عرض کی ہے۔ ممکن ہے اس سے بھی زائد مدت کا ہو۔ اس لئے کہ بہاؤ الدین وزیر ملک الظاہر کے عہد میں اس کا وجود تھا۔ اور وہ اسے ننگے سر ننگے پیر کھڑے ہو کر سنتے تھے۔ اور اس سے بہت سی مہمات حل کراتے۔ اور اس کی برکت سے مرادِ دلی حاصل فرماتے تھے۔

لہ متوفی ۶۹۱ھ

وجہ تسمیہ قصیدۃ البردہ

فالج سے صحت آشوب چشم کی شدت سے نجات، امور ملکی دینی دنیوی کی مہمات کا حل تو اس کی برکت سے ظاہر ہے۔ جیسا کہ عرض ہو چکا۔ اس بنا پر صاحب عطر الوردہ نے لکھا:-

"انّ البردة الثوب المخطط کما فی القاموس والناظم قدس سرہ یذکر فیہا المضامین المختلفة فتارة یذکر الصبابة ولوازمہا من الاشواق والاحزان ومرة یتجرد من نفسہ مخاطباً ویحاورہ عتاباً ویخاطبہ سوالاً وجواباً وطوراً یعترف بالتقصیر ویعتذر عنہ وحیناً یحذر عن مکائد النفس ویعظ الناس وساعة یتشبث بالرجاء ویستغیث ویستشفع بہ صلی اللہ علیہ وسلم ووقتاً یمدحہ علیہ السلام ویشرح کمالاتہ الذاتیة والمکتسبة ویبین معجزاتہ الظاہرة الباہرة ویذکر فضائل اصحابہ باتم بیان الی غیر ذالک فکانہ لکل مضمون لون عجیب فائق یشبہ کل مضمون بخط حسن الہیئة الرائق فشابہت القصیدة ببردة مخططة فسمیت بہا۔"

خلاصہ یہ کہ لغت میں بردہ دھاری دار کپڑے کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ اس قصیدہ میں ناظم فاہم نے مختلف مضامین کی آرائش کی ہے۔ کہیں بادِ صبا سے مخاطبہ، کہیں اظہارِ شوق و ذوق کہیں غمِ ہجر کی داستان، کہیں تنہائی کا شکوہ کہیں نفسِ امارہ پر عتاب کہیں مدعی مدعا علیہ کے سوال وجواب، کہیں اعترافِ قصور۔ کہیں عذر خواہی، کہیں نفس کے مکروں سے ڈرانا، کہیں عوام و خواص کو وعظ سنانا، کہیں دربارِ رسالت میں استغاثہ، کہیں سرکارِ مدینہ کے حضور میں استشفاع۔ کہیں مدحت و مناعت کہیں شرح کمالاتِ ذات، کہیں اظہارِ معجزات، کہیں فضیلتِ صحابہ، کہیں مارِ نحستِ عذابِ[1]

---

[1] یہ آخری شعر ہے قصیدہ بردہ شریف کا جس کا ترجمہ ہے:- تیری رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک بادِ صبا (پروا کی ہوا) درختِ بان کی شاخوں کو ہلاتی رہے جب تک اونٹوں کو شتربان اپنے نغموں سے مست کرتا رہے۔ ۱۲

Marfat.com

البان ریح صبا، کہیں واطرب العیس حادی العیس بالنغم تو گویا یہ مختلف مضامین ثوب عشق و محبت پر خط ہیں۔ اس بنا پر اس قصیدہ مبارکہ کا نام قصیدہ بردہ رکھا گیا۔

۲۔ بعض نے کہا کہ بردہ ایک اسم ہے جس سے ٹھنڈک حاصل کی جائے اور اس کا ماخذ برد ہے جس کے معنی سوہان، سوئیدن اور راست کردن کے ہیں۔ تو چونکہ اس قصیدۂ مبارکہ کے الفاظ حشو وزوائد سے مصئون، لوازمات شاعری سے مزین ہیں۔ اور اس کے پڑھنے سے قلب میں برودت اور صفائی پیدا ہوتی ہے۔ بنا بر ایں اسے قصیدہ بردہ کہا گیا۔

۳۔ اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ بردۃ ماخوذ برد سے ہو۔ یعنی ترویح وتنفیس اور ملائمت بالخیر۔ جیسے عُرفِ عرب میں کہتے ہیں۔ بَرَدَ امرنا یعنی صلح وحُسن، تو چونکہ یہ قصیدۂ مبارکہ حصولِ صفاء روح اور بسبب راحتِ قلبِ قاری ہے۔ اس لئے اسے بردہ کہا گیا۔

۴۔ چوتھی وجہ میں لکھتے ہیں۔ قیل القی علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بردتہ المبارکۃ فی النوم عند سماع القصیدۃ فعوفی لساعتہ۔ یعنی کہا جاتا ہے کہ جب یہ قصیدہ خواب میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کو سُنایا۔ تو حضور نے اپنی بردیمانی اُن پر ڈالی تو علی الفور آپ کو صحتِ کاملہ حاصل ہو گئی۔

۵۔ اور شرح شیخ محی الدین محمد بن مصطفےٰ المعروف بہ شیخ زادہ میں اس طرح ہے۔ ثم قصۃ وصول البردۃ من الحضرۃ للصلۃ مشھورۃ وحکایۃ ما شوھد من آثار برکاتھا فی الکتب مسطورۃ واشتھار شانھا الحبیب عند جماھیر الانام اغنانی من الکفار فی وصفھا واطالۃ الکلام۔ یعنی قصہ بردیمانی عطا ہونے کا دربارِ رسالت سے مشہور ومعروف ہے۔ اور حکایاتِ عجائب وغرائب اس قصیدہ کے کتابوں میں مسطور ہیں۔ اور شہرت جماہیر انام میں اس قصیدہ کی اس قدر ہے کہ اس نے ہمیں اس کے فضائل زیادہ بیان کرنے سے مستغنی کر دیا۔ اور اطالتِ کلام سے بچا لیا۔

۶۔ علاوہ ازیں عطر الوردہ میں سعد الدین الفارقی کی آشوب چشم میں پریشانی لکھتے ہوئے لکھا ہے۔ فرآی فی المنام قائلاً لہ امض الی الصاحب بھاؤ الدین وخذ منہ البردۃ واجعلھا علیٰ عینیك تبرء بھا۔ یعنی سعد الدین نے خواب میں دیکھا۔ کہ

بہاؤالدین کے پاس جا۔ اور بردہ لے کر آنکھوں سے لگا۔ ابھی صحت یاب ہو جائے گا۔

فجاء الی الصاحب وقص علیه مارائ فقال ما عندی شیئ یقال له البردة و انما عندی مدیح رسول الله صلی الله علیه وسلم نستشفی بها فاخرجه و وضعها علی عینیه وقرء وهو جالس فشفاه الله تعالیٰ من الرمد لوقتہ تو سعدالدین اپنے حاکم بہاؤالدین کے پاس آئے اور خواب بیان کیا۔ بہاؤالدین وزیر نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایسی شے نہیں۔ جسے بردہ کہا جاتا ہے۔ مگر ایک نعت حضورؐ کی ایسی مقبول ہے کہ اُس سے اللہ مریضوں کو شفا دیتا ہے اور وہ قصیدہ نکال کر اُن کی آنکھوں سے لگایا اور سنایا۔ اُسی وقت خدا نے صحت عطا فرمائی۔ اقول وباللہ التوفیق۔

اس واقعہ سے یہ امر ثابت ہوا۔ کہ اس قصیدہ مبارکہ کا نام بردہ تو عالم ارواح ہیں اولیاء و کُملا کے اندر مشہور تھا۔ لیکن بہاؤالدین وزیر کو اس کا علم اس سے زائد نہ تھا کہ وہ اس قصیدہ کو نعت شریف جانتے تھے۔

بہر حال قصیدہ شریف کا نام قصیدہ بردہ پانچ توجیہات سے تو توجیہاً مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور شیخ زادہ کے قول کے مطابق یہی نام مشہور و معروف ہے۔

عام اس سے کہ ردا مبارک عطا کی گئی ہو۔ یا مناسبت مضمون کے اعتبار سے ہی اس نام سے مسمّیٰ ہوا ہو۔ بہر حال یہ قصیدہ، قصیدہ بردہ شریف کے نام سے مشہور رہے۔

اور قصیدہ کی پسندیدگی پر عطاء بردیمانی بعید از عطا بھی نہیں۔ اس لئے کہ قصیدہ بانت سعاد جب حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد بارگاہِ رسالت میں بغرض عفو تقصیرات پیش کیا اور دربارِ رسالت میں سنانا شروع کیا تو جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ اس شعر پر پہنچے

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَضَآءُ بِہٖ
مُھَنَّدٌ من سیوف اللہ مسلول !

"یعنی ہمارے حضور یقیناً برہنہ تلوار ہیں۔ اور اس کی چمک سے نورِ ہدایت عالم میں عام پھیل رہا ہے۔"

تو حضور نے بردیمانی کعب کو عطا فرمائی۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ حضرت کعب نے مھنّدٌ من سیوف الھند مسلول کہا تھا اس لئے کہ ہندوستان کے لوہے کی تلواریں عرب میں بہت مشہور تھیں۔ تو حضور نے سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ فرما کر اصلاح کی۔ اور یہ چادر ایک مدت تک آپ کے گھرانہ میں تبرکاً رہی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس ردائے مبارک کو دس ہزار درم میں لینا چاہا مگر حضرت کعب نے عطائے سرکار کے بدلے درم و دینار پسند نہ کئے۔ آخرش ورثائے کعب سے بعد وفات کعبؓ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار درم کو خرید لیا۔ اور اُن کے بعد خاندانِ عباسیہ میں بھی یہ تبرکاً رہی۔ اور تاجپوشی کے وقت خلیفہ کے شانوں پر ڈالی جاتی تھی۔ پھر فتنۂ تاتاریہ میں یہ چادر شریف مفقود ہو گئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قصیدہ کی بخششوں میں دربارِ رسالت سے عطا ردا رہوئی ہے اور بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اگر عطا ہوئی ہو۔ تو تعجب نہیں۔

لہٰذا قصیدہ بردہ کا نام رِدا اور بردِ یمانی سے منتسب ہونا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آدابِ قرأتِ قصیدۂ مبارکہ

اوّل ایک نکتۂ عجیبہ مرکوزِ خاطر رہے۔ کہ اس قصیدہ مبارکہ کی ابتدا میں ایک بشارتِ خاص ہے۔ اور اختتامِ قصیدہ میں اُس بشارت کا نتیجہ ہے جو بزبانِ حال بتا رہا ہے کہ اس قصیدہ کا ملازم ہمیشہ امن میں رہ کر فرح و طرب کے قلعہ حصین میں محفوظ رہے گا۔

چنانچہ اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ میں اَمِنْتَ نکلتا ہے۔ جس کے معنی ہیں تو امن میں آگیا۔ اور قصیدہ میں ہے۔ وَاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمِ تو امن و امان کا نتیجہ طرب و فرحت ہے۔ گویا قصیدہ مبارکہ اَمِنْتَ شروع کرنے والے کو سُنا کر ختم پر خیریت کی بشارتِ عظمیٰ دیتا ہے[1]۔

---

[1] یہ مضمون قصیدہ بردہ کے پہلے اور آخری شعر کی شرح میں صاحب عطر الوردہ نے بھی درج کیا ہے ۱۲

اس قصیدہ مبارکہ کے آداب تلاوت میں اوحد العلماء الاعلامؒ و مفرد العظماء الفخامؒ الانسان الکاملؒ الجہبذ الفاضل ذو النسب الرفیع السامیؒ صاحب الادب البدیع النامی قاموس البلاغۃ و الفصاحۃ و نبراس الافہامؒ السید عمر افندی مفتی مدینۃ خرپوت و مفید الحکام صحیح الاحکام فرماتے اور فتوٰی دیتے ہیں۔ کہ اس قصیدہ کے پڑھنے میں چند شروط و آداب کا لحاظ لازمی ہے۔ ورنہ اگر نتیجہ میں فائدہ نہ ظاہر ہو تو قصیدہ کی بے اثری نہ سمجھی جائے بلکہ اپنی غلطی پر اُس کو محمول کرے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ امام غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس قصیدہ مبارکہ کو ہر رات پڑھا کرتے۔ تاکہ اس کی برکت سے زیارت سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم حاصل کریں۔ ایک مدت تک پڑھا۔ مگر زیارت سے مشرف نہ ہوئے تو انہوں نے اپنے شیخ کامل کی خدمت میں عرض کیا کہ اس میں کیا راز ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ لعلك لا تراعی شرائطھا غزنوی شاید تو اس کی شرائط کی رعایت نہیں کرتا۔ علامہ غزنوی نے عرض کیا لا بل اراعیھا۔ نہیں حضور میں خاص رعایت اور توجہ سے پڑھتا ہوں۔ فراقب الشیخ تو اُن کے شیخ نے مراقبہ کیا۔ اور فرمایا۔ وقفت علی سرہ وھو انك لا تصلی بالصلوٰۃ التی صلی بھا الامام البوصیری اذ ھو یصلی علیہ علیہ السلام بقولہ ؎

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

غزنوی زیارت نہ ہونے کا جو راز ہے۔ وُہ معلوم ہو گیا۔ وہ یہ ہے کہ تم وُہ درود نہیں پڑھتے جو امام بوصیری نے حضورؐ پر اس قصیدہ کو سُناتے ہوئے پڑھا تھا۔ اور وُہ درود یہ ہے ؎

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اور اس قصیدہ میں اس درود کا پڑھنا ہی خاص سر ہے۔ اس کے سوا اور کوئی درود نہ ہو۔ چنانچہ شرائط قرأت میں اوّل یہ ہے کہ

(۱) باوضو ہو۔

(۲) قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھ کر پڑھے۔

(۳) تصحیح الفاظ میں خاص کوشش کرے اور زیر زبر کا لحاظ رکھے۔

(۴) جو شعر پڑھے۔ اُس کے معنی کو سمجھتا ہو اس لئے کہ دُعا کے لفظوں کو اگر نہ سمجھتا ہو۔ تو اس

Marfat.com

کی تاثیر جاتی رہتی ہے۔ جیسا کہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ حزب الاعظم میں فرمایا:-

'فعلیک بحفظ مبانیہ والتامل فی معانیہ'

(۵) ہر شعر کو شعر کی طرح پڑھا جائے نہ کہ نثر کی طرز پر۔

(۶) تمام قصیدہ اوّل حفظ ہو۔ پھر معمولاً پڑھے۔

(۷) جو اس کی قرأت کرے۔ اور ورد بنائے۔ وہ پہلے اجازت کسی ماذون سے حاصل کرے۔

(۸) قصیدہ کے اوّل اور آخر میں مخصوص وہ درود پڑھا جائے جو امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے سرکارِ والا میں پڑھا تھا یعنی

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

یہ شرائط علامۃ الفہامہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ کے شارح شیخ خرلوتی مفتی مدینہ خرلوتی نے اپنی شرح میں نقل فرمائیں اور صاحب الشوارد الفردہ نے سلسلہ سہروردیہ کے قاعدہ کے تحت طریق تلاوت یوں لکھا ہے کہ مجھ کو اپنے والد ماجد میر سید علی بخاری سہروردی علیہ الرحمۃ سے اس کی اجازت ہے۔ طریق تلاوت یوں لکھا ہے کہ :-

(۱) جس دن شروع کرنا ہو۔ حسبِ مقدور ایک یا چند محتاجوں کو کھانا کھلائیں۔ اور کھانا شیریں نمکین دو طرح کا ہونا چاہیئے۔ اوّل اُس کھانے پر حضور کی وساطت سے مصنف قصیدہ کی فاتحہ ہو۔

(۲) صاف اور خوشبودار لباس پہن کر قصیدہ شروع کیا جائے۔

(۳) جس شعر میں حضور کا نام نامی آئے اُس کی تین بار تکرار کی جائے اور درود پڑھا جائے۔

(۴) وقتِ معین پر روزانہ کا ورد رہے۔

(۵) مقدرت ہو تو ہر ماہ کے آغاز میں طریق مذکور پر کھانا کھلایا جائے۔

(۶) قصیدہ شروع کرنے سے اوّل یہ درود شریف پڑھا جائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِلْأَ الدُّنْیَا وَمِلْأَ الْاٰخِرَۃِ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِلْأَ الدُّنْیَا وَمِلْأَ الْاٰخِرَۃِ وَارْحَمْ سَیِّدَنَا مُحَمَّدً

مِّلْأَ الدُّنْيَا وَمِلْأَ الْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ
يَا جَارَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ يَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ يَا عِمَادَ مَنْ لَّا عِمَادَ لَهٗ يَا سَنَدَ
مَنْ لَّا سَنَدَ لَهٗ يَا ذُخْرَ مَنْ لَا ذُخْرَ لَهٗ يَا حِرْزَ الضُّعَفَاءِ يَا كَنْزَ الْفُقَرَآءِ
يَا عَظِيْمَ الرَّجَاءِ يَا مُنْقِذَ الْهَلْكٰى يَا مُنْجِيَ الْغَرْقٰى يَا مُحْسِنُ يَا مُجْمِلُ يَا مُنْعِمُ
يَا مُفْضِلُ يَا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ يَا مُنِيْرُ اَنْتَ الَّذِیْ سَجَدَ لَكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَضَوْءُ
النَّهَارِ وَشُعَاعُ الشَّمْسِ وَحَفِيْفُ الشَّجَرِ وَدَوِیُّ الْمَاءِ وَنُوْرُ الْقَمَرِ يَا اَللّٰهُ
اَنْتَ اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ وَاَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضْلَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَاَفْلِجْ
حُجَّتَهٗ وَاَبْلِغْهُ مَامُوْلَهٗ فِیْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاُمَّتِهٖ ـ

(۷) قصیدہ ختم کرکے یہ دعا پڑھی جائے :-

اَللّٰهُمَّ احْرُسْنِیْ بِعَيْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاكْفِنِیْ بِرُكْنِكَ الَّذِیْ
لَا يُرَامُ وَارْحَمْنِیْ بِقُدْرَتِكَ عَلَیَّ فَلَا اَهْلِكُ وَاَنْتَ رَجَائِیْ فَكَمْ
مِّنْ نِّعْمَةٍ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ قَلَّ لَكَ بِهَا شُكْرِیْ وَكَمْ مِّنْ بَلِيَّةٍ
ابْتَلَيْتَنِیْ بِهَا قَلَّ لَكَ بِهَا صَبْرِیْ فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُكْرِیْ فَلَمْ
يَحْرِمْنِیْ وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِیْ فَلَمْ يَخْذُلْنِیْ وَيَا مَنْ رَاٰنِیْ
عَلَى الْخَطَايَا فَلَمْ يَفْضَحْنِیْ يَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ لَا يَنْقَضِیْ اَبَدًا وَيَا
ذَا النَّعْمَاءِ الَّتِیْ لَا تُحْصٰى اَبَدًا اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبِكَ اَدْرَءُ فِیْ نُحُوْرِ الْاَعْدَاءِ وَالْجَبَابِرَةِ
اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ
فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ ـ اٰمِيْن بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ؁

Marfat.com

قصیدہ بردہ کا وزن شعری

یہ قصیدہ بحر لبسیط میں ہے اور بحر لبسیط علم عروض میں یہ ہے :-
مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ۔

اس میں پہلا فاعلن کہیں کہیں فَعْلُنْ پڑھا جاتا ہے اور دوسرا فَاعِلُنْ ہر جگہ فَعِلُنْ بالزحاف پڑھا جائے گا۔ اسے علم عروض کی اصطلاح میں قطع کہتے ہیں اور مُسْتَفْعِلُنْ کا پہلا رکن کہیں کہیں مَفَاعِلُنْ کے وزن پہ آیا ہے۔ اس قسم کے زحاف کو خبن کہتے ہیں۔

سید ابن معتوق متوفی ۱۰۸۷ھ نے اس قصیدہ کے مقابلہ میں ایک قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے ؎

لا برّنی الحبّ یا اھل الھویٰ نسمی ولا وفت للعلی ان خنتکم ذممی !

'یعنی اے محبت والو! میں تم سے خیانت کروں تو میرا ایمان وفا کبھی صحیح نہ نکلے۔ اور ترقی کے مدارج پر فائز ہونے کا عزم کبھی پورا نہ ہو'

اگرچہ شاعرانہ بندش میں یہ قصیدہ بھی کم نہیں لیکن بوصیری کے جذبات سے جب اس کا تقابل کیا جاتا ہے تو انصاف یہی کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ چہ نسبت خاک را عالم پاک۔ بہر حال محنت بہت کی ہے۔ لیکن بوصیری کے جذبات اور تلاطم عشق کی کیفیت جو اشعار قصیدہ میں موجزن ہے وہ ابن معتوق کو میسر نہ ہوئی۔ باقی علمی لطافت زبانی فصاحت کا ہمیں انکار نہیں۔

اب ہم اول اُن چند اشعار کو قصیدہ سے مقتبس کر کے نذر ناظرین کرتے ہیں جو بطور وظیفہ پڑھنے سے حل مرادیں اکسیر اعظم ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں۔ جسے مفتی مدینہ خرپوتی شارح قصیدہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور بعض وہ ہیں۔ جو ہمارے مشائخ کرام سے ہم تک پہنچے۔ وھو ہذا۔

منتخب اشعار قصیدہ بُردہ برائے حصول مرام

ہدایت خواندن شعر برائے حصول مرام

(۱) مندرجہ ذیل اشعار میں سے جو شعر پڑھا جائے۔ اُس کے اول آخر تین بار یہ درود شریف ضرور پڑھا جائے ؎

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ !

(۲) جو شعر پڑھا جائے۔ اُس کی زیر زبر اور صحت الفاظ کا خاص لحاظ رکھا جائے۔

(۳) خشوع و خضوع سے با وضو رو بقبلہ بیٹھ کر پڑھا جائے۔

(۴) اول کچھ فاتحہ بتوسل سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی ہو۔

خواص از شرح خرپوتی

ضُعفِ قلب و غمگینی و تنگی نفس کے لئے یہ شعر مبارک حروفِ مقطعات میں سیب پر لکھ کر کھلائیں۔ چند روز کھلانے سے صحت ہو گی۔ اور اگر شیشہ کے برتن پر شعر لکھا جائے اور دھو کر پلایا جائے تو ضیق النفس کو عجیب الاثر ہے۔ ؎

لَوْلَا الْهَوٰی لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰی طَلَلٍ ۔ وَلَا اَرِقْتَ لِذِکْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

تنبیہ

حروفِ مقطعات لکھنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ مرکب حروف کو علحدہ علحدہ لکھا جائے حسبِ طریقۂ ذیل:۔

ل و ل اا ل ہ و ی ل م ت ر ق د م ع ا ع ل ا ط ل ل - و ل اا ر ق ت ل ذ ک ر
ا ل ب ا ن و ا ل ع ل م +

خواص ایضاً منہ

برائے قضاءِ حاجات و حصول مرادات تین بار یہ شعر پڑھ کر کام شروع کرے۔ انشاء اللہ

Marfat.com

حاجت ومقصد پورا ہو۔

فَکَیفَ تُنکِرُ حُبًّا بَعدَ مَا شَھِدَت ٭ بِہٖ عَلَیکَ عُدُولُ الدَّمعِ وَالسَّقَمِ

خواص ایضاً منہ

(۱) اگر اپنی بیوی کی طرف سے کسی رازِ مخفی کا وہم ہو۔ تو اس شعر کو لیموں کے پتے پر لکھ کر جب کہ وُہ سو رہی ہو۔ اُس کے سینہ پر رکھ دیں لیکن یہ خیال رہے کہ بائیں چھاتی پر رکھیں تو وہ سوتے ہوئے سب کچھ ظاہر کر دے گی۔

(۲) اور اگر کسی پر چوری کا شبہ ہو تو شعر مذکور مینڈک کی رنگی ہوئی کھال پر لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے اور اُس سے سوال کرے۔ وُہ دہشت زدہ ہو کر علی الفور اقرارِ جرم کرے گا۔ باذن اللہ تعالیٰ۔

نَعَم سَرٰی طَیفُ مَن اَھوٰی فَاَرَّقَنِی ٭ وَالحُبُّ یَعتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالاَلَمِ

خواص ایضاً منہ

برائے مقہوری اعدا رگول کاغذ پر یہ شعر مدور سطر میں لکھ کر اپنے صافہ کے اندر رکھے۔ اور پیشانی کی طرف یہ شعر رہے۔ انشاء اللہ دُشمن ذلیل ہو۔ اور خود اُس کے شر سے محفوظ رہے ؎ عمامہ

مَحَّضتَنِی النُّصحَ لٰکِن لَّستُ اَسمَعُہٗ ٭ اِنَّ المُحِبَّ عَنِ العُزَّالِ فِی صَمَمِ

خواص ایضاً منہ

برائے مقہوریٔ اعدا رگول کاغذ پر یہ شعر مدور سطر میں لکھ کر اپنے عمامہ میں اس طرح رکھے کہ پیشانی کی طرف یہ نقش رہے۔ انشاء اللہ شرِ عدو سے محفوظ و مصئون رہے گا۔ اور اگر مطالعہ کتب سے جی گھبرائے اور مضمون کتاب سمجھ میں نہ آئے تو یہ شعر ایک سو انیس بار پڑھ کر مطالعہ کرے۔ انشاء اللہ کتاب حل ہو گی ؎

وَاستَفرِغِ الدَّمعَ مِن عَینٍ قَدِ امتَلَأَت ٭ مِنَ المَحَارِمِ وَالزَمْ حِمیَۃَ النَّدَمِ

خواص ایضاً منہ

مصر علی العصیان کی اصلاح کے لئے یہ عمل عجیب الاثر ہے۔ مندرجہ ذیل شعر ایک کاغذ پر بعد نماز جمعہ لکھ کر گلاب کے عرق سے دھو کر پلائیں۔ اور اُسی جگہ روبقبلہ بٹھائیں اور خشوع و

Marfat.com

خضوع سے بارگاہِ الٰہی میں دُعا، توفیق توبۃ النصوح کرائیں۔ عصر و مغرب وہاں ہی پڑھی جائے۔ عشار تک اسی طرح صلوٰۃ وسلام بخشوع وخضوع پڑھا جائے۔ تو انشاء اللہ ہر قسم کے کبائر سے محفوظ رہے ۵

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَّ لَا حَكَمًا فَاَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

خواص ایضاً منہ

برائے حاجاتِ دینی و دنیوی یہ بیت مبارک ایک مجلس میں ایک ہزار ایک مرتبہ معہ اوّل آخر درود وقصیدہ گیارہ گیارہ بار پڑھے۔ انشاء اللہ ایک ہی مجلس کے پڑھنے سے مراد پوری ہو۔ اور اگر اتنی مقدار نہ پڑھ سکے تو میرا تجربہ ہے کہ ہر وقت پڑھتا رہے۔ تو بھی اس کی برکات سے محروم نہیں رہتا۔ بفضلہ تعالیٰ مراد پوری ہوتی ہے ۵

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ !

خواص ایضاً منہ

برائے آسانی سکراتِ موت بالین مریض پر پڑھیں۔ اگر وقت پورا ہو چکا ہے۔ موت آسانی سے ہوگی۔ ورنہ شفاء عاجل حاصل ہو۔ ۵

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَهٗ اٰيَاتُهٗ عِظَمًا اَحْيَى اسْمُهٗ حِيْنَ يُدْعٰى دَارِسَ الرِّمَمِ

خواص ایضاً منہ

جنگل یا آبادی میں جب کہ وحوش وسباع کا خطرہ ہو۔ تو یہ شعر سات بار یا نو بار پڑھ کر اپنے گرد انگشتِ سبابہ[1] سے حصار کرلے۔ انشاء اللہ دائرہ کے اندر وُہ وحشی داخل نہ ہو سکے گا بلکہ اگر سبُع[2] مزاج کا انسان بھی ہوگا۔ تو اُس سے بھی محفوظ رہے ۵

وِقَايَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَةٍ مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

خواص ایضاً منہ

سفر میں جاتے ہوئے یہ بیت مُبارک ایک کاغذ پر لکھ کر پہلا مصرع اپنے گھر میں رکھ دے۔

---

[1] شہادت کی اُنگلی سے اپنے گرد دائرہ لگالے ۱۲ [2] درندہ صفات یعنی ظالم ۱۲

Marfat.com

اور دوسرا مصرع اپنے ساتھ سفر میں لے جائے۔ انشاء اللہ بعافیت گھر واپس آئے ؎

مَا سَامَنِی الدَّھرُ ضَیْمًا وَاسْتَجَرْتُ بِہٖ اِلَّا وَنِلْتُ جِوَاراً مِنْہُ لَمْ یُضَمِ

خواص الضمانہ

اگر کسی عورت نے مرد کو باندھ دیا ہو۔ یعنی اُس کے سوا کسی سے مجامعت کے قابل نہ ہو سکتا ہو۔ تو تین انڈے مُرغ کے جوش دے کر چھیلے اور دو انڈوں پر حروف مہملہ میں پہلا مصرع اس طرح لکھے۔ کہ دونوں انڈوں کے چاروں طرف حروف پُر ہو جائیں۔ اور دوسرا مصرع تیسرے انڈے پر اُسی طرح لکھ کر پہلے مصرع کے دونوں انڈے خود کھالے۔ اور تیسرا انڈا عورت کو کھلا دے۔ انشاء اللہ کھل جائے گا اور سحرِ سفلی جو اُس پر کیا گیا ہے۔ رد ہو جائے گا۔ ؎

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ

یہ اشعار تو وہ ہیں جو علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح میں خاص طور پر بیان فرمائے اب وہ اشعار نذرِ ناظرین ہیں جو ہمارے اجداد کرام سے ہمارے خاندان میں عملاً معمول ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

خواص

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ سے فَمَا لِعَیْنَیْکَ اِنْ قُلْتَ تک تین شعر ہوتے ہیں۔
ان تینوں اشعار کو اگر شیشہ کے برتن پر لکھ کر مینہ کے پانی سے اُس جانور کو پلایا جائے جو تابعِ فرمان نہ ہو۔ تو علی الفور مطیع ہو جائے۔

اور اگر یہ تینوں شعر ہرن کی جھلی پر لکھ کر لکنت والے کے بازو پر باندھ دیں تو رکاکتِ لسانی دور ہو۔ اور بعون اللہ تعالیٰ فصیح اللسان ہو جائے۔

خواص بیت

جس شخص کے دل میں حُزن و ملال یا تنگی ہو۔ اور مکدر رہتا ہو۔ اُسے یہ بیت مبارک حروفِ مقطعہ میں سیب پر لکھ کر کھلائیں۔ انشاء اللہ رفع مرض ہوگا۔ اور اگر شیشہ پر لکھ کر دھو کر پلادیں تو بھی مفید ہوگا۔ لیکن تفاح یعنی سیب پر لکھ کر دینا زیادہ مفید ہے ؎

Marfat.com

۵ فَکَیفَ تُنکِرُ حُبًّا بَعدَ مَا شَهِدَت ... بِہٖ عَلَیکَ عُدُولُ الدَّمعِ وَالسَّقَمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ ... وَالفَرِیقَینِ مِن عُربٍ وَّمِن عَجَمٍ

یہ بیت مبارک ہر قسم کے آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کریں اور چینی پر لکھ کر پلائیں تو چند روز میں شفا حاصل ہو۔ بلکہ اس کا تعویذ لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔

Marfat.com

دفع دخل مقدر

یہ اعتراض علامہ بوصیری پر محض زائد ہوگا۔ کہ انہوں نے قصیدہ کی ابتدار بغیر بسم اللہ و حمد کیوں کی۔ اس لئے کہ علامہ خرلوتی فرماتے ہیں کہ وقد سمع من بعض العرب ان الناظم الفاهم ذکرها فی بیت مستقل وهو قوله۔ بعض عرب سے مسموع ہے۔ کہ ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ نے حمد و نعت ایک مستقل شعر میں فرمائی ہے اور وہ یہ ہے ؎

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِئِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمِ

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ شعر قصیدہ کے مطلع کا نہیں۔ تو ممکن ہے کہ قصیدہ کے پہلے شعر کا ہمزہ امن تذکر میں اشارۃ الحمد کا مخفف ہو جیسا کہ ارباب تصوف میں مشہور ہے۔

اور اگر یہ بھی مسلّم نہ ہو۔ تو بھی اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ اس لئے کہ حمد و نعت کے متعلق جو احادیث ہیں تاکید ہے۔ وہ ذکر لسانی کی ہے نہ کہ کتابت کی۔ بنا براین ممکن ہے کہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے انشاءِ قصیدہ فرماتے ہوئے زبانی حمد و نعت کر لی ہو۔ علاوہ ازیں ایک بات اور بھی ہے۔ کہ شرائط ورد میں پہلے بتایا گیا ہے کہ قصیدہ شروع کرنے سے قبل یہ درود تین بار ضرور پڑھا جائے۔ اور یہ درود وہ ہے جو ناظم فاہم نے دربارِ رسالت میں عرض کیا ؎

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اس میں ذکر الٰہی اور صلوٰۃ علیٰ رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ بہر حال یہ اعتراض محض زائد ہے اور کسی طرح علامہ فاہم رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں پڑتا۔

ابوالحسنات قادری

خطیب مسجد وزیر خان لاہور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

شرح بردہ

فصلِ اوّل ــــ یادِ محبوب اور مذاکرۂ صبا

(۱)
اَمِنۡ تَذَکُّرِ جِیۡرَانٍ بِذِیۡ سَلَمٖ
مَزَجۡتَ دَمۡعًا جَرٰی مِنۡ مُّقۡلَۃٍ بِدَمٖ

حلِ لُغات الف۔ استفہامیہ تذکر۔ بمعنی یاد جیران۔ جمع جار یعنی ہمسایہ۔ سلم۔ ایک درخت ہے جو ببول کے درخت کے مشابہ ہوتا ہے۔ ذی سلم۔ وُہ مقام جہاں ایسے درخت کثرت سے ہوں اور ذی سلم عرب میں ایک خاص مقام بھی ہے مزجت۔ صیغہ ماضی مخاطب، ماخوذ از مزج یعنی آلودہ ہوا یا آمیزش کیا ہوا دمعًا۔ بالفتح اشک، آنسو من مقلۃ۔ بالضم گوشۂ چشم جسے کویہ کہتے ہیں، یعنی کویۂ چشم سے جرٰی۔ جاری ہیں بدم۔ دم، خون، خون آلودہ۔

ترجمہ کیا ہمسایوں کی یاد سے جو ذی سلم تھے، تیری آنکھوں سے خون آلودہ آنسو جاری ہیں۔

تشریح دل بے قرار ہے اور اس رازِ محبت کو جسے عاشق امانت کی طرح مخفی رکھ رہا ہے، یہ بے قراری ظاہر کرنے پر مجبور کر رہی ہے، اگرچہ یہ کوشاں ہے کہ وُہ راز فاش نہ ہو۔ مگر جب آنکھوں نے اس کا پردہ چاک کر دیا تو اب کسی مخصوص محبوب کے راز کو مخفی رکھنے کے لیے اس کا نام چھپا کر ایک مقامِ خاص ذی سلم کو ظاہر کر کے وہاں کے ہمسایوں کے پردہ میں کہتا ہے۔ کہ اے بے قرار از خود رفتہ بے چین! کیا آج تو ذی سلم کے ہمسایوں کی یاد میں خون آلودہ آنسو اپنی مقلۂ چشم سے گرا رہا ہے اور اس امر کو باوجودیکہ اتنا مضطر (بے قرار) ہو چکا ہے۔ پھر بھی مخفی رکھتا ہے اور یہ نہیں بتاتا۔ کہ مقامِ ذی سلم کے ہمسایوں میں

Marfat.com

سے وہ کون ہے جس کی مخصوص یاد یہ خون کے آنسو رُلا رہی ہے یہ تو مختصر سی شرح وہ ہے جو فقیر کے ذہنِ نارسا کا خلاصہ ہے۔ اب علامہ خرپوتی نے جو شرح فرمائی وُہ نذرِ ناظرین ہے۔

تذکر اگر مصدرِ ذکر بکسر ذال ہے تو زبانی یاد کی طرف دال (رہنمائی کرتا ہے) ۔ اور اگر ذُکر بالضم ہے۔ تو ذکرِ قلبی کا حال بتاتا ہے اور جیران سے اس جگہ بطریق مجاز محبوب مراد ہے اور جار کو جمع کرنا اور جیران کہنا تعظیماً ہے۔ بذی سلم سَلَم بفتح لام ایک درخت کا نام ہے اور سَلِم بکسر لام اسم جنس ہے سلمہ کا۔ اور ایک قول میں سلم ایک درخت کا نام ہے۔ جو مکہ مدینہ کے مابین ایک جنگل میں واقع ہے۔ اور اس مقام پر سلم سے مراد یہی درخت ہے۔ اس لئے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔ تو راستہ میں اسی درخت کے نیچے استراحت فرما ہوئے تھے۔ اور بعض کے نزدیک سلم سے مراد دار السلام ہے جو جنت میں ایک مقام ہے اور یہاں استعارۃً روضۂ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیا گیا۔ اس لئے کہ گنبدِ خضرا جنت کے مشابہ ہے اور وہ خیر مکان اور جنسِ دار السلام سے ہے۔ اور پھر دار السلام سے استعارہ روضۂ پاک کا کر کے ذی سلم کہا تا کہ صاحبِ روضہ مراد ہو جائے اور اُسے جمع اس لئے کیا کہ نہ صرف حضور بلکہ جملہ ارواح انبیاء علیہم السلام کی یاد پر حاوی ہو جائے۔

تو حاصل معنی یہ ہوئے :۔

"کہ کیا جیران عالمِ ارواح کی یاد نے جو ذی سلم ہیں۔ اور اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں۔ تیری آنکھوں سے ممزوج بدم آنسو جاری کروائے"

اور مقلہ محاورہ میں بیاض وسوادِ چشم دونوں کو کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے ؎

اِذَا مَا مُقْلَتِیْ رَمِدَتْ فَکُحْلِیْ ۔۔۔ تُرَابٌ مِنْ نِعَالِ اَبِیْ تُرَابٖ

یعنی میرے مقلہ (آنکھ کے ڈھیلا) میں رمدِ چشم (آشوبِ چشم) ہوا۔ تو اس کا سرمہ ابو تراب کے نعلین (جوتے) کی خاک ہے۔

اور ایک توجیہہ علامہ خرپوتی بیت مذکورہ کی یہ فرماتے ہیں۔ کہ عاشق جب اپنے عشق کو

Marfat.com

مخفی کرکے محبت کا منکر ہوا تو وہ عشق جو متصوفین کے نزدیک قلب انسان میں ہوتا ہے۔ اُس نے بڑھتے بڑھتے مشک کی خاصیت پیدا کرلی کہ جتنا اُسے مخفی کیا گیا۔ اُتنا ہی وہ ظاہر ہونے لگا۔

تو سُلطانِ محبت کے دربار میں جو شہر قلب میں مقیم ہے عاشق نے جب اِنکار محبت کیا۔ تو مدعی نے کہا۔ کہ اگر تجھ پر سحر عشق نہیں تو کس لئے خون آلود آنسو اپنے مقلہ چشم سے بہا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پرانے رفیقوں کی یاد نے جو ذی سلم کے ہم وطن تھے، تجھے بیتاب کیا۔ اور اُس بے تابی کے ضبط نے تیری آنکھوں سے خون آلود آنسو بہائے۔

لہٰذا دعوائے ثابت کہ

تیرے دِل میں سُلطانِ محبت نے اپنا سکّہ جمایا۔ اور تو اُسی کے اثر سے متاثر ہو کر خون آلود آنسو بہا رہا ہے ؎

بیاد چشمِ مانگر ہوائے برشکالی را ۔۔۔ گہے ابرِ کرم گاہے ترشح گہ بود باراں

سپیدی ہے سیاہی ہے شفق ہے ابر باراں ہے ۔۔۔ مزا برسات کا دیکھو تو اِن آنکھوں میں آ بیٹھو

توجیہہ عجیب

ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ بطریق تجرید اپنی طرف خطاب کرکے بطور تجاہل عارفانہ فرماتے ہیں کہ اے مخاطب! کیا تجھ سے ہمسایوں کی یاد نے جو موضع ذی سلم کے ہیں اپنی آنکھوں سے خون آلود آنسو جاری کرادیئے۔ یہ یاد تیری ایک مبارک یاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی یاد میں خون رونے والا اس خطاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ جو قصیدہ کے شروع میں لفظ آتا ہے یعنی اَمِنتَ۔ گویا اس محبت والے کو امن و عافیت کی بشارت ہے۔

---

(۲)

اَمْ ھَبَّتِ الرِّیْحُ مِنْ تِلْقَآءِ کَاظِمَۃٍ
وَاَوْمَضَ الْبَرْقُ فِی الظَّلْمَآءِ مِنْ اِضَمٖ

حلِ لغات اَمِّ متصلہ ہے یا منقطعہ۔ متصلہ ہونے کی صورت میں یہ معنی ہوں گے۔ کہ کیا ہمسایوں کی یاد میں خون آلود آنسو تو ڈال رہا ہے یعنی کیا استفہام

Marfat.com

ہے یا ہبوب ریاح کے باعث یا ومض برق کے سبب تو خون کے آنسو رو رہا ہے اور منقطع ہونے کی صورت میں تذکر جیران کا رد کر کے مزجت دمعاً کی علت ہبوب ریاح قرار دی جائے گی۔ هَبَّتْ۔ صیغہ ماضی از ہبوب، ہوا چلنا، تحریک ونشر ریاح ہونا۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔ اِنّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ۔ اَلرِّیْحُ۔ رُوح سے ہے اور یہ بمعنی ذہاب استعمال ہوتی ہے یعنی چلنے اور جانے کے معنی میں آتی ہے۔ تِلْقَاءَ۔ بالکسر، طرف، جہت، جانب کمافی قولہ تعالیٰ۔ مِنْ تِلْقَاءِ مَدْیَنَ۔ کَاظِمَۃِ۔ ایک شہر کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے منور فرمایا۔ اور یہ کظم سے مشتق ہے جو تسکین غضب کے معنی میں مستعمل ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ۔ بعض نے کہا کہ کاظمہ سے مراد گنبدِ خضراء رحمۃً للعالمین ہے۔

اور ہبوب ریح من جانب المدینہ سے مراد حقیقی ہے۔ اس لئے کہ جب محبوب کی طرف سے ہوا آتی ہے تو محرک حزن وملال عاشق ہوتی ہے۔ اور مورث بکا بن جاتی ہے۔

وَاَوْمَضَ۔ ماضی وَمَضَ سے ہے۔ یعنی بجلی کا ہلکا سا چمکنا یعنی یا بسبب اجراء الدمع بالدم کا ایماض برق ہے۔ بَرْقٌ۔ بجلی۔ ظَلْمَاءَ۔ بفتح اوّل وسکون ثانی شب تاریک۔ اِضَمِ۔ بکسر اوّل وفتح ثانی۔ مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑ ہے اُس کا نام ہے۔ اس پہاڑ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جلوہ آرا رہے ہیں۔

ترجمہ یا ہوا آرہی ہے کاظمہ کی جانب سے یا کوہِ اضم کی طرف سے بجلی چمکتی ہے اور تجھے وہاں کی یاد خون رُلا رہی ہے۔

تشریح از خرپوتی۔ یعنی اے عشق کے منکر اور اے چھپانے والے رازِ محبت کے، تو ہزار انکار کر لیکن علل واسباب اتنے شاہد ہیں کہ تو انکار نہیں کر سکتا۔ اگر سبب بکا وحزن تذکر جیران ذی سلم نہیں ہے۔ تو جبل کاظمہ جہاں جلوۂ محبوب جلوہ آرا تھا۔ وہاں کی ہوا تجھے وہاں کی صحبتیں یاد دلا کر تیرے حُزن وملال کو بڑھا رہی ہیں۔ اور اگر یہ بھی نہیں۔ تو کوہِ اضم کی زم زم بجلیاں تجھے اندھیرے میں بیچین کر رہی ہیں۔ اور کاکلِ (زُلف) محبوب کو یاد دلا رہی ہیں جیسے شاعر نے کہا ہے ؎

صدغ الحبیب وحالی   کلاھما کاللیالی

شب ہجر اور گیسوئے مشک بار ہیں دونوں سیاہ اور تاریک و تار

ایک تشریح کا طرز یوں ہو سکتا ہے۔

کہ یادُہ وجہ ہے جو مطلع کے بیت میں کہی گئی ہے یا یہ وجہ ہے کہ مقام کاظمہ کی طرف سے بادِ اُنس و وِداد چلی ہے یا یہ وجہ ہے کہ موضع اِضم کی سمت سے تاریک شب میں بجلی کوندی ہے یعنی ناظم فاہم اپنے نفس سے بطریق تجاہل عارفانہ دریافت فرمارہے ہیں۔ کہ تیرے گریۂ خون آلود کی وجہ موضع ذی سلم کے ہمسایوں کی یاد ہے یا سمتِ کاظمہ سے ہوائے محبّت چلی ہے اور نسیم بوئے کاکُل یار لا رہی ہے کہ اُسے سونگھ کر تیری بیتابی بڑھی۔ اور مضطربانہ گریہ خون آمیز شروع ہو گیا۔ یا کوہِ اضم کی جانب سے برقِ محبت چمکی۔ جس کی روشنی میں تجھے دیارِ محبوب نظر آیا اور بے تابانہ رو پڑا۔ لہٰذا صاف صاف بتا کہ ان تینوں سببوں میں سے کون سا سبب تیرے بے تاب ہونے اور خون کے آنسو رونے کا ہے ؎

مبتلائے بغم و محنت و اندوہ و فراق اے دِل ایں نالہ و فغان تو بے چیزے نیست

چہ آور د صبا از سر کوئش بوئے! اے گل ایں چاک گریبان تو بے چیزے نیست

چمنِ کوچۂ جاناں سے یہ کیا آتی ہے ناز کرتی ہوئی جو بادِ صبا آتی ہے

واھا لسولعات ذھبت آن عھد حضور بار گھت

جب یاد آوت موہے کرنہ پرت درواد ہ مدینہ کا جانا

ھی الشمس مسکنھا فی السماء فعز الفؤاد عزاء جمیلا

فلن تستطیع الیھا الصعود ا ولن تستطیع الیک النزو لا

---

(۳)

فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا!
وَمَا لِقَلْبِكَ إِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ

حلِ لُغات فَمَا۔ عطف و استفہام۔ پس کیا ہوا؟ لِعَيْنَيْكَ۔ تثنیہ عین، دونوں آنکھیں۔ تیری دونوں آنکھوں کو۔ اِنْ۔ برائے شرط۔ اگر۔ قُلْتَ۔

Marfat.com

صیغہ ماضی مخاطب، کہا تونے۔ اکففا۔ امر تثنیہ، از کفّ، ٹھہر و تم دونوں۔ ھمتا۔ ماضی تثنیہ، از ھمی۔ بہنا، جاری ہونا، دونوں آنکھیں بہنے لگ گئیں۔ وما۔ استفہام، اور کیا ہے؟ لقلبک۔ تیرے قلب کو۔ ان۔ شرطیہ، اگر۔ قُلتَ۔ صیغہ ماضی، کہا تونے۔ استفق۔ امر، از افاقہ، افاقہ حاصل کر۔ یھم۔ از وہم۔ دل کا بے اختیار کسی طرف مائل ہونا۔ یا از ہیمان کسی طرف فریفتہ ہونا۔ حاصل معنی غمگین ہو جاتا ہے۔

ترجمہ کیا ہوا تیری دونوں آنکھوں کو اگر تو کہتا ہے ٹھہر جاؤ تو بہنے لگتی ہیں۔ اور کیا ہوا تیرے دل کو اگر اُسے کہتا ہے سکون پکڑ، تو غمگین زیادہ ہوتا ہے۔

شرح یعنی ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کو مخاطب فرما کر کہتے ہیں کہ اگر تیری گریہ وزاری منجملہ اسباب مذکورکے نہیں ہے تو تیری چشم گریاں کو پھر کیا ہو گیا ہے کہ جب تو اُنہیں رونے سے روکتا ہے۔ تو اور زیادہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے قلب حزیں کو ایسا کیا صدمہ گذرا ہے کہ جب تو کہتا ہے کہ ذرا سنبھل اور ہوش کر۔ تو وہ اور زیادہ مغموم و مہموم ہو جاتا ہے بقول شاعر ؎

چیست چشمت را کہ چوں گوئی بالیست | آنچہ بود اول ازاں افزوں گریست
چوں بگوئی با دل، اے دل ہوش دار | برکشد از سینہ آہے پُر شرار

---

(۴) اَیَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْکَتِمٌ
مَا بَیْنَ مُنْسَجِمٍ مِنْہُ وَمُضْطَرِمٖ

حل لغات اَ (الف)۔ حرف استفہام بمعنی کیا۔ یحسب۔ مضارع، از حسب، گمان کرنا یعنی گمان کرتا ہے۔ الصبُّ۔ فاعل بمعنی عاشق۔ ان الصب فی الاصل مصدر بمعنی الاراقۃ لکن المراد منہ ھٰہنا العاشق الکامل و انما سمی العاشق الکامل بہ لانہ یبکی فی کل احوالہ (عاشق) اَنَّ۔ یہ کہ۔ الحب۔ محبت۔ منکتم۔ فاعل از انکتام، پوشیدہ رہنا کتم سے یعنی پوشیدہ رہے گی۔ ما بین۔

Marfat.com

درمیان ۔ منسجم ۔ از انسجام، اشک رواں شدن، آنسو بہتے ہوؤں کے ۔ و ۔ اور مضطرم ۔ (قلب) از اضطرام فاعل ۔ آگ کا بھڑکنا، یعنی قلب آگ لگے ہوئے کے یا بیکل دل ۔

ترجمہ کیا گمان کرتا ہے عاشق یا رونے والا کہ محبت کا راز پوشیدہ رہ جائے گا ۔ جب کہ وہ عاشق اشک جاری اور قلب بیقرار کے درمیان ہے ۔

شرح صب استعارتاً بمعنی عاشق لیا ۔ اس لئے کہ عاشق کا ہر وقت روتے رہنا اور ہر حال میں رونا لازمی ہے ۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

وما فی الخلق اشقی من محب — وان وجد الهوی حلوا لمذاق
تراه باکیا فی کل حال! — مخافة فرقة اولا شتیاق
فیبکی ان نأوا شوقا الیهم — ویبکی ان دنوا خوف الفراق

یعنی عاشق حالتِ وصل میں خوفِ فراق سے روتا رہتا ہے اور حالتِ ہجر میں غمِ فراق سے نالاں رہتا ہے ۔ اس بنا پر صب جو بمعنی اراقہ یعنی آنسو بہنے کے اندر مستعمل ہے عاشق کے معنی میں استعمال کیا گیا ۔

تو اب معنی یوں ہوئے ۔

کیا عاشق اس خیال و حسبان میں ہے کہ اُس کی محبت اور سرِ عشق پوشیدہ رہ جائے گا ۔ باوجودیکہ دو افشارِ راز کرنے والے اُس پر مستولی ہیں ۔ ایک چشمِ گریاں دوسرے قلبِ مضطر اب ممکن نہیں ۔ کہ یہ راز پوشیدہ رہ سکے ۔ اس لئے کہ چشمِ اشکبار اور قلبِ بیقرار اس پردۂ عشق کو فاش کرکے رہیں گے ؎

بیتواں داشت نہاں عشق ز مردم لیکن — زردیٔ رنگ دُرخ و خشکی لب راچہ علاج
ضبطِ فریاد سے ہو جائیں نہ آنکھیں پُرنم — پردہ داری ہی کہیں پردہ درِ راز نہ ہو

Marfat.com

(۵)

لولا الھویٰ لم ترق دمعاً علیٰ طلل
ولا ارقت لذکر البان والعلم

حل لغات

لولا۔ شرطیہ۔ واضح رہے کہ عربی میں لولا کا استعمال چار صورتوں میں ہوتا ہے۔ یا تو جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر امتناع شے کے معنی دے وجود غیر پر، دویم یہ کہ مضارع کے ساتھ ہو۔ تو تخصیص و عرض کا فائدہ دے گا۔ سوم یہ کہ ماضی پر داخل ہو تو توبیخ اور تندیم کے معنی میں آئے گا۔ چہارم یہ کہ استفہام کا فائدہ دے۔ اس جگہ لولا امتناع شے لوجود غیرہ کے معنی میں ہے۔ یعنی لولا الھویٰ موجودٌ فیك یعنی اگر نہیں ہے ہوا تجھ میں موجود۔ ھوا۔ بمعنی عشق، اگرچہ ہویٰ تین معنے دیتا ہے۔ اول میل نفس الی مالا یقتضیہ الشرع یہ مذموم ہے جیسے اَفَمَن اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوَاهُ دویم بمعنی عشق۔ سویم بمعنی مہوی یعنی محبوب۔ یہاں دوسرے اور تیسرے معنی چسپاں ہو سکتے ہیں یعنی عشق یا محبوب۔ لَمْ تُرِقْ۔ نفی جحد بلم مضارع۔ اراق یریق سے۔ اس کی اصل یرِق تھی بمعنی الصب، بہنا۔ (لم ترق یعنے ہرگز نہ بہتے)۔ دمعًا۔ آنسو۔ جیسا کہ ابن حاجب نے وقتِ قتل کہا تھا ؎

اری قدمی اراق دمی   وھان دمی وھا ندمی

علیٰ طلل۔ پرانے کھنڈروں پر۔ طلل مسمار شدہ عمارت، ویران گھر کے کھنڈر۔ ولا۔ اور نہ۔ اَرِقْتَ۔ ماضی مخاطب، اَرِقَ یَأْرَقُ از باب عَلِم یَعلَم، بمعنی سہر اللیالی و عدم النوم یعنی بے خوابی۔ یعنی بے خواب ہوتا تو۔ بذکر۔ ساتھ یاد۔

عجبا للمحب کیف ینام   کل نوم علی للمحب کیف

البان۔ بان، ایک درخت لطیف الرائحہ کا نام ہے۔ یہاں بان سے مراد وہ درخت ہے جو مکہ مکرمہ کے قریب تھا۔ جس کے سایہ میں حضور نے قیلولہ فرمایا تھا۔ اور وقتِ ہجرت قیام بھی فرمایا۔ والعلم۔ بمعنی جبل یعنی پہاڑ۔ اور اس جگہ پہاڑ سے مراد مکہ کے پہاڑوں سے جبل ابی قبیس یا جبل حرا ہے اور بعض کے نزدیک وہ پہاڑ مراد ہے جس کے غار میں حضور بہت دن مقیم رہے۔

Marfat.com

ترجمہ اگر تجھے محبت نہ ہوتی تو کھنڈروں پر آنسو نہ بہاتا اور نہ بان و پہاڑ کی یاد سے جاگتا رہتا۔

شرح اس بیت میں منکر پر اثبات دعویٰ کرنے کو اور دلیل دے کر اپنے دعویٰ کو مؤکد کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر سلطانِ محبت مدینہ قلب میں نہیں ہے تو تیری پرانی عمارت جسم پر آنسو کیوں بہ رہے ہیں۔ اور تیری بیخوابی شجرۃ البان اور جبل محبوب کے ذکر سے کیوں بڑھ رہی ہے یعنی اے منکر وساتر محبت اگر تجھے مرضِ محبت نہیں ہے تو محبت کے آنسو دیارِ محبوب کے کھنڈروں پر کیوں بہا رہا ہے اور وُہ درخت بان جو قامتِ محبوب کی یاد دلا رہا ہے۔ اور عَلَم جو کوہِ اضم ہے۔ اُس کی یاد تجھے کیوں بیخواب کر رہی ہے۔ گویا ناظم فاہم دلیل اِنی کے اثر سے مؤثر کو ثابت کر رہے ہیں اور آگے فرماتے ہیں ؎

ضبطِ فریاد سے ہو جائیں نہ آنکھیں پُرنم — پردہ داری ہی کہیں پردہ در راز نہ ہو

---

(۶)

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ
بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

حل لغات فکیف۔ توبیخ یا استبعاد کے لئے ہے یعنی پھر کیونکر۔ تنکر۔ مضارع انکار سے سے ہے یعنی انکار کرسکتا ہے تو۔ حبا۔ مفعول تنکر کا ہے۔ اور تنوین تعظیما ہے یعنی محبت کا جیسے حضرت سیدہ کے شعر میں ہے ؎

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا — صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

بعدما۔ یعنی بعد اس کے کہ شَهِدَتْ۔ صیغہ ماضی ہے یعنی شہادت دی۔ بہ۔ یعنی اُس محبت کی۔ علیک۔ یعنی تجھ پر۔ عدول۔ جمع عادل یعنی معتبر گواہ۔ الدمع۔ آنسو۔ والسقم۔ اور بیماری نے سقم درحقیقت مرض قلب کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

ترجمہ تو کس طرح انکار کر سکتا ہے محبت کا جب کہ اُس محبت پر تیری اشکباری اور قلب کی بیماری معتبر شاہد ہیں۔

شرح گویا عاشق اخفاء محبت کے لئے مدعی سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے تیرے گواہ معتبر نہیں، تو عدالت کی طرف سے ثبوتِ دعویٰ پر ڈگری دی جاتی ہے۔ اور تو نے "منکر سے کہا گیا کہ فکیف تنکر" کیونکر تو انکار کر سکتا ہے۔ محبت کا۔ جب کہ دو گواہِ عادل معتبر شہادت دے رہے ہیں۔ ایک دمع دوسرا سقم۔

اور اس نے انکار اس لئے کیا کہ قلب عاشق اظہارِ سرِ عشق پر کبھی راضی نہیں ہوتا۔ لیکن جب شہادت، خبرِ صادق شخصِ صادق سے صادر ہو جائے تو مجبور ماننا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس طرز پر اظہارِ عشق و محبت ہوا کہ آنسو قلبِ حزیں دونوں نے شہادت دی۔

علامہ خرپوتی فرماتے ہیں۔

کہ قصیدہ مبارکہ میں چھ بیت ایسے ہیں جو حضور نے مسموع فرما کر اظہارِ پسندیدگی کے لئے اُن پر تمایل فرمایا۔ اُن میں یہ پہلا بیت ہے۔ اِلٰهِی لَاتَجْعَلْنَا مِنْ زُمْرَةِ اَهْلِ الْفِسْقِ وَالْهَوٰی، واجعلنا ممن قلبہ ملئ بمحبۃ نبیک المصطفیٰ وعینہ فی کل وقت من عشقہ جری وبکیٰ۔

---

(۷) وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّیْ عَبْرَةٍ وَّضَنًی
مِثْلَ الْبَهَارِ عَلٰی خَدَّیْكَ وَالْعَنَمِ

حل لغات واثبت۔ عطف علیٰ شہدت، اور ثابت ہو گیا۔ الوجد۔ فاعل اثبت، حُزن قلبی اور کیفیتِ عشق۔ خطی۔ خط، عربی میں تصویر الفاظ کو کہتے ہیں۔ جو حروف ہجا میں ہو۔ اور خط حکمی اُسے کہتے ہیں۔ جس میں طول ہو۔ اور عرض میں اُس کا انقسام ممکن ہو۔ اور اُس میں عمق نہ ہو۔ اور خطی اصل میں خطین تھا۔ اضافت کے ساتھ نون ساقط ہو گیا یعنی حُزن قلبی کے آنسوؤں سے کھچے ہوئے دو خطوں سے ثابت ہو گیا۔ عبرۃ۔ بفتح العین۔ ما جاری من العین علی الوجہ، حاصلِ معنی آنسو بہنے سے۔ وضنیً۔ اور ھزال مفرط یعنی کمزوری لاغری اور ضُعف

Marfat.com

مفرط سے) مثل۔ حال ہے یا مفعولِ ثانی (مثل) البهار۔ بروزن نہار، زرد گلاب کے جو ربیع الاوّل میں کھلتا ہے، چہرۂ زرد پر خطِ زرد) علیٰ خدیك۔ تیرے رخساروں پر۔ والعنم عنم، بالفتحتین، ایک سُرخ درخت کا نام ہے جو نرم شاخوں والا ہوتا ہے۔ بعض نے کہا۔ وہ درخت مہندی ہے۔

ترجمہ غمِ عشق نے تیرے رخساروں پر گریہ و بُکا اور لاغری کے دو نشان ایسے قائم کر دیئے ہیں کہ گلِ بہار کی طرح زرد اور شاخِ عنم کی طرح سُرخ ہے اب انکار بے سُود ہے۔

شرح ناظم فاہم غمِ ہجرت اور عشقِ محبوب میں گرفتار ہو کر اتنے روئے کہ آنسوؤں کے ساتھ خون بھی آنے لگا۔ تو اُن کے رُخسارۂ مبارک پر دو بار یک خط مثل الف کے کھچ گئے۔ ایک سُرخ خون آلودہ آنسوؤں کی وجہ سے، دوسرا خط زرد حُزنِ قلبی کے باعث، تو اپنے نفس سے مخاطبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تو باوجود شہادتِ شاہدین کس طرح انکار کرتا ہے۔ باآنکہ تیرا عشقِ مخفی ثابت ہو چکا۔ تیرے حُزنِ قلبی کے باعث اور حاکم عدالت نے ایسا فیصلہ دیا۔ کہ اب اُس کے فیصلہ کو کوئی رد کر ہی نہیں سکتا۔ اُس نے تیرے صحیفہ حزیں پر سُرخ خط میں فیصلہ دے دیا۔ اب جو تیرا مصحفِ رُخ پڑھے گا۔ قطعی فیصلہ دے گا۔ اور یہی کہے گا کہ فی الواقع تو عاشقِ صادق ہے۔

(۸)

نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ
وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

حل لغات نعم۔ حرفِ تصدیق و کلمۂ ایجاب یعنی ہاں۔ سریٰ۔ الذہاب باللیل یعنی چلا رات میں۔ طیف۔ الخیال۔ یعنی خیال سے۔ من۔ یعنی اُس شخص کے اھویٰ۔ از ہویٰ یہوِیٰ یعنی جس نے مجھے اپنی محبت میں قید کیا۔ فارقنی۔ ای اسھرنی و ایقظنی فی النوم، یعنی تو اُس نے مجھے بیخواب رکھا۔ والحب۔ یعنی اور محبت۔ یعترض۔ من اعترض لهٗ بسهم اذا اقبل لهٗ فرماء یعنی قتل کر رہی ہے۔ اللذّات۔ جمع لذة یعنی لذتوں کو۔ بالالم۔ یعنی مہلکاتِ عشق سے۔

Marfat.com

ترجمہ ہاں رات کی سیر میں اُس محبوب کا خیال آیا۔ اور اُس نے مجھے بے چین کر دیا شب بھر بے خواب رکھا۔ اور محبت کے اندر لذتیں ماری جاتی ہیں الم مہاجرت محبوب سے۔

شرح جب کہ سائل نے محب کے انکار پر دلائل کے ذریعہ تمام راہیں بند کر دیں تو مجبوراً اُسے اپنے عشق کا اقرار کرنا پڑا۔ تو اب کیفیتِ عشق بیان کرتا ہے کہ ہاں رات کو خیالِ محبوب میں چل رہا تھا۔ کہ تصورِ محبوب نے میری نیند اُڑا دی۔ اور اُس کی محبت نے میری لذتیں مار کر مجھے الم مہاجرت میں ہلاک کر دیا۔

اِغفِرلِی یَا مَنْ بسعۃ مغفرتہ شوقنی واعف عن الفعل الذی من رضاک فرقنی ولا تحرقنی بنار الجحیم لان عشق نبیک حرقنی۔

(۹) یَا لَائِمِی فِی الْھَوَی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَۃً
مِنِّی اِلَیْکَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

حلّ لغات یالائمی۔ یا حرفِ ندا بمعنی اے، لائمی ملامت کرنے والے۔ فی الھویٰ۔ محبت میں۔ العذری۔ وھو بضم العین، منسوب بقبیلہ عذرہ، یہ قبیلہ عشاق یمن میں مشہور ہے۔ اس قبیلہ کے اکثر نوجوان عشق میں جانیں دے چکے ہیں۔ اس قبیلہ کے دل نہایت نرم اور صاف ہوتے ہیں۔ ان کی عورتیں نہایت پاک دامن اور باحیا ہوتی ہیں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ (محبت میں قبیلہ عذرہ کے)۔ معذرۃ۔ عذر پیش کرتا ہوں۔ منی الیک۔ میری طرف سے تجھ پر۔ ولو انصفت۔ اور اگر تو انصاف کرتا۔ لم تلم۔ ہرگز ہرگز ملامت نہ کرتا۔

ترجمہ اے قبیلۂ عذرہ کی محبت میں مجھے ملامت کرنے والے۔ میں تیرے آگے اپنی مجبوری کا عذر پیش کرتا ہوں۔ اور اگر تو انصاف کرے۔ تو مجھے ملامت کبھی نہ کرے۔

شرح ناظم فاہم فرماتے ہیں۔ کہ اے ملامت کرنے والے اُس عشق پر جو میرے دل میں قبیلہ بنی عذرہ کے عشق کی طرح مستحکم ہو چکا ہے۔ اگر تو اُس کے استحکام کی حقیقت کو جان کر انصاف کرے۔ تو مجھے کبھی ملامت نہ کرے اور میرے عذر کو قابلِ پذیرائی سمجھے۔

Marfat.com

حضرت اصمعی فرماتے ہیں۔ کہ میں اعراب کے ایک ایسے قبیلے کی طرف جانا چاہتا تھا۔ کہ جہاں کی فصاحت و بلاغت مانی ہوئی ہو تا کہ اُن سے زبان سیکھوں۔ چنانچہ جب میں نے تلاش و تجسس کیا تو معلوم ہوا۔ کہ قبیلہ بنی عذرہ یمن میں ہے۔ جس کی فصاحت و بلاغت ضرب المثل ہے۔ چنانچہ آپ وہاں پہنچے تو ایک شخص کی لڑکی کا حال سُنا۔ کہ موزوں قامت، نمکین حُسن، فصیحۃ الکلام، بلجۃ الملام ہے تو اصمعی کے دل میں اُس کی محبت پیدا ہوئی۔ پھر آپ وہاں سے چل کر اس قبیلے کے اور لوگوں کو دیکھنے چلے تو ایک جوان کو دیکھا جو نہایت لطیف الحسن مثل ہلال منور تھا۔ لیکن کسی کے عشق میں گُھل گُھل کر مثل خلال ہو چکا تھا۔ زرد چہرہ مثل مہندی کے۔ اور اُس کے چہرہ سے آثارِ محبت اظہر من الشمس تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب یہ داعی اجل کو لبیک کہنے والا ہے۔ میں نے اُس سے یہ کیفیت و احوال پوچھا تو وہ کانپنے لگا۔ اور اُس لڑکی کا عشق ظاہر کیا۔ جس کے گھر سے میں آ رہا تھا۔ اور معلوم ہوا کہ وہ لڑکی اُس کے چچا کی بیٹی ہے۔ اور اُس نے چند سال سے اُس کی زیارت بھی نہیں کی ہے۔ اصمعی کہتے ہیں۔ کہ میں اُس کے چچا کے یہاں گیا کہ سفارش کروں اور اُس کی مراد پوری کراؤں۔ آپ پہنچے تو آپ نے اس طرح کلام فرمایا۔ یا راحۃ جراحۃ کل قلب کئیب ارئ فیکم حرمۃ وذمامالکل غریب فجئت الیکم متشفعا فی امرھذا الشاب۔ اے قلبِ حزیں کے زخموں کی راحت، میں کسی غریب کی مصیبت کا حل تمہارے پاس دیکھتا ہوں۔ اور اُس کی سفارش لے کر آیا ہوں۔ اُس جوان کی مصیبت دفع کرو۔ تو اُنہوں نے میری درخواست منظور کی۔ میں خوش خوش اُس جوان کے پاس گیا۔ اور اُسے بشارتِ دیدار سنائی۔ کہ اتنے میں اُس محبوبہ کے کوچہ سے کچھ ہوا ایں غبار اُڑتا ہوا آیا۔ اُس سے جوان پر غش طاری ہو گیا۔ اور اسی حالت میں پاس کی جلتی ہوئی آگ میں گر گیا۔ اور اُس کے بعض حصّہ اعضا جل گئے۔ میں اُن کے یہاں گیا۔ اور سب حال کہا۔ تو اُس لڑکی نے کہا۔ یا سلیم القلب انہٗ لا یطیق مشاھدۃ غبار نعالنا۔ فکیف یطیق مشاھدۃ انوار جمالنا۔ اے اصمعی! جب وہ میری جوتی کے غُبار کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا۔ تو کس طرح وہ میرے جمال کے مشاہدہ کی تاب لائیگا۔

ایک اور واقعہ اصمعی بیان فرماتے ہیں۔ کہ اسی قبیلہ کی سیر میں مَیں نے ایک پتھر دیکھا۔

Marfat.com

جس پر یہ بیت لکھا تھا ؎

ایا معشر العشاق باللہ اخبروا　　اذا اشتد عشق بالفتی کیف یصنع !

اے گروہِ عشاق! تمہیں خدا کی قسم مجھے بتاؤ۔ کہ جب سختی کرے کسی محبوب کا عشق تو عاشق کیا کرے۔ اصمعی فرماتے ہیں۔ میں نے پتھر پر اُس بیت کے نیچے یہ بیت لکھ دیا ؎

یداری ھواہ ثُمّ یکتم سرّہ　　ولیصبر فی کل الامور و یخشع

عشق کو چھپائے۔ اور محبوب کے راز کا کتمان کرے۔ اور ہر بے چینی و اضطراب میں صبر کرے اور محبوب کی بے پرواہی سے ڈرے۔ دوسرے دن اصمعی جب ادھر سے گزرے تو یہ بیت لکھا ہوا دیکھا ؎

فکیف یداری والھوی قاتل الفتی　　وفی کل یوم روحہ یتقطع

کیسے چھپائے عشق کو ایک مقتولِ حسین جب کہ ہر آن اُس کی روح قطع ہو رہی ہو۔ اصمعی فرماتے ہیں۔ میں نے اس بیت کے نیچے یہ بیت لکھ دیا ؎

اذا لم یطق صبرا وکتما لسرہ　　فلیس لہ شئ سوی الموت انفع

جب صبر کی طاقت نہیں۔ اور کتمانِ سر کی ہمت نہیں تو ایسے عاشق کو موت سے زیادہ مفید تر کچھ نہیں۔ اصمعی تیسرے روز جب وہاں سے گزرے تو ایک جوان کو دیکھا کہ پتھر پر سر رکھے مرا پڑا ہے۔ اور اُس پتھر پر یہ بیت لکھے ہوئے ہیں ؎

سمعنا واطعنا ثم متنا فبلغوا　　سلامی الی من کان للوصل یمنع

ھنیئاً لارباب النعیم نعیمھم　　وللعاشق المسکین ما یتجرع

جواب سنا اور اطاعتِ حکم کر کے ہم مر گئے۔ ہمارا اسلام اُسے پہنچے جو وصل سے مانع ہے۔ مبارک ہوں اہلِ نعمت کو۔ اُن کی نعمتیں۔ اور عاشق محروم کو وہ مبارک جو خونِ جگر جرعہ جرعہ پی رہا ہے۔

(۱۰)

عَدَتْکَ حَالِی لَا سِرِّیْ بِمُسْتَتِرٍ
عَنِ الْوُشَاۃِ وَلَا دَائِیْ بِمُنْحَسِمِ

Marfat.com

حل لغات عَدَتْكَ حَالِیْ - صیغہ ماضی - جاوز تک وصل الیہ حالی - یعنی میرا حال اور میرا مرض تجھے لگ جائے - متجاوز ہو گیا میرا حال یعنی میرا حال مشہور ہو گیا - لاسری - اب نہیں میرا راز - یستتر - از ستر ، پوشیدہ رہنے والا - عن الوشاۃ - اصل وَشِیَۃٌ ، جمع وَاشٍ ، مشتق از وشی - نمام یعنی چغلخوروں سے - ولا دائی - اور نہیں میرا مرض - بمنحسم - انحسام بمعنی انقطاع منقطع ہونے والا -

ترجمہ میرا حال تجھ تک پہنچ چکا ہے - یا میرے جیسا حال تیرا بھی ہو جائے - میرا راز چغلخوروں عیب جو لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہا - مگر میرا مرض عشق بھی مجھ سے منقطع ہونے والا نہیں

شرح اس شعر میں چونکہ عاشق کو عیب لگانے والا عیب لگا رہا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ خدا کرے میرے جیسا حال تیرا بھی ہو جائے - تو ملامت کا تجھے بھی مزا آئے اور اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے - جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - من عیر اخاہ المسلم بذنب لم یمت حتی ابتلاہ اللہ بہ - جو اپنے بھائی مسلمان کو عیب لگائے تو مرنے سے قبل اللہ تعالیٰ اسے اس امتحان میں ڈالتا ہے - تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ اے ملامت کرنے والے - میں نے عذر با امید قبول تجھ سے کیا لیکن تو نے قبول نہ کیا - اور ملامت کرنے سے باز نہ آیا - تو اب میں امید کرتا ہوں کہ خدا تجھے بھی اس بلائے عشق میں مبتلا کر دے گا - اور پھر تو کہتا پھرے گا ؎

پھر حضرت جنوں ہوئے رونق فزائے دل — ہاتھوں سے پھر گیا میرا بیٹھے بٹھائے دل
جب تک نہ مبتلا ہو کوئی جانتا نہیں — کہتے ہیں جس کو عشق وہی ہے بلائے دل

اور اب میرا راز محبت تو نکتہ چینیوں سے مخفی رہنا ناممکن ہو گیا - مگر جہاں یہ راز پوشیدہ رہنا ناممکن ہے وہاں اس مرض کا منقطع ہونا بھی ناممکن ہے

از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب — دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

(۱۱)
مَحَضْتَنِی النُّصْحَ لٰکِنْ لَسْتُ اَسْمَعُہٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِیْ صَمَمِ

Marfat.com

حلّ لغات مَحَضْتَنِیْ النصح ۔ المحض من الشیئ ھو الخالص، النصیحۃ۔ تُو نے خالص و بے غرض نصیحت کی۔ لٰکن ۔ للاستدراک ۔ لدفع التوھم، لیکن ۔ لست اسمعہ ۔ لم التفت الیہ ۔ نہیں ہیں اُس نصیحت کا سننے والا ۔ ان المحب ۔ بیشک عاشق ۔ عن العذال ۔ عذال جمع عاذل یعنی لائم یا ناصح ۔ ملامت کرنے والوں یا نصیحت کرنے والوں سے ۔ فی صمم ۔ ای فی وقر عن سماع کلامھم۔ الصمم ضد السماع ۔ بہرا ہوتا ہے۔

ترجمہ تو نے مجھے بے غرض نصیحت کی لیکن میں اُسے سننے والا نہیں اس لئے کہ عاشق نکتہ چینی اور اعتراض کی آواز سے بہرا ہوتا ہے۔

شرح جیسا کہ حدیث میں ہے ۔ حبك الشیئ یعمی و یصم ۔ کسی شئے کی محبت تجھے بہرا اندھا کر دیتا ہے ۔ تو گویا ملامت کنندہ سے ناظم فرماتے ہیں ۔ کہ اگرچہ تیری نصیحت خالص ہمدردی اور خیر اندیشی میں مستولی (غالب) ہے ۔ اُس نے تیری نصیحت سننے سے مجھے بہرا بنا رکھا ہے تو اب عمل کیسا؟ جب وہ نصیحت سنی ہی نہیں جاتی تو عمل بعد سماع ہوتا ہے ۔ اور بات بھی یہی ہے کہ ملامت گروں کی باتوں سے عاشق صادق بالکل بہرا ہوتا ہے بقول شخصے ؎

لوگ ہر سُو سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو
خاک سمجھائے کوئی عشق کے دیوانے کو

کسی نے خوب کہا ہے ؎

ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے
میں اُسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

---

(۱۲)

اِنِّیْ اتَّھَمْتُ نَصِیْحَ الشَّیْبِ فِیْ عَذَلٍ
وَالشَّیْبُ اَبْعَدُ فِیْ نُصْحٍ عَنِ التُّھَمِ

حلّ لغات انی اتھمت ۔ اتھمت فلانا ، نسبتہ الی التھمۃ ، وھی شیئ یورث العار ، صیغہ ماضی متکلم ۔ از اتہام تہمت لگانا ۔ حاصل معنی بیشک

میں متہم ہوں یا عار کرتا ہوں۔ نصیح الشیب۔ نصیح بروزن فعیل بمعنی فاعل، اے ناصح بمضاف الی الشیب۔ بڑھاپے کی نصیحت حالیہ سے۔ فی عذلی۔ یا فی عذلی، عذل، بسکون الذال بمعنی ملامت اور بدال مہملہ بمعنی عدول نافرمانی، ملامت کرنے پر، یا نافرمانی میں۔ والشیب۔ اور بڑھاپا۔ البعد۔ دور ہے۔ عن التھم۔ تہمتوں سے۔

ترجمہ بے شک میں عار کرتا ہوں۔ بڑھاپے سے جو زبانِ حال کے ساتھ میرا ناصح ہے۔ اور نافرمانی رکھتا ہوں یا ملامت سے محفوظ رہتا ہوں۔ اُس بڑھاپے کی نصیحت پر عمل کر کے اور بڑھاپے کے ہوتے تکلیفوں کا نشانہ بننا بہت بعید ہے۔

شرح کسی شاعر نے کہا ہے ؎

موئے سپید از کفن آرد پیام　　　پشتِ خم از مرگ رساند سلام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو ایک اعرابی کو حکم ہوا کہ وُہ ہر روز مکان کے باہر سے یہ آواز لگایا کرے " یا عمر لا تنس موتك واعمل فی الدنیا بقدر مقامك فیھا " (اے عمر اپنی موت نہ بھولنا۔ اور دُنیا میں جس قدر تمہارا قیام ہے، اُتنا عمل خیر کرو۔ چنانچہ جب آپ نے اپنی ریش مبارک میں سپید بال ملاحظہ فرمائے۔ تو اُس اعرابی کو منع فرما دیا۔ اور فرمایا۔ اب میرا مذکر و منادی مری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اب تیری یاد دہانی کی حاجت نہیں۔

تو ناظم فاہم فرماتے ہیں کہ میری پیرانہ سالی خود مجھے شرماتی ہے۔ اور بُرے راستوں سے روکتی ہے، ایسی صورت میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت مرے قریب کیونکر آسکتی ہے۔ میں نے اپنی پیرانہ سالی کو صادق القول ناصح اور مخبر قربِ موت سمجھا ہوا ہے۔

یا یہ صورتِ مضمون ہو سکتی ہے۔ اے ناصح تیری نصیحت مجھ پر کیا اثر کر سکتی ہے جب کہ میں اپنے بڑھاپے کی نصیحت سے بے پرواہوں تو تیری کیا حقیقت ہے۔ جا اور اپنی راہ لے اور دماغ سوزی نہ کر۔ کیونکہ بڑھاپے کو متہم کرنا بعید از فہم ہے۔

فصلِ ثانی ــــ در اعتراف تقصیر و بیان نفس

(۱۳)

فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ بِالسُّوْٓءِ مَا اتَّعَظَتْ
مِنْ جَھْلِھَا بِنَذِیْرِ الشَّیْبِ وَالْھَرَمِ

حلّ لغات فانّ امارتی ۔ امارہ، اسم فاعل بصیغہ مبالغہ، از آمر، حکم دینے والا۔ امارہ سختی سے حکم دینے والا۔ اور قرآن کریم میں انّ النفس لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ آیا ہے۔ اور اس سے مراد نفسِ امارہ ہے۔ تو اس اعتبار سے یہاں بھی نفسِ امارہ مراد ہے یعنی بے شک میرا نفسِ امارہ حکم دیتا ہے۔ بالسوء۔ برائیوں کا۔ ما اتعظت۔ از اتعاظ، وعظ سے بمعنی نصیحت، ما اتعظت، اور نہیں نصیحت حاصل کرتا۔ من جھلھا۔ بوجہ اپنی جبلی جہالت کے۔ بنذیر الشیب۔ باوجود بڑھاپے کے جو ڈرانے والا ہے۔ والھرم۔ اور باوجود انتہائی پیری کے جس نے کبڑا کر دیا ہے۔

ترجمہ بیشک میرا نفسِ امارہ جو بدی کی طرف مائل کرتا ہے۔ اپنی جہالت کے سبب سے ڈرانے والے بڑھاپے اور انتہائی پیرانہ سالی کی عبرتوں سے نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

شرح نفس کی تحقیق میں بعض متکلمین کا مسلک تو یہ ہے کہ وہ جسد اور ہیکل محسوس ہے اور بعض اس طرف گئے کہ وہ اجسامِ اصلیہ باقیہ ہیں۔ جو ابتداءِ عمر سے منتہائے عمر تک رہتے ہیں۔

اور ابن راوندی کہتے ہیں کہ نفس اس قسم کے اجزاء کا نام ہے جو قلب سے تجرد میں نہیں آتے بلکہ وہ اجسام لطیفہ نورانی ہیں جو بدن میں اس طرح سیران کرتے ہیں جیسے کوئلہ میں سیرانِ ناریت ہوتا ہے۔

اور اطباء کی تحقیق یہ ہے کہ نفس ایک قوتِ مودعہ ہے جو بائیں جانب قلب کے اندر

Marfat.com

ہے۔ اور اسی کو روحِ حیوانی کہا جاتا ہے۔
بعض کہتے ہیں کہ نفس ایک قوتِ مودعہ دماغ میں ہے اور اس کا نام نفسِ انسانیہ ہے۔
اور حکماء کہتے ہیں کہ نفس ایک جوہر مجرد ہے۔ بدن سے اس کا تعلق تدبیر و تصرف ہیں
کچھ نہیں۔ اور اسے نفس انسانیہ کہا جا سکتا ہے۔ اور یہی وہ ہے جو مامور من اللہ ہے اوامر
ومناہی ہیں، اور یہی معدنِ اخلاقِ ذمیمہ ہے۔ اور یہی تمام جسم انسان میں اُن اخلاق کو تقسیم
کرتا ہے۔ اور یہ ضد ہے اُس روح رحمانیہ کا جو اعلیٰ علیین میں رہ کر امر خیر اور نہی عن الشر
کرتی ہے۔ اور یہ نفس اُن ارواح کا تابع ہے جو اسفل السافلین میں ہیں مثل شیطان کے۔
جو امر بالشر کے سوا اور کچھ نہیں کرتا۔ اور نہی عن الخیر کے سوا دوسرا اس کا کام ہی نہیں۔
اور متصوفین کی تحقیق یہ ہے کہ نفس کے سات مراتب ہیں:۔
(۱) اوّل نفس امارہ یہ وہ ہے جس کا میلان طبیعتِ مدنیہ کی طرف ہے۔ اور یہ لذات
وشہوات جسیہ کا حکم کرتا ہے۔ اور قلب کو جہتِ سفلی کی طرف جذب کرتا ہے۔ اور یہ مادیٔ
شرور اور منبع اخلاقِ ذمیمہ ہے۔ اس لئے کہ یہ مبداء ہے کبر و حرص و شہوت کا، اور جڑ
ہے حسد و غضب و بخل و حقد کی۔
(۲) دوسرا نفس لوامہ ہے۔ یہ نورِ قلب کے ساتھ منور ہوتا ہے۔ اور یہ بھی عاقلہ کا
مطیع ہوتا ہے کبھی مخالف جب مخالفت کر لیتا ہے۔ تو نادم ہوتا ہے۔ اور یہ منبع ندامت ہے
اور مبداء حرص و ہوس۔
(۳) تیسرا نفس مطمئنہ ہے۔ یہ بھی نورِ قلب کے ساتھ اتنا مستنیر ہوتا ہے کہ صفاتِ ذمیمہ
سے صاف ہو کر اخلاقِ حمیدہ پیدا کرتا ہے۔
(۴) چوتھا نفس ملہمہ ہے۔ یہ وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ الہام علم فرماتا۔ اور تواضع و قناعت
اور سخاوت کی استعداد بخشتا ہے۔ اور اسی لئے وُہ منبع صبر و تحمل اور شکر ہے۔
(۵) پانچواں نفس راضیہ ہے۔ یہ وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس پر راضی ہو کر اثر رضا فرماتا
ہے۔ اور اسے منبع کرامت و اخلاص و ذکر بناتا ہے۔
(۶) چھٹا نفس مرضیہ ہے۔ یہ وُہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں راضی رہ کر رضوا عنہ

Marfat.com

کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور عرفان کنہ ذات اسی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

(۷) ساتواں نفس صالحہ ہے۔ یہ وہ ہے جس میں اسرارِ الٰہی منکشف ہوتے ہیں اور یہ اُن اسرار کا امین ہوتا ہے۔

پہلا نفس نفس کافرین وشیاطین وفاسقین ہے۔

دوسرا نفس مؤمنین غیر فاسقین کا ہے۔

تیسرا نفس متعلمین عاملین کا ہے۔

چوتھا نفس معلمین اور عاملین کا ہے۔

پانچواں نفس اولیاء کرام کو حاصل ہوتا ہے۔

چھٹا نفس عارفین کے لئے مخصوص ہے۔

ساتواں نفس انبیاء ومرسلین کے لئے ہے۔

اور ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا۔ وہ نفس خامس (پانچواں) ہے۔ اس لئے کہ آپ ولی کامل صاحب کرامت اور ذی فخامت ہیں۔

اور آپ کا فان امارتی بالسوء فرمانا کسرِ نفسی کے لحاظ سے ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ھضما للنفس فرمایا۔ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء۔

تو اب یہ مفہوم شعر ہوا۔ کہ میرا نفس جو برائیوں کی طرف مجھے مجبور کرتا ہے۔ وہ اُس کی جبلی جہالت کے باعث ہے ورنہ میری پیرانہ سالی اُسے برابر کہتی اور یہ نصیحت کرتی ہے کہ ع

باش بیدار کہ خوابے عجبے در پیش است

ے وہاں قالوا بلیٰ یاں بُت پرستی! ذرا سوچو کہا کیا تھا کیا کیا؟

یہ عمر کب تک وفا کرے گی زمانہ کب تک جفا کرے گا

مجھے قیامت کی ہیں اُمیدیں جو کچھ کریگا خدا کرے گا

موت سے ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں

ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

اَللّٰھم اجعلنا ممن نفوسھم راضیة وقلوبھم وجلة وارحمنا حین وصلت الروح الی الحلقوم وصعدوا بھا الی الحی القیوم۔

---

(۱۴)

وَلَا اَعْدَدْتُ[1] مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِیْلِ قِرٰی
ضَیْفٍ اَلَمَّ بِرَاْسِیْ غَیْرَ مُحْتَشِمِ

حلّ لُغات وَلَا اَعْدَدْتُ۔ لا نافیہ اعددتُ۔ ماضی متکلم از اَعَدّ تیاری کرنا۔ اور نہ تیاری کی میں نے۔ من الفعل الجمیل۔ اچھے افعال سے۔ قرٰی۔ (استعارہ اعمالِ حسنہ کا) عمدہ کھانوں کی۔ ضیف۔ تنوین تعظیمی۔ مہمان عظیم الشان کے لیے۔ یعنی پیرانہ سالی کے لیے۔ الم براسی۔ از المام، اُترنا۔ اَلَمّ ماضی جو اُترا میرے سر پر یعنی بیاضِ مو۔ غیر محتشم۔ احتشام بمعنی توقیر و تعظیم، غیر موقر و معظم ہی رہا۔

ترجمہ ایسا مہمان جو بے تکلف میرے سر کے اُوپر اُترا۔ اور فروکش ہوا یعنی بڑھاپا اُس کے لیے میں نے اعمالِ حسن سے مہمانی کا سامان مہیا نہ کیا۔

شرح اس شعر کا عطف پہلے شعر سے ہے یعنی نہ میرے نفسِ امارہ نے اُس مہمان عظیم الشان کی ضیافت کا انتظام کرنے دیا جو میرے سر پر اُترا یعنی بیاضِ سر۔ اچھے کاموں کی تیاری سے یعنی جب بڑھاپا بطور مہمان آیا۔ تو میرے نفس کو لازم تھا کہ اُس کی مدارات اور مہمانی کرتا۔ ایسے اچھے افعال سے، جو اُس کے لیے شایانِ شان تھے۔ لیکن انکسار اً فرماتے ہیں کہ یہ نفسِ امارہ ایسا نکلا کہ اس عظیم الشان مہمان کا وقار اور احتشام بھی اس سے نہ ہو سکا۔

---

[1] بُردہ شریف کے اکثر نسخوں میں وَلَا اَعْدَدْتُ ہے اور ضمیرِ نفس کی طرف لوٹتی ہے جس کا ذکر سابقہ شعر میں ہے۔ اس صورت میں اس کے معنی ہیں میرے نفس نے تیاری نہ کی۔ دیکھو شرح خرپوتی، عطر الوردہ اور شرح علامہ نور بخش کلی۔ ۱۲ من الناشر عفرلہٗ۔

Marfat.com

(۱۵)

لوکنت اعلم انی ما اوقرہ
کتمت سرّا بدا لی منہ بالکتم

حل لغات لوکنت۔ اگر میں ہوتا۔ اعلم۔ جاننے والا۔ انی۔ کہ میں۔ ما اوقرہ۔ صیغہ متکلم، من التوقیر تعظیم و تکریم اس مہمان کی نہ کرسکوں گا یعنی بڑھاپے کی۔ کتمت۔ من الکتمان بمعنی اخفار، چھپاتا میں۔ سراً۔ اس راز کو۔ بدالی۔ جو ظاہر ہوا مجھ پر۔ بالکتم۔ کتم اس پتہ کو کہتے ہیں جو وسمہ کے نام سے مشہور ہے۔ ساتھ وسمہ کے۔

ترجمہ اگر میں جانتا کہ اپنے معزز مہمان بڑھاپے کی عزت میں نہ کرسکوں گا تو موئے سپید سے جو راز ظاہر ہوگیا نہ ہونے دیتا بلکہ وسمہ کرلیتا۔

شرح گویا ناظم فاہم فرمارہے ہیں کہ اگر مجھے اس چیز کا علم ہوتا کہ اپنے معزز مہمان پیرانہ سالی کی مدارات اطعام افعال جمیلہ سے نہیں کرسکوں گا تو میں موئے سپید کے راز کو چھپاتا۔ اور ظاہر ہی نہ ہونے دیتا۔ بلکہ خضاب[1] کرلیتا۔ جو سنت ہے۔ پھر کوئی میرے راز کو نہ جانتا۔

---

(۱۶)

من لی برد جماح من غوایتھا
کما یرد جماح الخیل باللجم

حلّ لغات من لی۔ یا استفہام انکاری ہے، یا استفہام للتمنی، کون ہے میرے لیے۔ برد جماح۔ بالکسر سرکش اسپ، جمع جموح خیل السمین، منہ زور گھوڑا جو روکے منہ زوری اسپ نفس سرکش کی۔ غوایتھا۔ غوایت بمعنی ضلالت، اور اس کی گمراہی

---

[1] عربی زبان میں خضاب کے معنی رنگ کے ہیں ہمارے ہاں بالوں کو سیاہ کرنے کو خضاب کہہ دیتے ہیں، عربی زبان میں اس کا استعمال ہر قسم کے رنگ پر ہوتا ہے۔ شارح علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جو سنت ہے۔" اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ اس سے بالوں کو سیاہ کرنا ہرگز مراد نہیں کیونکہ بالوں کو سیاہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں بلکہ منع پر بہت سی احادیث موجود ہیں۔ دیکھو حدیث اور فقہ کی کتابیں۔ ۱۲

Marfat.com

کو۔ کمایرد۔ جیسے کہ رد کی جاتی ہے۔ جماح الخیل۔ منہ زور طاقتور گھوڑے کی۔
باللجم۔ لجم جمع ہے لجام کی یہ معرب ہے لگام سے۔

ترجمہ کون ہے جو روکے میرے اسپِ نفس کی منہ زوری اور گمراہی کو۔ جس طرح روکی جاتی ہے منہ زوری سرکش گھوڑے کی لگاموں سے۔

شرح گویا ناظم فاہم سرکش نفس سے بچنے کی ایک ترکیب ایسی شان سے بتا رہے ہیں کہ سننے والا سمجھے کہ ناظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی حالت بیان کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس میں تعلیم دے رہے ہیں بندگانِ نفس کو اور فرما رہے ہیں کہ اپنے نفس کی اصلاح ارشادِ مرشدِ کامل کے ذریعہ کر کہ وہ اس سرکش نفس کے لئے لگام ہو گی۔ اسی لئے بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ من لم یکن لہ شیخ فشیخہ شیطان یعنی جس کا پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے۔ اور اسی لئے قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔ "یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ"۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور اُس کی طرف تقرب حاصل کرنے کو وسیلہ ڈھونڈو۔ تو مَن لی فرما کر یا استفہام انکاری کر رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ آج ایسا پیر کامل نہیں ملتا جو تجھ کو گمراہی سے ہدایت پر لے آئے۔ اور اس کا ذمہ دار ہو۔ اس لئے کہ میرا نفس دریائے ضلالت و طغیان میں غرق ہے۔ اب اس کی ہدایت کا کون ذمہ دار ہو سوا ربِ الملک المنان کے۔ اگرچہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔ ولکل قوم ھاد۔ ہم نے ہر قبیلہ اور قوم میں ہدایت دینے والا بھیجا ہے لیکن زمانہ حال میں یہ سلسلہ پیری مریدی ایک پیشہ بن کر رہ گیا۔ یا بازیچۂ اطفال ہو گیا ہے۔ اس کی بھی میراثیں تقسیم ہوتی ہیں۔ باپ مرا تو بیٹا مسند نشین کیا۔ عام اس سے کہ وہ صغیر ہو یا کبیر۔ خرقہ پہنایا اور شیخ کامل کی مسند نشینی کا حقدار کیا۔ شاید ایسی ہی رسوم نے مشائخ سلف کے آثار محو کر ڈالے۔

یا استفہام للتمنی و استعطاف و استغاثہ ہے۔ گویا آرزو فرما رہے ہیں۔ کہ کوئی ایسا پیر کامل مل جائے کہ اس گھوڑے کو جو میرا نفس ہے ہدایتوں کی لگام دے کر سیدھے راستہ پر لگا دے ؎

کوئی سب حجاب اُٹھا دے، مجھے منزلیں دکھا دے
یہ نجف، یہ کربلا ہے، یہ ہے مکہ اور مدینہ

Marfat.com

خدا کا نام گو اکثر زبانوں پر ہے آجاتا مگر کام اس سے جب چلتا ہے کہ یہ دل میں سما جاتا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ انت باعتبار غضبك كلب و باعتبار شهوتك بهيمة كالفرس و باعتبار عقلك ملك و انت مامور بالعدل بينهم والقيام بحقوقهم والاعانة لهم لتقبض بمعونتهم شرف الدارين وسعادتها۔ فان روضت الفرس وادبت الكلب وسخرتهما للملك يتيسر لك الظفر بما طلبت والا فانت هلكت یعنی اے انسان تو باعتبار غصہ کے کتا ہے اور باعتبار خواہشات کے مثل گھوڑے کے چارپایہ ہے۔ اور باعتبار عقل بادشاہ ہے اور تو ناموربالعدل ہے۔ ان کے اندر اور ان کے حقوق قائم رکھنے میں اور اُن کی اعانت ہیں تاکہ اُن پر اپنا قبضہ رکھے۔ اور شرافت وسعادتِ دارین حاصل کرے۔ اگر گھوڑا تجھ سے ہل گیا۔ اور کتا مؤدب ہوگیا۔ اور دونوں عقل کے ساتھ مسخر ہوگئے تو ظفر و کامرانی تیرے لئے آسان ہوگئی، ورنہ تو ہلاک ہوجائے گا۔

(۱۷) فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِيْ كَسْرَ شَهْوَتِهَا ۔ اِنَّ الطَّعَامَ يُقَوِّيْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

حلِ لغات فلا ترم۔ نہی حاضر، از رام بمعنی طلب، پس نہ طلب کر۔ بالمعاصی کثرتِ گناہ سے۔ کسر۔ توڑنا۔ شھوتھا۔ شہوتوں کا۔ ان الطعام۔ اس لئے کہ کھانا۔ یقوی۔ قوی کرتا ہے۔ شھوۃ۔ خواہش۔ النھم۔ کھانے کی یعنی بغیر بھوک کے حرص کھانے کی ہونا۔

ترجمہ یہ نہ سمجھ یا یہ اُمید نہ رکھ کہ زیادہ گناہ کرتے کرتے طبیعت گناہوں سے سیر ہو کر ترکِ گناہ کی طرف مائل ہو جائے گی۔ یاد رکھ، زیادہ کھانا کھانے سے حرص کھانے کی بڑھ جاتی ہے۔

شرح اے وہ شخص! جس نے اپنے نفس کو حبِ شہوات سے مزین کر رکھا ہے۔ اس خیال کو اپنے دل سے نکال کہ کسرِ شہوت نفس اور قطع معاصی کثرتِ معاصی کے بعد خود ہو جائے گا۔ اس لئے کہ معاصی شہوتِ نفس کو بڑھاتے اور قوت دیتے ہیں۔

جیسے زیادہ کھانا حرص اکل و شرب کو فروغ دیتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا فِىْ زَمَانٍ يَسِيْرٍ وَّ لَا تَجْعَلْ مَصِيْرَنَا دَارَ السَّعِيْرِ وَاجْعَلْ اُمُوْرَنَا مُوَافِقَةً لِمَرْضَاتِكَ اِنَّكَ كَاشِفُ كُلِّ عَسِيْرٍ وَّ مُعِيْنُ كُلِّ اَسِيْرٍ وَعِنَايَتُكَ لِعِبَادِكَ كَثِيْرٌ وَّيَسِيْرٌ ۔

(۱۸) وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰى حُبِّ الرِّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

حل لغات والنفس ۔ یعنی نفس امارہ ۔ کالطفل ۔ مثل شیر خوار بچے کے ہے ۔ ان ۔ اگر ۔ تھملہ ۔ مضارع ، اہمال سے ، کسی چیز کو اپنے حال پر چھوڑنا ۔ چھوڑ دے تو اُسے اپنے حال پر ۔ شبّ ۔ ماضی از شباب ، طاقتور ہونا جوان ہونا ، قادر ہو جائے گا ۔ علیٰ ۔ اوپر ۔ حب ۔ محبت ۔ الرضاع ۔ دُودھ پینے کے ۔ وان تفطمہ ۔ تفطم مضارع ، از فطام ، بچہ کا دودھ چھڑانا ۔ اور اگر دُودھ چھڑانا چاہے تو اُس کی مدّتِ شیر خواری میں ۔ ینفطم ۔ مضارع از انفطام ، آسانی سے دُودھ چھوڑ دے گا ۔

ترجمہ نفسِ امارہ مثل اُس شیر خوار بچہ کے ہے کہ اگر نہ روکے تو اُسے جوانی تک دُودھ پینے سے ، تو خواہش شیر خواری میں قوی ہو گا ۔ اور اگر مدتِ رضاعت میں دُودھ چھڑا دے تو آسانی سے چھوڑ دے گا ۔

شرح نفس مطیۃ الانسان ہے ۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے نفسك مطيك فارفق بها ۔ اسی بنا پر فرمایا کہ نفس امارہ کو اپنے موافق بنانا چاہیئے نہ کہ اُس کی پیروی میں رہا جائے ۔

یہاں یہ امر بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اصطلاح عربی میں طفل کس عمر تک کے بچے کو کہتے ہیں اور اُس سے آگے کی عمر والے کو کیا کہتے ہیں ۔

رحم میں جب تک بچہ رہے اُسے جنین کہا جاتا ہے اور جب پیدا ہو جائے تو اُس کا نام ولید ہے اور جب پیدا ہو کر کچھ دن شیر خواری کے گزارے تو اُس کا نام طفل ہے ۔

Marfat.com

اس کے بعد اُسے صبی کہتے ہیں۔ پھر مراہق، اس کے بعد غلام انیس سال تک اس کے بعد شاب جو تیس برس تک، پھر کہل اکاون برس تک، پھر آخر عمر تک شیخ۔

ایک قول ہے کہ طفل وُہ ہے جس پر بعد ولادت دو سال مکمل گزر جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعر میں والنفس کالطفل فرمایا کالصبی نہیں کہا۔ اس لئے کہ صبی مثل بالغ کے عاقل ہوتا ہے۔

اور بتانا یہ مقصود ہے کہ نفسِ امارہ کو اگر ابتدار سے ہی درست رکھا جائے تو وہ قبولِ ہدایت کر لیتا ہے۔ جیسے شیرخوار کا دودھ دو سال کے اندر اندر آسانی سے چھڑایا جاسکتا ہے اور اگر تین سال تک اُسے دودھ افراطِ محبت کی وجہ میں پلایا جائے، تو بچے کے دِل میں اُس کا شوق اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ وہ چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ سر مار مار کر ماں کو ہلکان کر دیتا ہے یہی حال نفسِ امارہ کا ہے کہ اگر اس سے معصیت کو نہ روکا جائے تو حرصِ معصیت میں جوان ہو کر انسان کو ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔

---

(۱۹)

فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ اَنْ تُوَلِّيَهٗ
اِنَّ الْهَوٰى مَا تَوَلّٰى يُصْمِ اَوْ يَصِمِ

حل لغات فاصرف۔ امر ہے صرف یصرف سے بمعنی امتنع، روک یا پلٹ دے ھواھا۔ اُس کی خواہش کو۔ وحاذر۔ امر ہے محاذرۃ سے، خوف کرنا۔ اور ڈر۔ ان تولیہ۔ مضارع ہے، تولیۃ سے، اختیار دینا۔ اس سے کہ خود مختار کرے اُس کو۔ ان۔ بے شک۔ الھوٰی۔ خواہش۔ ما۔ جب کہ۔ تولّٰی۔ خود مختار ہو جائے۔ یصم۔ اصمی، یصمی، قتل وھلک۔ ہلاک کر دیتی ہے۔ او۔ یا۔ یصم۔ عیب دار بنا دیتی ہے

ترجمہ اور روک تو خواہش نفس کو اور ڈر اس سے کہ وہ غالب آجائے یا خود مختار ہو جائے بے شک جب خواہش غالب ہو جاتی ہے تو ہلاک کر دیتی ہے یا عیب دار بنا دیتی ہے۔

Marfat.com

شرح یعنی جب معلوم ہو چکا کہ نفس امارہ کیا بلا ہے۔ تو اُس کی خواہشات کے روکنے میں جدوجہد کر اور اس امر کا خوف رکھ۔ کہیں وہ تجھ پر خود مختار ہو کر غالب نہ آجائے۔ اور مملکتِ عقل میں تصرف نہ کر بیٹھے اور تیری عقل مغلوب نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ غلبہ نفس موجبِ بُعدِ الٰہی ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے ولا تتبع الھوٰی فیضلک عن سبیل اللہ۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کرو کہ یہ اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ ومن اضل ممن اتبع ھواہ۔ اُس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو خواہشاتِ نفسانیہ کا پیرو ہوا اور حدیث میں ارشاد ہے واما المھلکات فثلاث شح مطاع وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہٖ۔ ہلاک کرنے والی تین باتیں ہیں۔ مغرور مطاع، متبع ہوا اور عورت کو خواہشِ نفس کے لئے پسند کرنے والا۔

حضرت ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں کہ میں چھت کے نیچے چالیس سال تک نہ سویا۔ رسالہ قشیری میں ابی تراب نخشی فرماتے ہیں کہ میرے نفس نے کبھی کوئی خواہش نہ کی مگر ایک بار انڈا روٹی مانگا۔ اور میں سفر میں تھا۔ ایک گاؤں سے گزرا۔ تو اُن لوگوں نے مجھے چور سمجھ کر پکڑا۔ اور ستر درے لگائے۔ بعد میں مجھے پہچانا اور معذرت کر کے مجھے ایک مکان میں لے گئے اور وہاں انڈا روٹی پیش کیا تو میں نے اپنے نفس سے کہا۔ لے ستر درے کھا کر اب انڈا روٹی کھا۔

ایک حکایت ہے کہ ایک بادشاہ عظیم السلطنت تھا اور اُس کی یہ عادت تھی کہ جب رمضان المبارک آتا۔ تو روزے رکھتا۔ اور بعد عصر سے افطار کے وقت تک گانے بجانے کا مشغلہ رکھتا۔ تاکہ روزے کا توڑ اس شغل میں محسوس نہ ہو۔ اور بھوک پیاس نہ ستائے۔ ایک روز ایک پیر کامل اُدھر سے گزرے۔ تو بادشاہ کا یہ حال دیکھ کر محسوس فرمایا۔ کہ اس غفلت سے اسے بیدار کرنا ضروری ہے۔ جو وقت رحمت و غفران کا ہے اُسے یہ اس لہو و لعب میں خراب کر رہا ہے علاوہ ازیں دفع منکر واجب بھی ہے۔ چنانچہ شیخ بادشاہ کے محل میں داخل ہوئے۔ اور گویوں طبلچیوں کو مار مار کر بھگا دیا۔ اور اُن کی تار طنبورے توڑ ڈالے۔ بادشاہ محل میں یہ تماشا دیکھ کر غضب ناک ہوئے اور ملازمین کو گرفتاری کا حکم دیا۔ خدام نے شیخ کو پکڑ کے

Marfat.com

بادشاہ کے پیش کیا۔

بادشاہ نے کہا۔ اے شیخ یہ تم نے نامناسب فعل کیوں کیا۔ شیخ نے فرمایا۔ یہ منکرات سے تھا۔ اور میں منجاب اللہ دفع منکرات پر مامور ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ کیا تمہیں میرا ڈر نہیں۔ شیخ نے فرمایا جو کچھ تیری طرف سے مجھ پر ہو گا۔ اُس پر میں صبر کروں گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ واصبر علی ما اصابك۔ اور میں تجھ سے قطعاً خائف نہیں اس لیے کہ تو میرے غلام کا غلام ہے۔ یہ سُن کر تمام حاشیہ نشین تعجب سے پکارے۔ هيهات ضيع الشيخ عقلهٔ۔ افسوس! افسوس! شیخ کی عقل جاتی رہی۔

شیخ نے فرمایا۔ میری عقل نہیں گئی بلکہ میں پھر کہتا ہوں کہ بادشاہ میرے غلام کا غلام ہے اس لیے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔

ایک یہ کہ اپنے نفس کو مغلوب کر کے اُس پر خود غالب رہے۔ اور اسے جس عبادت کی طرف چاہے لے جائے۔ دُوسرے یہ کہ اپنے نفس کو غالب کر کے اُس کی زیر حکومت اپنی مملکتِ بدنی کو دے دے۔ اے بادشاہ اب تو بتا کہ تو کس حال میں ہے۔ بادشاہ نے غور کیا۔ اور کہا دوسری حالت میں۔ تو شیخ نے فرمایا کہ نفس میرا غلام ہے اور تو نفس کا غلام ہے۔ تو تُو میرے غلام کا غلام ہوا یا نہیں۔

بادشاہ نے انصاف سے بات مانی اور توبہ کر کے اُن سے ہی بیعت ہو گیا۔

(۲۰) وَرَاعِهَا وَهِيَ فِي الْاَعْمَالِ سَائِمَةٌ
وَاِنْ هِيَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰى فَلَا تُسِم

حلِّ لُغات | وراعها۔ عطف الانشاء علی الانشاء۔ راع۔ امر۔ از راعی یراعی۔ مصدر الراعی، چراگاہ میں جانور کی نگاہ رکھنا اور نگاہ رکھ اُس نفس کی وھی۔ واو حالیہ، ھی ضمیر، کیونکہ وہ۔ فی الاعمال۔ جمع عمل، اعمال میں یعنی عملی کھیتوں میں۔ سائمۃ۔ خبر مبتدا۔ محاورہ ہے، سامت الماشیہ یعنی جانور چرتا ہوا حد سے باہر چلا گیا۔ سائمہ ہے یعنی حد سے زیادہ عملوں کا چرنے والا ہے۔ وان۔ اور اگر۔ ھی۔ وُہ۔

Marfat.com

استحلت - پسند کرے یا لذیذ سمجھے - المرعی - چراگاہ کو - فلا تسم - تو نہ چرنے دے اور روک اُسے -

ترجمہ: اور نگاہ رکھ اُس نفس کو چراگاہِ عمل میں - اور اگر وہ حد سے گزر کر چراگاہ کو لذیذ سمجھے - تو چرنے سے روک -

شرح: گویا ناظم فاہم ہدایت اصلاح نفس میں طریقۂ تعلیم فرماتے ہیں کہ اس نفس امارہ کی خاص طور پر نگرانی کر - اس لئے کہ یہ مثل سائمہ چھُٹے ہوئے جانور کے ہے - اعمالِ صالحہ کی کشت زار میں اگر یہ چرنے اُترے تو اُس کے چرنے پر نظر رکھ، کہیں نقصان نہ پہنچا دے اس لئے کہ نفس جب بعض نوافل میں ملتفت ہوتا ہے - اور لطف عبادت سے خوش ہونے لگتا ہے - تو عجب اور نخوت کا مادہ پیدا کرتا ہے اور قوم میں اپنا افتخار اور تکبّر کا اثر جماتا ہے جو عابد کے لئے سخت مُضر ہے - لہٰذا اگر ایسا عملِ صالح کرتے کرتے محسوس ہو تو نفس کو آزاد نہ چھوڑ - بلکہ اُسے زجر و توبیخ کر -

اسی بنا پر اہلِ تصوف اس بیت کے یوں معنی کرتے ہیں - اے عارف باللہ اپنے نفس کو فنا کر - اللہ جل شانہٗ کی محبت میں اور اُس کی رضا حاصل کر - اور نہ رہ اعمال کی گنتیوں میں اس لئے کہ یہ مرتبہ صلحاء اور زہاد کا ہے - اور تو مستغرق ہو جا - ملاحظہ جمالِ ذات میں اور چھوڑ قعود و رکوع و سجود کے دیکھنے کو اگر تو اس میں اُلجھا رہا تو ایک دن محجوب ہو جائے گا - اور اگر اس سے بالاتر پہنچ گیا - تو ایک دن مطلوب بن جائے گا -

اس لئے کہ ورائے اعمال و استدلال اصولِ کمال ہے - اور یہی حقیقتِ وصال ہے - اور بیشک نفس اپنی خباثت کی وجہ میں اس امر کو پسند کرتا ہے کہ تو ذکر و فکر میں پھنسا رہے - فعلیك بالنخول ولو بالنامل۔

---

(۲۱)

كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً
مِنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِى الدَّسَمِ

حلّ لغات
کم۔ یعنی کم مرۃ، کتنی بار۔ یا بہت سی دفعہ۔ حسنت۔ ماضی، لپسند کیا، نفس نے۔ لذۃ۔ لذتِ دُنیا کو۔ للمرء۔ جو انسان کی۔ قاتلۃ۔ قاتل ہے۔ من حیث۔ ایسی طرح۔ لم یدر۔ لم یعلم، کہ نہ معلوم ہوا۔ ان السم۔ کہ زہر۔ فی الدسم۔ مرغن کھانے میں ہے۔

ترجمہ
نفس نے بارہا ایسی لذتِ دُنیا کو پسند کیا۔ جو انسان کے حق میں قاتل تھی۔ اور انسان اس قدر بے خبر رہا۔ کہ اُسے معلوم ہی نہ ہوا۔ کہ اس مرغن اور لذیذ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔

شرح
نفسِ امارہ نے انسان کے ساتھ ایسا دھوکا کیا۔ کہ اُس کی نظر میں بظاہر وہ دھوکا بھلا معلوم ہوا۔ اور اُس نے نہ جانا۔ کہ ؎

زہر ملائے شہد دکھائے یہ لبس کی گانٹھ ہے حرافہ
صُورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

گویا ناظم فاہم فرماتے ہیں کہ نفس خبیث نے بہُت دفعہ مردِ عاقل کی نظروں میں اُس مزے کو جو درحقیقت اُس کا قاتل ہے۔ نہایت خوشگوار دکھایا۔ اور اُس نے نہ جانا کہ زہر مرغن کھانے میں ملا ہوا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نفس ایسا مکار ہے کہ اُس کے شر سے بچنے کے لئے بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے۔

(۲۲) وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شَبَعٍ
فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

حلّ لغات
واخش۔ امر تادیبی یا ارشادی از خشی یخشی، خائف رہ۔ الدسائس۔ جمع دسیسہ بمعنی کید و حیلہ مخفی۔ اُس نفس کے دجل و مکر سے۔ من جوع۔ بھوک میں اور تنگدستی میں۔ ومن شبع شکم سیری میں اور فارغ البالی میں۔ فرب۔ حرف جر ید خل علی النکرۃ عموما۔ اکثر۔ مخمصۃ۔ المخمصۃ شدۃ الجوع المفرط۔

Marfat.com

شدت کی بھوک کا۔ شر۔ شر اور نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ من التخم۔ یعنی عدم ہضم الطعام۔ بدہضمی سے۔

ترجمہ اور خائف رہ نفس کے دجل ومکر اور وسوسہ سے بھوک اور شکم سیری میں، اس لئے کہ اکثر شدت کی بھوک زیادہ مضر ہوتی ہے۔ بدہضمی سے۔

شرح امر سولہ قسم کا ہوتا ہے۔ امر ایجاب جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ دوسرا امر ندب جیسے ارشاد ہے۔ اذا تداینتم بدین الی اجل مسمیً فاکتبوہ۔ تیسرا امر تادیب جیسے حدیث میں ارشاد ہے کُل مِمَّا یلیک۔ جو تیرے آگے ہو وہ کھالے۔ چوتھا امر ارشاد۔ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ۔ پانچواں امر اباحت جیسے ارشاد الٰہی ہے۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا۔ چھٹا امر تہدید ہے جیسے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ ساتواں امر امتنان جیسے کُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۔ آٹھواں امر اکرام جیسے اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ۔ نواں امر تعجیز جیسے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ دسواں امر تسخیر جیسے کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ گیارہواں امر اہانت جیسے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔ بارہواں امر تسویہ جیسے اِصْبِرُوْا اَوْ لَا تبصروا۔ تیرہواں امر دعا جیسے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ۔ چودہواں امر تمنا جیسے کسی شاعر نے کہا۔ اَلَا اَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيْلُ اَلَا انجلی پندرہواں امر اعتقاد جیسے قَالَ اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ۔ سولہواں امر تکوین، جیسے كُنْ فَيَكُوْنُ۔

بھوک کی آفتیں، جن سے خائف رہنا ضروری ہے یہ ہیں۔

حدۃ، شدۃ ذبول، کلال، ملال نفس، تحصیل کمال میں خیالات فاسدہ کا آنا، اوہام کاسدہ کا پیدا ہونا۔

اور شکم سیری کی آفتیں یہ ہیں، کثرۃ نوم، کسل، سختی قلب، غفلت عن الموت، نور یقین کا ماند پڑجانا، شہوتوں کا بڑھنا۔

اسی بنا پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاد الفقر ان یکون کفرا۔ تنگدستی

Marfat.com

کبھی انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ شکوۂ رزاق مطلق بے ساختہ زبان سے جاری ہو جاتا ہے۔ بہکی بہکی اوندھی اوندھی باتیں بکنے لگتا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا الفقر اسود الوجوہ یوم القیامۃ۔ بعض تنگدست بوجہ بدنیتی اور تغیر مذہب کے قیامت کے دن سیاہ رو ہوں گے۔

ابوسلیمان دارانی نے چند نکات شکم سیری کے ظاہر فرمائے۔ من شبع لم یجد حلاوۃ العبادۃ، ولتعذر علیہ حفظ الحکمۃ وحصل لہ حرمان الشفقۃ علی الخلق وثقل علیہ العبادۃ وحصل لہ زیادۃ الشھوۃ و ان سائر المؤمنین یدورون حول المساجد والشبعان حول المزابل۔ پیٹ بھرا انسان عبادت کی شیرینی نہیں پا سکتا (۲) حکمت کی محافظت اُس کے لئے متعذر (مشکل) ہے۔ (۳) مخلوق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے (۴) عبادت اُس پر بھاری ہوتی ہے اور بارگزرتی ہے (۵) شہوت بڑھ جاتی ہے (۶) اور تمام مومنین جب مسجد کے گرد پھر رہے ہوں۔ یہ گندی جگہ پھرتا ہوگا۔

اسی بنا پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اِنَّ نفسک مطیتک فارفق بھا ولیس من الرفق ان تجیعھا وتذیبھا۔ انسان کا نفس اُس کی سواری ہے۔ تو اپنی سواری کو اپنے موافق بنا اور موافق نہیں بن سکتا مگر اس سے کہ اُسے بھوک کے ساتھ نرم کر۔

اور کھانا ایک صورت میں فرض بھی ہے یعنی اُس حالت میں جب کہ ہلاکت سے بچانے کو کھایا جائے تو اُس کی فضیلت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ لیوجر فی کل لقمۃ یرفعھا العبد الی فمہ۔ اللہ ہر لقمہ کے بدلے میں ثواب عطا فرماتا ہے۔ جو بندہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے۔

اور کھانا مستحب بھی ہے اگر اس نیت سے کھائے کہ ادائے صلوٰۃ پنجگانہ میں ضعف پیدا نہ ہو۔ چنانچہ طاقت بدنی قائم رکھنے کے لئے کھانے والے کی فضیلت حضور نے فرمائی۔ المؤمن القوی احب الی اللہ تعالیٰ من المومن الضعیف۔ طاقتور مومن اللہ

Marfat.com

کو کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے۔

اور مرتبہ اباحت میں کھانا تقوم بدن کی حد تک ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ؎

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

بہر حال نفسِ امارہ کی خفیہ شرارتوں سے ہوشیار رہنا اور اس کی کیا دی صیادی (مکرو حیلہ) کا شکار ہونے سے بچنا ہر مردِ مومن پر لازم ہے۔

(۲۳)

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَأَتْ
مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

حلّ لغات واستفرغ۔ استفرغ صیغہ امر، از استفراغ، جاری کرنا، بہانا، یعنی بہاتا رہ۔ الدمع۔ آنسوؤں کو۔ من عین۔ اُن آنکھوں سے۔ قد امتلأت۔ جو بھری ہوئی ہیں یا ڈبڈبا رہی ہیں یا آلودہ ہو چکی ہیں۔ من المحارم۔ حرام چیزوں کی رویت سے۔ والزم۔ اور لازم پکڑ۔ حمیۃ۔ بمعنی الاحتماء والحفظ، محافظت۔ الندم۔ یعنی ندامت، پشیمانی، پشیمانی کو۔

ترجمہ اور بہا آنسوؤں کو اُس آنکھ سے جو حرام چیزوں کے مشاہدہ سے پُر ہو چکی ہے۔ اور پشیمان ہو کر ایسے افعالِ شنیعہ سے پرہیز کرنے کو لازم پکڑ۔

شرح ؎ نہ جاگتے ہیں وہ لذت نہ شب کے سونے ہیں
مزا جو دیکھا تو پچھلے پہر کے رونے ہیں!

او غافل انسان! اُس آنکھ کو جو مشاہدۂ محرمات سے آلودہ ہو کر گندی ہو چکی ہے۔ آنسو بہا کر پاک کر لے۔ اس لئے کہ گریہ و بکا ہر اُس ناپاکی کو دھو دیتا ہے۔ جو انسان کے اکتسابِ معاصی سے پیدا ہو۔ اسی لئے بزرگوں کا مقولہ ہے۔ صب العبرات یحط السیئات۔ آنسوؤں کے بہاؤ میں گناہ بہ جاتے ہیں۔ ویرفع الدرجات اور مدارج بلند ہوتے ہیں۔

اسی وجہ میں بعض احادیث میں آیا:۔

یوتی بعبد یوم القیامۃ وتشہد علیہ اعضائہ بالزلۃ والعصیان فیستحق ان یدخل النیران فطایر شعرۃ من جفن عینہ فتستاذن تلک الشعرۃ من اللہ تعالیٰ بالشہادۃ لہ فیقول اللہ تعالیٰ عزوجل تکلمی یا شعرۃ واحتجی عن عبدی فتشہد تلک الشعرۃ لذالک العبد بانہ قد بکی فی الدنیا من خوف ربہ فیغفر لہ وینادی منادھذا عتیق اللہ تعالیٰ لشعرۃ۔

ایک گنہگار قیامت کے دِن پیش ہو گا۔ کہ اُس کے تمام اعضاء اُس کے خلاف لغزش اور معصیت کی شہادت دے چکے ہوں گے اور وہ مستحقِ دخولِ نار قرار پا چکا ہے کہ ایک بال اُس کی آنکھ سے اُڑ کر اذنِ شہادت طلب کرے گا۔ اور جناب باری کی طرف سے اُسے اجازت ملے گی۔ تو وہ عرض کرے گا۔ کہ الٰہی یہ شخص دُنیا میں تیرے خوف سے روتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش فرمادے گا اور منادی اُس کے بارے میں ندا کرے گا۔ کہ یہ عتیق (آزاد) اللہ ہے۔ ایک بال کی شہادت پر۔

حضرت حجۃ الاسلام سے دریافت کیا گیا۔ فیھما عینٰن تجریان کس کے لیے بشارت ہے تو آپ نے فرمایا۔ ھما لمن عینان تجریان۔ وُہ دو چشمے جنت کے اُس کے لیے ہیں جس کی دو چشم دُنیا میں خوفِ الٰہی سے بہتی رہیں۔

(۲۴) وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّیْطَانَ وَاعْصِہِمَا وَاِنْ ھُمَا مَحَضَاکَ النُّصْحَ فَاتَّہِمِ

حلّ لُغات

وخالف۔ امر، اور مخالفت کر۔ النفس۔ الف لام معہود ذہنی، نفسِ امارہ کی۔ والشیطان۔ از شطن، بعید از خیر و رحمت اور شیطان کی۔ واعصھما۔ اور نافرمانی کر۔ وان۔ اور اگرچہ۔ ھما۔ وُہ دونوں یعنی نفس اور شیطان۔ محضاک۔ مخلصانہ۔ النصح۔ نصیحت کرتے ہوں۔ فاتھم۔ پھر بھی تو مشکوک و متہم جان۔

Marfat.com

ترجمہ مخالفت کر شیطان اور نفسِ امارہ کی اور نافرمانی کر دونوں کی اگرچہ وہ دونوں مخلصانہ نصیحت اور خیر خواہی کر رہے ہوں۔ پھر بھی متہم اور مشکوک سمجھ۔

شرح مفہوم شعر واضح ہے۔ کہ نفس اور شیطان انسان کے ابدی دُشمن ہیں۔ اور ابدی دُشمن سے اُمید خیر خواہی رکھنا غلطی اور ناعاقبت اندیشی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ نفس اور شیطان اگر بھلی بات بھی بتائیں۔ تو سوچ سمجھ کر اُن کی تعمیل کرنا کیونکہ اس میں بھی کوئی خاص سر مضمر ہو گا۔ ہمیشہ اسے متہم بالعداوت سمجھ۔ چنانچہ احمد بن ارقم بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار نفس نے مجھے زور دے کر مشورہ دیا کہ میں غزوہ میں جاؤں۔ اس مشورہ سے مجھے تعجب ہوا کہ الٰہی یہ معاملہ کیا ہے۔ تیرا فرمان ہے۔ ان النفس لامارۃ بالسوء۔ نفس ہمیشہ بُرے کام کا مشورہ دیتا ہے حالانکہ یہ مشورہ اس کا مبارک اور سعید ہے تو مجھے ظاہر ہوا۔ کہ اس کا اس وقت غزوہ میں نکلنے کا مشورہ یوں ہے۔ کہ لوگوں میں شہرت ہو۔ اور اس شہرت سے میں لوگوں کی نظروں میں معزز بن جاؤں۔ چنانچہ میں اُس غزوہ میں نہ گیا۔ اور میں نے کہا۔ اسلام کے لئے سب سے آگے میں جان دینے کو جاؤں گا لیکن اس وقت تیری مخالفت کروں گا۔ تو نفس نے کہا کہ احمد تم مجھے دن میں بارہا قتل کرتے رہتے ہو۔ میں نے ایک بار چاہا۔ کہ اس بہانہ سے تمہیں قتل کرا کر تم سے نجات حاصل کروں۔ تو اس میں بھی مجھے کامیابی نہ ہوئی۔

اور شیطان کی شرارت باطنی میں ایک حکایت مثنوی شریف میں مولانا روم علیہ الرحمۃ نے نقل فرمائی۔ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سو رہے تھے کہ صبح سے قبل شیطان آیا۔ اور پکارا حی علی الفلاح۔ حضرت معاویہ نے اپنی فطانت سے اُسے جانا اور فرمایا۔ کہ تو مجھے حی علی الفلاح کہنے آیا تو کیسے۔ تیرا کام تو نماز قضا کرانے کا تھا۔ شیطان نے کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن تمہاری صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا رہ گئے تھے۔ تو اس کی ندامت میں آپ دن بھر غمگین رہے۔ تو آپ کے اعمالِ صالحہ اس دن دوچند کر دیئے گئے تو میں نے خوف کیا۔ کہ اگر آج بھی آپ کی نماز فوت ہو گئی۔ تو اسی طرح آپ اعمالِ مضاعفہ کے حقدار ہو جائیں گے۔ لہٰذا امام ناظم رحمۃ اللہ علیہ ہدایت فرماتے

ہیں۔ کہ اُس کے نیک مشورہ سے بھی ہوشیار رہنا بلکہ اُس کی بھی مخالفت ہی کرنا کہ اُس میں بھی کوئی خاص شرارت مضمر ہوگی۔ اعوذ باللہ من شر الشیطان الرجیم بجاہ حبیب الرحیم الکریم والحمد للہ رب العالمین۔

۲۵ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَّلَا حَكَمًا فَأَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

حلّ لغات ولا تطع۔ نہ پیروی کر۔ منھما۔ اُن دونوں کی۔ خصما۔ جھگڑالو ہونے ہیں۔ ولا حکما۔ اور فیصلہ کرنے ہیں۔ فانت تعرف۔ اس لئے کہ تو جانتا ہے۔ کید۔ مکر۔ الخصم جھگڑالو کا۔ والحکم۔ اور مکر فیصلہ کنندہ کا۔

ترجمہ اور نہ پیروی کر نفس و شیطان کی، فریق مخالف بنیں یا منصف تو فریق مخالف اور منصف کے دھوکے اور فریب سے واقف ہے۔

شرح یعنی نفس اور شیطان ان دونوں میں سے کسی کی اطاعت نہ کر۔ خواہ تیرا مقابل ہو یا ثالث۔ کیونکہ تو اُن کے فریب اور چال سے واقف ہے اُن کے دھوکے میں نہ آنا۔

شارح زرکشی فرماتے ہیں کہ یہ بیت قصیدہ کے تمام بیتوں سے سخت ترین ہے۔ اس لئے کہ خصومتِ نفس کے ساتھ محاکمہ شیطان سمجھ میں نہیں آتا۔ اور شراح نے جو کچھ اس پر لکھا، اُس سے اطمینان نہیں ہوا۔ آخر میں نے روحِ ناظم فاہم کی طرف توجہ کی۔ تو مکاشفہ میں مجھے فرمایا کہ اگر تو غور کرتا۔ تو جو مقصد اس بیت سے ہے وہ ظاہر ہو جاتا۔ میں نے کہا کہ میں اس کی شرح آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ تو امام نے فرمایا:۔

انسان میں تین مدعی ہیں۔ قلب، نفس، شیطان۔ جب قلب کسی عملِ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو نفسِ امارہ مانع ہوتا ہے۔ تو اِن دونوں میں جھگڑا ہونے لگتا ہے۔ اور شیطان کیطرف یہ مقدمہ رجوع کرتے ہیں۔ تو شیطان ان کے محاکمہ میں امر بالسوء کرتا ہے۔ تو اس اعتبار سے نفس خصم ہوا اور شیطان حکم، اور اگر شیطان کسی عملِ شر کی طرف آمادہ ہوتا ہے۔ تو قلب

Marfat.com

مانع ہوتا ہے اور شیطان ضد کرتا ہے کہ وہ کام کیا جائے۔ تو ایسی صورت میں فیصلہ کے لئے نفس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اور نفس شیطان کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔ اس اعتبار سے قلب کا خصم شیطان اور قاضی نفس بنتا ہے بایں اعتبار فرمایا فانت تعلم کید الخصم و الحکم، تو خصم اور حکم کے مکر و فریب سے خوب واقف ہے لہٰذا ان دونوں کی نہ مان اور راہِ راست پر قائم رہ۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان اور نفسِ امارہ کے وساوس سے کس طرح انسان خلاصی پائے تو صوفیائے کرام نے فرمایا ہے۔ سلاح المؤمن علی الشیطان ستۃ۔ الاستعاذۃ وکلمۃ الشہادۃ وبسم اللہ وترک الطمع وترک الامل، وترک الدنیا۔ مومن کے ہتھیار شیطان پر غالب آنے اور وساوس کے دفعہ کرنے کو چھ ہیں اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور طمع خام سے اجتناب، اور برے اعمال سے تنفر اور دنیا کو دین پر غالب نہ آنے دینا۔

ایک روایت میں ہے کہ قوم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شیطان کے مظالم کی شکایت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ابھی وہ تم لوگوں کی شکایت مجھ سے کرتا ہوا گیا ہے اور اس نے کہا ہے۔ کہ آپ لوگوں کو فرمائیں کہ وہ میری دنیا کو چھوڑ دیں تو میں ان کے دین پر حملہ کرنا ترک کر دوں گا۔

اور وساوس کے دفع کرنے میں سب سے زیادہ انفع اشتکا الی اللہ اور اسی سے امید و البستہ رکھنا ہے۔

ب۔ تو ہم گردن از حکم داور بپیچ !   کہ نہ پیچد ز حکم تو از خلق ہیچ

(۲۶)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِہٖ نَسْلًا لِذِیْ عُقُمٍ

حلِ لغات — استغفر اللہ۔ استغفار، طلب غفران کے معنی میں آتا ہے یعنی تبت الی اللہ و اطلب الستر۔ یعنی بخشش کی طلب کرتا ہوں میں اللہ سے

Marfat.com

من قول - اُس قول سے - بلا عمل - جو بے عمل ہو - لقد - بیشک - نسبت - ماضی متکلم، از نسب، کسی نسل کا ذکر کرنا۔ میں نے نسبت کی - بہ - اُس کی - نسلا - ایسی نسل کی طرف - لذی عقم - جو بانجھ ہے -

ترجمہ: میں بارگاہِ الٰہی میں قول بے عمل سے معافی طلب کرتا ہوں - ایسی باتیں کہہ کر جن پر خود عمل نہیں کرتا میں نے نسبت بانجھ عورت کے ساتھ کی۔

شرح: اس شعر میں شیخ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ انکسار فرماتے ہیں کہ میں خود بھی ان نصائح پر عامل نہیں، جو نصیحتیں میں دوسروں کو کر رہا ہوں - لہٰذا میں بارگاہِ الٰہی میں اس قولِ بے عمل سے استغفار کرتا ہوں تاکہ آیۂ کریمہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ کی وعیدِ شدید کا مستحق نہ ہوں - اور قولِ بے عمل کے سبب میں اُس شخص کی مانند نہ بنوں جو کسی کی اولاد کو بانجھ عورت کی طرف منتسب کرے یعنی میں اپنے نفس کو اُس چیز کی طرف نسبت کرتا ہوں جو اُس میں نہیں ہے چنانچہ متصوفین فرماتے ہیں - ان القول الذی یخرج عن اللسان لایبلغ الآذان والذی یخرج عن الجنان وقع علی الجنان - وہ قول جو زبان سے نکلے اور کانوں تک نہ پہنچے، عبث ہے - اور وہ قول جو دل سے نکلے اور دل میں جا کر گھر کرے اکسیر ہے -

اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے - مررت لیلۃ اسری بی الی السماء باقوام تقرض شفاھھم بمقاریض من نار فقلت من ھؤلاء یا جبرئیل قال خطباء اُمتك الذین یقولون مالا یفعلون - ہم لیلۃ المعراج میں ایسی جماعت پر سے گزرے کہ اُن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کُترے جا رہے تھے - ہم نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں - جبرائیل نے عرض کی، حضور آپ کی اُمت کے وہ خطباء ہیں جو ناصح بلا عمل تھے -

حضرت اسمٰعیل حقی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکایت عجیب و غریب اپنی تفسیر میں نقل فرمائی وہ یہ ہے کہ ایک عالم موثر الکلام قوی التصرف تھے کہ اُن کے جلسہ وعظ میں سامعین میں سے ایک دو خوفِ الٰہی کی وجہ سے شہید ہو جاتے تھے اور اسی شہر میں ایک بڑھیا تھیں

Marfat.com

اُن کا بچہ نہایت رقیق القلب اور نیک تھا۔ وہ بڑی بی اُس بچے کو جلسہ وعظ کی شرکت سے منع کرتی رہتیں۔ ایک روز وہ لڑکا وعظ میں چلا گیا۔ اور نصائح سُن کر خوفِ الٰہی سے مرگیا، ایک روز وُہ واعظ راستہ میں اُن بڑی بی سے دوچار ہوگیا۔ تو اُنہوں نے کہا ؎

الا ان ذٰلک لاینفع ـــ ! | تهدی الانام ولا تهتدی
تحدّ الحدید ولا تقطع | فیا حجز الشحذ حتی متیٰ

او واعظ! تو زمانے کو ہدایت کرتا ہے۔ اور خود ہدایت کی راہ پر نہیں چلتا۔ خبردار! یہ نصیحت تیرے حق میں نفع رساں نہیں۔ او سخت پتھر! یہ سنگین دلی کب تک۔ لوہا ٹوٹ گیا لیکن تو دُنیا سے منقطع نہ ہوا۔

جب واعظ نے یہ رُباعی سُنی۔ ایک چیخ ماری۔ اور گھوڑی سے غش کھا کر گرا۔ لوگوں نے اُسے گھر پہنچایا۔ وہاں جا کر شہید ہوگیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اُس بیت مبارک میں قارئین و سامعین کو خوبصورتی کے ساتھ ناظم رحمۃ اللہ علیہ قولِ بلا عمل سے بچنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ فیلزم لك العمل بکل ما تکلمت بہ۔

کے بود مقبول قولِ بے عمل ؎ | کبر مقتاً گفت ربِ عزّ و جلّ

---

(۲۷) اَمَرْتُكَ الْخَیْرَ لٰکِنْ مَّا ائْتَمَرْتُ بِهٖ وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِیْ لَكَ اسْتَقِمْ

حلّ لغات امرتك ـ ماضی متکلم، حکم دیا میں نے تجھ کو۔ الخیر ـ مآلہ العاقبة حمیدة۔ بھلائی کا۔ لکن ـ مگر۔ ما ائتمرت ـ ما نافیہ و الائتمار قبول الامر۔ نہیں حکم مانا میں نے۔ بہ ـ اُس خیر کا۔ وما استقمت ـ ماضی متکلم، اور نہ قائم رہا میں۔ فما ـ ما استفہامیہ، پس کیا ہے؟ قولی ـ میرا کہنا۔ لك ـ تیرے لئے۔ استقم ـ کہ قائم رہ۔

ترجمہ میں نے تجھے حکم کیا بھلائی کا۔ اور خود اُس پر کاربند نہ ہوا۔ تو کیا اثر ہے میرے اس قول کا کسی پر کہ قائم رہ۔

Marfat.com

شرح استقامت نام ہے ہمیشہ علم وعمل پر قائم رہنے کا۔ اور استقامت ایسی زبردست چیز ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیبتنی سورۃ ھود مجھے سورۃ ہود نے بوڑھا کر دیا۔ بعض صلحاء سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کی اور عرض کیا۔ کہ حضور کو سورۃ ہود کے کس مضمون سے بار گزرا۔ کیا انبیاء کے قصص یا ہلاکتِ اُمم ماضیہ کے واقعات۔ تو حضور نے فرمایا۔ نہیں بلکہ اس آیت نے جو ارشاد کیا ہے۔ فاستقم کما امرت۔

اس لئے کہ حقیقتِ استقامت وفاءِ عہد بلکہ اور ملازمتِ صراطِ مستقیم بحد اوسط ہے جو ہر معاملہ میں لازمی ہے۔ خواہ طعام وشراب ہو یا لباس امورِ دینی ہوں یا دُنیوی۔ ترغیبِ خیر ہو یا ترہیب۔ اور درحقیقت فاستقم کما امرت ہی صراطِ مستقیم ہے۔

ابو علی جرجانی فرماتے ہیں۔ کن طالب الاستقامة لا طالب الكرامة، فان نفسك متحركة فی طلب الكرامة وربك ليطلب منك الاستقامة، فالكرامة الكبرىٰ الاستقامة فی خدمت الخالق لا باظهار الخوارق۔ تو طالبِ استقامت ہو۔ نہ کہ طالبِ کرامت، اس لئے کہ تیرا نفس طلبِ کرامت کے لئے بے چین رہتا ہے، اور تیرا رب تجھ سے استقامت چاہتا ہے، اور کرامتِ کبریٰ استقامت ہے خدمتِ خالق میں نہ کہ اظہارِ خرقِ عادات میں۔

بعض بزرگوں سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے۔ تو انہیں جواب میں کہا گیا کہ مینڈک اور مچھلی بھی پانی میں چلتے ہیں۔ پھر کہا گیا کہ فلاں شخص ہوا پر اُڑتا ہے تو کہا گیا کہ مکھی بھی اُڑتی ہے۔ پھر عرض کیا گیا کہ فلاں شخص ایک ساعت میں مشرق سے مغرب کو عبور کر لیتا ہے تو جواب ملا کہ شیطان بھی ایسا کر لیتا ہے۔

تو عرض کیا گیا کہ حضرت آپ کے نزدیک مقبولِ شانِ ولایت پھر کیا ہے تو فرمایا:۔
الاستقامة فی الدین۔

کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

وغیر تقی الناس یا مر بالتقیٰ ۔۔۔ طبیب یداوی النّاس وھو مریض

Marfat.com

غیر متقی انسان لوگوں کو تقویٰ کا اگر حکم کرے تو ایسے طبیب کی مانند ہے۔ جو لوگوں کا علاج کرے اور خود بیمار ہو ؎

صاحبِ الفاظ کو دفتر سے بھی سیری نہیں
صاحبِ معنی کو صرف اِک لفظ کافی ہو گیا
خدا کا نام گو اکثر زبانوں پر ہے آ جاتا
مگر کام اس سے جب چلتا ہے دل میں یہ سما جاتا

۲۸

وَلَا تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً
وَلَمْ اُصَلِّ سِوٰی فَرْضٍ وَّلَمْ اَصُمِ

حلِ لغات ولا۔ نافیہ، اور نہ۔ تزودت۔ ماضی متکلم، زادِ راہ لیا میں نے۔ قبل الموت۔ موت سے پہلے۔ نافلۃ۔ زائدہ۔ علاوہ واجبات و فرائض نفلوں کی عبادت کا۔ ولم اصل۔ نفی جحد بلم، متکلم اور نہیں پڑھی۔ سوی۔ علاوہ۔ فرض۔ فرائض پنجگانہ کے۔ ولم اصم۔ اور نہ روزے رکھے۔

ترجمہ میں نے نفلی اعمال کا زادِ راحلہ مرنے سے پہلے کچھ تیار نہ کیا۔ اور فرضوں کے سوا کوئی تقرب نفلی کے لئے نہ نماز ادا کی۔ نہ فرض روزہ کے علاوہ نفلی روزے رکھے۔

شرح چونکہ حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل وعد نفسك من اصحاب القبور۔ دُنیا میں مثل مسافر کے رہ یا راہ گذر کی طرح اور اپنے کو قبر کے رہنے والوں میں گن۔

تو مومن دُنیا میں جب مسافر کی طرح رہے گا۔ تو اُسے زاد راحلہ کی فکر لازمی ہے۔ اس لئے کہ مسافر اپنا توشہ دان راستہ کے لئے پُر رکھا کرتا ہے۔ اور جو مسافر بے فکرا ہو۔ اُسے وقت پر سخت مصائب کا سامنا اور تفکرات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

اس لحاظ سے ناظم فاہم اپنی ذات پر ڈال کر عوام کو یاد دلا رہے ہیں کہ یہ مسافر خانہ ہے۔ یہاں سے جانا ہے۔ لہٰذا زادِ راحلہ اور راستہ کے آرام کا نظام درست رکھ۔ اور بہترین نظام چونکہ رضا الٰہی حاصل کرنا ہے۔ اور رضاء الٰہی تقرب بالنوافل سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے وَلَا تَزَوَّدتُ فرما کر نافلہ فرمایا۔ اس لئے کہ حدیث قدسی میں ہے۔ لایزال

Marfat.com

العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ اللہ تعالیٰ۔ ہمیشہ بندہ میرا تقرب نفلوں کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔

یہی وجہ ہے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ ہر روز اپنے حجرہ عبادت میں پردہ ڈال کر چار سو رکعت نفل ادا فرمایا کرتے۔ اُس کے بعد اپنے دولت سرا میں تشریف لاتے۔

حضرت عبداللہ بن حنیف فرماتے ہیں۔ اکثر میں ابتدائے عمر میں ایک رکعت میں دس ہزار قُل ہو اللہ پڑھتا۔ اور کبھی سارا قرآنِ کریم ایک رکعت میں ختم کرتا اور کبھی صبح سے عصر تک ایک ہزار نفل ادا کرتا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ شریک فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سال رہا میں نے آپ کے پہلو کو اس سال بھر میں کبھی زمین کا سہارا لیتے نہ دیکھا۔ اور آپ کے ہم صحبت لوگ بیان کرتے تھے کہ آپ فجر کی نماز ہمیشہ عشاء کے وضو سے پڑھا کرتے تھے۔

شعبہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لوگ جب آپ سے رُخصت ہو کر سونے کے لئے چلے جاتے۔ تو آپ اپنی نشستگاہ سے اُٹھ کر مسجد میں تشریف لاتے۔ تو مجھے جب جاگنے کی طاقت نہ رہتی۔ تو میں نعلین شریف میں کنکریاں ڈال کر گھر آ کے سو جاتا صبح کی نماز کو جب جاتا۔ تو جوتیوں میں وہ کنکریاں پاتا، اور آپ کو اپنی عبادت گاہ پر روتا دُعا کرتا پاتا۔ اور ایسے بہت سے واقعات سلف صالحین کے ہیں نصیحت وغیرہ حاصل کرنے کو یہ کم نہیں۔

(۲۹) ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَ الظَّلَامَ اِلٰى اِنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٍ

حلّ لُغات ظلمت۔ ماضی متکلم۔ مشتق من الظلم، وھو فی اللغۃ وضع الشئ فی غیر موضعہ، وفی الشرع التجاوز عن الحق الی الباطل والتصرف فی ملک الغیر بغیر اذنہ والمراد ھھنا الترك۔ (ترک کیا میں نے)۔ سنۃ۔

Marfat.com

مفعول ظلمت، لغت میں طریقہ، شریعت میں طریقہ مسلوکہ فی الدین جو نہ فرض ہو نہ واجب ان کے طریقہ کو۔ من ۔جنہوں نے۔ احی الظلام ۔ استعارۃ باحیاء اللیل وترک النوم للعبادۃ۔ اندھیری راتوں میں شب بیداری کی۔ الی ۔ للغایۃ ۔یہاں تک کہ۔ ان اشتکت اخبار المظلوم یہاں یعنی اظہرت الشکوی۔ ظاہر ہوگئیں۔ قدماہ ۔قدم مبارک پر۔ الضر تکلیف۔ من ورم ۔ الانتفاخ ، ورم کی۔

ترجمہ ترک کیا میں نے اُن کے طریقہ کو جنہوں نے اندھیری راتوں میں شب بیداری فرمائی۔ یہاں تک کہ ظاہر ہوگئی، قدمین مبارکین پر تکلیف ورم کی۔

شرح چونکہ اس سے پہلی فصل میں ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کا تعارف کرایا تھا۔ تو اس فصل میں معرفت رب جلت ومجد کرانا مناسب تھا۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ۔جس نے اپنے نفس کو جان لیا وہ بے شک اپنے رب کو بھی پہچان لے گا۔ اور چونکہ عرفان الٰہی بغیر معرفت جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم محال ہے۔ اس لیئے اس فصل میں مدح مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء ایک انوکھے انداز سے شروع فرمائی۔ کیونکہ مدح النقش راجع الی نقاشہ نقش کی مدح نقاش کی طرف ہی راجع ہوتی ہے

اور ظلمت، میں صیغہ متکلم واحد بغرض انکسار و اظہار عجز اختیار فرمایا کہ یہ خاصہ مقربان بارگاہ کا ہوتا ہے۔

یہ اُس وقت کا واقعہ ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ جب کہ حضور پر وحی کے ذریعہ جہد فی العبادت کا حکم نازل ہوا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات قیام فرماتے حتیٰ کہ پائے اقدس جن پر تمام دُنیا کی تقدیس قربان ہو متورم ہوجاتے۔ آخر جناب باری تعالیٰ عزاسمہ کی طرف سے حضور کو تسلی دی گئی۔ اور تخفیف فرمائی گئی تاکہ اُمت ضعیفہ پر ادا ءعبادت بار نہ ہو جائے۔ اور ارشاد ہوا۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ یعنی طٰہٰ۔ اے طاہر عن العیوب دوسرے اعتبار سے اس کے معنی بہ تاویل یہ بن سکتے ہیں۔ ط کے عدد ۹ ۔ ہ کے عدد پانچ، حاصل عدد چودہ ہوئے یعنی جیسے ماہ کامل چودہ تاریخ کا ہوتا ہے۔ محبوب کر فرمایا کہ تم

Marfat.com

ماہ کامل ہو۔ لہٰذا اپنی جان پر اتنی سختی نہ فرماؤ۔ ما انزلنا علیك القرآن العظیم لتتعب نفسك۔ ہم نے یہ قرآنِ کریم آپ پر اس لیئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ اپنی جان کو تعب میں ڈالیں
اس کے بعد سے حضورؐ کی عادتِ کریمہ یہ رہی کہ تہائی رات گزر جانے پر ہجد فرماتے یعنی خوابِ استراحت سے بیدار ہو کر تہجد ادا فرماتے۔

اور مفسرین نے لکھا ہے۔ کانت صلوٰۃ التھجد فرضا له علیه السلام لا لامته۔ لقوله تعالیٰ فتھجد به نافلة لك۔ یعنی نمازِ تہجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ فرائض کے علاوہ فرض تھی اور آپ کی اُمت کے لیئے نفل ہوئی، اور قرآنِ کریم میں بھی فتہجد پر نافلۃ فرمایا گیا۔ کہ یہ تہجد آپ پر زائد ہے اور نوافل کے فضائل میں اُمت کو حضورؐ نے بڑے بڑے مدارج عطا فرمائے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

رکعتان یرکعھما العبد فی جوف اللیل الاخیر خیر له من الدنیا وما فیھا ولولا ان اشق علی امتی لفرضتھما۔ دو رکعت جو بندہ آخر رات میں پڑھے دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور اگر اُمت پر یہ شاق نہ ہو جاتا، تو میں فرض کر دیتا۔

دوسری حدیث میں ہے۔ ما زال جبرئیل یوصینی لقیام اللیل حتی ظننت ان خیار امتی لاینامون۔ ہمیشہ جبرئیل رات میں قیام کی وصیت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میری اُمت کے بہتر لوگ رات میں سوتے نہ ہوں گے۔

اور تہجد کے متعلق متعدد اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ چار رکعت سے بارہ رکعت تک تہجد کی رکعتیں ہیں۔ اور بعض کے نزدیک دو سے لے کر بارہ رکعت تک۔

اور اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ تہجد کا اطلاق محض قیامِ لیل پر مطلقاً ہے یا بعض حصہ شب میں۔ تو قول اصح یہ ہے۔ جو شرح طریقہ میں بتایا گیا۔ کہ تہجد وُہ ہے جو بعد سونے کے اُٹھ کر ادا ہو۔

اور رات کی عبادت کے فضائل میں بزرگانِ دین کی طرف سے خاص فضائل مذکور ہیں:۔

ان قیام اللیالی افضل العبادات لان اللیل یکون فیه بین العابد والمعبود خلو من الاغیار وتکون فیه الدعوات اسرع اجابة اذ ھو وقت الاخیار

Marfat.com

ولذا قیل ان العابد فی اللیالی یستحق اجرین اجر الترک النوم و اجر العبادۃ مع ان ترک النوم فی اللیالی الکثیرۃ المتوالیۃ و احیاء جمیعا بالصلوٰۃ لا یقدر علیہ الرسول اللہ الوھاب ۔ یعنی قیام لیالی افضل عبادات ہے ۔ اس لیے کہ رات میں عابد و معبود کے مابین تخلیہ ہوتا ہے ۔ اغیار سے اور اُس وقت کی دُعا سریع الاجابت ہوتی ہے ۔ کیونکہ یہ وقتوں میں بہترین وقت ہوتا ہے ۔ اور رات کی عبادت میں دوہرا ثواب ہے ۔ ایک ترکِ نوم کا ، دوسرا عبادتِ الٰہی کا ، اور تمام رات ہمیشہ جاگنا سوائے حضور کے کسی کی قدرت میں نہیں ۔ اللھم لا تجعلنا ممن ضل وغویٰ فاخذتہ بذنوبہ فتویٰ و احشرنا فی زمرۃ من لا ینطق عن الھوی ۔

(۳۰) وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَائَہٗ وَطَوٰی ٭ تَحْتَ الْحِجَارَۃِ کَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

حلِّ لُغات وشد ۔ ماضی بمعنی عقد ، اور باندھا ۔ من سغب ۔ من سببیہ ، سغب بھوک بھوک سے ۔ احشائہ ۔ جمع حشیٰ ، ما فی الجوف اعضائہ ۔ وہ تمام اعضاء جو جوفِ شکم میں ہیں ۔ وطویٰ ۔ ماضی از طے ، لپیٹنا اور لپٹا ۔ تحت ۔ نیچے ۔ الحجارۃ ۔ پتھر کے ۔ کشحا ۔ جسم کا وہ حصہ جو پسلیوں سے لے کر ٹھڈی تک ہے ۔ مترف ۔ صیغہ مفعول از اتراف ، نازک اور ناز پروردہ ۔ الادم ۔ از ادیم بمعنی جلد ، کھال پر ۔

ترجمہ اور باندھا بھوک کی وجہ سے اُس نفسِ قدسی نے اپنے شکم مبارک کو ۔ اور اپنے ناز پروردہ پہلوؤں کو پتھر سے کسا ۔

شرح یعنی اُس پیارے محبوب حبیب الودود نے شب بیداریاں فرمائیں اور باوجود معصومیتِ مطلقہ کے اپنے بطن نوری کو باندھا اور پسلیوں کے نیچے اپنی نازک اور نوری جلدِ اقدس پر پتھر کسا ۔ تاکہ صحابہ کرام کے لیئے اور اُمتِ مرحومہ کے حق میں ایک طریقہ مسنونہ قائم ہو جائے ۔

اور اس میں یہ حکمت بھی ظاہر فرمانی مقصود تھی کہ برودتِ حجری حرارتِ جوعی کی دافع

Marfat.com

ہے۔ اور چونکہ وُہ سرکارِ والا تبار دُنیا کی کسی شئے کے محتاج نہ تھے۔ اس لیئے اکثر دائم الجوع رہتے۔ یہاں تک کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک روز حضور کی بھوک محسوس کر کے رونا شروع کر دیا۔ تو حضور نے فرمایا۔

یا عائشۃ والذی نفسی بیدہٖ لو سئلت ربی ان یجری معی جبال تہامۃ ذھبا لاجراھا حیث شئت من الارض ولکن اخترت الجوع فی الدنیا علیٰ شبعھا وفقر الدنیا علیٰ غنائھا وحزن الدنیا علی فرحھا۔ یا عائشۃ ان الدنیا لا تنبغی لمحمد ولا لآل محمد۔

اے عائشہ قسم ہے، اُس ذاتِ مقدس کی، جس کے یدِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں اپنے رب سے مکہ کے پہاڑوں کو سونے کی شکل میں طلب کروں۔ اور انہیں چلتا ہوا بناؤں کہ جہاں جاؤں وُہ میرے ساتھ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اُنہیں چلتا ہوا میرے ساتھ کر دے لیکن میں نے دُنیا میں بُھوک اختیار کی شکم سیری سے اور فقرِ دُنیا قبول فرمایا غنا پر اور غم قبول کیا اُس کی فرحت پر۔ اے عائشہ دُنیا زیبا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل کے لیئے۔

دوسری حدیث میں حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور سیّد یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کے جنگل کے پہاڑ سونا بنا کر مجھے پیش کیئے تو میں نے عرض کی۔ الٰہی یہ نہیں بلکہ میں ایک دن بھوکا ایک دن شکم سیر رہنا چاہتا ہوں۔ جس دن بھوکا رہوں اُس دن تیرے حضور تضرع کروں اور دُعا۔ اور جس دن شکم سیر ہوں اُس روز تیری حمد کروں اور ثنا۔

اور پسلیوں سے نیچے تک پتھر باندھنا اُس قصے کی طرف اشارہ ہے۔ جو غزوہ خندق میں ہوا۔ جس کا مختصر حال یہ ہے کہ جب قبیلہ بنی نضیر کے یہود کو اطرافِ مدینہ سے نکال دیا گیا۔ تو ابو عمر اور ایک اُنہیں میں سے راہب مکہ گیا۔ اور مشرکینِ مکہ کو محاربہ کے لیئے آمادہ کر کے ابو سفیان کے مکان پر جمع ہوئے۔ ابو سفیان نے اُن کا احترام کیا۔ اور جمعیت عسکری بنانے میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ دس ہزار کی فوج آناً فاناً میں بن گئی۔ اور مدینہ کی طرف چڑھائی شروع کر دی۔ یہ خبر گوشِ اقدس تک جب پہنچی تو حضور نے صحابہ کی میٹنگ کی۔ اور اُن کے دفاع کے لیئے مشورہ کیا۔ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حضور بلادِ عجم کے ایک شہر پر دُشمن غالب آگیا تھا۔ اور

Marfat.com

اہلِ شہر نے اُس سے محاربہ کی قوت اپنے میں جب نہ پائی۔ تو انہوں نے شہر کے گرداگرد خندق کھود لیے۔ اور اُس میں رُوپوش ہو کر سب بیٹھ گئے۔ حضور نے اس مشورہ سلمانی کو پسند فرمایا۔ اور پچاس روز کامل خندق کھودے گئے کہ اتنے میں دُشمن نے آکر مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور انتیس دِن تک وہ محاصرہ رکھا تو اس مدت میں مسلمانوں پر بڑی مشقت واقع ہوئی۔ اور اُن پر پانچ طرح کی مصیبت تھی۔ اوّل قحط، دوسرے کثرتِ اعداد، تیسرے خوفِ قتل، چوتھے بھوک، پانچویں سخت سردی۔ یہاں تک کہ اُس رؤف رحیم حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمین پر رحم آیا۔ تو حضور نے فرمایا، تم میں سے جو خبرِ دُشمن کی لائے۔ وُہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ لیکن ضعفِ جُوع کی وجہ سے جانے کی طاقت کہاں ہلنے کی بھی تاب نہ تھی۔ سب خاموش پڑے رہے۔ پھر حضور نے چار اصحاب کے نام لے کر آواز دی۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ حضور ہمیں ہماری جگہ پڑا رہنے دیں۔ ہمارے پاس بھوک اور سخت سردی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پھر حضور نے حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ چنانچہ وُہ تشریف لے گئے اور خبر لائے کہ دُشمن بھاگ گیا۔ اور شدتِ سردی سے اکثر اُن کے لشکری مر گئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بطنِ اقدس پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ اور یہ صحابہ کو تعلیم تھی کہ جسے بھوک شدت کی ہو۔ اور کھانا اُسے میسر نہ آئے تو وُہ پیٹ پر پتھر باندھ لے۔

(۳۱) وَرَاوَدَتْہُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَھَبٍ
عَنْ نَفْسِہٖ فَاَرَاھَا اَیَّمَا شَمَمٖ

حل لغات و۔ عاطفہ۔ اور۔ راودتہ۔ ماضی از مراودت، مطالبہ بالجہد۔ ارادہ کرنا، ارادہ کیا۔ الجبال۔ جمع جبل، پہاڑوں۔ الشمّ۔ بلند نے۔ من ذھب۔ جو سونے کے تھے۔ عن نفسہ۔ اُن کی ذاتِ اقدس سے۔ فاراھا۔ تو دیکھا اُن کو حضور نے۔ ایّما۔ کس شان سے۔ شمم۔ اپنے بلند حوصلہ اور استغنا سے۔

ترجمہ بلند پہاڑوں نے سونے کا بن کر حضور کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانا چاہا۔ تو حضور نے اپنے بلند حوصلہ اور استغنا سے انہیں ذلیل دکھا۔

شرح حضور کو بلند پہاڑوں نے جو سونے کے تھے ہمت اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ اور درخواست کی کہ ہم میں سے جو چاہیں، جتنا چاہیں صرف فرمائیں۔ تو حضور نے اُن پہاڑوں سے اپنی بلند ہمت اور استغنا کا وہ مظاہرہ فرمایا جو ادراکِ عقل سے بالاتر ہے۔

اس بیت مبارک میں اس روایت کی طرف اشارہ ہے جو مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کا سلام پیش کر کے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اتحب ان اجعل ھٰذہ الجبال ذھبا وتکون معک اینما کنت۔ اے محبوب! اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ ان پہاڑوں کو ہم سونا بنا دیں۔ اور وُہ آپ کے ساتھ رہیں جہاں آپ تشریف لے جائیں تو ابھی ایسا ہو سکتا ہے۔

فتوقف ساعۃ فقال یا جبرائیل ان الدنیا دار من لا دار لہ ومال من لا مال لہ قد یجمعھا من لا عقل لہٗ۔ تو حضور نے تھوڑا سکوت فرما کر جواب دیا۔ جبرائیل دُنیا ایک ایسا گھر ہے کہ کسی کا گھر نہیں اور ایسا مال ہے کہ کسی کی ملکیت نہیں۔ اسے وُہ جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔

فقال لہ جبریل ثبتک اللہ یا محمد بالقول الثابت۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے یہ سُن کر عرض کی۔ حضور کو اللہ نے ثابت قدم فرمایا ہے۔ قولِ ثابت کے ساتھ۔

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ فضیلت فقیرِ صابر کی غنی شاکر پر اللہ تعالیٰ نے اس لیئے رکھی کہ خلقِ محبوب کے مشابہ ہے۔ اور اسی بنا پر طائفہ صوفیہ اس پر ثابت قدم ہو کر کہتے ہیں۔ ھمۃ الرجال تھدم الجبال۔ ہمتِ مرداں پہاڑوں کو منہدم کر دیتی ہے ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد　　اگر خارے بود گلدستہ گردد

اور اس روایت میں سرکارِ ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمتِ عالی اور فضیلتِ ذاتی یوسف علیہ السلام پر واضح ہے۔ قرآنِ کریم میں زلیخا کے واقعہ پر وراودتہ التی ھو فی بیتھا عن نفسہ فرمایا اس پر یوسف علیہ السلام نے اُس عورت سے اجتناب فرمایا جو حرام تھی۔ اور اُس حُسن سے استغنار کیا جو آپ کے لیئے جائز نہ تھا۔ لیکن حضور نے اُس چیز سے استغنیٰ اظاہر فرمایا جو جائز تھی اور وُہ چیز خدا کی محبت میں ترک فرمائی جو جمع کرنی حلال تھی ؎

مولائی صل وسلم دائما ابداً　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

اسی وجہ میں اُس حبیب لبیب کا عشق دراصل عاشق باللہ افراد کے قلبوں میں ایسا پیدا کیا کہ زلیخا کے عشق سے اُن کا عشق بالاتر ہو گیا ؎

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں　　سر کٹاتے ہیں تیری راہ میں مردانِ عرب

پیٹ پر پتھر باندھنا شدتِ جوع میں سکون دے گا اور طریقہ مسنون ہونے کے لحاظ سے سنت پر عمل موجب اجر بھی ہو گا۔

اللّٰھم لا تبلنا فی الدنیا بالکرب واجعل رتبتنا فی الدارین ارفع الرتب بحرمۃ النبی ذی المجد والحسب۔

۳۲

وَاَکَّدَتْ زُھْدَہٗ فِیْھَا ضَرُوْرَتُہٗ
اِنَّ الضَّرُوْرَۃَ لَا تَعْدُوْا عَلَی الْعِصَمِ

حلّ لُغات وَ۔ عاطفہ یا ابتدائیہ۔ اور۔ اکّدت۔ ماضی از تاکید، مضبوط اور پختہ کرنا۔ اور مضبوط اور پختہ کیا۔ زھدہٗ۔ مفعول اکدت، قلۃ الترغیب، فی الشئی۔ وفی الاصطلاح، اعراض عن الدنیا، وترک راحتہٗ۔ اُن کے زہد کو۔ فیھا۔ اس دُنیا میں۔ ضرورتہٗ۔ فاعل اکدت، ضرورت ظاہری اور احتیاج حسی نے۔ ان الضرورۃ۔ بیشک احتیاج ظاہری اور حسی۔ لا۔ نہیں۔ لتعدو۔ غالب آسکتی اور نہیں جبر اور زبردستی کر سکتی اُس ہستی مقدس پر۔ علی العصم۔ آپ کی عفت مآبی پر۔

ترجمہ حضور کے زہد کو ضرورتوں نے اور مضبوط کر دیا۔ اس لیے کہ ضرورتیں پرہیزگاری اور عصمت مآبی پر غالب نہیں آسکتیں۔

شرح روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز آرام گزین تھے۔ اور آپ کے نیچے نیم ترگھاس کی چٹائی بچھی ہوئی تھی اور سرہانے جو تکیہ تھا اُس میں چمڑے کی کترن بھری ہوئی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور ایک جماعت صحابہ کی اُن کے ہمراہ تھی۔ تو حضور نے اُن کی طرف کروٹ بدلی، تو حضرت عمر نے دیکھا کہ پہلوئے نورانی پر چٹائی کے نشان پڑے

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ حضرت عمر بے ساختہ رونے لگے۔ حضور نے فرمایا۔ ما یبکیک یا عمر۔ عمر کس چیز نے تمہیں رُلایا۔ تو آپ نے عرض کی۔ فکیف لا ابکی ان کسریٰ و قیصر یتنعمان فیما یتنعمان فیہ فی الدنیا و انت علیٰ ھٰذہ الحالۃ۔ حضور میں کیسے نہ روؤں جبکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ کسریٰ و قیصر اُن نعمتوں میں ہیں۔ اور اس دُنیا میں عیش کر رہے ہیں اور حضور جن کے نقش قدم پر ہزار کسریٰ و قیصر قربان اس حال میں ہوں تو حضور نے فرمایا۔ یا عمر اما ترضیٰ ان یکون لھم فی الدنیا و لنا فی الاٰخرۃ۔ اے عمر کیا تم اس سے خوش نہیں کہ قیصر و کسریٰ کو جو کچھ مل رہا ہے۔ دُنیا کی چند روزہ زندگی تک رہے اور ہمارے لیے ابدی نعمتیں غیر زائل ہمیشہ کو آخرت میں ملیں۔ حضرت عمر نے فوراً عرض کی بلٰی یا رسول اللہ۔ بے شک حضور میں آخرت سے خوش ہوں۔ کہ اتنے میں روح الامین حاضر دربار ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قانون نافذ فرما دیا ہے کہ لذت آخرت میں ہر اُس شخص کے لیے نقصان ہے جتنا وہ لذتِ دُنیا حاصل کرے لہٰذا جس قدر لذتِ دُنیا زیادہ ہوگی، لذتِ آخرت اُتنی ہی کم ہو جائے گی اور جس قدر لذتِ دُنیا کم ہوگی، لذتِ آخرت بڑھے گی۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:۔ اَذۡھَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ فِیۡ حیاتکم الدنیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں حضور کی خدمت میں یہ بشارت دوں کہ اعزازِ دُنیاوی جو حضور پسند فرمائیں پیش کیے جائیں۔ اور ان نعمتوں کی وجہ سے حضور کا اُخروی درجہ کم نہ ہوگا۔ یہ حضور کا خاصہ ہے فقال علیہ السلام واللہ خیر و ابقیٰ۔ حضور نے فرمایا۔ جبرئیل اللہ کی ذات بہترین نعمت اور غیر فانی دولت ہے۔

گویا مضمون بیت میں ناظم فاہم حضور کا عزم و استقلال بتا رہے ہیں کہ حوائج ظاہری و حسی نے حضور کے زہد و ترکِ دُنیا کو بجائے اس کے کہ کمزور کرتے اور مضبوط و مؤکد کر دیا۔

اور کیوں نہ ہو۔ نورِ مجسم رحمتِ دو عالم کی شان ارفع و اعلیٰ کے شایانِ شان یہ ہے۔ کہ حوائج و ضروریاتِ ظاہری ہوتے بھی حضور کو دُنیا کی طرف رغبت نہیں اور استغنا تام حاصل ہے۔ اور اسی، دریائے نعمت و کرم کی لہریں ہیں۔ جنہوں نے اولیاء و صوفیاء کرام میں یہ استغنا و زہد و ورع پیدا کیا ہے

Marfat.com

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ ہیں

تہید ست و سلطانِ پشمینہ پوش
غلامی خرد بادشاہی فروش

وَكَيْفَ تَدْعُوا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ (۳۳)

حلِّ لُغات و۔ عاطفہ، اور۔ کیف۔ استفہامِ انکاری، کیونکر۔ تدعوا۔ من الدعوۃ، بلائیں۔ الی الدنیا۔ دُنیا کی طرف۔ ضرورۃ۔ حوائج ظاہری۔ من۔ اُس ہستیٔ پاک کو۔ لو۔ کہ اگر۔ لاہ۔ وہ ہستیٔ پاک نہ ہوتی۔ لم تخرج۔ نہ ظاہر ہوتی۔ الدنیا۔ دُنیا۔ من العدم۔ کتمِ عدم سے۔

ترجمہ اور کیونکر دُنیا کی طرف ضرورتیں ایسے نفسِ زکی کو بُلا سکتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے اور دُنیا میں جلوہ افروزی نہ فرماتے، تو دُنیا عدم سے منصۂ شہود پر ظاہر نہ ہوتی ؎

محمد کی جلوہ نمائی نہ ہوتی!
تو دارین میں روشنائی نہ ہوتی

شرح یعنی دُنیا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے۔ اگر حضور دُنیا کے محتاج ہوتے، تو حوائج معاذ اللہ حضور پر غالب آجاتے، مگر چونکہ حضور محتاج الیہ ہیں اور دُنیا حضور کی محتاج۔ تو حضور کو کوئی ضرورتِ ظاہری اور حسی دُنیا کی طالب نہیں بنا سکتی۔

دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مائل الی اللہ ہیں۔ تو طالبِ مولیٰ اور مائل الی اللہ کا خیال تنعیمِ دُنیا کی طرف جا ہی نہیں سکتا۔ حدیثِ قدسی میں ہے۔ الدنیا حرام علی اھل الاخرۃ والاخرۃ حرام علی اھل الدنیا وکلاھما حرامان علی اھل اللہ تعالیٰ۔ دُنیا اہلِ آخرت پر حرام اور اہلِ دُنیا پر آخرت حرام اور دُنیا و آخرت دونوں اہل اللہ پر حرام ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ حضور نے فرمایا۔ من احب دُنیاہ اضر باخرتہ ومن احب آخرتہ اضر بدنیاہ فاٰثروا ما یبقی علی ما یفنیٰ۔ دُنیا کی محبت سخت مضر ہے۔ آخرت کے لیے، اور آخرت کی محبت مضر تر ہے۔ دُنیا کے لیے تم محبت کرو۔ اُس نعمت کی جو ہمیشہ باقی رہے۔ اُس کے مقابلہ میں جو عنقریب فنا ہو جانے گی۔

Marfat.com

اور دُنیا کو دُنیا اس اعتبار سے کہا گیا کہ بہ نسبت آخرت یہ قریب ہے۔ تو یہ مشتق دنو سے ہے یعنی قُرب سے، اور اگر دناءت سے دُنیا لی جائے تو ٹوٹا اور خسارہ ہی ہے۔ چونکہ اس کا ماحصل ہے اس لیئے دُنیا کہا گیا۔ اور مصرع ثانی میں لولاہ جو فرمایا۔ اُس میں تلمیح ہے۔ حدیثِ قدسی کی طرف جو جناب باری نے فرمایا۔ لولاک لما خلقت الدنیا، اے محبوب! اگر ہم تمہیں پیدا نہ فرماتے۔ دُنیا ہی نہ بناتے اور لولاک لما خلقت الافلاک میں افلاک سے مراد مطلقاً جمیع مکونات ہیں۔ اس لیئے کہ اسم جزئی کل پر حاوی ہوتا ہے۔

اور واقعہ معراج میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر ساجد الی اللہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو فرمایا۔ انا و انت و ما سویٰ ذالك خلقتہ لاجلك۔ اے محبوب ہم اور تم اور ماسویٰ اس کے جو کچھ ہے وُہ سب ہم نے تمہاری وجہ سے پیدا کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا۔ انا و انت و ما سویٰ ذالك ترکتہ لاجلك۔ الٰہی میں اور تو اور ماسویٰ اس کے جو کچھ ہے، سب میں نے تیری ذات کے لیئے ترک کیا۔ الحمد للہ ملھم الصواب والیہ المرجع والمآب۔

(۳۴) مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

حل لغات محمد۔ خبر مبتدا محذوف، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سید۔ بروزن جید بمعنی سردار اور ملجا کائنات۔ الکونین۔ کونِ اول دُنیا، کونِ ثانی آخرۃ، دُنیا و آخرت کے۔ والثقلین۔ اور جن و انس کے۔ والفریقین۔ اور دونوں جماعتوں کے۔ من عرب۔ عرب سے۔ ومن عجم۔ اور عجم سے۔

ترجمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سردار اور ملجا ہیں کائناتِ دُنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور دونوں جماعتوں کے عرب سے اور عجم سے۔

شرح قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں فرماتے ہیں۔ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص حضور کا اسم عالی ہے اور عرب میں کوئی حضور سے قبل اس نام کے ساتھ مشہور نہ ہوا۔

Marfat.com

اور نہ عجم میں کسی کا یہ نام حضور کی جلوہ گری سے اول رکھا گیا حتیٰ کہ حضور کی ولادت سے قبل ہی مشہور ہو چکا تھا کہ ان نبینا یبعث اسمہٗ محمد۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں گے اور نامِ پاک محمد ہوگا۔

چنانچہ بعض قوموں میں محمد نام کے ساتھ اولادیں موسوم کی گئیں اس اُمید پر کہ جو مشہور نبی ہونے والے ہیں وہ ہماری اولاد سے ہی ہوں۔ واللہ تعالیٰ یعلم حیث یجعل رسالتہ اور اللہ جانتا ہے جس شان سے اپنے رسول کو رسول بنائے۔

ہاں ایک سوال یہ ہو سکتا ہے کہ حضور کی لغت میں اسمِ محمد ہی ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیوں اختیار فرمایا۔ جب کہ ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے کہ حضور کے اسمار گرامی ایک ہزار ہیں۔ اور ایک قول ہے کہ تین سو ہیں۔ ایک قول میں ننانوے نام ہیں۔ اس کا جواب صرف یہی ہے کہ یہ اسمِ پاک تمام اسما سے افضل و اشہر ہونے کے علاوہ مرتبہ محمودیت میں مفید مبالغہ ہے۔ اسی لیے اس نام پاک کو لغت میں لانا مناسب تھا۔

اب سید کا لفظ استعمال کرنا اس لیے تھا کہ سیادت علو و رفعت کے معنی میں مستعمل ہے۔ یا سید اُسے کہہ سکتے ہیں کہ یلجاء الیہ الناس فی حوائجھم پناہ لیں اُن کی طرف لوگ اپنی حاجتوں میں اور حضور سے بہتر ملجار خلائق اور کون ہو سکتا ہے تو حضور سے افضل سید بھی کوئی نہیں۔

اور کونین سے مراد دُنیا و آخرت ہو سکتی ہے یا عالمِ شہادت اور عالمِ غیب، علاوہ ازیں دُنیا میں حضور کی سیادت یہ کم نہیں کہ حضور خاتم الانبیار ہیں۔ اور سید المرسلین اور معراج کا رتبہ سوار حضور کے انبیار میں سے کسی کو نہ ملا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وما ارسلناک الا کافۃ للناس کے منصب جلیل کے مسند نشین ہوئے اور حضور کو ہی اللہ تعالیٰ نے انبیار و مرسلین اور جن و انس کا سردار بنا کر وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے تاج سے متوج (سرفراز) فرمایا۔ یہاں تک کہ حضور کی رحمت ہونے کے باعث کفار و مشرکین پر تاخیر عذاب ہے۔

پھر حضور کا شہر مبارک افضل البلاد اور حضور کی مسجد مبارک افضل المساجد اور وُہ بُقعۂ نوری جس میں وہ نورِ مجسم آرام گزین ہے کعبہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔

Marfat.com

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سوحی افضلِ خلائق ہے بلکہ وُہ نورِ لطیف اصل انوارِ انبیاء و مُرسلین ہے۔

حضرت علی اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ما بعث اللہ نبیا من الانبیاء الا اخذ علیہ المیثاق لئن بعث محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہ فرمایا مگر اُس سے یہ عہد لیا کہ اگر میں اُس کے زمانہ میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کروں تو اُن پر ایمان لائے گا اور نُصرت کرے گا۔

اور اسی کی تائید میں آیہ کریمہ ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الخ ہے

اور سیادتِ اُخروی یہ ہے کہ بروزِ قیامت جہنم جب لایا جائے تو ستر ہزار باگوں میں جکڑا ہوا ہو۔ اور ہر باگ کو ستر ہزار حلقے ہوں۔ اور ہر حلقہ میں ستر ہزار فرشتے ہوں۔ مگر وُہ جہنم اپنے جوش سے اُن کے قبضہ میں نہ آئے۔ حتیٰ کہ اپنے اپنے موقف پر ہر نبی اُسے روکنا چاہے یہاں تک کہ ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اُسے روک رہے ہوں اور اُس کی تیزی کو دیکھ کر اپنے کو بھول کر نفسی نفسی کی آوازیں لگاتے ہوں اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کر رہے ہوں۔ نفسی نفسی لا اسئلک الیوم غیرھا۔ الٰہی اپنی جان کی امان چاہتے ہیں، آج کے دن اور کچھ ہم نہیں مانگتے کہ حضور بارگاہِ ربّ العزت میں عرض کر رہے ہوں اُمّتی اُمّتی سلمھا ونجھا یا رب۔ الٰہی میری اُمت، میری اُمت، اسے سلامتی سے پار اُتار دے۔ اور نجات دے دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم جہنم کی باگ تھام کر فرمائیں۔ ارجعی مدحورۃ الی خلفک۔ لوٹ ذلت سے اپنے پیچھے کو۔ تو جہنم عرض کرے۔ خل سبیلی فانت یا محمد حرام علی۔ حضور مجھے راستہ دے دیں۔ آپ مجھ پر حرام ہیں۔ کہ اتنے میں سرادقاتِ عرش سے ندا آئے۔ اسمعی و اطیعی لہٗ۔ اور جہنم خبردار نافرمانی نہ کر۔ جو حکم ہمارے حبیب کا ہے اُسے مان تو بادلِ ناخواستہ جہنم آہِ سرد کے ساتھ واپس ہو۔ اور اہلِ موقف یعنی تمام انبیاء ہیں حضور کی مدح ہو

Marfat.com

غلیل و نجی، مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؛ یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

وللہ الحمد

مولای صل و سلم دائماً ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

فرشتے دیکھیں ایک عاصی کو شرمندہ ہے تر دامن اور اُس پر کثرتِ عصیاں سے تھراتا ہے سارا تن

کہیں کیوں ہے پریشاں دیکھ وہ رحمت کے ہیں معدن مچل جا جا سوالِ مدعا پر تھام لے دامن

بھٹکنے کا بہانہ لے تو قصدِ بے تامل کر!

(۳۵) نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِيْ فَلَا اَحَدٌ اَبَرَّ فِيْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

حل لغات نبینا - نبی، نبار سے مشتق ہے، بمعنی خبر دینے والا۔ اصطلاح میں اُس انسان کو نبی کہتے ہیں جسے اللہ نے اصلاح و تبلیغ کے لیے مبعوث فرما کر اپنی وحی کے ذریعے اُس پر احکام نازل فرمائے ہوں (ہمارا نبی) الامر - حکم دینے والا - الناھی - منع فرمانے والا ہے - فلا احد - اور نہیں ہے کوئی - ابر - من البر - اسم تفضیل بمعنی الصدق، آپ سے زیادہ سچا - فی قول - اقوال ہیں - لا منہ - نہیں فرمائیں - ولا نعم - یا ہاں -

ترجمہ ہمارے نبی حکم دینے والے نہی فرمانے والے ایسے ہیں کہ آپ کا مثل کوئی نہیں صدق وعدہ میں ہاں اور نا میں۔

شرح نبی کی تعریف لغت میں مخبر ہے - اس لیئے کہ نبی نبار سے مشتق ہے اور اصطلاح میں نبی وُہ انسان کامل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہو، مخلوق کی طرف تا کہ وُہ اُس میں وحی کے احکامات کی تبلیغ کرے۔

نبی اور رسول مرادف المعنی ہیں - ابن ہمام سے مروی ہے کہ اس سوال پر کہا گیا کہ رسول وہ ایک مامور بالتبلیغ ہے اور اُس کا صاحب کتاب ہونا ضروری ہے اور نبی کا صاحبِ کتاب ہونا ضروری نہیں - محض وحی بھی اُس کے لیئے کافی ہے۔

Marfat.com

تو ہمارے حضور سید الکونین بھی ہیں۔ نبی آمر و ناہی بھی۔ اور رسول المرسلین سید الاولین بھی، اور امور ممنوعہ عند اللہ کے ناہی اور امور مستحسنہ مثل فرائض و واجبات کے آمر۔ اور ایسے آمر و ناہی کہ مثل اور انبیاء و مرسلین کے ہماری سرکار کے احکام دنیا میں قیامت تک تبدیل نہیں ہو سکتے جیسے کہ پہلے نبیوں کی شریعتیں منسوخ ہوتی رہیں۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

اذ جاء نا احکامہ کل الصحف صار العدم قرآنہ برھاننا نسخا لادیان مضت

؎ کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیاء تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کئے اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

اب ابر فی قول لا منہ و لا لغم کی تشریح صرف اتنی کافی ہے۔ کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم اس شان کے صادق و مصدوق تھے۔ کہ آپ کے اخلاق حمیدہ کی تعریف کرتے ہوئے علامہ خرپوتی اس بیت کی شرح میں فرماتے ہیں۔ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ماسئل عن شیئ قط الاقال نعم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز کبھی کوئی نہ مانگتا۔ مگر حضور اس کے سوال پر ہاں فرماتے۔ چنانچہ فرزدق ابو الفراس نے عبد الملک کے سامنے جو منقبت حضرت زین العابدین کی کہی تھی۔ اُس میں یہ بتاتے ہوئے کہ یہ کس گھرانہ کے معزز فرزند ہیں۔ کس صدف کے موتی ہیں۔ حضور کی تعریف میں کہتا ہے ؎

ماقال لا قط الا فی تشہدہ لولا التشہد کانت لائہ نعم

اُس سخی کونین معطی دارین نے کبھی لا فرمایا ہی نہیں مگر التحیات کے اندر اشہد ان لا الٰہ کہا۔ اگر یہ التحیات نہ ہوتی۔ تو اُن کی لا بھی نعم کے معنی دیتی ؎

اُف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور تیرے حضور ہاں تو کریم ہے تیری خو درگذر کی ہے
مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

Marfat.com

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
(۳۶) لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

حل لغات هو۔ ضمیر راجع الیہ علیہ السّلام، وُہ سیّد الکونین والثقلین۔ الحبیب۔ حبیب ہیں۔ الّذی۔ ایسے۔ ترجٰی۔ کہ اُمید کی جاتی ہے۔ شفاعتہٗ۔ اِن کی شفاعت کی۔ لکل ھول۔ ل بمعنی فی اور ہول شدت ومصیبت۔ تمام شدت ومصیبت ہیں۔ من الاھوال۔ شدّتوں اور مصیبتوں سے۔ مقتحم۔ از اقتحام داخل شدن، بلا بین الناس، جو انسانوں میں پھیل چکی ہو۔

ترجمہ وہی حبیب لبیب ہیں کہ اُمید کی گئی ہے اُن کی شفاعت کی ہر شدت ومصیبت ہیں، شدتوں اور مصیبتوں سے جو سختی کے ساتھ اُن کے غلاموں پر نازل ہو چکی ہیں۔

شرح:۔ اعتراض ہو سکتا ہے کہ صفتِ حبیب کو مختص حضور کی ذاتِ پاک کے لیئے کیوں کیا۔ جب کہ ابراہیم علیہ السلام بھی خلیل ہیں اور ہر وُہ اُمتی محبوب ہے جو حضور کا متبع ہو، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ[1]۔

اس کا جواب تو یہ ہے کہ اوّل تو خلیل وحبیب میں فرق بین ہے۔ اس لیئے کہ خلیل بر وزن فعیل ہے۔ بمعنی فاعل، جو مسند ہے ابراہیم علیہ السلام کی طرف جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰہِیْمَ خَلِیْلًا[2]۔

اور حبیب بمعنی فاعل اور مفعول ہے یعنی حضور کی شان میں کہہ سکتے ہیں۔ محمد حبیب اللہ واللہ حبیب محمد اور نسبت خلتِ ابراہیمی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ابراہیم خلیل اللہ واللہ خلیل ابراہیم۔ دوسرے یہ کہ خلیل اللہ علیہ السلام کو تقرب الی اللہ بواسطہ حاصل اور جناب حبیب اللہ کو

---

[1] اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

[2] اور اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا گہرا دوست بنایا ۱۲

اعلیٰ تقرب بلاواسطہ حاصل۔

تیسرے یہ کہ خلیل وُہ ہے جس کو مغفرتِ اُمت کی آرزو ہو اور اس طمع میں وُہ فرمائیں۔ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ[1]۔ اور حبیب وُہ ہے کہ اُس کے صدقہ میں مغفرت بحدِّ یقین ہو جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ تاکہ اللہ بخش دے بہ سبب آپ کی ذاتِ مقدس کے پہلے اور پچھلے گنہگار۔

چوتھے یہ کہ خلیل کو جو کچھ ملے وہ مانگنے پر۔ اور حبیب وُہ ہے کہ جو کچھ عطا ہو بغیر مانگے عطا ہو۔

پانچویں یہ کہ خلیل وُہ ہے جو اپنے محبوب کی رضا جوئی میں اپنے فرزند کے ذبح کے لیے نہ صرف آمادہ ہو بلکہ گردن پر اپنے لختِ جگر کے چھری رکھ دے اور رضا جوئی میں اُس کی پروانہ کرے۔

اور حبیب وُہ ہے کہ محب اُس کی رضا چاہے۔ حتیٰ کہ محبوب کی مرضی کے موافق تحویلِ قبلہ بھی کر دی جائے اور صاف بشارت آئے کہ قَدْ نَرٰی[2] تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر حضور کی ذاتِ اقدس کے ساتھ صفتِ حبیب کا حصر ثابت ہے اور صاف طور پر روشن ہے کہ حبیب بمعنی حقیقی بھی ایک ذاتِ مقدس ہے اور یحببکم اللہ کے یہ معنی ہیں جو کسی شاعر نے واضح کیے ہیں ؎

ہم ہیں اُن کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے　　اُن کی اُمت بھی ہے اللہ کو پیاری ساری

تو یہ محبوبیت بطفیلِ سرکار اُمتِ مرحومہ کے مقرب افراد کو حاصل ہوئی جو بواسطہ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اور ترجی الشفاعۃ جو فرمایا اُس کی وجہ یہ ہے کہ شفاعتِ عامہ خاصہ ہے جناب محمد رسول اللہ

---

[1] اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں بخشے گا۔ ۱۲

[2] ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف ۱۲

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور کسی کو یہ منصب عظمیٰ حاصل نہیں۔

ایک روایت میں ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک رات شہر سے باہر تھا۔ کہ مکاشفہ میں مجھے معلوم ہوا کہ اُس شہر کے تمام لوگ اس وقت سو رہے ہیں۔ اور کوئی بھی اپنے رب کی عبادت میں مشغول نہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر میں اُن کے جلانے پر قادر ہوتا۔ تو سب کو جلا ڈالتا۔ اس غفلت شعاری کی سزا میں پھر معاً میں نے سوچا کہ اللہ کے بندوں کو جلانا اللہ کے شایانِ شان ہے میں کون جو ایسا خیال کروں۔ چنانچہ اس خیال پر میں نادم ہوا۔ اور خیال کیا۔ کہ اگر میں اُن کی بخشش کے لیئے شفاعت کا منصب رکھتا۔ تو سب کی شفاعت کرتا۔ کہ معاً خیال آیا۔ کہ شفاعتِ عامہ کا منصب تو مقصود ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے کیا خیال کیا۔ اس پر بھی نادم ہو کر ذکر و شغل میں بیٹھ گیا کہ ہاتف غیبی نے آواز دی۔ اور کہا غزالی! اگر تو ان دونوں خیالوں سے نادم نہ ہوتا۔ تو ہم تمہیں زمین کے کسی گہرے گڑھے میں ڈال کر تمہارا نام دفترِ اولیاء سے محو کر دیتے۔

یہی وجہ ہے کہ ترجی شفاعۃ میں حضور کی ذاتِ اقدس کے ساتھ اپنی اُمید مخصوص کی۔

ابن جوزی فرماتے ہیں:۔ الرجاء الطمع فیما یمکن حصولہ بخلاف التمنی۔ رجاء اُس خواہش کو کہتے ہیں جس کا حصول ممکن ہو۔ بخلاف تمنا کے کہ اُس میں حصولِ مرام ضروری نہیں۔

اور بعض نے کہا کہ الرجاء مختص بالطمع فی الممکن و التمنی عام۔ رجاء مخصوص ہے۔ اُس طمع میں جس کا پورا ہونا ممکن ہو۔ اور تمنا عام ہے۔

والشفاعۃ ھی طلب العفو، اور شفاعت طلب عفو کو کہتے ہیں۔

وشفاعۃ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابتۃ بالاخبار والاحادیث الصحیحۃ اور حضور کی شفاعت اخبار و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

قال المحقق الدوانی انہ علیہ السلام یشفع لجمیع الانس والجن الا ان شفاعتہ للکفار لتعجیل فصل القضاء فتخفف عنھم اھوال یوم القیامۃ وللمومنین للعفو و رفع الدرجات فشفاعتہ عامۃ لقولہ تعالیٰ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔

محقق دوانی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انس و جن کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور

Marfat.com

شفاعتِ کفاریوں نہ ہوگی کہ اُن پر اُس وقت سے پہلے حکمِ سزا نافذ ہو چکا ہوگا۔ تاہم اہوالِ قیامت میں تخفیف تو اُن پر بھی حضور کی شفاعت سے ہو۔ اور مومنین کے لیے تو عفو معاصی اور ترقی مدارج حضور کی شفاعت سے ہوں۔ اس بنا پر آیہ کریمہ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین[۱] سے حضور کی شفاعت شفاعتِ عامہ ثابت ہے۔

صاحبِ مواہب نے شفاعت کو پانچ اقسام پر منقسم فرمایا۔ اور اس طرح تصریح کی :۔

شفاعتِ اول۔ الاراحۃ من ھول الموقف وھی اعظمھا واعمھا۔

میدانِ حشر کی سختی اور مصائب میں تخفیف اور یہ زبردست شانِ رحمت ہو جو عام بلا میں ظاہر ہو۔

دوسری شفاعت۔ جنت میں اپنے بہت سے غلاموں کو بلا حساب داخل فرمائیں۔

تیسری شفاعت۔ اُن کے حق میں ہو جو مستحق عذابِ نار قرار پا چکے ہوں۔

چوتھی شفاعت۔ اُن سیاہ کاروں کا جہنم سے نکالنا ہے جو دوزخ میں پکار رہے ہوں۔

پانچویں شفاعت۔ جنتیوں کے درجات کی ترقی کرانا ہے۔

اس پر حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے چھٹی قسم اور فرمائی وہ تخفیفِ عذاب کی صورت میں ہے۔ جو اُن کے لیے ہو۔ جو مستحق خلود فی النار ہو چکے ہوں۔

صاحبِ مواہب نے ساتویں قسم شفاعت یہ اور لکھی کہ سب سے اول حضور اہلِ مدینہ کو جنت میں داخل فرمائیں ؂

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر — امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھُلنے لگیں! — عیب پوشِ خلق، ستّارِ خطا کا ساتھ ہو
مولای صل وسلم دائما ابداً — علی حبیبك خیر الخلق كلهم
عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں — چھنٹ رہی ہیں مجرموں کی فردساری واہ واہ
کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ — قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

---

[۱] اور ہم نے تمہیں سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۳۷) دَعَا اِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمٖ

حل لغات دعا الی اللہ۔ از دعوت، بلایا اللہ کی طرف یعنی دینِ الٰہی کی طرف۔ فالمستمسکون۔ فابرائے تفریع، مستمسکون، از استمساک بمعنی تمسک یعنی پکڑنا ہاتھ سے، پس پکڑنے والے۔ بہ۔ اُن کے دامن کو۔ مستمسکون۔ ایسے پکڑنے والے ہیں۔ بحبل۔ رسی کے۔ غیر منفصم۔ از انفصام بمعنی انقطاع اسم فاعل کہ کبھی نہ کٹے۔

ترجمہ اُس حبیب لبیب نے جو سید الکونین سند الثقلین ہے۔ ہمیں اللہ کے دین کی طرف بُلایا۔ تو اُن کی اطاعت کی رسی تھامنے والے ایسے تھامنے والے ہیں۔ کہ کبھی منقطع نہ ہوں گے۔

شرح قرآنِ کریم میں حضور کی منقبت فرماتے ہوئے وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا[1] آیا ہے۔ اس شعر میں ناظم فاہم دعا الی اللہ فرما کر اُسی آیۂ کریمہ کے مفہوم کو ادا فرمارہے ہیں۔ چنانچہ شارح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔ ودعوتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کانت الی جمیع ذی نطق من العرب والعجم واھل الکتاب والمجوس والوثنی والجن وغیر ذالک ولاجل ھذا التعمیم حذف الناظم الفاھم مفعول دعا۔ ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حقہ تمام ذی نطق کے لیے عام ہے، عرب سے ہوں یا عجم سے۔ اہلِ کتاب ہوں یا مجوسی، بُت پرست ہوں یا یہودی، جن ہوں یا انس۔ اسی تعمیم کے باعث ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کا مفعول حذف فرمایا۔ اور مطلقاً دعا الی اللہ کہا۔ اور چونکہ دعوت وارشاد میں فرق ہے اس لیے ارشاد نہیں کہا۔ بلکہ دُعا کہہ کر ارشاد سے اجتناب فرمایا۔ کیونکہ ارشاد مستعمل ہے۔ طبقۂ اولیاء میں اور دعوت مخصوص ہے انبیاء میں۔

اور مستمسکون استمساک سے ہے۔ اور استمساک بمعنی تمسک آتا ہے اور تمسک کہتے ہیں کسی

---

[1] اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب ۱۲

Marfat.com

چیز کو ہاتھ سے مضبوط پکڑنے کو اور قرآنِ کریم میں بھی دینِ محمدی کی اطاعت کو وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ[1] اللّٰہِ جَمِیْعًا کہہ کر حکم دیا تو اعتصام بحبل اللہ اطاعت محمد رسول اللہ ہے۔ تو استمساک بحبل بھی اطاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور غیر منفصم فرما کر غیر منقطع اس لیے فرمایا کہ شریعتِ محمدیہ پر مہر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ[2] لَکُمْ دِیْنَکُمْ لگ چکی ہے۔ تو دینِ محمدی ناسخ ادیان وملل ہے۔ اور یہ کبھی منسوخ ہونے والا نہیں جب یہ دین قائم ثابت الی یوم القیامۃ ہے۔ تو مستمسکون بحبل غیر منفصم یعنی غیر منقطع صحیح ہوا ؎

سب نبی نور ہیں لیکن ہے تفاوت اتنا — نیرِ نور ہو تم سارے نبی تاروں میں

مولای صل وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

(۳۸) فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٖ !

حلّ لغات فاق - بمعنی سابق وزاد علیہ فی الرفعۃ۔ وھو من الفوق والفوق والتفوق حقیقتھما ان یستعملا فی الرفعۃ المکانیۃ لکن استعمل ھھنا فی الرفعۃ الرتبیۃ مجازا واستعارۃ (بلند مرتبہ ہوئے) النبیین - جمع نبی، الف لام جنسی (جنس انبیاء پر) فی خلقٍ - خلق بفتح الخاء وسکون اللام۔ لغت میں تقدیر و ایجاد کے معنی دیتا ہے، اور یہاں مراد کمالاتِ ظاہریہ ہیں حُسنِ صورت، تناسبِ اعضاء و اشکال و الوان اور اعتدال اطراف وغیرہ ہیں (شکل وصورت میں) وفی خُلُقٍ - بضم الخاء واللام، جمع خلق بمعنی الطبیعۃ الحسنۃ، والمراد الکمالات الباطنیۃ واعتدال قوی النفس۔ (اور اخلاقِ حسنہ وغیرہ میں) ولم یدانوہ - واوٗ استینافیہ - یدانوہ - از دنو بمعنی قرب یعنی (اور ہرگز نہ قریب ہو سکے وہ انبیاء اُس حبیب سے) فی علم - (مرتبہ وسعتِ علم میں)۔ ولا کرم - اور نہ کرمِ عام میں۔

---

[1] اور اللہ کی رسی مضبوط ہی سے تھام لو سب مل کر ۱۲

[2] آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ۱۲

Marfat.com

ترجمہ ہمارے حضور تمام انبیاء پر فوقیت حاصل فرما چکے ہیں شکل وصورتِ ظاہری اور خلقِ حسنِ باطنی ہیں، اور کوئی نبی حضور کے مراتب کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا، مرتبہ علم و کرم ہیں۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

شرح حضور کی ذاتِ مقدس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام پر وہ تفوق عطا فرمایا۔ کہ خلق اور حسن اور کمال وخصائل حمیدہ ہیں حضور کا نظیر محال اور جلال وجمال ہیں حضور اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں۔ اور اس کا ثبوت آیات واحادیث میں واضح طور پر موجود ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔[1] یعنی رسولوں کو ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی۔ اور اہلِ تفاسیر اس کے ماتحت لکھتے ہیں۔ المراد به محمد علیه السلام۔ اس سے مراد ہمارے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا[2] اور وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ[3] اس کے ماتحت بھی مفسرین اراد به محمد علیه السلام لکھ رہے ہیں۔

اور احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ انا سید الاولین والآخرین ولا فخر۔ میں اولین وآخرین کا سردار ہوں۔ اور اس پر فخر وتکبر نہیں کرتا۔ کہیں فرمایا۔ انا سید ولد آدم ولا فخر۔ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس پر فخر نہیں۔ اور فرمایا۔ انا اتقی ولد آدم و اکرمهم علی الله ولا فخر۔ میں اولادِ آدم میں اتقی الناس اور اکرم ہوں۔ اور یہ بات بطور افتخار نہیں کہتا۔ اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ کہ اتانی جبرئیل فقال قلبت مشارق الارض ومغاربها فلم ار رجلا افضل من محمد علیه السلام یعنی جبرئیل امین نے کہا ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام — بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اور ابتداء خلق سے حضور کی افضلیت مندرجہ ذیل احادیث بتا رہی ہیں۔ حضور نے فرمایا:۔

---

[1] یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ۱۲

[2] اور اللہ کا تم پر بڑا افضل ہے ۱۲

[3] اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی ۱۲

Marfat.com

کنت نبیا و آدم بین الجسد والروح۔ ہم اُس وقت عہدۂ نبوت پر مامور تھے جب کہ آدم بین الجسد والروح تھے۔

دوسری جگہ فرمایا۔ کنت اول الانبیاء فی الخلق وآخرھم فی البعث۔ ہم باعتبارِ خلق اول الانبیاء ہیں۔ اور باعتبارِ بعثت آخر الانبیاء۔ اور تفوقِ حسن وجمال بہجت وکمال سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آیات موجود ہیں۔ جو حضور کی ذاتِ اقدس کو سب سے بلند و بالا بتاتی ہیں۔ چنانچہ والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ۔ پر شارح خرپوتی فرماتے ہیں:۔

حیث استعیر الضحیٰ من وجھہ علیہ السلام واللیل من صدغہ علیہ السلام وکفاک شاھدا، حدیث انس قال قال علیہ السلام ما بعث اللہ نبیا الا حسن الوجہ وحسن الصوت وکان نبیکم احسنھم وجھا واحسنھم صوتا۔ والضحیٰ میں لفظ ضحیٰ سے استعارہ اُس وجہِ منیر کا ہے اور لیل سے استعارہ گیسوئے محبوب کا ہے۔ اور اس پر حدیث انس رضی اللہ عنہ کافی سند ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر حسین الوجہ اور حسین الصوت اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ ملیح الصوت ہیں۔

الصبح بدا من طلعتہ	واللیل دجیٰ من وفرتہ
فاق الرسلا فضلا وعلا	اھدی السبلا لدلالتہ
سلک الشجر نطق الحجر	شق القمر باشارتہ

اور اخلاقِ مرضیہ کی سند میں صریح الدلالت آیہ کریمہ شاہد ہے۔ اِنَّکَ[1] لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے خُلقِ عظیم کا حضور پر حصر فرمایا۔ اور حدیث مؤطا میں احمد و مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ میں مبعوث ہی اس لیے کیا گیا۔ کہ بہترین اخلاق کا اتمام فرماؤں۔

اور اسی وجہ میں ناظم قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیت میں ولم یدانوہ کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ ان الانبیاء علیہم السلام کانوا موسومین بالاخلاق المرضیۃ لکنہ علیہ

---

[1] بے شک تمہارا خُلق بڑے شان کا ہے۔

Marfat.com

السلام کان جامعا لجمیع الاخلاق العلیۃ علی الاحوال السنیۃ بحیث لا یتصور فوقہ کمال۔ تمام انبیاء علیہم السلام اخلاق مرضیہ کے ساتھ نوازے گئے۔ اور ہمارے حضور کو اللہ نے جامع جمیع اخلاق علیہ فرمایا۔ حتیٰ کہ حضور سے بلند اخلاق ہونے کا کسی طرف تصور بھی نہیں جا سکتا ؎

ممکن ہیں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں ۔۔۔ حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہے عبد الٰہ اور عالم امکاں کے شاہ ۔۔۔ برزخ ہے وہ سرِ الٰہ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اب یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ ادھر یہ فضائل کمال کا مظاہرہ اُدھر خود حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ لا تفضلونی علی یونس ابن متی اور لا تفضلوا بین الانبیاء۔ پھر دونوں مضامین میں تطبیق کیونکر ممکن ہو؟ اس کے جواب میں متعدد تاویلات ہیں۔

اول یہ کہ حضور نے بایں امر کو منع فرمایا۔ کہ حضور کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کسی نبی کی تنقیص و توہین نہ ہو۔

دوسرے یہ کہ منع تفضیل حقِ نبوت میں ہے اور منصبِ رسالت میں، اس لئے کہ انبیاء من حیث النبوۃ و من حیث الرسالۃ ایک ہیں۔ اب رہی فضیلت، اولوالعزمی اور شانِ محبوبی یہ ایک علیحدہ مرتبہ ہے چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ[1]۔

تیسری یہ تاویل بھی ہے کہ حضور نے فضیلتِ غیر کو منع فرمایا قبل اس کے کہے جانے (انہٗ سید ولد آدم۔ (بے شک حضور اولادِ آدم کے سردار ہیں)

چوتھی صورت یہ ہے کہ لا تفضلونی جو حضور نے فرمایا۔ بطریق تواضع اور تحرز عن العجب ہے ورنہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور کی ذاتِ اقدس تمام علوم میں تمام انبیاء سے افضل ہے۔ اور امور آخرۃ اشراط ساعت احوال سعدا و اشقیا اور علم ما کان و ما یکون[2]۔ سوا حضور کے کسی نبی کو مکمل عطا نہیں ہوئے اور قرآنِ کریم نے مطلقاً فرمایا۔ وعلمك ما لم تكن تعلم۔ اے محبوب جو نہ جانتے تھے ہم نے تمہیں سکھا دیا۔ اور حضور نے بھی خود فرمایا۔ انا مدینۃ

---

[1] یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے سے افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر کئی درجے بلند کیا۔ ۱۲ [2] آخرت کے احوال قیامت کی علامات خوش بختوں اور بدبختوں کے حالات اور جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے اس کا علم ۱۲

الْعِلْمِ "میں علم کا شہر ہوں"۔ نیز تفوق علی الکرم میں حضور کی ذات کو قرآن کریم اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ فرما رہا ہے۔ اور حضور نے بھی اَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ آدَمَ فرمایا (یہ دوسرا بیت ہے) جسے سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمایل فرما کر اظہار پسندیدگی فرمایا۔

لہٰذا قاری قصیدہ کو چاہیئے کہ یہ شعر مبارک کم از کم تین بار تکرار کرے۔

(۳۹)

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

حل لغات وکلھم واو عاطفہ کلھم۔ ضمیر راجع الی الانبیاء۔ اور تمام انبیاء کرام۔ من رسول اللہ۔ اللہ کے رسولِ خاص صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ملتمس۔ از التماس۔ سائل اور عرض پرداز مقصد ہیں۔ غُرفًا۔ بالنصب مفعول ملتمس الغرف اخذ الماء من الید ملئی الکف۔ چُلّو۔ من البحر۔ دریا اخلاقِ محمدی سے۔ اورشفا۔ او بمعنی یا۔ رشف اخذ الماء بالفم ای جرعہ یا گھونٹ۔ من الدیم۔ جمع دیمۃ۔ مطر بسکون بلا رعد ولا برق و یدوم اقل من ثلاثۃ ایام اکثرہ اربعون یوما۔ برستے ہوئے موسلا دھار مینہ سے۔

ترجمہ تمام انبیاء سرکار والا نبار صلی اللہ علیہ وسلم لیل و نہار کے دریاء اخلاق کا ایک چُلّو یا اُن کے ابرِ کرم کا ایک جرعہ لینے کے طالب ہیں۔

شرح

لا ورب العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ارباب اصول کے نزدیک لفظ کل معرفہ کی طرف مضاف کیا جائے۔ تو احاطہ ٔ خبر کا موجب ہوتا ہے۔ اور اگر نکرہ کی طرف مضاف کریں۔ تو احاطہ افراد کا موجب

لہ بے شک وہ عزت والے رسول ہیں ۱۲

لہ میں اولادِ آدم میں سب سے بڑھ کر عزت والا ہوں ۱۲

بتاتے ہیں۔

تو کلھم میں جو ضمیر جمع کی ہے وہ راجع الی الانبیاء ہے۔ جو احاطۂ افراد نبی کا موجب ہے۔ اور من رسول اللہ سے مراد ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ اگرچہ احادیث میں رسول اللہ تین سو تیرہ بتائے گئے ہیں۔ لیکن قرینہ بتا رہا ہے کہ یہاں لفظ رسول اللہ سے مراد حضورؐ اور صرف حضورؐ ہیں۔

اور محققین سے مذکور ہے۔ کہ کلما ذکر لفظ رسول اللہ فی کتب هذه الامة فالمراد منه نبینا صلی اللہ علیہ وسلّم دون غیرہ۔ جب لفظ رسول اللہ اس امت مرحومہ کی کتابوں میں ذکر ہو۔ تو اُس سے مراد ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہی ہیں۔ اور دوسرے رسول مراد نہیں ہو سکتے۔ ملتمس میں جو لفظ مشتق از التماس استعمال کیا۔ اُس کی وجہ یہ ہے۔ کہ طلب شئے کے لیے سوال۔ امر التماس میں تین لفظ مستعمل ہیں۔

اگر اپنے سے نیچے درجے والے سے کچھ مانگا جائے۔ تو اُسے امر کہتے ہیں۔

اور اگر اعلیٰ سے ادنیٰ طلب کرے تو سوال کہتے ہیں۔

اور اگر طلب مساوی من المساوی ہو تو التماس کہیں گے۔

یہاں ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ نے ملتمس بوجہ رعایت ادب انبیاء علیہم السّلام کہا۔ اگرچہ مراتب علیاء سے دوسرے انبیاء کو مساوات حاصل نہیں۔ مگر نبی ہونے کی وجہ سے اُن کا پاس ادب بھی لازمی تھا۔

غرفا من البحر او رشفا من الدیم میں غَرف بفتح غین و سکون راء سے مراد اخذ الماء بالید ملئی الکف ہے۔ یعنی ہاتھ سے پانی چُلّو بھر کر لینے کو غَرف کہتے ہیں۔ گویا یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ بحرِ خلق محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام سے انبیاء کرام نے چُلّو بھر حاصل کیا۔

اور رشفا رشف عربی میں اخذ الماء بالفم کو کہتے ہیں، یعنی پانی مُنہ سے لینا جسے جرعہ یا گھونٹ کہا جاتا ہے۔

اور دیم جمع دیمہ کی ہے۔ جو اس بارش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جو بارش بغیر بجلی اور گرج کے ہو۔ اور ایسی بارش کم از کم تین روز رہتی ہے اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن برستی ہے۔ اس کی اصل دومہ ہے۔ جو دوام سے مشتق ہے۔

اور غرف دریا کے ساتھ اور رشف بارش کے ساتھ اس مناسبت کے لحاظ سے استعمال فرمایا۔ کہ دریا کا پانی کھاری ہوتا ہے۔ اس سے غسل، وضو، طہارت کی جاتی ہے۔ تو دریا کے ساتھ چلّو فرمایا۔ اور بارش کا پانی چونکہ شفاف اور شیریں ہوتا ہے اس پر رشف استعمال کیا۔ تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ تمام انبیاء کرام اور ہر ایک ان کا طالب ہے۔ اور انھیں کے بحرِ علم سے سب حاصل کر رہے ہیں اس لیے کہ علم مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کی وسعت فسحت بمثل دریا کے ہے۔ اور کرم و سخاء محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مثل موسلا دھار بارش کے۔ اور حضور چونکہ مفیض ہیں۔ اور انبیاء مستفیض، جیسا کہ ثابت ہے۔ کہ اوّل اللہ تعالیٰ نے روح معظّم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تخلیق فرما کر تمام علومِ انبیاء و مرسلین اور علم ماکان و مایکون اُسے عطا فرمایا۔ پھر انبیاء کو پیدا کیا۔ تو انھوں نے اپنے اپنے حصّے اُس بحرِ ذخار سے حاصل کیے۔ اور حدیثِ جابر سے بھی ثابت ہے۔

اول ماخلق اللہ نور نبیك محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری، والمراد انہ تعالیٰ لما خلق نور محمد قبل الاشیاء خلق اللوح والقلم والسمٰوٰت والارضین والعرش والکرسی والملائکۃ و الجنۃ والنار وارواح الانبیاء والمؤمنین ونور قلوبھم ونور انفسھم من نورہ علیہ السّلام فعلم الانبیاء کان کنقطۃ بالنسبۃ الی ما فی اللوح والقلم المخلوقان من نورہ علیہ السّلام فیکون علمھم نقطۃ من علمہ علیہ السلام کما لا یخفیٰ۔

خلاصہ یہ ہے

کہ لوح و قلم آسمان و زمین، عرش و کُرسی، ملائکہ جنت و دوزخ ارواحِ انبیاء و

Marfat.com

مومنین یہ سب حضور کے نور سے مخلوق اور اُن کے علوم، علمِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک نقطہ ہیں۔

یہ بیت ثالث ہے، جس پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تخایل فرمایا۔ لہٰذا یہ بیت بھی قاری قصیدہ کو تین بار دھرانا چاہیئے ۔

نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھیرے
حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوبِ خُدا ٹھیرے

شفیعٌ، مطاعٌ، نبیٌّ کریم ۔۔۔ قسیمٌ، جسیمٌ، نسیمٌ وسیم

مولای صل وسلّم دائمًا ابدًا
علی نبیك خیر الخلق کلھم

(۴۰) وَوَاقِفُوْنَ لَدَیْہِ عِنْدَ حَدِّھِمْ
مِنْ نُقْطَۃِ الْعِلْمِ اَوْمِنْ شَکْلَۃِ الْحِکَمِ

حلِ لغات وواقفون۔ واو عاطفہ۔ واقفون خبر بعد خبر للمبتداء۔ از واقف بمعنی مطلع، اور تمام انبیاء جانتے ہیں۔ لدیہ۔ بمعنی عند، دربارِ رسالت کے نزدیک۔ عند۔ قرب۔ حدھم۔ اپنی حدود منصب کا۔ من نقطۃ العلم۔ نقطہ مالا یقبل القسمۃ اصلا ای لا فرضا ولا عقلا ولا وھما۔ کہ وہ نقطہ ہیں علمِ مصطفےٰ کا۔ او شکلۃ۔ والشکلۃ من شکلت الکتاب ای قیدتہ بالاعراب بالاعراب ہیں۔ الحکم۔ حکمتِ (محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے۔

ترجمہ تمام انبیاء دربارِ رسالت میں اپنے منصب کو جانتے ہیں۔ اور اپنے حدود منصب پر حاضر ہیں نقطہ علم کی صورت یا اعرابِ حکمت کے مطابق۔

شرح خلاصہ مفہوم شعر یہ ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السّلام دربارِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کتابِ علم کے نقطہ ہیں۔ یا آپ کی حکمتوں کے دفتر کے اعراب یعنی زیر زبر ہیں۔ حاصل یہ کہ جو علم اور حکمتیں حضور کو عطا ہوتی ہیں۔ وہ

Marfat.com

اتنی وسیع ہیں۔ کہ علم وحکم انبیاء کو اُن سے وہی نسبت ہے۔ جو نقطہ اور اعراب کو کتاب سے نسبت ہوتی ہے۔ اور چونکہ انبیاء کرام کے درجات مختلف ہیں۔ اس وجہ سے اُسے عطف کر کے فرق مراتب دکھانے کو کہا۔ کہ بعض مثل نقطہ کے ہیں۔ جو قابل انقسام نہیں ہوتا۔ اور بعض مثل اعراب کے ہیں۔ جو نقطہ کے مجموعہ سے بصورت خط ظاہر ہوتے ہیں۔ اور قابلِ انقسام ہوتے ہیں مختصر یہ کہ حضورؐ کی وسعتِ علم تمام انبیاء پر فائق اور حضورؐ کا منصبِ جلیل جملہ مرسلین سے بلند ہے۔

اب مفصّل تشریح عرض ہے

واقفون کے معنی مطلعون بھی ہیں اور وقف سے اگر لیے جائیں تو کھڑے ہونے کے بھی معنی بنتے ہیں۔ اور لدیہ، لدے سے ہے۔ جس کے معنی عند کے ہیں اور ہ جو ضمیر ہے وہ حضورؐ کی طرف راجع ہے۔ اور لغت میں لدی کی آٹھ صورتیں ہیں:۔

(۱) لدی بالف مقصورہ ؛

(۲) لدن بفتح لام وضم دال وسکونِ نون ، لَدُنْ ؛

(۳) لدن بفتح لام وسکونِ دال وکسر نون، لَدْنِ ؛

(۴) لدن بفتح لام دالدال وسکونِ نون ، لَدَنْ ؛

(۵) لدن بضم لام وسکونِ دال وکسرِ نون، لُدْنِ ؛

(۶) لد بفتح لام وسکون دال ، لَدْ ؛

(۷) لد بضم لام وسکونِ دال ، لُدْ ؛

(۸) لد بفتح لام وضم دال ، لَدُ ؛

ان تمام لفظوں کا ترجمہ عند بمعنی نزدیک کیا جاتا ہے۔ لیکن لفظ لدے کا ترجمہ مخصوص طور پر نزدیک کا ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے بقیہ الفاظ کا اگرچہ ترجمہ 'عند' ہی اُن کا بھی ہے۔ مگر اُن میں نزدیکی اور قرب شرط نہیں، مثلاً 'المال عند زید' کہہ کر دونوں معنی لیے جاسکتے ہیں، خواہ وہ مال زید کے پاس ہو۔ خواہ اُس کے خزانہ میں ہو۔ لیکن جب 'المال لدی زید' کہا جائے گا۔ تو اس سے اُس مال کو زید کے غایت درجہ قرب میں

Marfat.com

سمجھا جائے گا۔

اور حد بفتح حا چھ معانی دیتا ہے اوّل بمعنی مرتبہ، دوئم بمعنی غایت و نہایت، سوئم بمعنی حاجز و مانع بین الشیئین۔ چہارم بمعنی تشحیذ السیف، پنجم بمعنی عقوبت مقدرہ جس کو قائم کرنا امام کے اختیار میں ہو۔ ششم بمعنی تعریف جو ذاتیات پر مشتمل ہو، اور بیت مذکور میں حد کے معنی مرتبہ کے ہیں۔

من نقطۃ العلم، من بیانیہ ہے اور واقفون کا مفعولِ ثانی۔ اس سے حاصل معنی بیت مبارک کے یہ ہوئے۔ کہ انبیاء کرام مطلع ہیں۔ حضور سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم میں اپنے مراتب پر۔ اور وہ واقفیت نقطہ علم یا شکلِ حکمت کے مطابق ہے۔

یعنی علمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم علمِ الٰہی کے مقابلہ میں مثل نقطہ ہے۔ اور حکمت الٰہیہ کے مقابلہ میں ایک شکلہ ہے۔ اور علمِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس نقطہ اور اس شکلہ حکمت کا ایک ادنےٰ جزو ہے۔

اور یہ اطلاع لیلۃ المعراج میں حضورؐ کو اس وقت حاصل ہوئی جب کہ مجلسِ الٰہیہ میں حضورؐ کو حضوری حاصل ہوئی۔ اس وقت حضورؐ نے تمام انبیاء کے علوم و حکمت کا مطالعہ فرما کر اپنے علم و حکمت کا علمِ الٰہی کے مقابلہ میں اندازہ فرمایا۔ یا یہ اطلاع لواء حمد کے نیچے قیامت کے دن واضح ہو۔ جیسا کہ روایت ہے۔ کہ تمام انبیاء کرام لواء حمد کے نیچے جمع ہوں۔ اور یہ علمِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ایک جلوہ ہے اور وہاں ہر نبی اپنے مرتبہ کے موافق کھڑا ہو۔ یا یہ منصب خلق ارواح قبل الاجساد کے وقت حضورؐ کو عطا ہوا۔

اسی بنا پر شفا میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خص اللہ تعالیٰ بہ علیہ السلام الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ومصالح امتہ وما کان فی الامم وما سیکون فی امتہ من النقیر والقطمیر وعلی جمیع فنون المعارف کاحوال القلب والفرائض والعبادۃ والحساب و قد ورد ت آثار۔

Marfat.com

وفی حدیث یروی عن معاویۃ رضی اللہ عنہ کان یکتب بین یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ الق الدواۃ وحرف القلم واقم الباء وفرق السین ولا تعور المیم وحسن اللہ ومد الرحمٰن وجود الرحیم مع انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکتب ولم یقراء من کتاب الاولین قطعا کما قال تعالیٰ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک۔

خلاصہ یہ کہ حضورؐ کی ذاتِ اقدس اطلاع مصالح دنیا و دین سے متمتع تھی اور آپؐ کو اُمت کے حالات اور جو کچھ کر رہے ہیں اور کریں گے سب پر عبور تھا۔ اور تمام فنون کا علم حضورؐ کو حاصل تھا۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضورؐ نے رسمِ خط کی تعلیم دی اور فرمایا میم اس طرح لکھو۔ ب ایسے لکھو۔ س یوں لکھو وغیرہ وغیرہ۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانیں منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

(۱۴) فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

حلِ لغات فھو الذی۔ للنتیجۃ ھو بسکون الھاء راجع الی نبینا۔ پس ہمارے نبی وہ ہیں۔ تمّ۔ بمعنی کمل۔ کہ مکمل ہو گیا۔ معناہ۔ اسم مکان، ومعنی الرجل کمالہ، اُن کا کمال ظاہری۔ وصورتہٗ۔ والصورۃ کمالہ الباطنی، اور کمالِ باطنی۔ ثم۔ اما علی اصلھا اعنی للتراخی الزمانی۔ پھر۔ اصطفاہ۔ انتخاب کیا اُن کا۔ حبیبا۔ محبوبیت کے لیے۔ بارئ۔ پیدا کرنے والے۔ النسم۔ ارواح عالم نے۔

ترجمہ پس آپ ہی کی ذات مقدس ہے۔ جو اپنے ظاہری کمالات اور باطنی ترقیوں میں مکمل ہے۔ اور جن کو محبوبیت کے لیے چنا خالقِ ارواح نے۔

Marfat.com

شرح خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہو چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خَلق و خُلق میں سب سے افضل، اشرف، اجمل، اکمل ہیں۔ اور جمیع کمالاتِ ظاہری و باطنی کے جامع، تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ آپ فضائل ظاہری و باطنی میں بھی مرتبہ کمال پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور سب میں بڑی رفعتِ منصب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو خالق جمیع ارواح ہے۔ آپ کو اپنا حبیب بنایا۔ چنانچہ حدیث میں ہے

ان[1] اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسماعیل واصطفی ولد اسماعیل نبی کنانۃ واصطفی من بنی کنانۃ قریشا واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم ۔

خود حسن و جمال بے نہایت داری

ہم جود و کرم بحدِ غایت داری

مولای صل وسلم دائما ابداً

علی حبیبك خیر الخلق کلھم

(۴۲)

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

حلِّ لغات **منزہ**۔ از تنزیہ، بمعنی تنزیہ والتبعیہ اسم مفعول خبر مبتداء محذوف، پاکیزہ ہیں۔ **عن شریك**۔ بروزن فعیل، نکرہ بمعنی معادل، اپنے ہمسر سے۔ **فی محاسنہ**۔ جمع حسن، حسن ظاہری و باطنی ہیں۔ **فجوھر الحسن**۔ الفاء للنتیجۃ، جوھر معرب از گوھر وعند البعض من الجھر، بمعنی الحجر المستخرج کالیاقوت والزبرجد و الزمرد و فی ھذا المقام من الجوھر جوھر الحکمۃ یعنی مادہ واصل الحسن۔ **فیہ**۔ جو حضورؐ میں ہے۔ **غیر منقسم**۔ غیر تقسیم شدہ ہے۔

---

[1] اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خاص کیا اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے اللہ تعالیٰ مجھے خصوصیت بخشی۔

Marfat.com

ترجمہ وہ ہستی مقدس بالاتر ہے اپنے محاسن میں کسی کی شرکت سے اور آپ کا جوہرِ حسن آپ کے سوا کسی دوسرے میں منقسم نہیں۔

شرح یعنی ذاتِ اقدس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس سے منزہ ہے کہ آپ کی خوبیوں میں بالذات کوئی آپ کا شریک ونظیر ہو۔ بلکہ تمام محاسن میں آپ مستقل ہیں۔ اور دیگر انبیاء میں جتنی خوبیاں اور محاسن ہیں۔ وہ آپ کی خوبیوں کے ظل ہیں کیونکہ وہ آپ ہی سے مستفاد ہیں۔ یہ اشارہ ہے اُس حدیث کی طرف جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے حضورؐ سے عرض کی کہ اوّل مخلوق کون ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ یا جابر اوّل ما خلق اللّٰہ نور نبیّك محمّد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اے جابر سب سے اوّل اللہ نے تمھارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نور پیدا فرمایا۔ اور پھر اُس نور کو پھیلا کر اُس سے لوح وقلم، عرش وکرسی، ملک وملکوت اور تمام عالم وآدم پیدا کیے۔

اور لفظ جوہر میں ایک لطیف اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے۔ کہ حقیقتِ حسن عدم انقسام میں مثل جوہر فرد کے ہے۔ اور غیر منقسم اس لیے کہا۔ کہ حقیقتِ حسن مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حصص واجزا نہیں کیے گئے۔ بلکہ وہ تمام وکمال اولاً آپ ہی کی ذات شریف پر منحصر رہے۔ اور تمام عالم میں جو کچھ ہے۔ وہ آپ کا پرتو اور ظل ہے۔

ے لب لعل وخط سبز ورُخ زیبا داری
حُسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
شیوۂ وشکل وشمائل حرکات وسکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تحقیقِ جوہر

حکماء کے نزدیک جوہر پانچ ہیں۔ اوّل، ہیولیٰ۔ دوم، صورت۔ سوم، جسم۔ چہارم، عقل۔ پنجم، نفس۔

متکلمین کے نزدیک جوہر دو ہیں۔

اوّل جوہر فرد جو لا یتجزیٰ ہوتا ہے۔ دوم نفس۔

اس بیت میں ناظم رحمۃ اللہ علیہ کی مراد جوہر سے جوہر متکلمین ہے۔ یعنی اصل حسن اور مادہ۔ ہے

خند بر جوہر فرد است دلیل تقسیم گر بہ بازیچہ شوم مجرم ارباب کلام

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول لب پھول دہن پھول بدن پھول ذقن پھول

دل بستہ و خون گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت کیوں غنچہ کہوں ہے میرے آقا کا دہن پھول

(۴۳) دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمِ

حل لغات دع ۔ از ودع یدع، بمعنی اترک، چھوڑ۔ ما ۔ موصولہ، اس کو جو کچھ ۔ ادعتہ ۔ ماضی مؤنث، از ادعاء دعویٰ کیا ۔ النصاریٰ ۔ نصاریٰ نے ۔ فی نبیھم ۔ اپنے نبی کی شان میں ۔ واحکم ۔ امر۔ ای احکم علیہ واعمل ما اردتہ من المدح ۔ اور حکم لگا۔ بما شئت ۔ جو کچھ تو چاہے۔ مدحا فیہ ۔ ان کی مدح و نعت میں ۔ واحتکم ۔ از احتکام، بمعنی فیصلہ، اور فیصلہ کر اور یقین۔

ترجمہ وہ نعت چھوڑ جو عیسائیوں نے اپنے نبی کی شان میں کہی ۔ کہ ابن اللہ بنا ڈالا۔ اور اس کے سوا جو کچھ نعت میں کہنا چاہے۔ حکم لگا کر اور فیصلہ کر کے کہہ۔

شرح نصاریٰ جمع نصران کی ہے ۔ وجہ تسمیہ اس کی ایک تو یہ ہے۔ کہ انھوں نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا۔ نحن[۱] انصار اللہ ۔ اس اعتبار سے نصرانی کہلاتے۔ یا اس وجہ سے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک قریہ میں گئے تھے جس کا نام

[۱] ہم دین خدا کے مددگار ہیں ۔ (پ ۲۸ ع ۱۰)

Marfat.com

نصران یا ناصرہ تھا تو یاء نسبت لگا کر نصرانی نام ہوگیا۔ اور فی نبیھم سے مراد عیسٰی روح اللہ علی نبینا وعلیہ السلام ہے۔ اور مما ادعتہ النصارٰی سے مراد وہ اعتقادیات باطلہ، کاسدہ، فاسدہ ہیں۔ جو نصاریٰ میں رائج ہیں۔ یعنی تولید، حلول و اتحاد۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد عیسائیوں میں تفرقہ ہوا۔ اور فرقے بنتے بنتے بہتر تک پہنچ گئے۔

ان میں سے بڑے تین فرقے ہیں۔ ملکانیہ[1]، نسطوریہ[2]، یعقوبیہ[3]۔

ملکانیہ اُن دو بادشاہوں کی جماعت کا نام ہے۔ جو عظماء روم میں سے تھے، اُن کا عقیدہ تھا۔ کہ مسیح میں لاہوت و ناسوت جمع ہو گئے ہیں۔ اور کلمۃ اللہ جسد مسیح سے پہلے ہوا۔ اس بنا پر معاذاللہ مسیح قدیم ازلی ہیں اور مریم سے اللہ ازلی پیدا ہوا۔ اور لفظ نبوت اور ربوبیت اللہ تعالیٰ پر اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کی سند انجیل سے لیتے تھے۔ کہ انجیل میں مسیح کی تعریف میں ہے۔ انك انت الابن الوحید آیا ہے۔ یعنی تو بیشک یکتا بیٹا ہے۔ حالانکہ یہاں ابن سے مراد مقرب اور معزز عبد سے تھی۔

اور نسطوریہ، نسطور حکیم کے متبعین کی جماعت کا نام ہے۔ یہ عہد مامون میں ظاہر ہوئے۔ اور انھوں نے انجیل میں تصرف کر کے بہت کچھ تحریفات کیں، اور اپنا عقیدہ اس طرح ظاہر کیا۔

اِن اللہ تعالیٰ واحد ذوا قانیم ثلاثۃ الوجود والعلم والحیاۃ وھذہ الاقانیم لیست بزائدۃ علی الذات وحلت ھذہ الصفات فی بدن عیسٰی علیہ السلام ولذا یحیی الموتیٰ ویبرئ الاکمہ والابرص۔

نسطور حکیم نے جب کمالات مسیح دیکھے۔ تو اُس نے کہا۔ عیسٰی میں خدا کا وجود حلول کیے ہوئے ہے۔ وجود علم حیاۃ ان تینوں صفتوں کے ساتھ خدا مسیح میں حلول کر چکا ہے۔

اسی وجہ میں عیسٰی علیہ السلام احیاء موتیٰ اور ابراء اکمہ وابرص کرتے ہیں۔

یعقوبیہ یہ ایک شخص یعقوب نامی تھا۔ اُس کی جماعت کے متبعین ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ کلمہ منقلب بہ لحم ہو کر دم ہوا۔ اور وہ خدا بن گیا اور اُس خدا کا نام مسیح ہوا۔ اور وہ مسیح ظاہر بجسد عنصری ہوگیا۔

Marfat.com

تو ناظم فاہم فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور کے معجزات و کمالات مرتبہ مسیح سے کہیں زیادہ دیکھ کر تم بہک نہ جانا۔ بلکہ نصاریٰ کے عقیدوں کو چھوڑ کر و احکم بما شئت مدحا جو چاہو مدح و نعت کرنا۔ اور اس پر محاکمہ کر کے قطعی فیصلہ کر لینا۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ صفاتہ علیہ السلام حادثۃ و صفاۃ اللہ قدیمۃ۔ ہمارے حضور کے تمام اوصاف حادث، جائز الفنا ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات قدیم ہیں ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر — من وجہک المنیر لقد نور القمر[1]
لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۴۴) فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

حلِّ لغات فانسب۔ امر، پس نسبت کر۔ الٰی ذاتہٖ۔ اُس ذاتِ والا کی طرف۔ ماشئت۔ جتنا تو چاہے۔ من شرف۔ تنوینہ للتعظیم، تعظیم و شرف سے۔ وانسب۔ اور نسبت کر۔ الٰی قدرہٖ۔ اُن کے مرتبہ کی طرف۔ ماشئت۔ جتنا تو چاہے۔ من عظم عظمتوں سے۔

ترجمہ پس نسبت کر اُس ذاتِ والا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جتنا تو چاہے، تعظیم و شرف سے، اور نسبت کر اُن کے مرتبہ کی طرف جتنا تو چاہے عظمتوں سے۔

شرح بات واضح اور روشن و لائح ہے۔ کہ جب یہ معلوم ہو چکا کہ باعثِ تخلیقِ عالم اور سببِ تکوینِ آدم آپ کی ذاتِ مقدس ہے۔ اور جس قدر کمالات

---

[1] اے حسن و جمال والے اور اے تمام انسانوں کے سردار! آپ کے چہرۂ انور سے چاند روشن ہوا ہے آپ کی تعریف کا جیسا حق ہے کسی سے ادا نہیں ہو سکتی، قصہ مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی ساری مخلوق سے افضل ہیں۔
(تفسیر عزیزی میں مذکورہ اشعار موجود ہیں)

Marfat.com

انبیاءِ کرام علیہم السلام کو حاصل ہوئے وہ سب اس آفتابِ فیوض و برکات کے پرتو اور اس بحرِ ناپیدا کنار کا ایک چلو اور اس نیسانِ رحمت (بارش) کا ایک قطرہ ہیں۔ اور باوجود اس کے تجھے اُن کی صفاتِ جمیلہ پر عبورِ تام اور علمِ تمام حاصل نہیں۔ تو جتنا تو سمجھ چکا ہے۔ اُس اعتبار سے اُن کے شرفِ عظیم اور کرمِ کثیر اور جمالِ خلق اور زنتا سب اعضا اور کرم بدا طیب عرقِ ذکاء، لبِ صفاء، جنان بلاغتہ کلام فصاحتِ لسان اور تمام کمالاتِ انسانیہ کے ماتحت جو کچھ چاہے بیان کر اور سمجھ لے۔ کہ وہ ہستی مقدس منبع الاحسان اور مبدع الرحمٰن ہے۔

اور مصرعِ ثانی میں عظم جو فرمایا۔ اُس کی وجہ یہ ہے۔ کہ شرف منتسب الی الذات ہوتا ہے۔ اور عظمت منتسب الی الصفات ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو جب نامۂ عالی روانہ کیا۔ تو اُس میں تحریر فرمایا۔ من محمد رسول اللہ الی ھرقل عظیم ملك الروم تو لفظ عظیم مکتوبِ عالی میں بالنسبت الی المرتبت لکھا گیا۔ نہ کہ بالنسبت الی الذات، تو بما شئت من عظم میں علو قدر و منزلت و مرتبت جمالِ طور اور صفاتِ نور اور عظمت معجزات اور خصوصیت فی المعراج اور امامت الی الانبیاء اور دنوا الی جناب العلیٰ اور تفضیل روزِ قیامت باللوا اور انتیاز بالوسیلہ اور شفاعتِ کبریٰ مراد ہے ؎

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

گلزارِ تقدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

اللہ تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں
بیخارِ گلبنِ چمن آراء کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کہوں تجھے

Marfat.com

(۴۵) فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

حلِ لغات فان ۔ فاللتعلیل، پس تحقیق ۔ فضل ۔ فضائل ۔ رسول اللہ ۔ رسول اللہ کے ۔ لیس لہ ۔ نہیں ہے واسطے اُن کے ۔ حد ۔ بمعنی غایت و نہایت، کوئی حد ۔ فیعرب ۔ مضارع از اعراب ۔ بفصاحت ظاہر کرنا، جو بالفاظ فصیح ظاہر ہو ۔ عنہ ۔ اُن سے ۔ ناطق ۔ بولنے والے ۔ بفم ۔ اپنے منہ سے ۔

ترجمہ بے شک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فضائل کی کوئی حد نہیں جو بالفاظ فصیح بولنے والا اپنے منہ سے بول سکے ۔

شرح فرماتے ہیں کہ مَیں نے جو پہلے بیت میں کہا تھا ۔ کہ دع ما ادعتہ النصاریٰ نصاریٰ نے جو نعت کی اُسے چھوڑ کر جو کچھ تو چاہتا ہے، حضورؐ کی مدحت میں کہہ ۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ حضورؐ کی ذات شریف کی طرف جو خوبیاں اور فضائل تو منسوب کرے گا ۔ وہ مرتبۂ رسالت سے ادنیٰ ہی ہوں گے ۔ اس لیے کہ اُس رسالت پناہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مناصب کی کچھ حد اور نہایت نہیں کہ کوئی فصیح اللسان، بلیغ البیان اپنی زبانِ ناطق سے واضح کر سکے ۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

وضم الالٰہ اسم النبی الی اسمہ ۔۔۔ اذ قال فی الخمس المؤذن اشہد

وشق لہ من اسمہ لیجلہ ۔۔۔ فذو العرش محمود وھذا محمّد

کسی عاشق نے خوب کہا ہے ۔ کہ مَیں حضورؐ کی منقبت اپنے مقالہ میں نہیں کرتا ۔ بلکہ حضورؐ کے نام کی برکت سے اپنے مقالہ کو مقبول بنا رہا ہوں، حیث قال ؎

ما ان مدحت محمدا بمقالتی ۔۔۔ لکن مدحت مقالتی بمحمّد

؎ کہاں طاقت بشر کو مدحِ مصطفےٰ ٹھہرے
مدیحِ ذاتِ پاکِ احمدی جب خود خدا ٹھہرے

Marfat.com

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَهٗ اٰیَاتُهٗ عِظَمًا

(۴۶) اَحْیٰ اسْمُهٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسَ الرِّمَمِ

حلّ لغات لَوْ۔ شرطیہ اگر۔ نَاسَبَتْ۔ ماضی مؤنث، از مناسبت، مطابق ہونا، مطابق ہوتے۔ قَدْرَہٗ۔ قدر و منزلت کے برابر۔ اٰیَاتُہٗ۔ اُن کے معجزات۔ عِظَمًا۔ عظمت میں۔ اَحْیٰ۔ ماضی از احیاء زندہ کرنا، زندہ کر دیتا۔ اسمہٗ۔ اُن کا نام پاک۔ حِیْنَ۔ جب کہ۔ یُدْعٰی۔ پکارا جاتا۔ دارس۔ اسم فاعل از دروس، ناپدید و بے نشان ہونا، مٹے ہوئے۔ الرمم۔ جمع رِمّۃ، استخوان بوسیدہ، بوسیدہ ہڈیوں کو۔

ترجمہ اگر تو ہمارے حضور کی قدر و منزلت کے برابر اُن کے معجزاتِ عظیمہ کے دیکھتا۔ تو زندہ کر دیتا اُن کا نام پاک۔ جب کہ پکارا جاتا بے نشان اور بوسیدہ ہڈیوں کو۔

شرح یعنی اگر حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور آپ کے مرتبہ اور عزّ و شرف کے مطابق ہوتا تو جب اور جس وقت حضورؐ کا اسم شریف لیا جاتا، استخوانہائے بوسیدہ کو وہ نام پاک زندہ کر دیتا۔ بعض نے یوں شرح کی، کہ آیات سے مراد اسماء مبارک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ گویا ناظم فاہم فرماتے ہیں۔ کہ اگر حضورؐ کی عزّ و منزلت اسماء مبارک کے مشابہ ہوتی۔ تو جیسے مسمّی یعنی ذاتِ بابرکات سے احیاءِ اموات کا معجزہ ظہور میں آیا۔ ایسا ہی اسم مبارک سے مردہ تو کیا سڑی اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان آجانی چاہیئے تھی۔ اس پر علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ومن فہم ہذا البیت ان مراد الناظم ان احیاء الموتی لم یعط لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اصلاً فقال معترضاً علی الناظم ان ہذا البیت مخالف لما سیأتی وکل آی اتی الرسل الکرام بہا۔ اذ یفہم منہ ان احیاء الموتی اعطی الیہ علیہ السلام اذ کان ذالک معجزۃ عیسٰی علیہ السلام وہذہ

Marfat.com

المعجزة اتصلت الی عیسیٰ علیہ السلام من نور نبینا علیہ السلام انتہی فقد خبط خبط عشواء ورکب متن عمیاء اذلیس مراد الناظم انہ لم تعط لہ علیہ السلام ھذہ المعجزۃ اصلا بل مرادہ ان تلک المعجزۃ لم تعط لہ علیہ السلام بعد وفاتہ الی یوم القیامۃ والا فھو علیہ السلام جامع لجمیع معجزات التی ظھرت فے ایدی سائر الانبیاء مع معجزات خاصۃ بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کنت فی ریب مما ذکرنا فانظر ما ذکر فی دلائل النبوۃ۔

یعنی جو اس بیت کے معنی یہ سمجھا کہ معجزہ احیاء موتیٰ حضورؐ کو عطا نہیں کیا گیا۔ وہ اس بیت پر بھی اعتراض کرے گا۔ جو آگے آرہا ہے۔ وکل آی آتی الرسل الکرام بہ۔ اور کہے گا۔ کہ پہلے تو معجزہ احیاء کا ناظم انکار کر گئے اور یہاں فرماتے ہیں، کہ ہر معجزہ جو انبیاء قوم پر پیش کر گئے۔ وہ سب ہمارے حضورؐ کا صدقہ تھے، اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ احیاء موتیٰ معجزہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ ہمارے حضورؐ کے نور مبارک کے پرتو سے ملا۔ اور وہ شخص جو اس بیت کے معنی وہ سمجھا جو ہم ذکر کر آئے ہیں۔ وہ مخبوط الحواس اور آنکھوں کا اندھا ہے۔ ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اس شعر میں ہرگز یہ نہیں کہ حضورؐ کو معجزہ احیاء موتیٰ انہیں عطا ہوا۔ بلکہ مقصود اس امر کا اظہار کرنا ہے۔ کہ احیاء موتیٰ کا معجزہ بعد وفات حضورؐ کو قیامت تک کے لیے نہیں دیا۔ اگر دیا جاتا۔ تو نام پاک بھی مردہ زندہ کر دیتا۔ ورنہ وہ ہستی پاک تو جامع جمیع کمالات و معجزات ہے بلکہ تمام معجزات و کمالات انبیاء حضورؐ کے کمالات کا پرتو ہیں۔ اور اگر تجھے اب بھی شک ہے۔ تو دلائل النبوت میں جو معجزات منقول ہیں۔ انھیں دیکھ چنانچہ نقل فرماتے ہیں۔ کہ:۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک جوان مر گیا۔ جو انصاری تھا۔ اور اس کے اطراف بھی باندھ دیئے گئے۔ کہ اس کی ماں ضعیفہ نابینا آئیں۔ اور انھیں ان کے اس جوان بیٹے کی موت کی خبر دی۔ تو انھوں نے ہاتھ اٹھائے اور کہا:۔

اللّٰھم ان کنت تعلم انی ھاجرت الیک والی نبیک رجاء ان تغیثنی

Marfat.com

فی کل شدۃ فلا تحمل علی ھٰذہ المصیبۃ بحرمۃ نبیک ۔ الٰہی اگر تو جانتا ہے۔ کہ میں نے تیری طرف اور تیرے حبیب کی طرف اس امید پر ہجرت کی تھی۔ کہ تو ہر بلا و مصیبت میں میری مدد فرمائے گا۔ تو یہ مصیبت مجھ پر اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں نہ ڈال اس دعا کے بعد اُس کا مُردہ بیٹا زندہ تھا۔ اُس کا مُنہ کھولا۔ وہ کھڑا ہوا۔ اور حاضرین کے ساتھ اُس نے کھانا کھایا۔

اور ایسا ہی دوسرا واقعہ ہے۔ کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی دعوت کی۔ اور بکری ذبح کی۔ تو آپ کے بڑے صاحبزادے نے چھوٹے صاحبزادے سے پوچھا ہمارے ابا جان نے بکری کس طرح ذبح کی تھی۔ تو چھوٹے صاحب نے کہا۔ آؤ میں بتاؤں۔ بڑے بھائی آگے بڑھے۔ اُنھوں نے انھیں لٹایا۔ اور ہاتھ پیر باندھ کر چھری اُٹھائی اور ذبح کر دیا۔ اور سر لے کر اپنی ماں کے پاس پہنچے۔ ماں رونے لگیں۔ تو اُنھیں خوف آیا۔ اور سمجھے کہ یہ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔ خوف زدہ بھاگے اور چھت پر چڑھ گئے۔ اور ماں پیچھے پیچھے چھت پر پہنچی، تو اُنھوں نے خوف کے مارے چھلانگ لگائی۔ اور زمین پر آگر جان دے دی۔

والدہ نے یہ واقعہ فاجعہ دیکھ کر سوچا۔ کہ ادھر حضورؐ کی دعوت ہے ادھر یہ معاملہ ہے۔ خیال آیا۔ کہ حضورؐ کی دعوت کے مقابلہ میں یہ واقعہ کچھ نہیں۔ جبر اور صبر کر کے حضرت جابرؓ سے معاملہ مخفی رکھا۔ اور دونوں کو چارپائی پر لٹا دیا۔ اور کھانا پکانا شروع کر دیا۔ جب حضورؐ تشریف لائے اور دستر خوان پر کھانا چن دیا گیا۔ تو جبرئیل امین حاضر ہوئے۔ اور عرض کی اللہ کا حکم ہے کہ آپؐ یہ کھانا جابرؓ کے دونوں صاحبزادوں کی معیت میں تناول فرمائیں۔ حضورؐ نے حضرت جابرؓ کو فرمایا۔ حضرت جابرؓ گھر میں آئے اور بیوی سے کہا۔ بیوی نے کہا۔ وہ دونوں اس وقت موجود نہیں ہیں۔ جابرؓ نے حاضر ہو کر یہی عرض کیا۔ تو حضورؐ نے پھر تاکید فرمائی۔ کہ اُنھیں تلاش کر کے لایا جائے۔ حضرت جابرؓ نے بیوی سے حضورؐ کا اصرار ظاہر کیا۔ تو آپ مضطربانہ اُٹھیں۔ اور حضرت جابرؓ کو دونوں لاشیں دکھا دیں۔ حضرت جابرؓ روتے ہوئے خدمتِ والا میں حاضر ہوئے۔ اور اصل

Marfat.com

حال عرض کیا۔ حضورؐ ابھی خاموش ہی تھے۔ کہ جبرئیل حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ ان اللہ تعالیٰ یامرک ان تدعوا لھما و بقول منک الدعاء و منا الاجابۃ۔ یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محبوب ان دونوں کے حق میں دعا فرمائیں۔ آپ کی طرف سے دعا ہے۔ اور ہماری طرف سے اُس کی قبولیت۔ چنانچہ حضورؐ نے اُن کے زندہ ہونے کی دعا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے علی الفور انھیں زندہ کر دیا۔ وہ اُٹھے۔ اور حضورؐ کے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھایا۔ اور مثل اس کے بہت سے واقعات ہیں۔

ایک اعتراض اور اُس کا جواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ احیاء موتیٰ بعد وفات عطا کیوں نہ فرمایا۔ تا کہ حضورؐ کے نام پاک کی برکت سے جب چاہتے مُردہ زندہ کر لیتے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر یہ معجزہ بعد وفات بھی ظہور میں آتا رہتا تو ایمان مومنین بالمشاہدہ ہو جاتا۔ اور اُمت مرحومہ کی تعریف ایمان بالغیب پر آئی ہے۔ یومنون بالغیب قرآن کریم میں وارد ہے۔ اور ایمان بالغیب اعلیٰ من الایمان بالمشاہدہ مسلم ہے۔ یہ وجہ ہے۔ کہ معجزہ قیامت تک کے لیے وفات کے بعد سے مخفی رکھا گیا۔ وللہ الحمد۔

چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں بہت سی — دکھا دیجئے آنکھوں سے شق القمر کو
جس مردہ کو نہ حضرت عیسیٰ جلا سکیں — لے آؤ اُس کو میرے پیمبر کے سامنے

(۴۷)

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَی الْعُقُوْلُ بِہٖ
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَھِمِ

حلّ لغات لم یمتحن۔ نفی جحد بلم، از امتحان، ہرگز نہ امتحان کیا۔ نا۔ ہمارا۔ بما۔ ساتھ اُس چیز کے۔ تعی۔ مضارع از عیّ، درماندگی، کہ تھک جائیں۔ العقول عقلیں سبہ۔ اُس سے۔ حرصًا۔ از حرص، شدۃ الرغبۃ فی الشیئ والمیل الیہ۔ ترقی مدارج میں بہت مائل ہیں۔ علینا۔ ہمارے اوپر۔ فلم

ترتیب - نفی جحد بلم، ازارتاب، شک کرنا، پس ہرگز ہرگز نہ شک میں پڑے ہم - ولم نہم - نفی جحد بلم، از وہم - اور ہرگز ہرگز نہ وہم میں پڑے ہم -

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزوں سے ہمارا امتحان نہ فرمایا جس کے سمجھنے سے ہماری عقلیں عاجز آجائیں - اور تھک جائیں - وہ حریص ترقی وہدایت امّت ہیں - اس وجہ سے نہ ہم کو کسی شک و شبہ کا موقع آنے دیا - نہ اندھا دھند شریعت پر ہم چلے -

شرح مختصر شرح تو یہ ہے - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی چیزوں سے ہمارا امتحان نہ فرمایا - جس کے سمجھنے سے ہماری عقلیں عاجز و درماندہ رہ جائیں کیونکہ آپ کو ہماری اصلاح مطلوب تھی - اس لیے ہم کسی حکم کے قبول میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کر سکتے - اور احکام کی ایسی وضاحت فرمائی - کہ اُن کے سمجھنے میں ہم مبتلاء وہم نہیں ہوتے - اور نہ ایسی سختیاں ہم پر ڈالیں - کہ اُن کی تعمیل سے ہم تھک جاتے - جیسا شریعت ماضیہ میں تھا - کہ قتل بالعمد ہو یا بالخطا دونوں میں قصاص یا حرمتِ دیۃ یا قطع اعضاء خاطیہ یا قرضِ موضع نجاست یا قتل نفس فی التوبہ، قطع ثوب نجس بالمقراض، ترکِ عمل یوم السبت، عدم جواز صلوٰۃ فی غیر الکنائس، فرضیتِ نماز پچاس بار رات دن میں - مال کا چوتھا حصہ زکوٰۃ میں، بلکہ صاف فرمایا - اتیتکم بالحنیفۃ السھلۃ السمحا - میں سہل اور آسان اور صاف واضح شریعت تمہارے لیے لایا ہوں - اور حریصاً میں تلمیحاً اشارہ آیۂ کریمہ حریص علیکم کی طرف ہے - کہ قرآن کریم میں حضور کو ہمارے ترقی مدارج میں حریص فرمایا - غرضکہ اسلام ایسا واضح ہے - کہ اس میں ایک بات بھی بعید از عقل نہیں -

اللّٰھم انت خالق الورٰے اجعلنا من اھل المغفرۃ والتقٰی بحرمۃ النبی الذی فی صورتہ قد بدا -

(۴۸)

اَعْیَی الْوَرٰی فَھْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ مِنْہُ غَیْرُ مُنْفَحِمِ

حلِّ لغات اعیٰ۔ از اعیا، التعجیز، درماندہ کرنا، عاجز کردیا۔ **الورٰی**۔ بمعنی خلق الف لام استغراقی: تمام مخلوقات کی۔ **فہم**۔ فہم اور سمجھ کو۔ **معناہ**۔ کمالِ خاص، اُن کی ذات کے کمال سے۔ **فلیس**۔ از لا لیس۔ اسم للموجود بمعنی لا موجود یا لا وجود، پس نہیں ہے کوئی موجود۔ **یُریٰ**۔ مضارع مجہول، من الرویت عام از رویت قلب و رویت چشم۔ جو دیکھا جائے۔ **للقرب**۔ حضورؐ کے قریب۔ **والبُعد**۔ اور حضورؐ سے دور۔ **منہ**۔ اُن سے۔ **غیر منفحم**۔ از انفحام، دلیل سُن کر عاجز آجانا یا لاجواب ہوجانا جو عاجز نہ آگیا ہو۔

ترجمہ مخلوقات حضورؐ کی حقیقت سمجھنے سے عاجز ہوگئی۔ اور حضورؐ کے نزدیک و بعید کوئی ایسا نہیں، جو حضورؐ کے آگے عاجزانہ اور لاجواب نہ ہوگیا۔

شرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ ظاہری و باطنی اور حقیقتِ محمدی کے سمجھنے سے عالم عاجز آگیا۔ صحابہ کرام جو قریب ہیں۔ وہ بھی اور عامۂ اُمت جو بعید ہیں، دونوں ساکت و عاجز ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ حضورؐ کیا ہیں اور کس مقام قرب کے اہل ہیں۔ جامی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں ؎

تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنین　　　واللہ زجان ہم پاک تر روحی فداک اے نازنین

پاکاں ندیدہ روئے تو جاں دادہ اندر بوئے تو　　　اینک مگر در کوئے تو صد جانِ پاک اے نازنین

فیضی کہتا ہے ؎

امی و دقیقہ دانِ عالم　　　بے سایہ و سائبانِ عالم

علامہ قرطبی تذکرہ میں فرماتے ہیں:۔

لم یظہر کمال حسنہ علیہ السلام والا لما اطاقت اعین الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم النظر الیہ۔ حضورؐ کا کمال حسن ظاہر ہی نہیں ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام میں یہ تاب نہ تھی۔ کہ حضورؐ کی طرف نظر بھر کر بھی دیکھ سکتے ؎

رہے عشق میں ہم تو گھر کے نہ در کے　　　جئے بھی اگر ہم تو سو بار مر کے

Marfat.com

تصور میں بھی سامنے تجھ کو کر کے ۔۔۔ کبھی دیکھ سکتا نہیں آنکھ بھر کے
ترا رعب اتنا ہے کہتا ہوں ڈر کے ۔۔۔ ادھر بھی نظر ہو میں صدقے نظر کے

شعرا نے قصائد و مدائح لکھے۔ لیکن ابی تمام اور بحتری، ابن رومی وغیرہ وغیرہ فصحا نعت خوانی میں اپنا عجز ہی ظاہر کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ نے خوب کہا ہے

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں!
بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر!
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب کے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں
ہے انھیں کے نور سے سب عیاں ہے انھیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(۴۹) كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمِ

حلّ لغات كالشمس۔ وہ ہستی مقدس مثل سورج کے ہے۔ تظہر۔ کہ ظاہر ہوتا ہے۔ للعينين۔ دونوں آنکھوں کو۔ من بعد۔ درحقیقت بہ بُعد ہے۔ وزن شعر کے لیے دونوں حرف متحرک کیے۔ دُور سے۔ صغيرةً۔ چھوٹا۔ و تكل۔ مضارع از کل، گرانی درماندگی، اور تھک جاتی ہے۔ الطرف۔ آنکھ۔ من امم۔ بفتحتین، القرب، کرنوں کے قرب سے۔

Marfat.com

ترجمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سورج کی سی ہے۔ کہ بظاہر دُور اور چھوٹا نظر آتا ہے۔ اور جب آنکھ کھول کر دیکھو۔ تو قرب و بُعد دونوں نظر کو خیرہ کر دیتے ہیں۔

شرح سُورج سے حضورؐ کی تشبیہہ درحقیقت علی سبیل تقریب و تمثیل ہے ورنہ وہ ذات اقدس اس سے کہیں اعلیٰ و امجد ہے۔ اسی وجہ سے عدم ادراک کیفیت کمالاتِ ظاہریہ و باطنیہ کے باعث ناظم رحمۃ اللہ نے سُورج سے تشبیہہ دی۔ کہ وہ دُور سے ایک قرص نظر آتا ہے۔ اور دیکھنے والا بسبب نہایت بُعد اُس کی واقعی مقدار معلوم نہیں کر سکتا اور اگر اُسے پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت چشم بینا عاجز اور خیرہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو سُورج کو حضورؐ کی ذات پاک سے کیا نسبت۔ یہ اُس نورِ پاک کے ایک ذرہ سے مستفیض وہ معدنِ نور صلی اللہ علیہ وسلم ؎

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رُخ ذن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بُلبل نے گُل اُن کو کہا قمری نے سروِ جاں فزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہیں عبد اللہ اور عالمِ امکان کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرّ اللہ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ظاہر بین افراد انھیں ایک جسمِ مقدس دیکھتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حقیقتِ واقعیہ بسبب غایت بُعد کے انسان دیکھ ہی نہیں سکتا اور اربابِ کشف و شہود کی آنکھیں بوجہ غایت قرب درخشانی دیکھنے سے قاصر ہیں۔ غرضکہ نزدیک دُور کے دیکھنے والے دونوں حقیقتِ محمدیہ دریافت کرنے سے قاصر ہیں۔ اور حضورؐ نے خود بھی دعا فرمائی۔ اللّٰھم[1]

---

[1] اے اللہ مجھے میری آنکھ میں چھوٹا کر دے اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا۔ ۱۲

Marfat.com

اجعلنی فی عینی صغیرا وفی اعین الناس کبیراً۔

اسی لیے ناظم قاسم رحمتہ اللہ علیہ آنے والے بیت میں فرماتے ہیں:۔

(۵۰) وَکَیْفَ یُدْرِكُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَهٗ
قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

حلِّ لغات وکیف۔ استفہام انکاری، اور کیونکر۔ یدرك من الادراک۔ معلوم ہوسکتی ہے۔ فی الدنیا۔ دنیا میں۔ حقیقتہ۔ حقیقتِ محمدیہ۔ قوم۔ اُس قوم کو۔ نیام۔ جمع نائم، خوابیدہ، جو سو رہی ہے۔ تسلوا۔ ماضی، از تسلی بے فکر۔ عنہ۔ اُس حقیقت سے۔ بالحلم۔ جمع احلام، خوابِ غفلت میں۔

ترجمہ کیونکر جان سکتا ہے۔ کوئی دنیا میں حقیقتِ محمدیہ کو جب کہ قوم دنیا کے ایک خوابِ غفلت میں سو رہی ہے۔

شرح وصولِ علم کے متعدد مراتب ہیں:۔

اوّل شعور، پھر ادراک، پھر حفظ، پھر تذکر، پھر ذکر، پھر فہم، پھر فقہ۔ پھر درایۃ پھر یقین، پھر ذہن، پھر فکر، پھر حدس۔

یہاں ادراک سے یدرک مضارع معروف استعمال کیا گیا۔ تاکہ مطلق تصور یا احاطہ جوانبِ مرئی کی نفی ہو جائے۔ یعنی بطونِ حقیقتِ محمدیہ کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے، لیکن ظاہر حقیقت پر بھی تصوّر انسان احاطہ جوانب مرئی سے قاصر ہے۔ اور فی الدنیا کے ساتھ عدم ادراک کی قید اس وجہ سے لگائی گئی۔ کہ حقیقتِ محمدیہ کا استتار اور اختفاء کمالاتِ احمدیہ میں مخصوص بالدنیا ہے۔ اور آخرت میں تو ہر ایک کے تمام مراتب ظاہر ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ مومنین کو رویتِ الٰہی بھی بلا کیف و مکان حاصل ہوگی، چنانچہ صاحب قصیدہ امالی نے بھی فرمایا۔ یراہ[1] المومنون بغیر کیف۔

اس لیے کہ یوم آخرت میں تبدل اعیان الی حالۃ اخریٰ ہوگا۔ اور متصوفین نے

---

[1] مومن اللہ تعالیٰ کی زیارت بے کیف کریں گے۔

Marfat.com

عدمِ رویت الٰہی کی دُنیا میں یہی وجہ لکھی ہے۔ کہ باقی کو عینِ باقی دیکھ سکتی ہے۔ اور دنیا و مافیہا فانی ہے تو یہاں کی آنکھ بھی فانی ہے۔ اور قوم نیام جمع نائم کی ہے۔ اور نوم ایک ہوا ہے۔ جو اغشیہ و داغیہ سے اُٹھ کر جب آنکھوں کی طرف آتی ہے انسان کو اُنگھا دیتی ہے اور جب وہاں سے قلب کی طرف پہنچتی ہے سلا دیتی ہے۔ اور عالمِ دُنیا میں چونکہ انسان ایک خوابِ غفلت میں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے۔ النّاس نیام فاذا ماتوا انتبھوا۔ لوگ سو رہے ہیں، جب مرتے ہیں تو چونکتے ہیں۔ اسی بنا پر تلمیحا ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور بتایا۔ کہ اس خوابِ غفلت میں حقیقتِ محمدیہ سے بے خبر رہ کر جس کے جو ذہن میں آیا۔ وہ حضور ؐ کی شان میں لکھتا رہا۔ بیدین اپنی غفلت کے ماتحت کہتا رہا۔ یہی وجہ حضور ؐ کی ذات کو بشر کہنے کی ہے۔

محمدؐ سرِّ وحدت ہے کوئی رمز اُس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھیے شانِ محمدؐ

(۵۱)
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

حلِّ لغات فمبلغ العلم۔ مبلغ بمعنی منتہا و غایتہ، پس انتہاء علم۔ فیہ۔ حضور ؐ کی ذات میں یہ ہے۔ انہ۔ کہ وہ۔ بشر۔ بشر ہیں۔ وانہ۔ واو حالیہ، اور حقیقت یہ ہے۔ خیر خلق اللہ۔ کہ وہ خیر خلق اللہ ہیں۔ کلہم۔ تمام مخلوق ہیں۔

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں ہمارا انتہاء علم یہی ہے کہ وہ بشر ہیں۔ اور حال یہ ہے۔ کہ وہ تمام خلق اللہ سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

Marfat.com

شرح
سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبیؐ ۔ سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ
جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس ۔ ہے وہ سلطان والا ہمارا نبیؐ

یعنی ہمارے علم کا نہایت بلوغ اور ہمارے ادراک کا غایت وصول یہی اور یہی ہوسکتا ہے ۔ کہ ہم حضورؐ کی ذاتِ اقدس پر یہ حکم لگا سکیں کہ وہ بشر عظیم اور جوہر جسیم ہیں ۔ افرادِ انسانیہ اور اجیادِ اعیانیہ میں حضورؐ سے افضل اور کوئی بشر نہیں ۔ لیکن حقیقت الامریہ ہے ۔ کہ معنی صفاتیہ میں حضورؐ افضل المخلوقات اور سیدالکائنات ہیں ۔

چنانچہ علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ سناتے سناتے جب اس مصرع پر آئے ۔ اور دربارِ رسالت میں عرض کیا ۔ فمبلغ العلم فیہ انہٗ بشرٌ ۔ تو مصرع ثانی کے لیے خاموش ہوگئے ۔ تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ارشاد ہوا ۔ اقراء پڑھ ۔ فقال الامام انی لم اوفق للمصراع الثانی لھذا بیت یارسولؐ اللہ ۔ حضورؐ مصرع ثانی مجھ سے موزوں نہیں ہوسکا ۔ خاص کر اس بیت کا ۔ فقال علیہ السلام قل یا امام ۔ اے امام کہ وانہٗ خیر خلق اللہ کلھم ۔ تو امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً یہ مصرع درج کیا ۔ اور بار بار ہر بیت کے آخر میں شوق و ذوق کے ساتھ وانہ خیر الخلق کلھم ، پڑھتے رہے ۔

مولائی صل و سلم دائما ابدا ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

(۵۲)
وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

حلِّ لغات
وکل ۔ واؤ عاطفہ ، اور تمام ۔ آیٍ ۔ معجزات ۔ اَتٰی ۔ بمعنی تجئی ، جو لائے ۔ الرسل الکرام ۔ رسل جمع رسول ، کرام جمع کریم ، اے منعموں ۔ رسول انعام فرمانے والے ۔ بہا ۔ ضمیر راجع الی آیٍ ، اُن معجزوں کو ۔ فانما ۔ حصر ، پس جز این نیست ۔ اتصلت ۔ کہ وہ معجزات پہنچے

اور ملے۔ من نورہٖ۔ ضمیر راجع الیہ علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے۔
بہم۔ ضمیر راجع الی الانبیاء علیہم السلام۔ اُن انبیاء کرام کو۔

ترجمہ: تمام معجزات جو انبیاء کرام اقوامِ ماضیہ (گزری ہوئی قوموں) پر لائے۔ وہ اُن کو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک کی لمعانیت وتابانیت سے حاصل ہوئے۔

شرح:
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبیؐ!

مفہوم بیت واضح ہے۔ کہ تمام کمالات جو انبیاء کرام کو حاصل ہوئے۔ وہ سب حضورؐ کا صدقہ ہیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ ایجادِ عالم ہیں اول ماخلق اللہ نوری۔ سب سے پہلے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ وہ میرا نور تھا۔ ارشاد گرامی ہے۔ پھر حدیثِ قدسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب فرما کر سنایا۔ لولاہ ماخلقتك۔ اے آدم اگر وہ محبوب نہ ہوتا۔ میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ کہیں ارشادِ الٰہی ہوا۔ لولاك لما خلقت الافلاك۔ اے محبوب! اگر تمہیں ہم پیدا فرمانا منظور نہ کرتے۔ تو زمین وآسمان نہ بناتے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم!

اور بات بھی قرین فہم ہے۔ کہ جب حضورؐ سے پہلے تمام سابقین تا بمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو اُن کے تمام اختیارات حضورؐ کا عطیہ نہیں تو اور کیا ہو سکتے ہیں؟ اس لیے کہ کل مافی الکونین من نورہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام، جو کچھ کونین میں ہے۔ سب حضورؐ کے نورِ پاک سے ہے۔ اس پر ایک حدیث عبدالرزاق اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں۔ جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوح وقلم جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، چاند، سورج، جن والنس، عرش وکرسی، ملائکۃ المقربین، حملۃ العرش، نورِ ابصارِ مومنین، نورِ قلوبِ صالحین، معرفت، وتوحید، کرّوبیان عرش، ارواحِ خلائق، نعماتِ دنیا، ارواح

Marfat.com

انبیاء شہداء، سعداء سب کی تخلیق ہمارے نور سے کی گئی۔ اُس کے بعد تخلیق آدم فرما کر اُس میں ہمارا نور جلوہ گر ہوا۔ اور وہاں سے منتقل ہو کر جبین شیث علیہ السلام میں آیا۔ اصل حدیث جسے دیکھنی ہو۔ وہ شرح خرپوتی میں دیکھے، وللہ الحمد۔

۵۳ فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا
یُظْہِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

حلّ لغات فانّہٗ۔ ضمیر راجع الیہ علیہ السلام۔ پس تحقیق وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ شمس۔ سورج ہیں۔ فضل۔ فضل الٰہی کے۔ ھم۔ ضمیر راجع الی الانبیاء علیھم السلام۔ اور وہ تمام انبیاء۔ کواکبھا۔ جمع کوکب یعنی نجوم و اقمار۔ ستارے ہیں۔ یظھرن۔ مضارع جمع مؤنث، ظاہر کرتے رہے۔ انوارھا۔ جمع نور، اپنی روشنیوں کو، للناس۔ لوگوں پر۔ فی الظلم۔ جمع ظلمت، تاریکی، تاریکیوں میں۔

ترجمہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم آفتاب فضل الٰہی ہیں۔ اور تمام انبیاء کرام اس آفتاب نبوّت سے مستنیر ہونے والے سیارے جو لوگوں پر اپنی نصیحتوں، ہدایتوں کی روشنی زمانہ تاریک میں دکھاتے رہیں۔

شرح اس بیت میں وجہ اتصال انبیاء حضور سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ظاہر فرمائی۔ اور فرمایا۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم آفتابِ فضل و کمال ہیں۔ اور انبیاء علیہم السّلام اُس آفتاب کے اقمار و کواکب: جیسے قمر غیبوبتِ شمس (سورج کے غائب ہونے) کے وقت شمس سے استفادۂ نور کر کے شبِ تاریک میں روشنی پھیلاتا ہے۔ اسی طرح انبیاء کرام رُوح پر فتوح محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نور سے قبل ظہور وجود با جود خلق میں نور ہدایت پھیلا کر رہنمائی فرماتے رہے۔ اور جب حضور جلوہ آرائے عالم کون ہوگئے۔ تو جس طرح چاند طلوعِ شمس کے بعد چھپ جاتا ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء کرام جلوۂ نور محمدیؐ میں محو ہو کر اُس کی طرف رجوع ہوگئے۔

Marfat.com

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے
عرش پہ جاکے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اسماء محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شمس بھی حضورؐ کا نام بتایا ہے۔ حیث قال واما الشمس نسمی بها صلے اللہ علیہ وسلم لکثرۃ نفعه وعلو رفعته وظهور شریعته وجلالة قدره وعظم منزلته لانه بحاط بكماله حتى لا يسع الرائى ان ينظر اليه ملئ عينه اجلا لا له كما ان الشمس فى الرتبة ارفع من انواع الكواكب لانها فى السماء الرابعة والانتفاع بها اكثر من غيرها كما لا يخفى وايضا لما كان سائر الكواكب يستمد من نورها فاسب تسميته صلى الله عليه وسلم بها لان نور الانبياء استمد من نوره عليه السلام - انتهى -

فرماتے ہیں شمس حضور کا نام پاک یوں ہے کہ علوِ رفعت، ظہورِ شریعت، جلالت قدرت، عظم منزلت میں حضورؐ کا وہ مقام ہے کہ احاطہ کمال کرنا محال ہے حتیٰ کہ دیکھنے والا آنکھ بھر کر حضورؐ کے جلال وجمال کا مشاہدہ نہیں کر سکتا۔ جس طرح سورج اپنے رتبہ میں سب سے بلند ہے۔ اور آسمانِ چہارم سے نور بیزی کرتا ہے۔ اور جس قدر اس سے انتفاع حاصل ہوتا ہے۔ کواکب و اقمار سے نہیں۔ اسی طرح ذاتِ قدسی صفات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ تمام انبیاء کرام مثل کواکب اُس شمس فضل و کمال سے مستنیر ہو رہے ہیں۔ تو حضورؐ کا نام مبارک شمس مناسب ہے۔ اور حضورؐ اسم

Marfat.com

بامسمیٰ ہیں ؎

سب نبی نور ہیں لیکن ہے تفاوت اتنا

نیرّ نور ہو تم سارے نبی تاروں میں

اب یہ سوال کہ تمام انبیاءِ کرام حضورؐ کے نور پاک سے کس کس صورت میں مستفید و مستفیض ہوئے۔ اُس کی تفصیل میں علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بسیط بحث فرمائی ہے۔ جس کا خلاصہ مفہوم یہاں منقول ہے۔

فرماتے کہ تمام انبیاء کرام حضورؐ کے ظہور سے قبل اپنے فضل و کمال کا مظاہرہ فرماتے رہے۔ لیکن جو کچھ اُن سے ظاہر ہُوا۔ وہ سب ہمارے حضور سیّد یوم النشور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نور پاک کے فیضان کا ظہور تھا۔ من غیر ان ینقص من نورہٖ شئے[۱]۔ اور سب سے اوّل جو فیضان نور محمدیؐ ظاہر ہوا۔ وہ آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ جب کہ انھیں حضرتِ جلت و مجد تبارک و تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے اپنا نائب بنا کر تعلیم اسماء فرمائی۔ اور مقام جوامع الکلم محمدیؐ علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام سے نوازا۔ اور آدم علیہ السلام نے ملائکہ پر وہ علم الٰہی ظاہر کیا۔

حتّیٰ کہ تمام مخلوق انسانی کا ظہور رہوا۔ اور اصلاب وانساب بدلتے بدلتے زمانہ رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وسلّم آیا۔ تو جب حضورؐ مثل سورج کے جلوہ آرا ہو گئے۔ تو نور محمدیؐ میں تمام انوار محو ہو گئے۔ اور تمام نبوتیں تحت لواءِ رسالتِ محمدیہ آگئیں۔

غرض کہ کسی نبی کو کوئی کمال و کرامت عطا نہ ہُوا۔ لیکن حضورؐ کو وہ کمال ملا ہُوا تھا۔ چنانچہ اگر آدم صفی علیہ السّلام کی ولادت یدِ قدرت کے ساتھ ہوئی۔ تو حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شرح صدر فرما کر اس میں ایمان و حکمت اور خلق نبویؐ پُر کیا گیا۔

اور سجودِ ملائکہ جو آدم علیہ السّلام کو ہوا اس کی وجہ ہمارے حضورؐ کا نور پاک تھا جو آدم علیہ السّلام کی جبین میں مستنیر تھا۔ اور اگر آدم علیہ السلام کو علم الٰہی عطا ہُوا۔ تو ہمارے حضورؐ کو علم الٰہی و مسمیات عطا کیا گیا۔ اور یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اسماء سے مسمیات کا علم اعلیٰ ہے۔

---

[۱] اس طرح کہ آپؐ کے نور مبارک میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

Marfat.com

اور ادریس علیہ السّلام کو اگر مکاناً علیاً کی رفعت عطا ہوئی۔ تو ہمارے حضورؐ کو اس مکان کی رفعت عطا کی گئی۔ کہ آج تک کوئی اس رفعت تک نہیں پہنچا، جسے معراج کہتے ہیں۔

اور نوح علیہ السّلام کو اگر مع اُن کے متبعین کے طوفان سے نجات دی گئی۔ تو ہمارے حضور روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کے لیے یہ شرف عطا ہوا۔ کہ دُنیا میں وہ عذابِ سماویہ سے محفوظ رہے گی اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ[1] فرما کر دوامی نجات کی شہادت دے دی۔

اور سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کو اگر نارِ نمرود سرد کر کے نجات دی۔ تو حضورؐ کے لیے نارِ حرب سے ہمیشہ کے لیے مصئون فرما دیا۔ اور کُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ[2]، کا مژدہ دوامی سنا دیا۔ اور لیلۃ المعراج میں حضورؐ کو بحر النار سے عبور کرایا۔ اور ہر قسم کی تکلیف و حرارت سے مامون رکھا۔ اور اگر انھیں مقامِ خلّت سے نوازا۔ تو ہمارے حضورؐ کو اس سے اعلیٰ مقام مقامِ محبت دے کر حبیب بنایا۔ اور اگر ابراہیم علیہ السّلام کو کسرِ اصنامِ نمرودی کی فضیلت دی۔ تو ہمارے حضورؐ کو مکہ کی فتح عطا فرما کر تین سو ساٹھ بتوں سے کعبہ پاک فرمانے کی عزت عطا فرمائی۔

اور اگر موسیٰ علیہ السّلام کو معجزہ عصا عطا فرما کر لکڑی کا سانپ بنا دیا۔ تو ہمارے حضورؐ کے لیے بلا عصا یہ منصبِ جلیل مخصوص رکھا چنانچہ جب ابوجہل نے حضورؐ کو پتھر سے شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ اور وہ حضورؐ کے قریب گیا۔ تو اُس نے حضورؐ کے دونوں شانہ ہائے اقدس پر دو اژدہا دیکھے۔ جس سے سراسیمہ واپس بھاگ کر اپنی جماعت میں پناہ گزین ہوا۔

اور اگر موسیٰ علیہ السّلام کو ید بیضا عطا ہوا۔ تو حضورؐ کو وہ نور عطا ہوا۔ کہ لیل مظلم (اندھیری رات) میں چمکتا، اور چہرۂ زیبائے اقدس کے مقابلہ میں چاند سیاہ معلوم ہوتا۔

اور اگر موسیٰ علیہ السّلام کو انفلاقِ بحر کا معجزہ ملا۔ تو ہمارے حضورؐ کو انشقاقِ قمر کا ایسا معجزہ

۱؎ اور اللہ تعالیٰ انھیں عذاب نہیں کرے گا جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو (پ ۹ ع ۱۸)
۲؎ جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اُسے بجھا دیتا ہے۔ (پ ۶ ع ۱۳)

Marfat.com

عطا ہوا۔ کہ موسیٰ علیہ السّلام کا تصرف زمین پر رہا۔ اور حضورؐ کا تصرف آسمان پر کرایا۔ جو اُس سے بداہتہً افضل ہے۔

اور موسیٰ علیہ السّلام کو اگر اجابت دعوت کا منصب ملا۔ تو ہمارے حضورؐ کو اتنی وسیع مقبولیت عطا ہوئی۔ جس کا احصاء ناممکن ہے انشاء اللہ مختصر ذکر اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔

اور اگر تفجر ماء من الحجارہ (پتھر سے پانی نکلنے) کا معجزہ موسیٰ علیہ السّلام کو ملا۔ تو ہمارے حضورؐ کو تفجر ماء من بین اصابعہ (انگلیوں سے پانی نکلنا) عطا ہوا۔ اور اگر موسیٰ علیہ السّلام کو طُور پر کلام کا شرف عطا ہوا۔ تو ہمارے حضورؐ کو لیلۃ الاسراء میں زیادہ دنو و (قرب) مقام سے ممتاز فرما کر فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ[1] کا شرف خاص بخشا۔ اس میں ظاہر فرق ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السّلام کا مقام کلام طُورِ سینا تھا۔ اور حضورؐ کا مقام سماوات عُلیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ اور اگر ہارون علیہ السّلام کو کمالِ فصاحت بخشا۔ تو ہمارے حضورؐ کو افصح جمیع بنی آدم بنایا۔ اور اگر یوسف علیہ السّلام کو حُسنِ صبیح عطا کیا۔ تو ہمارے حضورؐ کو ملیح الحسن اور تمام کمالاتِ حُسن کا منبع بنایا۔ اور اگر یوسف علیہ السّلام کو تعبیر رؤیا (خوابوں کی تعبیر) کا علم عطا فرمایا۔ تو ہمارے حضورؐ کو اس قدر علوم سے نوازا۔ کہ اُس کا شمار محال۔ اور اگر داؤد علیہ السّلام کو تلیینی حدید (لوہا نرم ہونے) کا معجزہ دیا۔ تو ہمارے حضورؐ کو اس سے کہیں زیادہ عطا ہُوا۔ کہ لکڑی کو لوہے کی تلوار بنایا! اور تقلب اعیان (حقیقت کو تبدیل) کر دکھایا۔ اور پتھر کے دِل میں نقش پا دافرس اُتارا۔ اور اگر سلیمان علیہ السّلام کو جنود (لشکر) جن کا سردار بنایا۔ تو ہمارے حضورؐ کو جنود ملائکہ کا حاکم کیا۔ اور اگر عیسیٰ علیہ السّلام کو ابراء اکمہ و ابرص و احیاء موتیٰ (پیدائشی اندھے اور برص والے کو شفا اور مردوں کو زندہ کرنے) کا معجزہ ملا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کہیں زیادہ کمالات عطا ہُوئے۔ کہ نکلی ہوئی آنکھ ٹھکانے پر رکھ کر روشن فرمائی۔

حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کی بیوی کو برص ہُوا۔ اُنھوں نے حضورؐ سے عرض کیا۔ حضورؐ نے اُن پر ہاتھ پھیرا۔ تو وہ تندرست ہوگئیں اور احیاء موتیٰ کا قصہ واقعہ ابنا جابر میں پہلے مذکور ہو چکا۔ اور حضورؐ کے کمالات کے ساتھ یہ ذکر اُن کا عشر عشیر بھی نہیں ہے

مولائی صل وسلم دائما ابدا   علی حبیبک خیر الخلق کلھم

---

[1] اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی (ع ۲۷ ف ۵)

Marfat.com

اَکْرِمْ بِخَلْقِ نَبِیٍّ زَانَہٗ خُلُقٌ
۵۴ بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمٖ

حلِّ لغات اکرم۔ فعل تعجب، صیغہ امر حاضر، فاعل مستتر۔ راجع الی اللہ۔ ای ما۔ اکرم اللہ، کیا بلند کیا اللہ نے۔ بخلق نبی۔ باذا شدہ۔ والخلق بمعنی الذات، والتنوین للتعظیم، ذات اور ظاہر تخلیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ زانہ۔ صفت لنبی، از زینت، اور مزین کیا اُس کو۔ خُلُقٌ۔ جمع خلق، بمعنی صفت و سیرت یعنی شمائل مبارک حسن خلق اور سیرتِ پاک نے۔ بالحسن۔ الف لام لاستغراق یعنی جمیع انواع الحسن مقصود علیہ السلام۔ جو تمام اقسامِ حسن پر۔ مُشْتَمِلٌ۔ از اشتمال، یعنی احاطہ از شمل بمعنی جمع و احاطہ، حاوی ہے۔ بالبشر۔ بِشر بکسر الباء تحرک بشرۃ الوجہ عند السرور والبشاشہ۔ اور تمام مسرتوں اور بشاشتوں۔ مُتَّسِمٌ۔ اسم فاعل از اتسام بمعنی اتصاف از وسم یعنی علامت، کے ساتھ متصف ہے۔

ترجمہ ہمارے حضورؐ کی جسمانی ساخت اللہ نے کس قدر دل آویز بنائی۔ اور اُس کو خوش اخلاقی نے کیسی زینت دی۔ کہ چہرۂ زیبا سے آثارِ مسرت و بشاشت ظاہر ہیں۔

شرح

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول!
لب پھول، دہن پھول، بدن پھول، ذقن پھول

قرآن کریم میں اسی وجہ منیر کی تعریف میں ارشاد ہے۔ نور علی نور اور مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح۔ گویا حضورؐ کا حسن ظاہری خلق باطنی کے ساتھ ایسا مزین ہے کہ تمام خوبیوں اور دل آویزیوں پر حاوی ہے بات ہے تو ایسی کہ جس کی بات نہیں۔ اور خلق ہے تو ایسا کہ جس کا جواب نہیں۔ چنانچہ حضورؐ کے حسن ظاہری اور خلق و سیرت میں احادیث مشہورہ کثرت سے وارد ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ما رایت

Marfat.com

شیئاً احسن من رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کاَن الشمس تجری فی وجھہ واذا ضحک یتلالأ فی الجدر۔ میں نے حضورؐ سے زیادہ حسین کسی کو نہ دیکھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ گویا سورج وجہ منیر پر قربان ہو رہا ہے اور جب تبسم فرماتے۔ تو درو دیوار پر دندان مبارک کی جھلک پڑتی۔

اور حضرت ام معبد بعض اوصاف حسن میں فرماتی ہیں۔ کہ حضورؐ دور سے اجمل الناس نظر آتے۔ اور قریب سے اعلیٰ و احسن حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں۔ کہ بس آخر توصیف یہ کی جا سکتی ہے۔ کہ پہلی ملاقات میں ہر کس و ناکس پر حضورؐ کی ہیبت طاری ہوتی۔ اور کچھ دیر کلام کرکے یہی کہتا نظر آتا۔ کہ لم ارقبلہ ولا بعدہ مثلہ صلّی اللہ علیہ وسلم مجھے آج سے پہلے اور قیامت تک حضورؐ کا مثل ملنا محال ہے ؎

کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
ترا قد تو نادرِ دہر ہے، کوئی مثل ہو، تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں
نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہے کوئی نہ کبھی ہوا!
کہو اُس کو گل کہے کیا بنے کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

حضرت عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں۔ ما رایت احداً اکثر تبسما من رسول اللہ صلّی اللہ علیہ السلام۔ میں نے کسی کو حضورؐ سے زیادہ خندہ پیشانی نہیں دیکھا۔ کہ دیکھنے والے کا غم غلط ہو جاتے۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

یہ بیت مبارک چوتھا اُن ابیات کا ہے۔ جس کو سُن کر سرکارِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم نے اظہار پسندیدگی کے لیے تمایل فرمایا۔ اس بیت مبارک کا کم از کم تین بار دھرانا قاری قصیدہ پر لازمی ہے۔

Marfat.com

۵۵ كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ

حلّ لغات کالزّھر۔ ک تشبیہی، زہر، شگوفہ، مثل کلی گلاب کے۔ فی ترف۔ سرسبزی، سرسبز ڈالیوں میں۔ والبدر۔ واؤ عطف، اور ماہِ کامل اور مثل چاند کے۔ فی شرف۔ بلندی میں۔ والبحر فی کرم۔ اور دریا صفت کرم میں۔ والدھر۔ بمعنی ابد۔ یا زمانہ، اور دوامی ہیں۔ فی ھمم۔ اپنی ہمتِ عالیہ میں۔

ترجمہ ہمارے حضورؐ کی ذاتِ گرامی تازگی اور لطافت میں مثل شگوفہ ہے بلندی و عظمت میں مثل ماہ کامل کے ہے۔ سخاوت میں مثل بحر ناپیدا کنار، عالی ہمتی میں دوام اور زمانہ کی مانند۔

شرح یعنی حضور سیّد یوم النشور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی نظافت و لطافت میں مثل اُس شگوفہ کے ہے۔ جو سرسبز ڈالیوں میں چمکتا ہے۔ اور علوِ رفعت و مرتبت میں مثل ماہِ کامل کے ہے۔ جو چودھویں شب قمری کو طلوع ہوتا ہے۔ اور فیضِ عمیم سخاءِ عظیم میں مخلوق کی نفع رسانی کے لیے مثل اُس دریا کے ہے جو جواہرات اور موتیوں سے دُنیا کو مالامال کر دیتا ہے۔ اور ہمتِ عالی میں اس قدر پختہ ہے۔ کہ زمانہ کی طرح اوراقِ لیل و نہار کی ورق گردانی کے باوجود اُسی شان سے یکساں کرم گستر ہے۔ زمانہ کی ادنیٰ شان یہ ہے۔ کہ ہر ناقص کو اُس کے غایت کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور ممکنات کو ظہور میں لاتا ہے، عجائب و غرائب امور کا مظاہرہ کرتا ہے یہی شان محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے، کہ ہر مستفیض کو اُس کے ظہور و بطون کے کمال تک پہنچاتے اور بشر کو ملائکہ سے افضل بناتے ہیں۔ حقیقتاً اگر دیکھا جائے۔ تو یہ تمام تشبیہات سے ایک صُورت سمجھا لے کی مقصود ہے۔ کہ مخاطب کی قریب الفہم مثال سے تسکین ہو سکے۔ ورنہ حضورؐ کی ذاتِ پاک کو اِن تشبیہات سے کیا نسبت ؟

؎ مَیں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں روئے انور کو
بیں اُن کے ناخنِ پا پر قمر قربان کرتا ہوں

یہ تمام عالم اور اُس کی تمام موجودات اُن کے وجودِ باجود کی ایک ادنیٰ نچھاور ہے۔ بلکہ ؎

وُہ خلد جس میں اُترے گی ابرار کی برات
ادنیٰ نچھاور اس میرے دولہا کے سر کی ہے

اتنا عجب بلندی جنت پہ کس لیئے
دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

له راحته لوان معشار جودها
علی البر کان البرّ اندی من البحر

له همم لا منتهی لکبارها
وهمّتهُ الصغریٰ اجل من الدهر

اسی وجہ میں حدیث انس میں مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا اجود بنی آدم ہم تمام بنی آدم سے زیادہ سخی ہیں۔

اور ایک روایت میں مسلم شریف سے منقول ہے۔ ماسئل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً الا اعطاہ فجاء رجل فاعطاہ غنما بین جبلین فرجع الی قومه فقال یا قوم اسلموا فان محمدا یعطی عطاء من لا یخاف الفقر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کبھی کچھ نہ مانگا۔ مگر اُسے عطا فرمایا۔ ایک بار ایک شخص حاضر ہوا۔ اور اُس نے بکریاں طلب کی۔ تو حضورؐ نے دو پہاڑوں کے مابین جس قدر بکریاں تھیں۔ سب عطا فرما دیں۔ وہ جب اپنی قوم میں آیا۔ تو پکارا اے لوگو! مسلمان ہو جاؤ۔ اس لیے کہ وہ معطی کونین ایسی عطا فرماتے ہیں۔ جس کے بعد تنگدستی کا خطرہ ہی نہیں رہتا۔

ایک روایت میں ہے۔ اعطی صفوان یوم حنین وادیا مملوا ابلا وغنما غ۔ وہ حنین کے موقعہ پر حضرت صفوان کو ایک جنگل اونٹ اور بکریوں کا عطا فرمایا۔

ابن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

هذا الذی لا یتقی فقرا اذا
یعطی ولو کثر الانام وداموا

وادٍ من الانعام اعطی آملا
فتحیرت لعطائه الاوهام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں ہے۔ کہ حضورؐ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا سونا چاندی عطا فرمایا۔ کہ آپ میں اُس کے اُٹھانے کی طاقت

نہ تھی ؎

مرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

کَاَنَّہٗ وَھُوَ فَرْدٌ وَفِیْ جَلَالَتِہٖ
(۵۶)
فِیْ عَسْکَرٍ حِیْنَ تَلْقَاہُ وَفِیْ حَشَمٍ

حلّ لغات کَاَنَّہٗ - برائے تشبیہہ ویجیئ للظن ہ ضمیر راجع بحضور صلی اللہ علیہ وسلّم، گویا کہ وہ ہستی مقدس۔ وَھُوَ۔ درحقیقت وَہُوَ ہے، ضرورت شعری کے لیے ہائے ہوز ساکن کی گئی، واو حالیہ، اور وہ - فرد - بمعنی منفرد، یکتا ہیں۔ فی جلالتہ - جلالت بمعنی مہابت وعظمت، شان مہابت وعظمت میں۔ فی عسکر - اپنے لشکر میں۔ حین - جب کہ۔ تلقاہ - مضارع مخاطب من الملاقات، ملتا ہے، اُس سے۔ وفی حشم - اور حشمت میں۔

ترجمہ جب حضورؐ تنہا ہوں۔ تو دیکھنے والے کو یوں نظر آئیں۔ کہ لشکر کے انبوہ میں ہیں۔

شرح گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے جلال وعظمت میں ایسے یگانہ ہیں۔ کہ جب تو اُن سے ملے۔ تو تجھے ایسا معلوم ہو۔ کہ حضورؐ ایک زبردست لشکر میں جلوہ افروز ہیں۔ اس امر کے ظاہر کرنے کی یوں ضرورت تھی۔ کہ ابتدائی بیتوں میں حضورؐ کی خندہ پیشانی، خوش خلقی کا اس قدر مظاہرہ فرمایا جاچکا ہے۔ کہ سننے والا یہ شبہ کر سکتا تھا۔ کہ حضورؐ کا رعب حضورؐ کے خلق عظیم کی وجہ سے کسی پر نہیں تھا۔ اس لیے اس بیت میں بتایا۔ کہ جہاں خلق عظیم اور خندہ پیشانی کی شان حضورؐ میں تھی۔ وہاں رعب وداب شاہی بھی یہ تھا۔ چنانچہ ابوجہل کے پاس ایک یتیم تھا۔ اور اُسکا تمام مال ابوجہل کے قبضہ میں تھا۔ یہ یتیم جب اپنا مال لینے ابوجہل کے پاس آیا۔ تو ابوجہل نے اُسے دھکے دے کر نکال دیا۔ اور کچھ نہ دیا۔ یتیم مایوس ہو کر جب لوٹا۔ تو اکابر قریش نے اُس سے کہا۔ قل لمحمدؐ لک

Marfat.com

یشفع۔ حضورؐ سے عرض کر، وہ اگر سفارش فرمائیں گے۔ تو تیرا کام بن جائے گا۔ اور انھوں نے یہ استہزاءً کہا تھا۔ ورنہ جانتے تھے۔ کہ ابوجہل جو حضورؐ کا جانی دشمن تھا۔ وہ سفارش کیا مانے گا؟ اور یہ بھی جانتے تھے۔ کہ حضورؐ کی خدمت میں اگر اُس نے عرض کی۔ تو حضور اُسے مایوس نہ فرمائیں گے۔ اس لیے کہ ؎

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز　　مگر باشھد ان لا الٰہ الا اللہ

عرض کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ علی الفور اُس یتیم کے ساتھ ابوجہل کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوجہل نے حضورؐ کو تشریف لاتے دیکھ کر تعظیم کی۔ اور سر وقد کھڑا ہو گیا۔ حضورؐ نے یتیم کی سفارش کی۔ ابوجہل نے سب مال یتیم کو دے دیا تو قریش نے ابوجہل کو شرمایا۔ اور کہا اصبوت کیا تو نے مذہب بدل لیا۔ تو ابوجہل کہنے لگا۔

لا واللہ ماصبوت ولکن رآیت عن یمینہ وعن یسارہ حربۃ فخفت ان لم اجبہ بیطعننی۔ (ذکرہ شیخ زادہ فی سورۃ الماعون) خدا کی قسم میں نے مذہب نہیں بدلا، لیکن میں نے حضورؐ کے دائیں بائیں برچھی بردار دیکھے تو مجھے اس امر کا خوف ہوا کہ میں تعمیل نہ کروں گا۔ تو یہ برچھیوں سے مجھے مار دیں گے۔ شیخ زادہ نے سورۂ ماعون میں بھی اس کو نقل فرمایا۔

دوسری ایک روایت ہے۔ کہ مکہ معظمہ میں ایک پہلوان رکانہ نامی اکفر تھا۔ جو فن پہلوانی میں ماہر تھا۔ اور دُور دُور سے لوگ اُس کے پاس کشتی سیکھنے آتے اور بڑے بڑے جوڑ بند جتے اور یہ غالب آتا۔ ایک روز حضورؐ مکہ کی ایک گھاٹی سے تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ رکانہ نظر آیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یا رکانۃ الا تتقی اللہ وتقبل ما ادعوک الیہ۔ اے رکانہ! کیا تو اللہ سے ڈر کر وہ دعوت قبول نہیں کرتا جس طرف میں تجھے بلاتا ہوں۔ تو رکانہ نے عرض کی یا محمدؐ ھل من شاھد علی صدقک حضورؐ آپ کی نبوت پر کوئی شاہد ہے، حضورؐ نے فرمایا اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تو ایمان لا سکتا ہے؟ چونکہ رکانہ کو اپنی قوت پر ناز تھا۔ فوراً کہنے لگا۔ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں، تو بے شک میں مان لوں گا۔ حضورؐ نے اُسے تیار کیا۔ اور پاس تشریف لے جا کر اُسے ایک ہی پکڑ میں چت کر دیا، رکانہ متعجب ہوا۔ اور دوبارہ

Marfat.com

کشتی کے لیے عرض کی۔ حضور ؐ نے دوبارہ بھی گرا دیا۔ پھر اُس نے سہ بارہ عرض کی۔ حضور ؐ نے سہ بارہ بھی اُسے پچھاڑ دیا۔ رکانہ سخت متعجب ہو کر رہ گیا۔ اور یہ کہتا ہوا چل دیا۔ ان شانك عجب۔ آپ کی بھی عجب شان ہے کہ کسی فن میں کسی سے کم نہیں۔ (رواہ الحاکم فی المستدرك)

كَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ

(۵۷) مِنْ مَّعْدَنَيْ مَنْطِقٍ مِّنْهُ وَمُبْتَسَمِ

حلّ لغات كانما۔ کأن برائے تشبیہ ما۔ کافہ عن العمل۔ گویا کہ وہ۔ اللؤلؤ۔ الدرا بیض، چمکتا موتی۔ المکنون۔ المستور والمصئون المحفوظ، پوشیدہ ہے۔ فی صدف۔ الصدف حیوان من حیوان البحر۔ اپنی سیپ میں۔ من معدنی۔ صیغہ تثنیہ معدنین۔ نون آخری حذف ہوا۔ بوجہ اضافت معدن، بکسر الدال، محل العدن بمعنی اقامہ، دو کانوں سے۔ منطق۔ منطق ھو القلب واللسان، قلب اور زبان سے۔ منہ۔ اُس سے۔ مبتسم۔ معدن الابتسام ھو الفم۔ دھن مبارک۔

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گویائی اور تبسم کے معدن یعنی لب و دندان مبارک کی تشبیہ اُس دُرِ شاہوار سے ہو سکتی ہے جو صدف میں پوشیدہ ہے۔

شرح

فمن لؤلؤ یبدیہ عند ابتسامہ
ومن لؤلؤ عند الکلام تساقط

ناظم فاہم فرماتے ہیں۔ کہ گویا موتی جو اپنی صدف میں پنہاں ہے اور ابھی تک باہر آکر ہاتھوں میں میلا نہیں ہوا۔ اپنی چمک دمک میں اُن گوہروں کے مشابہ ہے۔ جو دو معدنوں سے نکلا ہو۔ جس کی ایک کان حضور ؐ کی زبان مبارک ہے، دوسری لب ہائے مبارک جن سے دُرِ دندان کی تابانی ظاہر ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ابھی صدف سے نہیں نکلا، وہ اپنی تابانی میں حضور ؐ کے کلام

Marfat.com

اور درِ دنداں کے مشابہ ہے۔ اگرچہ دندانِ مبارک کی صفائی کو نہیں پہنچ سکتا۔
علامہ حیاتی شرح التحفہ میں لکھتے ہیں، کہ صدف دریائی جانوروں میں سے ایک جانور ہے، جو اکثر دریا ہند اور چین میں پایا جاتا ہے۔ جب کہ شہر نیسان آتا ہے، یعنی کنوار کا مہینہ، تو یہ سمندر کی سطح کی طرف آکر ابرِ نیسان کا منتظر رہتا ہے، اور جب بارش نیسان برستی ہے اپنا منہ کھول دیتا ہے۔ اگر اس کے منہ میں ایک قطرہ گرا۔ تو یہ قطرہ اس کے پیٹ میں نہایت قیمتی موتی بن جاتا ہے۔ اس موتی کو درِ یتیم کہتے ہیں۔
اور اگر دو قطرے گریں تو ان کو اخوان کہتے ہیں، یہ درِ یتیم سے کم قیمت ہوتا ہے۔
اور اگر اس سے زائد قطرات گریں۔ تو عام موتیوں کی قیمت کے موتی بنتے ہیں۔ جن کی خاص ممتاز قیمت نہیں ہوتی پھر یہ صدف قعرِ دریا میں جاکر مثل درخت کے ایک جگہ جم جاتا ہے۔ اور پتھر کی صورت میں بدل کر سبب ہو جاتا ہے۔
اس بیت مبارک میں دھن اقدس کو صدف سے تشبیہ دے کر دُرِ دندانِ مبارک کو موتی سے استعارہ فرمایا۔ اور دو معدن اس لیے فرمائے کہ کلام درحقیقت پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر زبان پر آتا ہے جیسا کہ اخطل نے کہا ہے ؎

ان الکلام لفی الفؤاد وانما
جعل اللسان علی الفواد دلیلا

تو خلاصہ مفہوم یہ ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غایت بشاشت اور نہایت لطافت اور کافی مہابت کے باوجود غلیظ القلب نہ تھے۔ بلکہ جب دیکھنے والا ایک نظر دیکھے تو یہی کہتا پھرے ع

بحیرتم کہ عجب تیرِ بے کماں زدہٗ

اور کلام مبارک فرماتے ہوئے دُرِ دنداں کی جھلک ایسی نکلتی ہے جیسے درِ مکنون اپنے صدف میں جھلک مار رہا ہے۔ اور فم مبارک حفظِ کلام میں مثل صدف مقبول بین الانام ہے۔
صاحبِ زبدہ فرماتے ہیں، کہ بعض صالحین نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضورؐ کی نعت میں یہ بیت اور اس سے پہلے بیت پڑھ رہے تھے ؎

مولای صل وسلم دائما ابدا   علی حبیبك خیر الخلق کلھم

لَا طِیبَ یَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ
(۵۸)
طُوْبٰی لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ وَمُلْتَثِمِ

حل لغات لا طیب۔ نہیں ہے کوئی خوشبو۔ یعدل۔ مضارع از عدل مساوات برابر۔ تربا۔ بالضم مٹی، اُس مٹی کی خوشبو کے۔ ضم۔ جس سے مس کر رہی ہیں۔ اعظمہٗ۔ جمع عظام، ہڈی۔ استخوانہا۔ مبارک۔ طوبٰی۔ مبارک ہو۔ لمنتشق۔ از استنشاق، سونگھنا، اُس کے لیے جس نے سونگھی۔ منہ۔ خوشبو اُس سے۔ وملتثم۔ از التثام، چومنا، اور چوما اُس کو۔

ترجمہ حضورؐ کی اُس مٹی سے بہتر خوشبو دنیا میں نہیں۔ جس مٹی سے استخوانہائے مبارک مس کیے ہوئے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جنھوں نے اُس خاک اقدس کو سونگھا اور چوما۔

شرح دنیا کی کوئی خوشبو اُس خاکِ پاک کی خوشبو سے بہتر نہیں ہو سکتی جس خاکِ پاک پر وہ جسدِ اطہر آرام فرما ہے، اور وہ خوش نصیب ہے۔ جس نے اُس خاکِ پاک خوشبو لی۔ اور جس نے اُسے چوما اور بوسہ لیا اور یہ امر مسلم ہے۔ کہ قبرِ معظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام روئے زمین بلکہ کعبۂ معظمہ بلکہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ احادیث شریفہ میں آیا ہے۔ کہ ہر متنفس کی پیدائش اس خاک سے ہے جس میں وہ دفن ہوتا ہے۔ تو وہ خاکِ اطہر جس میں حضورؐ جلوہ آرا ہیں، حضورؐ کے جسدِ اطہر کا جزو ہوئی۔ اور حضورؐ کا صدقہ تمام عالم عرش وقلم، لوح و کرسی تو نتیجہ صاف ہے۔ کہ قبر حضورؐ تمام عالم سے افضل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ما شممت مسکا ولا عبرا اطیب من

Marfat.com

ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - میں نے مشک وعنبر کی خوشبو حضورؐ کی خوشبو سے بہتر نہ سونگھی - اور ملتشم بالشین کے معنی چومنے کے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اُس مرثیہ میں پائے جاتے ہیں - جو آپ نے حضورؐ کی وفات پر کہا تھا - وھو ھٰذا

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ اَنْ لَا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

اسی بنا پر علماء کرام نے فرمایا - اَنَّ[1] تربۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من البیت والمسجد الاقصی والعرش والکرسی -

اور اس امر میں اقوال مختلفہ ہیں - کہ زیارتِ قبر مبارک واجب ہے یا سُنّت، علماء مالکیہ تو اسی طرف گئے ہیں - کہ زیارتِ قبر مبارک واجب ہے - اور اس پر عقلی نقلی دلائل بہت سے لکھے ہیں - منجملہ اُن کے ایک دلیل یہ ہے کہ زیارتِ قبر مبارک تعظیماً کی جاتی ہے، اور حضورؐ کی تعظیم واجب ہے، تو زیارتِ قبر واجب ہوئی - علاوہ بریں حضورؐ نے فرمایا - من وجد سعۃ ولم یعد الی فقد جفانی، جو زاد و راحلہ میں وسعت پائے اور میری طرف نہ آئے، وہ مجھ سے جفا کرے گا -

دوسری حدیث میں ہے من حج ولم یزرنی فقد جفانی جس نے حج کیا - اور میری زیارت نہ کی - اُس نے مجھ پر جفا کی - اور جفا چونکہ اذی ہے، اور اذی بالاجماع حرام ہے - تو زیارتِ روضۂ مقدس واجب ہے - اس لیے کہ ازالۂ جفا واجب ہے - اور وہ زیارت سے زائل ہو گی، تو زیارت واجب ہوئی، اور بعض شوافع اور احناف اس طرف گئے - کہ زیارتِ قبر مبارک سُنّت ہے - چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں - انھا سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیھا، زیارتِ روضۂ پاک سُنّت ہے - اور اسی پر اجماع ہے - اور مسلکِ عشاق

---

[1] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی مٹی بیت اللہ، مسجد اقصیٰ اور عرش و کرسی سے افضل ہے -

Marfat.com

تو یہ ہے ـــ

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

Marfat.com

فصل رابع

ذکرِ میلادِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَبَانَ مَوْلِدُہٗ عَنْ طِیْبِ عُنْصُرِہٖ
۵۹
یَا طِیْبَ مُبْتَدَاءٍ مِّنْہُ وَ مُخْتَتَمٖ

حلِّ لغات اَبَانَ۔ ماضی از اِبَانَۃ، ظاہر کرنا۔ ظاہر کیا۔ مولدہٗ۔ اسمِ ظرف مکان فاعلی، جائے ولادت۔ حضورؐ کی جائے ولادت نے۔ عن طیب عنصرہٖ۔ عنصر اجزاء، اجزاء جسم کی خوشبوؤں سے۔ یا طیب۔ یا کلمۂ ندا، اے یا ایہا العقلاء انظروا بنظر التعجب الی طیبہ۔ اے پاک و خوشبودار ہستی کے دیکھنے والو۔ مبتداء۔ ابتداء ولادت میں۔ و مختتم۔ اور وقتِ وفات قبر میں۔

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت نے جسدِ مبارک کی خوشبو ظاہر کی۔ سبحان اللہ! اے لوگو! دیکھو حضورؐ کی جائے ولادت اور مدفنِ اقدس دونوں کیسے پاک اور خوشبودار ہیں۔

شرح

خوشبو یہ پیاری پیاری کس گل کی آ رہی ہے
بادِ صبا یہ کس کا مژدہ سنا رہی ہے

ابرِ بہار یک سو چھڑکاؤ کر رہا ہے — بادِ سحر خوشی میں پنکھے ہلا رہی ہے
آمد ہے کیا اُسی کی جس کا خدا ہے شیدا — فوجِ نجوم کس کے ہمراہ آ رہی ہے
ہر جا ترانہ سنجی صلِ علی النبیؐ کی — حبِ نبی دلوں پر کیا رنگ لا رہی ہے

اس بیت مبارک میں ناظم فاہم اُس جانِ عالم رحمتِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل کے حالات شروع فرما کر ایک طرزِ خاص کا ذکرِ میلاد بیان فرما رہے ہیں۔ اور اُس کی ابتداء یوں کرتے ہیں۔ کہ حضورؐ کے زمانۂ ولادت نے ایسے ایسے امورِ غریبہ و کراماتِ عظیمہ کا مظاہرہ کیا۔ کہ آپ کے حسنِ ابتداء اور خوبیٔ خاتمہ دونوں واضح ہو گئے۔

Marfat.com

یا طیب مبتدا منہ و مختتم میں حضورؐ کے زمانۂ ولادت اور زمانۂ رحلت دونوں کی خوبی بیان کر رہے ہیں۔

اور کہہ رہے ہیں۔ کہ اے جانِ عالم تیرے فضائل کا کیا کہنا۔ تو تمام زمانوں سے افضل ہے۔ سورۂ والعصر میں تیرا رب تیری ذاتِ مقدس کی قسم کھا رہا ہے۔ سورہ ضحیٰ میں تیرے وجہ منیر کو مقسم بہ بنا رہا ہے کہیں لعمرک فرما کر تیرا قرب خاص دکھا رہا ہے، کہیں یٰسٓ کہہ کر تجھے تاجدار بنا رہا ہے ؎

از فروغ تست روشن دین و دنیا ہر دو جا
بر تو بادا از خدا صلوٰۃ یا بدر الدجےٰ
مادرِ گیتی نہ زادہ چوں تو فرزندِ دگر
دیدۂ عالم ندیدہ ہیچو تو حسن اللقا
کے ملک کردے بہ پیشِ آدمِ خاکی سجود
نورِ تو در وے نبودے گر و دیعت اے ہدیٰ
از بہارِ لطفِ تو سر سبز باغ کائنات
وز نسیمِ فیضِ تو شاداب تر روض الصفا

حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ بوقتِ ولادت ایسا نورِ مستنیر ہوا۔ کہ زمین سے آسمان تک ہر شے روشن تھی۔ اس نور میں مجھے قصورِ شام نظر آنے لگے۔ اور ایک انوکھی شان کی خوشبو مہکی، جس نے مشامِ دماغ معطر کر دیے۔ میرے مکان کی ایک سمت سے آواز آئی۔ اے آمنہ انھیں تین روز تک ظاہر نہ کرو۔ کہ ملائکہ سلام کے لیے حاضر ہو رہے ہیں۔ حضورؐ وقتِ ولادت یدِ قدرت سے مختون وناف بریدہ تھے۔ اور آپؐ کا جسدِ اطہر آلائش سے پاک تھا، یدِ قدرت کا غسل فرمائے ہوئے جلوہ گر ہوئے۔

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب فرماتی ہیں۔ کہ بوقت ولادت میں حضورؐ کی دایہ تھی۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضورؐ کے جسدِ اطہر کا نور چراغ کی روشنی پر غالب ہے۔ اور اس

Marfat.com

شب میں چھ عجائبات دیکھے :-

اوّل یہ کہ جب آپؐ شکم مادر سے ظاہر ہوئے۔ تو آپؐ نے سجدہ فرمایا۔

دوسرے یہ کہ سر مبارک اُٹھا کر حضورؐ نے اشہدان لا الٰہ الا اللہ فرمایا۔

تیسرے یہ کہ آپ کے جسدِ اطہر کے نور سے تمام گھر منور ہو گیا۔

چوتھے یہ کہ میں نے حسبِ دستور جب حضورؐ کو غسل دینا چاہا۔ تو غیبی ندا آئی۔ کہ اے صفیہ! یہ یدِ قدرت سے غسل کیے ہوئے ہیں تم تکلیفِ غسل نہ کرو۔

پانچویں یہ کہ آپؐ مختون و ناف بریدہ تھے۔

چھٹے یہ کہ جب میں نے چاہا کہ حضورؐ کو پیراہن پہناؤں۔ تو آپ کی پشتِ انور پر دونوں شانوں کے مابین ایک گول نشان پایا۔ جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

حضرت مولا شیرِ خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے بوقت غسل حضورؐ کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو سونگھی۔ کہ اس سے پہلے وہ خوشبو مجھے کبھی میسر نہ آئی تھی۔

علامہ خرپوتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ زمانۂ ولادتِ باسعادت کے فضائل عجیبہ اور غرائب لطیفہ بکثرت احادیث میں موجود ہیں۔ منجملہ اُن کے جو کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ جب استقرار نطفہ زکیہ اور دُرِّ یتیم محمدیہ صدفِ آمنہ قرشیہ میں ہوا۔ تو عالمِ ملکوت و جبروت میں منادی کی گئی کہ تمام عالمِ قدس کو معطر کر دیا جائے۔ اور جہاتِ شرفِ اعلیٰ میں بخور کرایا جائے۔ اور سجادہائے عبادت صفوفِ ملائکہ میں بچھا دی جائیں۔ کہ آج نورِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمِ آمنہ میں منتقل ہو چکا ہے۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں۔ کہ جس رات اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بطنِ آمنہ میں منتقل فرمایا۔ وہ رجب کی لیل جمعہ تھی۔ اس رات خازنِ جنان کو حکم ہوا۔ کہ فردوسِ اعلیٰ کھول دے۔ اور منادی زمین و آسمان میں ندا دے رہا تھا۔ کہ وہ نورِ مخزون جس سے نبی ہادی ظاہر ہونے والا تھا۔ اس رات بطنِ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا میں قرار پا چکا۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے۔ کہ قریش ان ایام میں نہایت تنگی اور سخت قحط سالی میں مبتلا تھے۔ کہ یک لخت زمین سرسبز ہونے لگی۔ اور درخت پھل دار ہو گئے۔ اس سال کا نام قریش نے سنۃ الفتح والابتہاج رکھا۔

حضرت سیدہ آمنہ خاتون فرماتی ہیں۔ کہ میں اپنے گھر میں تنہا تھی۔ اور عبدالمطلب طوافِ بیت میں مشغول تھے۔ کہ میں نے ایک ہیبت ناک آواز سُنی۔ جس سے مجھے ڈر محسوس ہُوا۔ کہ میں نے ایک پر دیکھا۔ جو کسی پرند کے بازو کے مشابہ تھا۔ نہایت سفید اور وہ میرے کلیجہ پر مس کیا گیا۔ تو جو خوف تھا، وہ دفع ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ ایک پینے کی چیز سفید رنگ کی ہے، وہ میں نے پی۔ تو میرے گرد ایک بلند نور تھا۔ اور بہت سے آدمی میں نے معلق ہوا میں دیکھے۔ کہ ان کے پاس چاندی کے آبریق (لوٹے) تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھیں ایسی روشن فرمائیں۔ کہ میں نے مشارق و مغاربِ ارض کا معائنہ کیا۔ اور دیکھا۔ کہ تین علم لہرا رہے ہیں ایک مشرق پر، ایک مغرب پر، اور ایک علم کعبۃ اللہ پر۔ کہ اچانک مجھے دردِ زہ محسوس ہُوا۔ اور مجھ سے وہ درِ یتیم رؤف و رحیم، حلیم و کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ آرائے عالم ہوئے۔ میں نے حضورؐ کی طرف جو نظر کی۔ تو دیکھا۔ کہ آپؐ سر بسجود ہیں اور انگشتِ سبابہ آسمان کی طرف اُٹھا رکھی ہے۔ اور غایت تضرع ابتہال فرما رہے ہیں۔ پھر میں نے ایک سفید ابر دیکھا۔ کہ میری طرف جھک رہا ہے۔ حتیٰ کہ اُس ابر نے حضورؐ کو مجھ سے پوشیدہ کر لیا۔ کہ اتنے میں ایک آواز سُنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ طوفوا به مشارق الارض ومغاربها وادخلوه في البحار ليعرفوه بنعته وصورته وهذه القصة طويلة يتحير منها الافهام حتى ان بعض الفضلاء الكرام وضعوا لمولده عليه السلام كتابا مستقلا في حسن النظام ومن اراد فعليه الرجوع والقيام۔

پھراؤ اس ہستی پاک کو مشارق و مغاربِ عالم میں اور انہیں بحرِ عرفان میں داخل کرو۔ تاکہ یہ اپنے رتبہ اور منصب کو جانیں۔ اور یہ قصہ بہت طویل ہے۔ اور اتنا عجیب ہے۔ کہ افہام عوام متحیر ہو جائیں حتیٰ کہ بعض فضلا نے میلادِ مبارک میں مستقل کتاب تالیف

Marfat.com

فرمائی جسے مفصل دیکھنا ہو۔ وہ اُن کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

اور شرح شیخ زادہ میں یہ اور منقول ہے۔ کہ استقرار حمل کی صبح کو اصنام دنیا منکوس تھے۔ اور تخت شیطان اوندھا پڑا تھا۔ اور شیطان لعین اس غم میں چالیس دن دریا میں غوطہ لگاتا رہا۔ پھر بھاگ کر جبل ابوقبیس پر آیا۔ اور ایک ایسی چیخ ماری۔ کہ تمام ذریت جمع ہو گئی۔ تو اُن سے شیطان نے کہا۔

ویلکم ھلکتم ھذہ المرۃ ھلاکا لم تھلکوا مثلہ۔ قالوا وما القصۃ فقال ھذا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب المبعوث بالسیف القاطع الذی لاحیلۃ بعدہ یبطل عبادۃ اللات والعزیٰ وسائر الاصنام ولا تاتی موضعا الا وجدنا فیہ ذکر الوحدانیۃ علانیۃ الخ

وائے تم پر۔ اس دفعہ تم ایسے ہلاک ہو رہے ہو۔ کہ ایسی ہلاکت اس سے قبل تم پر کبھی نہ آئی تھی۔ ذریت شیطنہ نے کہا۔ کہ قصہ تو بتا۔ کیا مصیبت آگئی۔ شیطان نے کہا، عنقریب اسی جگہ محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب آرہے ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے مبعوث بالسیف قاطع ہیں۔ اُن کی رونق افروزی کے بعد کوئی چال اور حیلہ نہ چل سکے گا لات و عزیٰ اور تمام بتوں کی پرستش کو باطل کر دیں گے۔ اور کہیں وہ تشریف نہ لائیں گے، مگر وہاں ذکر توحید الٰہی ہوتا نظر آئے گا۔ اور یہ اُمت ہمارے خلاف پر اُن کی تعلیم کی وجہ میں لعنت کرے گی۔ اور شیطان کو رجیم کہے گی۔ اور اس نبی کی رونق افروزی کے بعد ہماری آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ اور ہمارے دل حزین و غمگین ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ علامات حمل نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک یہ تھی۔ کہ اُس رات قریش کے تمام جانور بول اُٹھے۔ اور بزبان فصیح کہنے لگے۔

حمل محمد ورب الکعبۃ وھو امان لاھل الدنیا۔ رب کعبہ کی قسم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم صدف آمنہ میں جلوہ گر ہو گئے وہ دنیا والوں کے لیے امان ہیں۔

اور کوئی کاہن قریش میں باقی نہ رہا۔ اور نہ قبائل عرب میں کوئی تھا۔ مگر متحیر ہو گیا۔ اور علم کہانت اُن سے جاتا رہا اور کسی بادشاہ کا تخت نہ تھا۔ مگر اوندھا ہو گیا تھا۔

Marfat.com

اور وحوش مشرق کے مغرب کی طرف دوڑے اور مغرب کے مشرق کی طرف، اور یہ بشارت دے رہے تھے۔

ابشروا فقد آن لابی القاسم ان یخرج الی الارض میمونا مبارکا طیبا طاھرا الی خَیْرِ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر فیا طوبٰہا۔

مبارک ہو، اب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے کہ وہ عنقریب زمین کی طرف جلوہ فرما ہوں گے۔ امن والے، برکت والے، پاک ذات پاک فرمانے والے خیر امت کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ معروف کا حکم فرماتے، مناہی سے منع کرتے۔ اے سننے والو! مبارک ہو۔

ایام مولود آگئے، آثار بہبود آگئے
فرحت کے دن زود آگئے، تازہ ہوا باغ کہن

حضرت آمنہ خاتون فرماتی ہیں۔ کہ جب حمل کو چھ ماہ گزرے تو خواب میں کوئی آکر کہنے لگا۔ یا آمنۃ حملت بخیر العالمین طرا فاذا ولدتہ نسمیہ محمدا واکتمی شانک۔ اے آمنہ، تم خیر العالمین کی حاملہ ہو۔ تمہیں مبارک ہو۔ جب وہ جلوہ آرائے عالم ہوں، تو اُن کا نام نامی محمد رکھنا، اور اس معاملہ کو پوشیدہ رکھو۔

مولای صلّ وسلم دائما ابدًا   علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم   کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مکان عرش اُن کا فلک فرش اُن کا   ملک خادمان سرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر   خدائے محمد برائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
محمد برائے جناب الٰہی   جناب الٰہی برائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا
رضائے خدا رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دم نزع جاری ہو میری زبان پر
محمد محمد خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت
بڑھی کس تزک سے دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سَلِّمْ وَصَلِّ اِلٰهُنَا
اَبَدًا عَلٰی خَیْرِ الْوَرٰی

مَنْ وَّجْهُهٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی

مَنْ كَفُّهٗ بَحْرُ الْعَطَا
كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ السَّمَا

صَلَوَاتُ رَبِّیْ دَائِمًا
طُوْلَ الدُّهُوْرِ وَالزَّمَنْ

(علامۃ اولیٰ)

۶۰

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ
قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

حل لغات یوم - اُس دن - تفرس - ماضی، از فراست، قرینہ و علامت سے جاننا۔ فراست سے جان لیا - فیہ الفرس - اہل فارس نے کہ اس دن - انہم - بے شک وہ - قد انذروا - انذروا، ماضی مجہول از انذار، ڈرائے گئے ہیں - بحلول - بمعنی نزول، سانحہ نازل ہونے - البؤس - سخت مصیبت اور بلاء - والنقم - جمع نقمہ، شدت و عقوبت، اور عذاب سے۔

ترجمہ یوم ولادت کو فراست سے اہل فارس نے جان لیا - کہ یہ دِن اُن پر بلاء مصیبت کے نازل ہونے کا ہے۔

شرح یوم تفرس میں یوم بدل ہے مولد سے اور یہاں یوم سے مراد وہ صبح جانفزا ہے - جس میں حضور جلوہ آرائے عالم ہوئے - چنانچہ جس حدیث میں حضور کی ولادت کا تذکرہ ہے، اُس میں بھی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں - انہ

Marfat.com

سئل عن صیام یوم الاثنین فقال ذالك یوم ولدت فیه، حضورؐ سے سوال ہوا۔ کہ ہر پیر کو حضورؐ روزہ کیوں رکھتے ہیں، تو حضورؐ نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے۔ جس میں ہماری ولادت ہوئی، تو معلوم ہوا۔ کہ یوم سے مراد نہارِ یوم ہے۔ اس لیے کہ حضورؐ کی ولادت نہارِ دوشنبہ کو ہوئی۔ تو ناظم فاہم نے جو یوم استعمال کیا۔ محاورہ کے مطابق استعمال کیا۔ اسی طرح دوسری حدیث جو سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اُس میں فرماتے ہیں ولد علیہ السلام یوم الاثنین وانزل علیہ النبوۃ یوم الاثنین وخرج مہاجرا یوم الاثنین ودخل المدینۃ یوم الاثنین ووضع القبر یوم الاثنین وکذا فتح مکۃ یوم الاثنین وانزل علیہ سورۃ المائدۃ یوم الاثنین۔ یعنی حضورؐ کی ولادت پیر کو ہوئی اور حضورؐ پر اظہارِ نبوت اُسی دن ہوا، اور حضورؐ نے ہجرت بھی اُسی دن فرمائی۔ اور مدینہ میں داخلہ بھی پیر کے روز ہوا۔ اور قبر مبارک میں بھی پیر کے روز آرام فرما ہوئے۔ اور مکہ بھی پیر کو فتح ہوا۔ اور سورۃ مائدہ بھی پیر کے دن نازل ہوئی۔

اور تفرس کے معنی نظر کے ہیں۔ یعنی اُس دن دیکھا۔ اور بالفراست جانا۔ اس لیے کہ فراست ایک ایسی قوتِ انسانیہ کا نام ہے۔ جس کے ذریعہ انسان معانی باطنہ کا ادراک کرتا ہے۔

اور دوسرا لفظ فُرسؔ اسم جمع ہے اہلِ فارس کا۔ اور فارس پارس سے معرب ہے۔ اس کا شجرہ یہ ہے۔ پارس بن ناسور بن سام بن نوح انھوں نے بہت سے بلاد وامصار بنائے۔ مشہور شہران کے شیراز اور اصفہان ہیں۔

اور فارس کی تعریف میں احادیث بھی وارد ہیں۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا۔

ان اللہ اختار من بین خلقه من العرب قریشا ومن العجم فارسا۔ اللہ نے عرب میں سے قریش کو پسند فرمایا۔ اور عجم سے فارس کو۔ دوسری حدیث میں فرمایا:۔

ابعد الناس عن الاسلام الروم ولو کان الاسلام معلقًا بالثریا لتناوله رجال من فارس۔ لوگوں میں اسلام سے بعید تر روم والے ہیں۔ اور اگر اسلام ثریا پر

Marfat.com

چلا جائے۔ تو بعض فارس کے لوگ وہاں سے بھی اُچک لائیں گے۔

چنانچہ ہمارے امام ہمام حضرت ابو حنیفہ النعمان فارسی رضی اللہ عنہ اس حدیث کے مصداق ہیں۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا ! [1] اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ اَبُوْ حَنِيْفَه !

بئوس سخت مصیبت کو کہتے ہیں۔ اور نقم جمع نقمہ کی ہے یہ بمعنی عذاب اور بلا کے مستعمل ہے۔

اس بیت مبارک میں اس روایت کی طرف اشارہ ہے، جو مروی ہے۔ کہ جس رات کی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اُس رات ملک فارس انوشیرواں نے ایک خواب دیکھا اور اُس سے سخت پریشان ہو کر تمام ساحر و کاہن، منجم جمع کیے۔ اور اُس نے کہا۔ کہ میں نے ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے متحیر کر دیا ہے۔ لہٰذا اُس کی تعبیر دو۔ سب نے کہا۔ کہ خواب بیان کر۔ انوشیرواں نے کہا۔ کہ مجھے خواب بیان کرنے کے بعد تعبیر سننے سے اطمینان نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں۔ کہ بلا خواب سنائے تعبیر سنوں۔ یہ سن کر سب محو حیرت ہو گئے۔ اور سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا۔ کہ بغیر خواب سنے ہم تعبیر دینے سے قاصر ہیں۔

ایک منجم بولا۔ کہ اگر آپ اس طرح تعبیر لینا چاہتے ہیں۔ تو سطیح کے پاس آدمی بھیجیے۔ وہ آپ کو سب بتا دے گا۔ انوشیرواں نے عبد المسیح کو بحرین بھیجا۔ وہ وہاں پہنچا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ سطیح سال بھر میں ایک دن نکلتا ہے۔ اور اُس کے دروازہ پر سونے کے پترے سائلوں کی طرف سے پڑے ہوتے ہیں۔ کہ اُن پر وہ آنے والے سال کے تمام حالات لکھ کر دے۔

عبد المسیح اُس کاہن کے باہر آنے کے انتظار میں ٹھیرا رہا۔ جب سطیح باہر نکلا۔ تو اُس نے سب سے پہلے انوشیرواں کے خواب کو بیان کیا۔ اور کہا۔ کہ نوشیرواں نے حیرتناک خواب دیکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ عربی گھوڑے اُس کے تمام شہروں میں بھر گئے ہیں۔

---

[1] مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہروں اور شہروں میں بسنے والوں کو زینت دے دی ہے۔

Marfat.com

اور عراقی اُونٹ ہانکے جا رہے ہیں۔ اور اُسے نکال رہے ہیں۔ یہ علامت ولادتِ نبی عربی امی ہاشمی کی ہے جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ اولادِ خلیل میں سب سے افضل ہیں۔ اور ان کی تعریف توریت و انجیل میں بیان کی گئی ہے۔ اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے۔ کہ خیلِ عرب اُس ہاشمی کے اصحاب ہیں جو بلادِ فارس میں داخل ہو کر ملکِ فارس فتح کریں گے۔ اور آلِ ساسان سے شہر کے شہر چھین لیں گے، پھر سطیح رونے لگا۔ اُس سے سببِ گریہ پوچھا گیا تو وہ کہنے لگا۔ میں اس پر روتا ہوں۔ کہ میری عمر کے دن تھوڑے سے باقی ہیں۔ اور افسوس کہ میں اُس نبی ہاشمی کا زمانہ نہ پا سکوں گا۔

عبد المسیح واپس ہوا۔ اور قوم ساسان کو اس پیشگوئی سے مطلع کیا۔ قوم ساسان کو یہ بات ناگوار گزری۔ اور انھوں نے سطیح کو قتل کر ڈالا۔ اور اُن کا سر پھاڑ دیا۔ اور یہ قصہ مفصل تاریخ ہاشمی میں منقول ہے۔

(علامۃ ثانیہ)

(۶۱) وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰی وَھُوَ مُنْصَدِعٌ
کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰی غَیْرَ مُلْتَئِمِ

حلِّ لغات وَبَاتَ۔ عام سواء کان فی اللیل او فی الیوم۔ بمعنی صار۔ اور ہو گیا۔ ایوان۔ بمعنی دیوان خانہ و محل، مراد محل کسریٰ۔ معرب از خسرو، اسم جنس لمن یملک العجم۔ کسریٰ بادشاہ فارس کا۔ وھو۔ حالیہ، ضمیر راجع الی الایوان۔ در انحالیکہ وہ محل۔ منصدع۔ اسم فاعل، از انصداع بمعنی الانھدام والانشقاق، پھٹنے والا، گرنے والا تھا۔ کشمل۔ ک تشبیہ، شمل بمعنی جمعیت۔ مثل جمعیت۔ اصحاب۔ اصحاب۔ کسریٰ۔ بادشاہ فارس کے۔ غیر ملتئم۔ نہ ملنے والی تھی۔

ترجمہ شاہِ ایران کا محل پھٹ کر رہ گیا۔ اور پھر درست نہ ہو سکا۔ جس طرح لشکرِ کسریٰ منتشر ہونے کے بعد پھر منظم نہ ہوا۔

شرح کسریٰ اُس کو کہتے ہیں جو ملکِ عجم ہو، اس کی جمع اکاسرہ ہے جیسے ملک روم کو قیصر کہا جاتا ہے۔ یمن کے بادشاہ کو تُبَّعْ کہتے ہیں۔ مصر کے حکمران کو

Marfat.com

فرعون کے نام سے پکارتے ہیں۔ ترکی تاجدار کو خاقان اور شاہِ حبش کو نجاشی کہتے ہیں۔

منصدع اسم فاعل ہے، اور انصداع سے مشتق، اس کے معنی پھٹنے اور منہدم ہونے کے آتے ہیں۔ چونکہ بنی ساسان کا یہ ایوان خاص نوے برس میں تعمیر ہوا تھا۔ اور نہایت مضبوط تھا۔ اس لیے اس کے پھٹنے میں خاص دلیل مہابت اُس نبی ابطحی روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر آئی۔ اس پر سونے کے پانی کا رنگ کیا گیا تھا۔ اور زبرجد اور موتیوں سے اس پر نقاشی کا کام تھا۔ اور جواہرات قیمتی جڑے گئے تھے۔ اور جس رات ولادت باسعادت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی۔ اُس دن اس محل پر زلزلہ طاری ہو گیا۔ اور تمام محل پھٹ گیا۔ اور چودہ کنگرے محل کے گر گئے۔ اور آٹھ باقی رہے۔ جو اس امر کی دلیل تھے کہ اب سے صرف آٹھ تاجدار اس سلطنت پر حکمرانی کریں گے۔

چنانچہ اس سلطنت کا آخری بادشاہ یزدجرد گزرا ہے۔ اس کے بعد ملکِ ارمن رستم کی حکومت ہوئی۔ اور یہ وہ رستم نہیں ہے۔ جو ہندوستان میں مشہور ہے۔ بلکہ یہ اور رستم ہے۔ جسے یزدجرد نے تمام خزانہ دے کر اور اسلحات سے بھرپور کر کے سونا چاندی بخش کر کہا تھا کہ کسی طرح عرب کا شر دفع کرو۔ چنانچہ رستم بلادِ خراسان سے دو لاکھ آدمی لے کر بلادِ عراق سے ہوتا ہوا چلا۔ اور جس قدر اہلِ ذمہ تھے۔ سب کو ابھارا حتیٰ کہ انھوں نے حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے نقضِ عہد کیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سے عساکر روانہ کیے۔ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اُن کی کمان دی، اور جو عساکر عراق میں تھے۔ اُن کو حکم بھیج دیا کہ وہ حضرت سعد کی اطاعت کریں۔ جب حضرت سعد عساکرِ اسلام کے ساتھ پہنچے، تو مخالف کے لشکر کا سردار رستم کو پایا۔ جس وقت مقابلہ شروع ہوا۔ تو ہلال بن علقمہ ہیثمی نے رستم کو شِست میں باندھا۔ اور پہلے ہی تیر میں اُسے ہلاک کر دیا چنانچہ حضرت سعد نے رستم کا تمام مال مسلوبہ ہلال کو عطا فرمایا۔ جو ستر ہزار درہم کی قیمت کا تھا۔ اور رستم کی ٹوپی کی قیمت ایک لاکھ درہم کی علیحدہ تھی۔ وہ بھی ہلال کو عطا کی گئی۔ پس کمانڈر انچیف کا قتل ہونا تھا کہ لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی۔ حضرت سعد نے اُن کا تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ اُن کی جمعیتیں منتشر ہو گئیں۔ اور ہزارہا لشکری مارے گئے۔ اور مسلمانوں کو کافی مالِ غنیمت ملا روایت ہے۔

Marfat.com

کہ علم کفار جب قبضہ میں آگیا۔ تو معہ مالِ غنیمت کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ نے مجاہدینِ اسلام میں اُس کا تقاسمہ فرمایا۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حصّہ میں اُس مال سے ایک شیبر ملا تھا۔ جسے آپ نے دس ہزار دینار کو فروخت فرمایا۔

اس کے بعد سے اکاسرہ کی سلطنت اور اُن کی جمعیت پھر دوبارہ منظم نہ ہوسکی۔ مصرعِ ثانی میں اس طرف اشارہ ہے۔ کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم یعنی اصحاب کسریٰ کی جمعیت کی طرح وہ محل بھی پھر مندمل نہ ہوسکا۔

التئام عربی میں زخم جڑنے اور ملتئم ہونے کو کہتے ہیں۔ جیساکہ حضرت علی کا شعر ہے۔ اُس میں اس کی نظیر ملتی ہے؛ ؎

جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ماجرح اللسان

برچھی کا زخم مندمل ہوسکتا ہے۔ لیکن جو زخم زبان سے طعن وتشنیع کا لگے، وہ مندمل نہیں ہوسکتا ؎

یہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

(علامۃ ثالثۃ ورابعۃ)

(۶۲) وَالنَّارُ خَامِدَۃُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَیْہِ وَالنَّھْرُ سَاھِی الْعَیْنِ مِنْ سَدَمٖ

حلِ لغات والنار۔ اور آگ۔ خامدۃ ۔ از خمود، انقطاع شعلۃ النار مع بقاء جمرھا، ٹھنڈے۔ الانفاس۔ جمع نفس، سانس لینے لگی۔ من اسف۔ الاسف بمعنی الحزن۔ افسوس سے۔ علیہ۔ اپنے اوپر۔ والنھر۔ اور نہر فرات۔ ساھی العین۔ ساھی، بمعنی الغافل عین منبع الماء۔ بھول گئی اپنے منبع کو۔ من سدم۔ الحزن والندم۔ کمال حزن وندامت سے۔

ترجمہ آتش کدوں کی آگ آہِ سرد کھینچ کر سرد ہوگئی۔ اور نہر فرات کی آنکھ یعنی منبع بہنے سے رُک گیا۔

شرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلادِ مبارک کے وقت آتش مجوس جو ہزار سال سے روشن تھی۔ ایک آہِ سرد بھر کر ٹھنڈی ہوگئی۔ اور اُس سے بطلان مذہب مجوس کا یقین ہوگیا۔ اور نہر فرات جو کوفہ کے قریب ہے۔ جس پر نوشیروان نے پل باندھ کر بڑی عالی شان عمارتیں اور کنیسا اُس کے گرداگرد بنوائے تھے۔ ایسی حیران ہوئی کہ اپنا بھاڑ چھوڑ کر ساوہ اور بحیرہ طبریہ کی گھاٹیوں میں جو دمشق وعراق کے مابین ہیں۔ جا پڑی۔ ؎

روئے زمین کے بت کیوں سب آج سرنگوں ہیں
آتش کدوں کی آتش قدرت بجھا رہی ہے

(۶۳) وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِ

حل لغات وَ۔ واؤ عاطفہ، اور۔ سَاءَ۔ بمعنی حزن، احزن، غمگین ہو گئے۔ سَاوَةَ۔ اسم شہر عظیم، والمراد اھل ساوہ، اہل ساوہ، اَنْ غَاضَتْ۔ غاض بمعنی غاب، یقال غاض الماءَ اذا غاب، اس سے کہ غائب ہوگیا۔ بُحَيْرَتُهَا۔ بحیرہ اسم لمیاہ عظیم، اُس کا دریا، جسے دریا ساوہ کہتے ہیں۔ وردّ۔ واؤ حالیہ، رد بمعنی رجع وانصرف، اس حال میں کہ لوٹا۔ واردھا۔ الذاھب لاخذ الماء، پانی لینے والا۔ بالغیظ۔ غصہ سے۔ حین۔ جب کہ۔ ظم۔ اصلہ ظمئی ای عطش حذف ھمزہ بضرورت شعری، پیاسا تھا۔

ترجمہ اور جب کہ خشک ہوگیا دریائے ساوہ تو اہلِ ساوہ ساحل سے شدتِ تشنگی میں غصہ سے واپس لوٹے۔

Marfat.com

شرح مملکت عراق العجم میں جو ہمدان وقم کے مابین واقع ہے وہاں یہ دریا ساوہ تھا۔ جو شہر ساوہ سے چلا تھا۔ اس میں کشتیاں چلتی تھیں۔ اور یہاں سے لوگ ملک رَے اور اذرعات وغیرہ کو سفر کیا کرتے تھے۔ اور یہ دریا چھ فرسخ سے بھی عریض تھا۔ اس کا پانی اتنا لطیف تھا۔ کہ اس کے مقابلہ کا پانی کسی دریا میں نہ تھا۔ اس کے ساحل پر دور دیہ کنیسہ اور شاندار بازار تھے، تمام مجوس اس مقام کو متبرک خیال کرتے اور آگ وغیرہ پوجتے تھے، جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو چونکہ آپ کی ذاتِ اقدس ماحی طرق الکفر (کفر کے طریقوں کو مٹانے والی) تھی۔ اور یہ مقام خاص مرکزِ کفر تھا۔ اس لیے یہاں کا پانی خشک ہوگیا۔ اور بحیرۂ طبریہ بھی ایسی ہی جگہ تھی، جہاں بہت سے کنائس سونے چاندی سے منقش تعمیر کیے گئے تھے۔ یہ بھی وقت ولادت باسعادت خشک ہوگیا۔ اور یہ خشک ہونا ان مقامات کی خرابی کی مبادیات سے تھا۔ اور موضع بحیرہ یعنی ساوہ ایک زبردست شہر ہے۔ اور اب تک وہ باقی ہے۔

۶۴ كَأَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ
حُزْنًا وَّبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٖ

حلِ لغات كَأَنَّ۔ حرفِ تشبیہ، گویا۔ بِالنَّارِ، آگ نے۔ مَا بِالْمَاءِ۔ پانی سے۔ مِنْ بَلَلٍ۔ نمی حاصل کی ہے۔ حُزْنًا۔ غم میں۔ وَبِالْمَاءِ۔ اور پانی نے۔ مَا بِالنَّارِ۔ آگ سے۔ مِنْ ضَرَمٍ۔ التھاب النار واشتعالہا، سوزش۔ حرارت حاصل کی ہے۔

ترجمہ گویا کہ آتشِ غم میں آگ نے پانی سے نمی حاصل کی ہے اور پانی نے آگ سے حرارت حاصل کر کے خشکی اختیار کی۔

شرح تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ اوّل آگ پوجنے والا قابیل تھا۔ جب اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ اور آدم علیہ السلام بامر الٰہی ارضِ یمن

Marfat.com

سے تشریف لے گئے۔ تو قابیل معہ اپنی بہن کے نکلا۔ شیطان نے اُسے کہا۔ کہ ہابیل کے صدقہ کو آگ نے یوں قبول کیا۔ کہ وہ آگ پوجتا تھا۔ لہٰذا تو بھی آگ پوج، تاکہ آگ تیری حمایت کرے۔ چنانچہ اُس نے آتش پرستی شروع کی۔ اور اس طرح اُس کی اَولاد در اَولاد میں یہ سلسلہ آتش پرستی شروع ہوگیا۔

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَّمِنْ كَلِمٍ (٦٥)

حلِ لغات والجن۔ واؤ عاطفہ، اور جن۔ تھتف۔ از ہتف تا آواز دینا، آواز دے رہے ہیں۔ والانوار۔ جمع نور، اور نور۔ ساطعۃ۔ از سطوع بمعنی ظہور، چمک رہے ہیں۔ والحق۔ الحق ضد الباطل، اور سچائی۔ یظھر۔ ظاہر ہو گئی۔ من معنیً۔ قرآن کریم سے۔ ومن کلم۔ اور حضورؐ کے ارشادوں سے۔

ترجمہ جنات آواز دینے لگے، اور نور بلند ہو کر چمکنے لگے۔ اور حق ظاہر ہو گیا قرآن کریم سے اور حضورؐ کے ارشادوں سے۔

شرح جن انس کے مقابل ایک مخلوق ہے۔ جو جوہر ناری ہے متشکل باشکالِ عدیدہ ہونے کی استعداد رکھتی ہے۔ اور جن انھیں اس لیے کہا جاتا ہے۔ کہ نظروں سے مستور مخلوق ہے۔ لغت میں جس لفظ کی ابتداء جیم نون کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ شے مستور کے لیے مخصوص ہے۔ جیسے جنین کہ اُس بچہ کو کہتے ہیں، جو رحمِ مادر میں مستور ہو، جنان قلب کو بھی کہتے ہیں۔ اور اُس باغ کو بھی جو چار دیواری میں مستور ہو، وقس علیٰ ہذا۔ اگرچہ ملائکہ بھی نظروں سے مستور ہیں۔ لیکن یہ اپنے غایت حسن و جمال کی وجہ سے مستور ہوئے۔ اس لیے کہ اگر انھیں کوئی اپنی صورت میں دیکھ لے، تو لمعاتِ نور سے آنکھیں جاتی رہیں۔ اور مہابتِ حسن سے زوالِ عقل ہو جائے۔ اور جن چونکہ بغایت قبیح الصورت ہیں۔ اس لیے لوگوں پر یہ اللہ کا احسان ہے۔ کہ وہ مستور رکھے گئے۔ اس لیے کہ اگر انھیں کوئی دیکھ لے تو خوف سے مر جائے یا پاگل ہو جائے۔

Marfat.com

اور جن تین اقسام پر منقسم ہیں۔ ایک وہ ہیں۔ کہ پروں سے ہوا میں اُڑتے ہیں، دوسرے وہ ہیں۔ جو سانپ اور کتنے کی شکل میں رہتے ہیں۔ اور تیسری قسم وہ ہے جو انسان کی طرح چلتی پھرتی ہے۔

اور محققین نے لکھا ہے۔ کہ جس طرح انسان میں متعدد مذاہب ہیں۔ اسی طرح جن بھی متعدد مذاہب پر ہیں، ان میں یہودی ہیں۔ نصاریٰ ہیں، مجوسی ہیں، مشرک ہیں، مسلمان ہیں، مبتدع ہیں، عیاش اور آوارہ بھی ہیں۔ اور تمام مکلف بالاحکام ہیں۔

والجن تهتف جو ناظم فاہم نے فرمایا۔ یہ اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وقت میلاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آوازیں جنوں کی ہوا میں مکہ معظمہ کے اندر مسموع ہوئیں، جو ولادتِ باسعادت کی بشارت دے رہے تھے۔ مواہب لدنیہ میں ہے۔ کہ وقتِ ولادت مشرق کے جن مغرب کے جنوں کو اور مغرب کے جن مشرق کے جنوں کو حضورؐ کی ولادت کی بشارت دے رہے تھے اور قبل از بشارت بھی بہت سے بتوں سے بشارتیں مسموع ہوئیں۔ چنانچہ حضرت مازن فرماتے ہیں۔ کہ میرا بت باور شہر عمان میں تھا۔ اُس سے میں نے ان لفظوں میں بشارت سُنی یا مازن اسمع تسر ظهور خیرا البشر بعث نبی من مضر بدین دین الله بر فدع نحیتا من حجر تسلم من حر سقر۔ اے مازن! بشارت سُن اور خوش ہو۔ ظہور خیر البشر ہونے والا ہے۔ قبیلہ مضر سے ایک نبی ظاہر ہوں گے، دین حق لے کر آئیں گے۔ یہ پتھر کے گھڑے ہوئے بُت ہیں۔ انھیں چھوڑ تاکہ سقر سے نجات حاصل ہو۔ مازن فرماتے ہیں۔ اس آواز کو سُن کر میں متحیر تھا۔ کہ دوسری آواز آئی۔ اقبل الی قبل مستمعا لا تجهل هذا نبی مرسل جاء بحق منزل۔ ادھر دیکھ ادھر دیکھ سن اور جہالت نہ کر، یہ نبی مرسل شریعتِ حقہ لے کر نازل ہوئے ہیں۔

شفا میں ہے۔ کہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ لما ولدته علیه السلام خرج من رحمی نورا اضاء له قصور الشام۔ حضورؐ کی ولادت کے وقت میری رحم سے ایک ایسا نور نکلا۔ جس نے قصورِ شام روشن کر دیے۔ لطائف میں ہے۔ کہ

Marfat.com

اس نور کے نکلنے سے اس امر کی طرف اشارہ تھا۔ کہ ظلمتِ شرک معدوم ہے۔ اور نورِ ہدایت اب عام ہونے والا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔[۱]

مولائی صل وسلم دائما ابدا　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

(۶۶) عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ تُسْمَعْ وَبَارِقَۃُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

حلِ لغات عموا۔ من العمی۔ اندھے ہو گئے۔ وصموا۔ از صمم، ثقل سماعت، اور بہرے ہو گئے۔ فاعلانُ البشائر۔ بشائر جمع بشارۃ وھی الخبر المورث للسرور۔ اور بشارتیں ہدایت و نجات کی۔ لم تسمع۔ نفی جحد بلم۔ ہرگز نہ سن سکے۔ وبارقۃ۔ جمع برق۔ اور بجلیاں۔ الانذار۔ تخویف۔ ڈرانے والیاں۔ لم تشم۔ لم تنظر و لم تبصر۔ نہ دیکھیں۔

ترجمہ کفار اندھے بہرے ہو گئے۔ نہ خوش خبری کا اعلان سنا۔ نہ ڈرانے والی بجلیاں دیکھ سکے۔

شرح اس شعر میں جواب سوال مقدر کا ہے اور وہ یہ کہ منکرین باوجود دلائل نبوت کے ظہور کے کیوں ایمان نہ لائے۔ تو فرماتے ہیں۔ کہ وہ قبولِ حق سے اندھے اور سماعِ ہدایت سے بہرے تھے۔ اس لیے انھوں نے نہ بشارت قدوم محمدی سنی اور نہ برق انذار چمکتی دیکھی۔ لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔[۲]

۱۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب (پ ۶ ع ۷)

۲۔ وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔

(پ ۹ ع ۱۲)

Marfat.com

(۶۷) مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ
بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

حلِّ لغات من بعد - بعد اس کے کہ - ما اخبر - خبر دی - الاقوام - قوموں کو - کاھنھم - اُن کے کاہنوں نے - بان - اس امر کی - دینھم - کہ اُن کا دین - المعوّج - اذا عوجاج، بمعنی عدم الاستقامۃ وکجی - جو ٹیڑھا اور کج ہے - لم یقم - لم یدم - نہیں قائم رہ سکتا -

ترجمہ مشرکین اور بددین منکر بعد اس کے اندھے بہرے ہوئے کہ انھیں کاہنوں نے پہلے خبر دی تھی کہ تمھارا دینِ کج اور غیر قائم ہے -

شرح یعنی سب سے زیادہ تعجب ناک بات یہ ہے - کہ قبولِ حق سے اُن کا اندھا بہرا ہونا اس امر کے بعد ہوا - کہ اُن کے کاہنوں نے اپنی تمام اقوام کو خبر دے دی تھی - کہ اُن کا یہ ٹیڑھا راستہ مذہب کا آئندہ قائم نہ رہے گا -

کاہن اُس کو کہتے ہیں، جو بغیر وحی کے آتے واقعات آئندہ (آنے والے) اور گزشتہ حالات کی لوگوں کو خبر دے - عام اس سے کہ وہ قرائن کے ذریعہ سے خبر دے - یا نجوم سے، یا کسی جن کی خبر رسانی سے - اور اس خبر میں یہ ضروری نہیں کہ ہر خبر صحیح اُترے، بلکہ کوئی صحیح ہو - اور کوئی غلط - اسی بنا پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے - من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ بما قال فقد کفر بما انزل اللہ علی محمّد - منجم و کاہن وغیرہ کی جو شخص تصدیق کرے وہ بما انزل علی محمّدؐ سے کفر کرنے والا ہے - اس پر علّامہ خرپوتی فرماتے ہیں - ھذا فی حق من اعتقد صدق العراف والکاھن واما من سألھم لاستھزائھم او لتکذیبھم فلا یلحقہ ما ذکر فی الحدیث بقرینۃ حدیث آخر من صدق کاھنا لم تقبل اللہ منہ صلاۃ اربعین یوما ولیلۃ - یعنی یہ حکم کفر اس شخص کے لیے ہے - جو معتقد و مصدق ہو، اور جو استہزاءً اُن سے سوال کرے تو اُس پر یہ حکم نہیں آتا چنانچہ دوسری حدیث میں ہے -

Marfat.com

جو کاہن کی تصدیق کرے اللہ اُس کی چالیس رات دِن کی نماز قبول نہیں فرماتا۔
علاّمہ ابن مالکؒ فرماتے ہیں۔ دونوں حدیثوں میں تطبیق واضح ہے۔ وہ یہ کہ جو کاہن کی خبر کا معتقد و مصدق ہو۔ وہ کافر ہے اور اگر اُس کا یہ خیال ہے۔ کہ وہ ملہم من اللہ ہے۔ یا کسی جن کے ذریعہ وہ کہتا ہے۔ اور جن ملئکہ سے جو سُن کر آتے ہیں۔ وہ اُسے کہہ دیتے ہیں۔ تو کافر نہ ہوگا۔

مواہب میں ہے۔ کہ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک یہودی مکّہ معظمہ میں رہتا تھا۔ جس رات حضورؐ کی ولادت ہوئی۔ اُس کی صبح اُس نے کہا:۔

یا معشر قریش ھل ولد فیکم اللیلۃ مولود قالوا لا نعلم قال فانظروا فانہ ولد فی ھٰذہ اللیلۃ نبی ھٰذہ الامۃ بین کتفیہ علامۃ۔ فانصرفوا فسألوا فقیل لھم قد ولد لعبد اللہ بن عبد المطلب غلام فذھب الیھودی معھم الی اُمہ فاخرجتہ لھم فلما رأیٰ الیھودی العلامۃ خرمغشیا علیہ فقال ذھبت النبوۃ من بنی اسرائیل، یا معشر قریش اما واللہ لیسطون بکم سطوۃ یخرج خبرھا من المشرق والمغرب۔

اے قریشیو! کیا اس رات تمھارے اندر کوئی بچہ ہوا ہے۔ سب نے کہا۔ ہمیں علم نہیں۔ اُس نے کہا، جاؤ اور دیکھو اس رات اس اُمّت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اور اُس کے دونوں شانوں کے مابین نشان ہے۔

قریشی لوٹے اور پوچھنے لگے۔ تو انہیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں فرزندِ ارجمند تولد ہوا ہے۔ قریشی یہودی کے پاس گئے۔ اور سب حال سنایا۔ وہ اُن کے ساتھ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضورؐ کی زیارت کی۔ جب شانۂ اقدس کے مابین اُس کی نظر پڑی۔ تو اُسے غش آگیا۔ پھر کہنے لگا۔ نبوت بنی اسرائیل سے گئی۔ اے قریشیو! خدا کی قسم اس بچّے کی سطوت و مہابت دنیا پر ہوگی۔ اور اس کی خبر عنقریب مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔ اور حضورؐ کی ولادت سے قبل جو اصنام و احجار نے حضورؐ کی تشریف آوری

Marfat.com

کی خبریں دیں وہ بکثرت ہیں۔ چند اس مقام پر خصائص کبریٰ سے منقول ہیں۔ اور علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حجۃ اللہ علی العالمین میں انھیں نقل فرمایا۔

راشد بن عبداللہ فرماتے ہیں۔ کہ سواع نامی ایک بت چند قبائل کا مقام معلاۃ میں تھا۔ ایک بار قبیلہ بنی ظفرہ نے کچھ بھینٹ چڑھانے کو مجھے اُس بت پر بھیجا۔ مَیں صبح کے وقت وہاں پہنچا۔ تو اچانک اُس بُت سے یہ آواز مَیں نے سُنی:۔

العجب کل العجب من خروج نبی من عبد المطلب یحرم الزنا والربوا والذبح للاصنام وحرست السماء ورمینا بالشہب۔ تعجب ہے، تعجب ہے ایک نبی کے ظہور پر جو عبدالمطلب سے نکلے گا۔ زنا، بیاج، ذبح للاصنام حرام کر دے گا۔ اور آسمان سے خبریں سننا مسدود ہو جائیں گی اور ہم پر شہب سماویہ پھینکے جائیں گے۔ دوسرا بت ضمار جو وہیں تھا۔ اُس کے جوف سے یہ آواز آنے لگی:۔

ترک الضمار وکان یعبد وخرج احمد نبی یصلی الصلوٰۃ ویامر بالزکوٰۃ والصیام والبر والصلۃ للارحام۔ ضمار جو پوجا جاتا تھا متروک ہو جائے گا۔ اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی پیدا ہونے والے ہیں۔ نماز پڑھوائیں گے اور زکوٰۃ روزہ اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم جاری فرمائیں گے۔

تیسرے بُت کے پاس سے پھر مَیں نے یہ آواز سُنی:۔

ان الذی ورث النبوۃ والھدیٰ۔ بعد ابن مریم من قریش مھتدی۔ نبی یخبر ما سبق وما یکون فی غدا۔ نبوت وہدایت کے جو وارث ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد قریش سے ظاہر ہوں گے ایسے نبی جو خبر دیں گے، گزشتہ و آئندہ کی۔

اور اس کے علاوہ بہت سے واقعات ہیں۔ جو بخوف طوالت قلم انداز کیے گئے جسے دیکھنا ہو۔ وہ حجۃ اللہ علی العالمین مؤلفہ علامہ نبہانی دیکھے۔

---

(۶۸) وَبَعْدَ مَا عَايَنُوْا فِي الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ مُنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ صَنَمٍ

حلِّ لغات وبعد۔ واؤ عاطفہ۔ اور بعد۔ ما عاینوا۔ ماضی از معائنہ۔ دیکھنا۔ از مکاشفۃ التام۔ اس کے کہ دیکھا انھوں نے۔ فی الافق۔ بسکون الفاء جانب السماء۔ آسمان کے کناروں ہیں۔ من شھب۔ بضمتین جمع شہاب وشعلۃ النار یا کواکب۔ آگ کے شعلہ یا کواکب سے۔ منقضّۃ۔ از انقض بمعنی سقط، کہ گر رہے ہیں۔ وفق ما۔ موافق یا مانند اس کے۔ ما فی الارض۔ جو زمین میں گرتے ہیں۔ من صنم۔ بتوں سے۔

ترجمہ کفار حضورؐ کی رسالت کے انکار سے پہلے آسمان کے کناروں سے شہاب ثاقب ٹوٹتے ہوئے دیکھتے۔ اور زمین پر بتوں کو گرا ہوا پا چکے تھے۔

شرح علامہ خرپوتی فرماتے ہیں:۔ روی ان اللہ تعالیٰ اذا قضی امرا کان یسمعہ حملۃ العرش فیسبحون فسبح من تحتہم الی السماء الدنیا فیختطف وتسترقہ الشیاطین ثم یاتون بہ الکھنۃ علی الارض فما جاؤا بہ علی وجہہ فھو حق ولکنھم یزیدون فیکذبون وکان ذالک فی الجاھلیۃ فلما ولد علیہ السلام کانت الشیاطین مرجومین من السماء وممنوعین من الصعود الیھا بنجوم ونیران ترمیھا الملئکۃ الیھم۔

روایت ہے کہ جب اللہ کی طرف سے کوئی حکم نافذ ہوتا۔ تو اسے حملۂ عرش سن کر تسبیح کرتے اور ان سے نیچے کے ملائکہ بھی تسبیح کرتے تو باقی فرشتے وجہ دریافت کرتے، تو انھیں اس حکم سے خبر دیتے یہاں تک کہ سماء دنیا کے فرشتوں تک یہ خبر عام ہو جاتی۔ تو شیاطین جو سماء دنیا کے قریب اُڑ کر چھپے رہتے تھے، وہ اس خبر کو اُڑا لاتے اور کاہنوں کو کہہ دیتے تو جتنی خبر وہ صحیح دیتے وہ بالکل صحیح ہوتی تھی۔ لیکن

Marfat.com

اکثر زائد کچھ ملا کر کہتے، وہ کذب خالص ہوتا۔ یہ کیفیت زمانۂ جہالت میں تھی۔
جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو شیاطین کا یہ راستہ بند ہوا۔ اور حفظۂ سما کے رجم سے ڈر کر شیاطین نہیں جاتے تھے۔ اور جو جاتے اُسے نجوم ثاقب اور شہاب کے ذریعہ رجم کیا جاتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے۔ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا۔ اب شیاطین سے جو سننے جائے تو وہ شہاب رصد پاتا ہے اور جَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ بھی اس واقعہ کے متعلق قرآنِ کریم میں وارد ہے۔
اور صنم و وثن میں فرق یہ ہے کہ وثن وہ ہے، جو ذی جسم ہو۔ خواہ لکڑی کا ہو یا پتھر کا، یا چاندی سونے کا۔ اور صنم اُس تصویر کو کہتے ہیں۔ جو صورت بلا جثہ و جسم ہو۔
اس بیت مبارک میں صنم اس لیے استعمال کیا۔ کہ وقت ولادت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب تمام صنم جو مصوّر علی الجدار تھے، مکبا علی وجہ ہو کر اوندھے گر گئے۔ تو وثن جو ذی جسم تھے۔ وہ بطریق اولےٰ گرے ہوئے ماننے پڑیں گے۔

خیر الوریٰ صدر العلیٰ راس الوفا وجہ الصفا
شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ نجم الھدیٰ نور الندےٰ
عین النقیٰ زین التقےٰ کنز العطا کشف الغطا
دوح البھا سر النہیٰ نہر المنن بحر السنن

اب خلاصہ ترجمہ یہ ہوا۔ کہ وہ مجوس اور مشرکین راہِ ہدایت سے اندھے اور بہرے ایسے ہو گئے کہ اطرافِ آسمان سے شہاب گرتے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے۔ یہ شعلہ ہائے نار یہ جنات و شیاطین پر مارے جاتے تھے اور اُن سے وہ ایسے گرتے تھے۔ جیسے رُوئے زمین کے بُت اوندھے گرے تھے۔ اور یہ تمام نشان منکرین نے بچشم سر دیکھیں۔ اور حضور کی آیات بیّنات میں سے ایک بڑی نشانی تھی۔ کہ استراق سمع کے لیے شیاطین جو آسمان پر جاتے اُن پر شعلہ ہائے آتشیں گرتے۔ اور رجوما للشیاطین کا ظہور ہوتا۔ اور وقتِ ولادت تمام روئے زمین کے بُت اندھے گر پڑے تھے۔

Marfat.com

چنانچہ عبدالمطلب کے واقعہ میں ہے کہ جب وہ بُت خانہ کعبہ میں گئے۔ تو تمام بتوں کو سرنگوں دیکھا۔ اور ہبل بُت کی زبانِ حال سے یہ رُباعی سُنی ؎

نتری بمولود اضائت بنورہ   جمیع فجاجۃ الارض من شرق و غرب

وخرت لہ الاوثان طرا وارعدت   قلوب ملوک الارض جمعا من الرعب

عبدالمطلب تم نے اُس مولودِ مسعود کی زیارت کی جس کے نور سے شرق و غرب کا چپہ چپہ روشن ہوگیا ہے، اور تمام روئے زمین کے بُت سرنگوں ہیں، اور ملوک کج کلاہ کے دِل تھرا رہے ہیں اُن کے رعب سے۔

اِدھر شبِ ولادت باسعادت میں ایوانِ کسریٰ ایسا متزلزل ہوا کہ اُس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش مجوس جو ہزار سال سے روشن تھی، بجھ گئی اور بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا، کسریٰ اس سے سخت پریشان ہوا۔ اور تمام نجومیوں کو جمع کر کے اس کی وجہ دریافت کی۔ سب نے جواب سے عاجزی کا اظہار کیا۔ آخر باذان والئ یمن کو حکم بھیجا۔ کہ بہت جلد ہونہار منجم بھیجے۔ چنانچہ اُس نے عبدالمسیح بن عمر بن بقیلہ غسانی کو بھیجا اُس نے کسریٰ سے تمام حال سُن کر کہا۔ کہ اس معاملہ کا فیصلہ میرا ماموں سطیح کاہن جو شام میں رہتا ہے دے سکتا ہے۔ میں اس میں کوئی رائے زنی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے وہاں بھیجا۔ جب یہ سطیح کے پاس آیا۔ تو اُسے قریب المرگ پایا۔ اُس نے سلام کیا۔ تو اُس نے سر اُٹھا کر کہا:۔

عبدالمسیح علیٰ جمل یسیح الیٰ سطیح وقد اوفی علی الضریح یا عبدالمسیح بعثک ملک بنی ساسان لارتجاس الایوان وخمود النیران ورؤیا الموبذان یا عبدالمسیح اذا غاضت بحیرۃ ساوۃ وفاض وادی السماوۃ نفقد ولد صاحب التلاوۃ وظھر خیر الادیان وزال ملک بنی ساسان وسیملک منھم ملوک وملکات علیٰ عدد الشرفات وکل ما ھو آت آت ثم خرجت نفسہ۔

اے عبدالمسیح! اُونٹ پر سیاحت کر کے سطیح کے پاس ایسے وقت آیا کہ اُس کی جان جا رہی ہے۔ اے عبدالمسیح ملک ساسان نے زلزلۂ ایوان اور خمود نیران

Marfat.com

اور خواب مؤبدان کی تحقیق کے لیے تجھے بھیجا ہے۔ اے عبدالمسیح جب بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔ اور وادی سماوہ سرسبز ہو گئی تو بے شک صاحب التلاوۃ نبی آخر الزمان کا ظہور ہو گیا۔ ان سے بہترین دین کا ظہور ہو گا۔ اور محل کے کنگروں کی تعداد تک ملوکیت ساسان اور باقی رہے گی۔ یعنی چودہ بادشاہ ہوں گے۔ اُس کے بعد جو کچھ ہو گا وہ ہو گا پھر اُس کی روح پرواز کر گئی۔

عبدالمسیح نے یہ سب حال کسریٰ کو سنایا۔ اسے گونہ تسکین ہوئی اور اس نے سمجھا۔ کہ چودہ سلطنت بدلنے کو مدت چاہیئے۔ لیکن قدرت الٰہی کہ چار سال کے عرصہ میں دس بادشاہ بدل گئے۔ اور چار جو باقی تھے وہ خلافت امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ تک ختم ہو گئے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں کاہن تھا۔ اور جن مجھے خبریں دیا کرتا۔ کہ ولادتِ حضورؐ کے وقت اُس نے مجھے کہا۔ کہ اب ہم خبر دینے سے قاصر ہیں۔ اس لیے کہ اب آسمان پر جب ہم جاتے ہیں۔ تو ہم پر شہابِ ثاقب پڑتے ہیں۔ لہٰذا اب تو بھی یہ کام چھوڑ۔ اور اُس ہادیٔ راہ کی تلاش کر۔ جو قبیلہ بنی لوئی بن غالب میں ظاہر ہوا ہے۔ اور مخلوقِ خدا کو ہدایت کی راہ پر بلاتا ہے۔ اور بت پرستی سے روکتا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ایک بار دو بار تک تو پرواہ نہ کی۔ جب اُس نے تیسری بار بھی یہی کہا۔ تو میرے دل میں حُبِ اسلام کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور میں حضورؐ کی خدمت میں مکہ معظمہ حاضر ہو کر شرفِ اسلام سے مشرف ہو گیا۔ ؎

اے نورِ سبحان السّلام — اے روحِ ایمان السّلام
اے چارۂ جان السّلام — اے دِل کے درمان السّلام
اے ختمِ دوران السّلام — اے فیضِ رحمان السّلام
اے بحرِ احسان السّلام — اے ابر مدار منن !!!

صبحِ ولادت کی صحیح تاریخ میں اختلاف ہے، مصر کے مشہور ہیئت دان فلکی نے دلائل ریاضی سے ثابت کر کے بتایا ہے۔ کہ حضورؐ کی ولادت ۹ ربیع الاول

یوم دوشنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی۔

صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ والا تبار کے انتقال کے وقت آفتاب میں گہن لگا تھا۔ اور سنہ ۱۰ھ تھا۔ اور اس وقت حضورؐ کی عمر مبارک کا تریسٹھواں سال تھا۔ بقاعدہ ریاضی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۰ھ کا گرہن ۷ جنوری ۶۳۲ء ۸ بج کر ۳۰ منٹ پر لگا تھا۔ اس حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر قمری ۶۳ برس پیچھے ہٹیں، تو ولادتِ باسعادت کا سال ۵۷۱ء نکلتا ہے۔ اور بقاعدۂ ہیئت ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ ۱۲ اپریل ۵۷۱ء نکلتی ہے۔ بہرحال اس پر اتفاق ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینہ میں دوشنبہ کے دن ولادت ہوئی۔ اور تاریخ یکم سے لے کر ۸ اور ۸ سے لے کر ۱۲ ربیع الاوّل کے اندر اندر تھی۔ اور چونکہ ربیع الاوّل مذکور کی ان تاریخوں میں دوشنبہ نویں ربیع الاوّل کو آتا ہے۔ بنا بریں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ تاریخ ولادت قطعاً ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو دوشنبہ کے دن ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶۹)

حَتّٰی غَدَا عَنْ طَرِیْقِ الْوَحْیِ مُنْهَزِمٌ
مِّنَ الشَّیَاطِیْنِ یَقْفُوْ اِثْرَ مُنْهَزِمِ

حلِّ لغات حتی غدا۔ حتی للغایت۔ غدا بمعنی اعرض۔ یہاں تک کہ پھرے۔ عن طریق الوحی۔ وحی کے راستہ سے۔ منھزم۔ از انہزام، گریز کرنا، بھاگنا۔ بھاگتے ہوئے۔ من الشیاطین۔ شیاطین۔ یقفوا۔ از قفوا بمعنی التبعیۃ، ایک پر ایک گرتے۔ اثر۔ بمعنی عقب، قدم پر۔ منھزم۔ بھاگنے والے کے۔

ترجمہ حتیٰ کہ وحی کے راستہ سے شیاطین ایک دوسرے کے پیچھے بھاگنے لگے۔

شرح یعنی شیاطین پر شہاب ثاقب کی ایسی بارش ہوئی۔ کہ سراسیمہ و پریشان ہو کر خبر آسمانی لے کر آنا تو کہاں اپنی جانیں بچا کر ایک پر ایک گرتا پڑتا

Marfat.com

واپس آرہا تھا۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے لکھا ہے۔ کہ یہ شہاب جس شیطان کے لگ جاتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ کو ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور جو زخمی ہوتا ہے۔ وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اُسی کو اُردو میں چھلاوہ کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۷۰) كَأَنَّهُمْ هَرَبًا أَبْطَالُ أَبْرَهَةٍ ۔ أَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصٰى مِنْ رَّاحَتَيْهِ رُمِيْ

حلِّ لغات کاَنّ۔ برائے تشبیہ، گویا کہ۔ ھربا۔ الفرار والخوف، اُن کا بھاگنا۔ ابطال۔ جمع بطل، شجعان، لڑنے والا بہادر۔ لڑنے والے بہادر۔ ابرھۃ۔ اسم ملک الیمن، بادشاہ ابرہہ کا ساتھا۔ او۔ یا۔ عسکر۔ اُس لشکر کی طرح ہلاکت تھی۔ بالحصٰی۔ جو اُن کنکریوں سے ہلاک ہُوا۔ من راحتیہ۔ راحتین، حذف النون، بضرورت الشعر کفِ دست، جو کنکریاں کفِ دست سے۔ رُمی۔ پھینکی گئیں۔

ترجمہ گویا شیاطین بھاگنے میں لشکرِ ابرہہ کے مانند تھے۔ یا اُس لشکر کی مثل جو حضورؐ کے دستِ مبارک کی کنکریوں سے مارا گیا۔

شرح ناظم قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں شیاطین کی تشبیہ بہادرانِ لشکرِ ابرہہ سے دی۔ اور دوسرا درجہ مشابہت میں شجاعانِ کفارِ قریش سے دیا۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ شیاطین شہبِ ثاقب سے ایسے ہوش باختہ ہو کر بھاگے۔ جیسے لشکرِ ابرہہ۔ جو انہدامِ کعبۃ اللہ کے لیے آیا تھا۔ اور عذابِ الٰہی سے ہلاک ہو کر اُن کے بچے کھچے بھاگے تھے۔ یا اُس لشکرِ کفار کی مانند شیاطین سراسیمہ و پریشان ہو گئے۔ جو بدر و حنین میں حضورؐ کے مقابلہ میں آئے۔ اور ایک کفِ دست کنکریوں کی تاب نہ لاسکے اور آنکھیں ملتے ہُوئے بھاگ پڑے۔ جس پر قرآن کریم نے فرمایا۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى[۱]۔

ابرہۃ الاشرم ملکِ یمن تھا۔ حبش وغیرہ اُس کے زیرِ نگین تھے۔ اور اصحابِ فیل

[۱] اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (پ ۹ ع ۱۶)

کا باعث اعظم بنا ہوا تھا۔ اس قصہ کو مفسرین نے مختلف صورتوں میں نقل کیا ہے۔ ہم اس جگہ تاریخ کامل ابنِ اثیر سے نقل کرتے ہیں:۔

ابرہہ کو جب یہ معلوم ہوا۔ کہ ایام حج میں نذر و ہدایا لے کر اطراف و جوانب سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ اور بیت اللہ کی زیارت کرتے ہیں۔ تو اُس نے تعصب و حسد اور تمرد و قساوت کی بنا پر شہر صنعا میں ایک نشاندار عمارت تعمیر کرائی۔ اور اُس کے در و دیوار پر سونا چاندی جواہرات لگائے۔ اور اپنی رعایا برایا کو اُس کے طواف کا حکم دیا۔ اسی اثنا میں بنی کنانہ کا ایک شخص جو اُس عمارت کی صفائی پر مقرر تھا۔ اُس میں پاخانہ کر کے بھاگ گیا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ درحقیقت یہ ملازم مکہ کا رہنے والا تھا اور اُس نے یہ فعل بغض و عناد سے کیا ہے۔ ابرہہ یہ سُن کر بہت برہم ہوا۔ اور عزم صمیم کیا۔ کہ اُس کے بدلے خانہ کعبہ کی توہین کرے۔ اسی اثنا میں ایک قافلہ اہل مکہ کا اس مکان کے قریب سے گزرا۔ رات اسی مقام پر قیام کیا۔ اتفاق سے یہ آگ اپنی ضرورت کے لیے جلا رہے تھے۔ کہ ہوا تیز چلی اور اس کی لپٹ اس مکان کو جا لگی۔ جو کچھ زیب و زینت کا سامان تھا۔ تمام جل گیا۔ وہ قافلہ یہ حال دیکھ کر فرار ہو گیا۔ ابرہہ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ اور بتایا۔ کہ وہ قافلہ مکہ والوں کا تھا۔ بس پھر کیا تھا ابرہہ کا غصّہ اور بھی بھڑکا۔ آخر اُس نے فوری حکم دیا۔ کہ ہاتھی اور فوج کثیر تیار رہو۔ اور محمود نامی سب سے بڑا ہاتھی ہماری سواری کے لیے لایا جائے۔ مختصر یہ کہ محمود ہاتھی پر ابرہہ سوار ہوا۔ اور لشکر سلیقہ سے آراستہ ہو کر صفیں درست کر کے روانہ ہوا۔ جب یہ لشکر طائف پہنچا۔ تو قبیلہ بنی ثقیف نے رہنمائی کے لیے ابوغال نامی ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا۔ ابوغال لشکر ابرہہ کو مقام مغمس تک پہنچا کر مر گیا۔ عرب نے اُس کی قبر کو سنگسار کر ڈالا۔ ابرہہ نے اول اسود بن مقصود کو مکہ روانہ کیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر اہلِ مکہ کے اونٹ اور مال پر لوٹ مار کی۔ اس میں دو سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی لوٹ لیے۔

پھر ابرہہ نے حناطہ حمیری کو مکہ روانہ کیا اور حکم دیا۔ کہ وہاں کے صنادید اور سرداروں کو یہ پیغام پہنچا دے۔ کہ میں تم سے لڑنے نہیں آرہا ہوں۔ بلکہ انہدام کعبہ میرا مقصد

Marfat.com

ہے۔ اگر تم میرے اس ارادے میں حائل نہ ہوئے۔ تو مَیں تم سے کوئی مزاحمت نہ کروں گا۔ ورنہ پھر جو مقابلہ میں آئے گا۔ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچے گا۔ حضرت عبد المطلب نے حناطہ حمیری کو اطمینان دلایا۔ اور کہا کہ ہمیں اس میں مزاحمت کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ ہمارے عقیدہ میں یہ خانۂ خدا ہے۔ اور اُس کے خلیل ابراہیم کی تعمیر کی ہوئی عمارت ہے۔ خدا رب العزت کو اختیار ہے کہ اپنا گھر گرانے دے یا گرانے سے ابرہہ کو روکے۔ ہماری طرف سے اُسے بے فکر رہنا چاہیئے۔

قاصد نے کہا آپ چلیں اور خود یہ سب باتیں بادشاہ سے کہہ دیں۔ آپ ساتھ ہو لیے۔ جب لشکر میں پہنچے، تو آپ کا ایک دوست ذونصر نامی اس لشکر میں تھا اُس کا حال معلوم کیا بتایا گیا۔ کہ وہ قید میں ہے۔ اس لیے کہ اُس نے ہدم کعبہ کے عزم سے ابرہہ کو روکا تھا۔ آپ قید خانہ میں اُس سے ملے۔ اور اپنے دو سو اُونٹوں کی بابت ذکر کیا۔ ذونصر نے اپنی معذوری اور قید کا عذر پیش کر کے ایک فیلبان کا پتہ دیا جس کا نام اُنیس تھا۔ اور اُسے سفارشی چِٹھی دی اور عبد المطلب سے کہا۔ یہ آپ کو ابرہہ سے ملا دے گا۔ پھر خود کہہ سُن لینا۔ چنانچہ آپ اُنیس سے ملے اور اُس کے ذریعہ ابرہہ تک پہنچے۔ اُنیس نے ابرہہ سے کہا۔ سردارِ قریش اور صنادیدِ مکہ یہی ہیں۔ ابرہہ نے آپ کی بہت تعظیم کی۔ اور حضرت عبد المطلب قدرتاً کچھ وجیہہ، جمیل اور بارُعب واقع ہوئے تھے۔ ابرہہ آپ کو دیکھ کر بہت متاثر ہُوا۔ اور تخت سے اتر کر آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ ترجمان سے کہا۔ ان سے دریافت کرو یہ کیا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے دو سو اُونٹ جو اسود بن مقصود لُوٹ میں لے گیا ہے وہ دِلا دیں۔ ابرہہ نے کہا۔ میں تمھیں دیکھ کر بہت مسرور ہُوا تھا۔ اور تمھاری عزت و عظمت میرے دِل پر سکہ زن ہو چکی تھی۔ مگر تمھاری درخواست سن کر میرا خیال بدل گیا۔ تم اپنے اُونٹ لینے میرے پاس آئے۔ اور خانہ کعبہ جو تمھارا دین و ایمان ہے۔ اُس کا تم نے ذکر تک نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بادشاہ اونٹ میری ملک ہیں۔ اس لیے اُن کی واپسی کی درخواست تجھ سے کر رہا ہوں۔ اور کعبۃ اللہ نہ میری مِلک، نہ میں اُس کا مالک۔ اُس کا مالک خود خدا

ہے ۔ وہ اپنے گھر کا مجھ سے بہتر محافظ ہے ۔ اس لیے مجھے ایسے زبردست محافظ کے ہوتے اُس کے لیے سفارش کرنے کی ضرورت نہیں ۔ ابرہہ نے کہا ۔ اچھا تم اپنے اُونٹ لے جاؤ ۔ اور مَیں دیکھوں گا ۔ کہ مجھ سے خانۂ کعبہ کو بچانے والی کون سی طاقت ہے ۔ عبدالمطلب اپنے اُونٹ لے کر مکّہ میں آ گئے ۔ اور اہلِ مکّہ کو خبردار کیا ۔ اور انھوں نے کہا ۔ کہ تم پہاڑوں میں پناہ گزین ہو جاؤ ۔ اس لشکرِ جرّار سے ٹکرانا تمھارے بل بوتہ کا کام نہیں ۔

پھر حضرت عبدالمطلب اُٹھے ۔ اور چند قریشیوں کو ساتھ لے کر کعبۃ اللہ میں آئے ۔ اور حلقۂ کعبہ پکڑ کر دعا حفاظت کعبہ کی ۔ اور فتح و نصرت مانگی ۔ چنانچہ آپ کی زبانِ مبارک پر جو اشعارِ دعائیہ جاری تھے ۔ اُن میں سے دو یہ ہیں ؎

یارب لا ارجولھم سواکا　　یارب فامنع منھم حماکا

ان عدوالبیت من عاداکا　　امنعھم ان یخربوا انساکا

اور علامہ خربوتی نے یہ اور لکھا ہے ۔ کہ جب آپ تخت ابرہہ کے پاس پہنچے ، تو آپ کی زبانِ مبارک پر یہ دعا تھی ۔ اللھم یاسمیع یا بصیر یا علیم یا خبیر انت جعلت نورحبیبک فی ستین سنۃ فحرمۃ صاحبہ لا تجعلنی حقیرا ولا تجعلا بین یدی الظالمین ۔ غرضکہ حضرت عبدالمطلب دعا کر کے معہ اپنے ہمراہیوں کے پہاڑ کی گھاٹیوں میں چلے گئے ۔ کہ اتنے میں صبح کے وقت ابرہہ نے بیت اللہ کی طرف چڑھائی کی ۔ اور محمود ہاتھی کو ہدمِ کعبہ کے لیے نامزد کیا ۔ جب محمود ہاتھی کعبۃ اللہ کی طرف ہانکا گیا ۔ تو نفیل بن حبیب خثعمی نے ہاتھی کا کان پکڑ کر کہا ۔ کہ محمود اگرچہ میں تیرا مہاوت یعنی فیلبان ہوں ۔ لیکن اس وقت تو میری فرمانبرداری نہ کر ۔ اور جہاں سے آیا ہے ۔ خیریت سے واپس لوٹ جا ۔ کیونکہ اس وقت تو خدا کے محترم شہر میں ہے ۔ محمود نے یہ سنتے ہی نفیل کو اپنے اوپر سے گرا دیا ۔ نفیل دوڑ کر پہاڑی پر چڑھ گئے لشکریوں نے اس ہاتھی کو بہت مارا ۔ مگر اُس نے ایسی گردن گرائی کہ اُٹھا ہی نہیں ۔

جب اُسے یمن کی طرف ہانکا ۔ تو تیز تیز چلنے لگا ۔ پھر اُسے کعبہ کی طرف ہانکا ۔ تو گردن

Marfat.com

ڈال دی - ابھی یہی ضد اضدی ہو رہی تھی - کہ من جانب اللہ دریا کی طرف سے ابابیل پرندوں کا ایک لشکر اُڑتا ہوا آیا - جس کے پاس ایک ایک سنگریزہ چونچ میں ایک ایک پنجوں میں تھا - جس کی جسامت مسور کے دانہ سے زائد نہ تھی اور لشکر ابرھہ پر یہ پرندے چھا گئے - اور وہ کنکریاں پھینکنی شروع کیں - بس جس کے اوپر یہ کنکری پڑتی تھی - اُسے ہلاک کر دیتی تھی - تھوڑی دیر میں لاشوں کا ڈھیر ہو گیا -

پھر ایک سیل آیا - جو تمام لاشوں کو بہا کر دریا میں لے گیا - جو سنگریزوں سے بچے، وہ واپس اپنے راستہ پر لوٹے - نفیل بن حبیب فیلبان سے راستہ پوچھنے لگے - تو انھوں نے جواب میں کہا ؎

ابن المفر والالٰہ الطالب

والاشرم المطلوب غیر الغالب

غرضیکہ بحالتِ سراسیمگی مکّہ سے بھاگے، تو راستہ میں ہلاک ہوتے چلے گئے - اور ابرھہ بے یار و مددگار مقام صنعا تک پہنچا - تو یہاں آکر اسے ایسا مرض لاحق ہوا - کہ اُس کے اعضاء ایک ایک کر کے گر گئے - اور چند دن میں ہلاک ہو گیا -

مصرعِ ثانی میں جو وعسکر بالحصیٰ من راحتیہ رمی فرمایا ہے وہ اُس معجزہ کی طرف اشارہ ہے - جو جنگِ بدر اور حنین میں ظاہر ہوا - اُس کا مختصر قصّہ یوں ہے - کہ جب لشکرِ کفار پوری جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہوا - تو حضورؐ نے شاہت الوجوہ فرما کر ایک مشت سنگریزوں کی اُن کی طرف پھینکی - جس کا یہ اثر ہوا - کہ ایک مشت سے ہزاروں کی آنکھوں میں کنک پڑ گئی - اور وہ آنکھیں ملتے ملتے فرار ہو گئے - اور جاء الحق وزہق الباطل کا ظہور ہو گیا - مصرع کے اخیر میں رمی بصیغہ مجہول اس لیے استعمال کیا - کہ ایک مشت ریگ ہزاروں کی آنکھوں میں درحقیقت قوّتِ خداوندی سے پہنچی - تو وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی کے ماتحت اس میں فاعلِ حقیقی حضرت عزت و عظمت تبارک و تعالیٰ عزاسمہٗ تھا - جس نے اپنی قوّت کا مظاہرہ دستِ محبوب سے کرایا - یا پردۂ محبوب میں اپنی شان دکھائی -

Marfat.com

ولله الحمد

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بیقرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

ادھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمھاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ باد دامن کا
اُمیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمھاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے کفشِ پائے حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں
اُنھیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

Marfat.com

فصل خامس
معجزات کے بیان میں

(۱۷)
نَبْذاً بِہٖ بَعْدَ تَسْبِیْحٍ بِبَطْنِہِمَا
نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَاءِ مُلْتَقِمٖ

حلِّ لغات نبذا۔ الرمی من الید۔ پھینکنا اُن کا۔ بہ۔ اُن کنکریوں کو دشمن کی طرف۔ بعد تسبیح۔ بعد تسبیح کے۔ ببطنہما۔ ای فی بطن الراحتین۔ کہ وہ اُن کی مٹھی میں تسبیح کر رہی تھیں۔ نبذا۔ ای کنبذ۔ مثل اُس پھینکنے کے۔ المسبح۔ جو تسبیح کرنے والے کو۔ من احشاء۔ جوف بطن سے پھینکا۔ ملتقم۔ التقام۔ نگل جانا، نگل جانے کے بعد۔

ترجمہ یعنی حضورؐ کا دشمنوں کی طرف سنگریزوں کا پھینکنا اُس وقت تھا جب کہ وہ کنکریاں حضورؐ کے دستِ اقدس میں سبحان اللہ کہہ رہی تھیں، یہ ایسے پھینکنا تھا۔ جیسے حضرت یونس تسبیح کے ساتھ مچھلی کے پیٹ سے تسبیح کے ساتھ نکلے۔

شرح حدیث میں ہے۔ کہ انہ علیہ السلام لما اخذ بقبضۃ من الحصیات بالوحی سبحن فی کفہ وھو یسمع ثم اعطاھا ابوبکر فسبحت ایضاً فی کفہ ایضاً وھو یسمع ثم اعطاھا عمر فسبحت فی کفہ اعضا وھو یسمع ثم اعطاھا عثمان ثم اعطاھا علیا فسبحت فی کفھما وھو یسمعان۔ یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ کنکریاں بحکم الٰہی اُٹھائیں۔ تو وہ تسبیح کر رہی تھیں۔ اور حضورؐ مسموع فرما رہے تھے۔ پھر حضورؐ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائیں تو اُن کے ہاتھ میں وہ تسبیح کر رہی تھیں۔ اور آپ سن رہے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائیں۔ تو وہ بدستور مسبح تھیں، اور آپ سن رہے تھے۔ پھر حضرت عثمانؓ کو پھر حضرت علیؓ کو عطا کیں۔ اور یہ بھی وہ تسبیح سُن رہے تھے۔

Marfat.com

تو تشبیہاً ناظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور نے اپنے کفِ مبارک سے سنگریزے دشمنوں کی طرف ایسے حال میں پھینکے۔ کہ وہ ہر دو کفِ دست میں سبحان اللہ کہتے تھے۔ تو جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السّلام کو شکمِ ماہی میں تسبیح لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ سُبْحٰانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کی تلقین کی۔ اور اس کی برکت سے اُس مچھلی نے اپنے شکم سے آپ کو باہر اُگل دیا تھا۔ اور آپ نے اُس ظلمت کدۂ شکم سے نجات حاصل کی تھی۔ اسی طرح کفِ دست محبوب دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنگریزوں کا نکل کر دشمن کی طرف جانا فتح لشکرِ اسلام کا موجب ہُوا۔ (اقتباس از اخبار الدول و آثار الاول)

قصّہ یونس علیہ السلام مختصراً یہ ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام اہالیانِ نینوا پر مبعوث ہوئے تھے۔ یہ شہر موصل کے مقابلہ میں واقع ہے۔ اور دریا دجلہ ان دونوں کے مابین حدِّ فاصل ہے۔ شہر نینوا کے باشندے بت پرست تھے۔ آپ نے ایک مدّت تک انھیں دعوت توحید دی۔ لیکن انھوں نے قبول نہ کیا۔ باآنکہ آپ سے جو مطالبات قوم نے کیے۔ آپ نے انھیں پورا کیا۔ چنانچہ قوم نے کہا کہ پانی سے آگ نکالیے۔ اور اُسے بغیر دوسرے ایندھن کے قائم رکھیے۔ آپ نے اُنھیں آگ نکال کر قائم کر کے دکھا دی۔ مگر اُن کی سرکشی بدستور ویسی ہی رہی۔ جب آپ اُن کی ہدایت کی طرف سے مایوس ہو گئے۔ تو آپ نے دعا کی۔ جبرئیل حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ قوم کو فرما دیں۔ کہ اب تم پر عذاب آنے والا ہے آپ نے بموجب پیشگوئی جبرئیل قوم کو فرما دیا مگر پھر بھی اُنھوں نے پرواہ نہ کی۔ آخر ش آپ رات کو معہ اپنے دونوں صاحبزادوں اور اپنی بیوی کے نینوا سے ہجرت فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ عذاب رونما ہُوا۔ بادِ سموم اور دھواں پھیلا۔ کہ قوم ہوش میں آئی۔ اور حضرت یونس علیہ السّلام کی تلاش میں نکلی۔ جب آپ نہ ملے۔ تو انھیں عذاب کا یقین ہو گیا۔ سب جمع ہوئے۔ اور عجز و نیاز کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں توبہ کی اور زاری شروع کر دی۔ بت پرستی چھوڑ دی۔ اور بغرض حصول رحمت اولادوں کو ماؤں سے علیحدہ رکھ کر دعائیں کیں ٹاٹ پہر میلا کچیلا لباس پہن کر رونے لگے۔ جو کسی سے ظلماً چھینا یا رکھ لیا تھا۔ وہ واپس کر دیا۔

لہ کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہُوا۔ (۱۲ پ ۱۷ ع ۶)

Marfat.com

اور جنگل میں آکر پکارے۔ الٰہی تیرے نبی یونس علیہ السلام اور تمام انبیاء پر ہم ایمان لائے۔ اب ہماری خطا معاف فرما دے۔ یہ کہہ کر سب سجدہ میں گر گئے۔

ملائکہ عذاب کو حکم ہوا۔ کہ عذاب واپس کر لیں۔ تمام قوم خوش و خرم واپس ہو گئی۔ اور بروایت صحیحہ یہ ہے۔ کہ قومِ یونس پر یہ تمام آثاراتِ عذاب آئے تھے۔ نہ کہ عذاب، اس لیے کہ عذاب آنے کے بعد واپس نہیں ہوتا اِنَّ عذابی غیر مردود صاف ارشاد ہے۔

اب حضرت یونس علیہ السلام واپس لوٹے۔ کہ قوم کا حال دیکھیں تو راستہ میں شیطانِ لعین ایک ضعیف العمر کی صورت میں ملا۔ آپ نے اُس سے دریافت فرمایا۔ کہ کہاں سے آرہا ہے۔ اُس نے کہا۔ شہر نینوا سے آپ نے فرمایا۔ آج وہاں کے لوگوں پر کیسی گذری شیطان نے کہا کہ یونس نبی علیہ السلام نے عذاب کی خبر دی تھی۔ مگر عذاب نہ آیا۔ اس قوم کو یہ یقین ہو گیا۔ کہ وہ نبی نہ تھے۔ یہ سُن کر یونس علیہ السلام کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ مَیں ایسی قوم میں جانا نہیں چاہتا جو مجھے جھوٹا جانتی ہے۔ اور بلا اذن الٰہی دوسری طرف روانہ ہو گئے حتیٰ کہ آپ چلتے چلتے معہ اپنے دونوں صاحبزادوں اور بیوی کے دجلہ کے کنارے پر پہنچے اور پہلے بڑے صاحبزادے کو دریا پار اتار آئے۔ بعدہٗ چھوٹے صاحبزادے کو لے کر دجلہ کے وسط میں پہنچے تو پانی زیادہ ہو گیا۔ اور چھوٹے صاحبزادے ڈوب گئے۔ اور جو بڑے صاحبزادے کو پرلے کنارے چھوڑ آئے تھے، دیکھا کہ انھیں بھیڑیا لے گیا۔ آپ پانی سے نکل کر بھیڑیئے سے چھڑانے کو دوڑے۔ تو بھیڑیا بحکمِ الٰہی بولا۔ کہ یونس واپس ہو جائیں۔ صاحبزادے کو مَیں نے بحکم الٰہی پکڑا ہے۔ اب یہ آپ کے ہاتھ نہ آئیں گے۔ آپ راضی برضا واپس اپنی بیوی کی طرف تشریف لائے۔ تو یہاں وہ نہ ملیں۔ تو آپ سخت غمگین ہو کر رونے لگے۔ اور روتے روتے سمندر تک پہنچے۔ وہاں ایک کشتی پار جانے کو تیار کھڑی تھی۔ آپ نے کشتی والوں سے پار جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اُن لوگوں

لہ بے شک میرا عذاب پھیرا نہ جائے گا۔ ۱۲

نے آپ کو سوار کر لیا۔ جب کشتی قدرے کنارے سے دور ہوئی۔ تو ایسا طوفان اُٹھا کہ کشتی ڈوبنے کے قریب ہو گئی۔

سب کشتی والوں نے جمع ہو کر فیصلہ کیا۔ کہ کشتی میں کوئی خطا کار شخص ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اس کشتی میں ایک غلام اپنے آقا سے بھاگا ہُوا ہے۔ جب تک تم اُسے دریا میں نہ ڈالو گے، نجات نہ پاؤ گے۔ اسی اثنا میں ایک بڑی مچھلی نمودار ہوئی۔ اور منہ کشتی کی طرف کھولے ہوئے آنے لگی۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ سب بلائیں تم پر میرے سبب سے ہیں۔ مجھ کو دریا میں ڈال دو۔ تمھیں امن مل جائے گا۔ اہلِ کشتی نے کہا۔ کہ بغیر قرعہ ڈالے ہم ایسا ہرگز نہ کریں گے۔ آخر تین بار قرعہ اندازی کی گئی۔ تینوں بار حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر ہی قرعہ پڑا۔ جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ[۱] ای من المغلوبین۔

ناچار آپ کو دریا میں ڈالا۔ اور علی الفور مچھلی نے آپ کا لقمہ کیا۔ یہ وقت نصف رات کا تھا۔ اس اعتبار سے آپ پر تین تاریکیاں تھیں ایک تاریکی شب دوسری تاریکی دریا، تیسری تاریکی شکم ماہی۔ چنانچہ یونس علیہ السلام نے ان تاریکیوں میں پھنس کر اپنے رب کو پکارا۔ اور ان الفاظ میں پکارا۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

اس دعا پر جنابِ باری کی طرف سے مچھلی کو حکم ہُوا۔ کہ ہمارے یونس کو محفوظ رکھ۔ چنانچہ بحکمِ الٰہی آپ ایک مدت تک شکمِ ماہی میں رہے اور صحیح روایت یہ ہے کہ آپ چالیس روز اُس کے پیٹ میں رہے جب یہ مچھلی گھومتے گھومتے اُسی جگہ پہنچی۔ جہاں آپ کو لقمہ کیا تھا۔ تو ساحل پر آکر آپ کو اُگل دیا۔ تو آپ کا جسدِ اطہر اب ایسی حالت میں تھا۔ جیسے انڈے سے چوزہ نکلتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے درخت کدو پیدا فرما دیا۔ جس روز آپ شکمِ مادر سے نکلے تھے محرم الحرام کی ۷ تاریخ تھی۔ پھر بحکمِ الٰہی آپ کے پاس ایک آہو مادہ (ہرنی) آگئی اور اس نے اپنا دودھ پلانا شروع کر دیا۔ اسی طرح چالیس دن میں آپ کو کچھ طاقت حاصل ہوئی۔ تو آپ نے دیکھا کہ کدو کی بیل خشک ہے۔ اور وہ

---

[۱] اس قرعہ ڈالا تو دھکیلے ہوؤں میں ہُوا۔ پ ۲۳ ع ۹

ہرنی بھی غائب ہے۔ تو آپ کو صدمہ ہوا اور آپ رونے لگے۔ تو آپ پر وحی آئی۔ کہ یونس ایک بیل کدو کی اور ہرنی کے ضائع ہونے پر تم رنج کر رہے ہو۔ اور ایک لاکھ ستّر ہزار آدمی جو اولادِ ابراہیم علیہ السلام سے تھے۔ اُن کی ہلاکت پر تمھیں رنج نہ ہوا۔

اتنے میں ایک فرشتہ دو حُلّے لایا۔ اور آپ کو وہ پہنائے۔ اور کہا یونس اپنی قوم میں تشریف لے جائیں۔ کہ وہ آپ کے مشتاق ہیں آپ بحکم الٰہی وہاں تشریف لے چلے۔ راستہ میں ایک گاؤں آیا۔ وہاں دیکھا۔ کہ ایک شخص کے ساتھ ایک عورت ہے۔ اور وہ پکار رہا ہے۔ کہ جو شخص اس عورت کو شہر نینوا میں یونس بن متی کے پاس پہنچا دے۔ اُس کو سو مثقال سونا دوں گا۔ آپ نے جو دیکھا۔ تو وہ آپ کی بیوی تھیں۔ آپ اُس کے پاس گئے۔ اور قصّہ دریافت کیا۔ اُس نے کہا۔ یہ عورت دریا کے کنارے اپنے شوہر کی منتظر تھیں۔ کہ وہاں ایک بادشاہ شاہانِ نواحی سے گزرا۔ اور انھیں جبراً اپنے گھر لے گیا۔ جیسے آپ کے ساتھ بُری نیت کا اظہار کیا۔ تو خدا نے اُس کے دونوں ہاتھ پیر شل کر دیے۔ بادشاہ نے اس پاک بی بی سے درخواستِ دعا کی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ تو وہ اچھا ہو گیا۔ اُس نے انھیں میرے حوالہ کیا۔ اور سو مثقالِ زرِ خالص دیے۔ کہ میں انھیں شہر نینوا میں یونس بن متی کے پاس پہنچا دوں۔

آپ نے اپنا نام مبارک بتایا۔ اور زوجہ محترمہ نے تصدیق کی۔ اُس نے سو مثقال اور بی بی صاحبہ کو آپ کے حوالے کر دیا۔ ابھی آپ مع اپنی زوجہ محترمہ کے دو فرسخ چلے تھے۔ کہ دوسرا گاؤں ملا۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا۔ جو سوار ہے اور اُس کے پیچھے آپ کے چھوٹے صاحبزادے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ وہی صاحبزادے ہیں۔ جو دریا میں ڈوب گئے تھے آپ نے صاحبزادہ کو لیا، اور گلے لگایا۔ سوار نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں یونس بن متی ہوں۔ اور یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ نے گزشتہ قصہ پوچھا۔ اُس نے کہا میں ماہی گیر ہوں۔ ایک روز میں نے دجلہ میں جال ڈالا۔ تو اُس میں یہ صاحبزادے آ گئے میں نے دیکھا تو زندہ تھے۔ کہ اتنے میں غیب سے آواز آئی۔ کہ اس بچے کو اچھی طرح رکھو۔ جب تک تیرے پاس اس کے والد حضرت یونس بن متی تشریف نہ لائیں۔ جیب ۵۹

Marfat.com

آئیں۔ اُن کے حوالے کرنا۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور آگے چلے۔ تو سر راہ دیکھا کہ ایک لڑکا بکریاں چرا رہا ہے۔ اور بار بار دعا کرتا ہے۔ کہ الٰہی مجھے میرے والد سے جلدی ملا دے۔ آپ نے دیکھا تو وہ بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ نے انھیں گلے لگایا اور ساتھ چلنے کو فرمایا۔ اُنھوں نے عرض کی۔ ابا جان! یہ بکریاں اس گاؤں والے کی ہیں۔ اُس کے حوالے کر دوں۔ پھر حضور کے ساتھ چلوں۔ آپ صاحبزادہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ گاؤں میں ایک مکان کے دروازہ پر ایک ضعیف العمر بیٹھے ہیں۔ یہ پہنچے، بکریاں سپرد کیں اور فرمایا۔ یہ میرے والد بزرگوار ہیں۔ وہ اُٹھے۔ اور اُنھوں نے آپ کے ہاتھ چومے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو اس لڑکے کا حال معلوم ہے۔ اُنھوں نے کہا۔ ہاں میں ان بکریوں کو چرا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ لڑکا ایک بھیڑیئے کی کمر پر سوار ہے۔ اُس بھیڑیئے نے اپنی کمر سے اس لڑکے کو میرے پاس آکر اُتار دیا۔ اور بزبان فصیح بولا کہ چرواہے اس لڑکے کو بحفاظت اپنے پاس رکھ۔ اس کے باپ یونس بن متی جب تشریف لائیں اُن کے سپرد کر دینا۔ کہ یہ اُس کا فرزند ہے۔ آپ آگے چلے تو نینوا کے قریب میں ایک چرواہا ملا آپ نے اُس سے دودھ مانگا۔ اُس نے کہا جب سے ہمارے نبی حضرت یونس علیہ السلام ہم سے جدا ہوئے ہیں ہم نے دودھ نہیں چکھا آپ نے فرمایا اچھا ایک بکری میرے پاس لاؤ۔ وہ لایا آپ نے اُس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا۔ وہ دودھ اُتار لائی۔ آپ نے دودھ دوہا یہ دیکھ کر چرواہا تعجب میں آگیا اور کہنے لگا کہ اگر حضرت یونس زندہ ہیں۔ تو وہ آپ ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں یونس میں ہی ہوں۔ یہ سُن کر چرواہا آپ کے قدموں میں گر گیا۔ آپ نے فرمایا تو شہر میں جا اور قوم کو میری خبر پہنچا دے۔ عرض کرنے لگا۔ حضور وہ لوگ میرا یقین نہ کریں گے۔ آپ نے فرمایا۔ بکریاں ساتھ لے جا وہ تیری تصدیق کریں گی۔ آخرش چرواہا بکریاں لے کر چلا۔ اور جب وسط شہر میں پہنچا تو پکارا۔ اے لوگو! مبارک ہو ہمارے نبی یونس علیہ السلام واپس تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں نے اُسے جھٹلایا تو اُس نے کہا میں سچا ہوں اور میری تصدیق یہ بکریاں کریں گی چنانچہ بکریوں نے باذن الٰہی تصدیق کی۔

شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ نینوا کو پہنچی وہ تخت سے اُترا۔ اور تمام اہل شہر کو ساتھ لے کر اس جنگل میں حضرت یونس علیہ السّلام کی زیارت کی اپنے ساتھ شہر میں لے گئے۔ اور بادشاہ نے تخت پر آپ کو بٹھایا۔ خود خادمانہ طور سے آگے دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ گھر گھر خوشی ہونے لگی۔ چند روز بعد بادشاہ مر گیا تو آپ نے اُس چرواہے کے لڑکے کو بلا کر تخت نشین فرما دیا۔ واللہ علی کل شئی قدیر۔

علامہ خرپوتی اپنی شرح میں امت یونس علیہ السّلام کی تعداد ایک لاکھ ستّر ہزار تحریر فرما رہے ہیں۔ اور باقی بھی قصہ اختصاراً تحریر فرمایا ہے۔ اور اپنا ماخذ قصص الانبیا للثعلبی بتایا ہے۔

(۶۲) جَآءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

حلِّ لغات جاءت۔ آئے انت۔ صیغہ ماضی مونث۔ اور آئے۔ لدعوتہ۔ ان کے بلانے سے۔ الاشجار۔ جمع شجر۔ درخت۔ ساجدۃ۔ اسم فاعل۔ سجدہ کیے ہوئے۔ تمشی۔ صیغہ مضارع چلتے ہوئے۔ الیہ۔ اُن کی طرف۔ علٰی ساق۔ ساق پنڈلی۔ اوپر اپنی پنڈلیوں کے۔ بلا قدم۔ بغیر قدموں کے۔

ترجمہ اور آئے درخت حضور کے بلانے سے سجدہ کرتے ہوئے آپ کی طرف اپنے تنہ یعنی پنڈلیوں سے بغیر قدم کے۔

شرح اس بیت مبارک میں حضور کے اس معجزہ کا تذکرہ ہے جو حضور سے متعدد بار ظہور میں آیا۔ مواہب اور شفا شریف میں ہے۔ امام احمد حضرت ابوسفیان سے راوی ہیں قال جاء جبریل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم وھو حزین قد خضب علیہ السلام بالدماء حیث ضربہ بعض اھل مکۃ فقال لہ جبرائیل اتحب اریک آیۃ فقال نعم فقال ادع

Marfat.com

تلك الشجرة التی وراء الوادی فدعاها فجاءت تمشی حتٰی قامت بین یدیہ فقال مرھا فلترجع الٰی مکانھا فامرھا فرجعت الٰی مکانھا فقال علیہ السلام حسبی حسبی فرماتے ہیں حضورؐ کے خدمت اقدس ہیں جبریل حاضر ہوئے۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم پر کفار مکہ کے بعض خبثاء نے حملہ کیا تھا۔ جس سے حضورؐ نے خون کا سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا۔ اور حضورؐ کچھ غمگین تھے۔ کہ روح الامین نے عرض کی حضورؐ چاہیں تو کوئی نشانی ملاحظہ فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں جبریل نے عرض کی اس درخت کو حضورؐ بلائیں جو ایک وادی کے پیچھے ہے۔ حضورؐ نے بلایا تو وہ انسان کی طرح چلتا ہوا حضورؐ کے سامنے آیا پھر عرض کی اب حکم فرمائیں کہ یہ اپنی جگہ واپس جائے حضورؐ نے حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا۔ یہ مجھے کافی ہے۔ یہ مجھے کافی ہے۔

دوسری روایت حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جاء اعرابیؓ وسأل منہ علیہ السلام اٰیۃ فقال لہ قل لتلك الشجرۃ ان رسول اللہ یدعوك فمالت الشجرۃ عن یمینھا وشمالھا وبین یدیھا وخلفھا فتقطعت عروقھا ثم جاءت حتی وقفت بین یدے رسول اللہ علیہ السلام فقالت السلام علیك یا رسول اللہ قال الاعرابی مرھا فلترجع الی منبتھا فامرھا فرجعت فدلت عروقھا فی موضعھا ط

ایک اعرابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور صداقتِ نبوت پر نشان طلب کیا۔ حضورؐ نے فرمایا جا اور اُس درخت کو کہہ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم تجھے طلب طلب فرما رہے ہیں بدوی نے جا کر کہا علی الفور وہ درخت متحرک ہوا اور یمین وشمال (دائیں بائیں) سے اپنی جڑوں کے جوڑ توڑ کر حضورؐ کے سامنے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا السلام علیک یارسول اللہ پھر اعرابی نے عرض کی کہ اسے حکم کیجئے کہ اپنی جگہ واپس جائے حضورؐ نے حکم فرمایا وہ واپس چلا گیا اور اپنی جڑوں سے جا ملا۔

اور ایک حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم طہارۃ کے لیے تشریف لے گئے۔ میدان لق ودق تھا۔ کوئی شئے پردہ داری کو نہ تھی۔ مگر جنگل کے کناروں پر دو درخت کھڑے تھے تو حضورؐ نے اُن کی ڈالیاں پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا انقادی معی باذن اللہ چلو میرے ساتھ اللہ کے حکم سے وہ ایک درخت چلا اور دوسرے کے پاس آگیا تو حضورؐ نے انھیں فرمایا۔ التئما علی باذن اللہ دونوں ملے رہو اللہ کے حکم سے فالتآمتا دونوں ملے رہے بعد قضاء حاجت حضورؐ نے فرمایا افترقتا الی اماکنہا علیحدہ علیحدہ ہوکر دونوں اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ۔ چنانچہ چلے گئے۔ اور ایسی ہی ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔

اس ایک معجزہ میں چند خارق عادات امور ثابت ہوتے ہیں۔

اوّل۔ نباتات کا فہم وخطاب۔ دوم۔ نباتات کی مشی (چال) مثل حیوانات۔ سوم۔ شہادۃِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از نباتات

مولای صل وسلم دائما ابدا   علی حبیبک خیر الخلق کلهم

(۷۳)

كَأَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِمَا كَتَبَتْ
فُرُوعُهَا مِنْ بَدِيعِ الْخَطِّ فِي اللَّقَمِ

حلّ لغات کانّما۔ گویا کہ۔ سطرت۔ سطر کھینچ رہے تھے۔ سطرا۔ سیدھی سطر۔ لما کتبت۔ جیسے کہ لکھنے میں لکھتے ہیں۔ فروعھا۔ شاخیں اُن درختوں کی۔ من بدیع الخط۔ یعنی مثل خطِ بدیع۔ خوشخط لکھائی سے۔ فی اللقم۔ ہر دو میانہ راہ۔ سطروں کی مابین تھیں۔

ترجمہ گویا وہ درخت ایک خط کھینچتے ہوئے آرہے تھے۔ اور اُن کی شاخیں مابین السطور خوبصورتی پیدا کر رہی تھیں۔

شرح مفہوم ظاہر ہے کہ حضورؐ کے بلانے پر وہ درخت ایسی سیدھی اپنی شاخوں کے ساتھ ملحق آئے تھے کہ گویا ایک سیدھی سطر اپنی

Marfat.com

راہ ہیں لکھتے ہوئے آرہے ہیں کہ من اطاعہ نجی ومن ترکہ غرق۔

اس بیت مبارک میں ایک ہدایت بھی ہے کہ جب شجر و حجر اس طرح امتثال امر میں جھکتے رہے ہیں تو مسلمان انسان تو اطاعت و امتثال میں اَولیٰ بالمبادرۃ ہونا چاہیئے۔

سلک الشجر نطق الحجر شق القمر باشارتہ

مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنّٰی سَارَ سَائِرَةٌ
تَقِیْهِ حَرَّ وَطِیْسٍ لِلْهَجِیْرِ حَمِیْ

(۴۷)

حل لغات مثل الغمامۃ۔ غمامہ بادل۔ مثل بادلوں کے۔ انی۔ جہاں کہیں۔ سار۔ ماضی از سیر۔ تشریف لے جائیں۔ سائرۃ۔ سیر کرنے کو۔ تقیہ۔ مضارع۔ از وقایت بچانا۔ بچانے کے لیے۔ حر۔ گرمی سے۔ وطیس۔ تنور آہنی۔ استعارہ از حرارت شدید۔ تیز حرارت۔ للہجیر۔ ہجیر۔ گرما دوپہر۔ اور گرمی دوپہر سے۔ حمی۔ ماضی از حمیٰ۔ گرم ہونا۔ جو گرم کردے۔

ترجمہ حضورؐ جہاں تشریف لے جاتے ایک بادل جیسی چلنے والی چیز حضورؐ کو دوپہر کی گرمی سے بچانے کے لیے ساتھ ہوتی تھی۔

شرح ابر اور آسمان و زمین تمام حضورؐ کے متبع تھے چنانچہ ایک ابر حضورؐ کے ساتھ چلنے والا تھا جہاں کہیں حضورؐ تشریف لے جاتے وہ حضورؐ پر سایہ کیے ہوئے ہمراہ ہوتا۔

۱؎ جس نے حضورؐ کی فرمانبرداری کی وہ نجات پا گیا اور جس نے ان کے طریقہ کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔ ۱۲

۲؎ فرمانبرداری میں جلدی کرنی چاہیئے۔ ۱۲

۳؎ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے درخت چل پڑے، پتھروں نے کلام کیا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ۱۲

Marfat.com

صحیح احادیث میں ہے انہ علیہ السلام اذا نام فی الصحراء کانت تجیئ لہ الاشجار و تظلہ ولان الغمامۃ سبب لانبات النباتات والاشجار یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگل میں آرام فرماتے تو درخت جمع ہو کر حضورؐ پر سایہ کرتے اس لیے کہ ابر (نباتات اور درختوں کے اگانے کا سبب ہے) تو ناظم فاہم رحمہ اللہ نے سبب کو دکھا کر تمام وہ چیزیں مضمر فرما دیں۔ جو اس کے ذریعہ پیدا ہوتی ہیں۔

اور اس بیت مبارک میں قصہ بحیرا راہب کی طرف بھی اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ جب حضورؐ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مال سے برائے تجارت ملک شام تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک سپید ابر حضورؐ کے لیے بھیجا کہ وہ حضورؐ پر دھوپ سے سایہ کرتا ہوا چلے۔ جب قافلہ صومعہ بحیرا راہب کے پاس پہنچا اور اس کے گرجا کے قریب اترا تو جس درخت کے نیچے قافلہ اترا وہ خشک تھا اس قافلہ کے اترتے ہی وہ سرسبز ہو گیا۔ بحیرا اپنے صومعہ سے نکلا۔ اور دیکھا کہ ایک ابر اس قافلہ پر سایہ گستر ہے۔ اس نے جان لیا کہ اس قافلہ میں کوئی نبی ہے۔ چنانچہ اس نے تمام قافلہ کی دعوت کی تاکہ صاحب غمام کو پہچانے۔ دعوت میں سب گئے اور سامان کی محافظت کے لیے حضورؐ کو اس لیے چھوڑ گئے کہ سب سے زیادہ اعتماد ان کو حضورؐ پر تھا۔

راہب نے دیکھا کہ ابر بدستور اس جگہ ہے۔ اور قافلہ کے لوگ دعوت میں آ چکے ہیں۔ راہب نے پوچھا ھل بقی منکم احد فی مکانکم کیا تم سے کوئی اپنی قیام گاہ پر رہ گیا ہے۔ اہل قافلہ نے کہا ایک سامان کی محافظت کے لیے رہ گئے ہیں۔ راہب نے کہا انہیں بھی بلا لو چنانچہ جب حضورؐ تشریف لائے تو راہب نے دیکھا تو وہ ابر در دروازہ صومعہ پر ہے۔ راہب نے کہا۔

یا شاب من ای بلد انت ۔ اے جوان تم کس شہر کے رہنے والے ہو حضورؐ نے فرمایا میں مکہ کا رہنے والا ہوں۔ راہب نے کہا من ای قبیلۃ آپ

Marfat.com

کس قبیلہ سے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا قریش سے راہب نے کہا ما اسمک آپ کا اسم مبارک کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میرا نام محمدؐ ہے۔

یہ سن کر راہب حضورؐ کی طرف گرا اور پیشانی اقدس کو چومنے لگا اور کہنے لگا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط اور اسلام لے آیا۔ ~

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی — مشکل آسان الٰہی میری تنہائی کی
لاج رکھ لی طمع عفو کے سودائی کی — اے میں قربان مرے آقا بڑی آقائی کی
عرش تا فرش سب آئینہ ضمائر حاضر — بس قسم کھائیے اُمّی تیری دانائی کی
شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال — دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی
چاند اشارے پہ ہلا حکم کا باندھا سورج — واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی
تنگ ٹھہری ہے رضا جس کیلئے وسعت عرش — بس جگہ دل میں ہے اُس جلوہ ہرجائی کی

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَہٗ
مِنْ قَلْبِہٖ نِسْبَۃً مَّبْرُوْرَۃَ الْقَسَمِ

(۷۵)

حلّ لغات اَقْسَمْتُ ۔ ماضی متکلم از قسم ۔ قسم کھاتا ہوں میں ۔ بِالْقَمَرِ اُس چاند کی ۔ اَلْمُنْشَقِّ ۔ جو شق ہوا ۔ اِنَّ لَہٗ ۔ کہ بے شک اُس چاند کو ۔ مِنْ قَلْبِہٖ ۔ قلبِ محبوب سے ۔ نِسْبَۃً ۔ نسبت ہے ۔ مَبْرُوْرَۃَ الْقَسَمِ ۔ سچی قسم ۔

ترجمہ میں شق شدہ چاند کی قسم کھاتا ہوں کہ اُسے کسب نور میں حضورؐ کے قلب مبارک سے نسبت ہے ۔ اور یہ میری قسم مبرور ہے ۔

شرح ماہِ شکستہ دل کی سچی قسم کھا کر ناظم فاہم فرماتے ہیں ۔ کہ بیشک چاند کو حضورؐ کے قلبِ منوّر سے ایک نسبت و رابطہ ہے ۔ اور اس مناسبت کی جو قسم کھاوے وہ سچا ہے ۔

اور یہ مناسبت بوجوہ عدیدہ ہے ۔

Marfat.com

اوّل۔ شق صدر محمدﷺ صلی اللہ علیہ وسلم اور شق قمر ہیں۔

دوم۔ شق صدر کے بعد التیام ہوا اور اسی طرح شق قمر کے بعد بھی التیام ہوا۔

سوم۔ قمر میں نورانیت ہے اور قلب پاک بھی منبع انوار ہے۔

چہارم۔ جس طرح قمر نور شمس سے مستفیض ہو کر شب تاریک میں نور بیزی کرتا ہے۔ اسی طرح جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے مبدءِ فیض سے استفادہ نور فرما کر دلہائے تاریک کو روشن فرماتے ہیں۔ اور عالم مستنیر کر رہے ہیں۔

پنجم۔ سرعت سیر و قطع منازل تقرب میں جیسے حضورؐ کی خاص شان ہے۔ اسی طرح چاند بھی منازل طے کرنے میں سریع السیر ہے۔ اور معجزہ شق القمر مفسرین نے اجماعاً مانا اور یہ آیت کریمہ۔

اقتربت الساعۃ وانشق القمر[۱] میں اس معجزہ کی تصدیق کی۔ اور ابوجہل نے جس طرح اس سے انکار کیا اُس کا حال وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر[۲] میں بیان فرمایا صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ اجمالاً مذکور ہے۔

ملحدین کا ایک طبقہ اس کا منکر بھی ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ اگر یہ معجزہ واقعہ میں ظہور پذیر ہوا ہوتا۔ تو کتب تواریخ میں بلا اختلاف اس کا تذکرہ ہوتا۔

حالانکہ یہ حقیقت ناقابلِ انکار ہے۔ کہ چاند ایک ہی بار تمام روئے زمین روشن نہیں کرتا بلکہ جب دَور و حرکت کرتا کسی قطعہ زمین کے مقابل آتا ہے۔ اُسے روشن کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خسوف (چاند گہن) کا حال بھی عام طور پر سب کو معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ حالت خسوف میں جن قطعات ارضیہ کے مقابل ہوتا ہوا وہ گزرا انھیں علم ہوا اور بعد خسوف جہاں آیا انھیں اس کے خسوف کا پتہ نہ چلا۔ یہی وجہ ہے کہ شق قمر کی تصدیق میں مسافروں نے جو قرب وجوار سے آئے اپنی شہادتیں دیں۔ اور جب یہ خبر سامری

---

[۱] قیامت پاس آئی اور چاند پھٹ گیا۔ پ ۲۷ ع ۸

[۲] اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیریں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا ہے۔ پ ۲۷ ع ۸

حاکم ملیبار کو تاجرانِ عرب کی زبانی پہنچی تو اُس نے کہا کہ اگر میرے روزنامچہ میں یہ خبر درج ملی تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ اُس نے روزنامچہ منگوایا۔ دیکھا تو اُس میں لکھا تھا کہ فلاں تاریخ کو معتبرین ملیبار نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے۔ یہ تصدیق پڑھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔

اور واقعہ شق صدر چند بار ہوا۔ پہلی بار اس وقت ہوا جب کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضورؐ کو آپ کی خواہش کے مطابق حضورؐ کے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے بھیج دیا۔ دفعتہً وہ گھبرایا ہوا حضرت حلیمہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بھائی کے پاس دو سپید لباس آدمی آئے اُنھوں نے اُسے لٹا کر شکم مبارک چاک کر ڈالا۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ یہ سُن کر میں سراسیمہ و پریشان حضورؐ کے رضاعی والد کے پاس دوڑی گئی۔ اور اُنھیں ساتھ لے کر پہنچی۔ تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رونق افروز ہیں۔ لیکن چہرۂ اقدس پر کچھ آثار خوف کے سے ہیں۔ حضورؐ کو آپ کے رضاعی باپ نے گلے لگایا اور پوچھا بیٹا تمھارا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میرے پاس دو سفید پوش آئے اور اُنھوں نے مجھے لٹا کر میرا سینہ چاک کیا اور اُس میں سے کچھ نکال کر پھینک دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ دوسرا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضورؐ چند بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ کہ جبریل امین آئے اور انھوں نے حضورؐ کو لٹا کر سینہ چاک کیا۔ اور قلب مبارک سے چند قطرات خون سیاہ کے نکال کر پھینکے اور فرمایا یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر قلب اطہر کو طشت زریں رکھ کر زمزم سے دھویا اور سینہ میں رکھ کر پھر سی دیا۔ انسؓ فرماتے ہیں اب تک سلائی کے نشان سینہ مقدس پر میں دیکھتا ہوں یہ شق صدر اس لیے ہوا کہ حضورؐ ایام طفولیت سے ہی معصوم اور وساوس شیطانی سے مصئون رہیں۔ تیسرا شق صدر زمانہ بعثت کے قریب میں ہوا۔ جسے ابو نعیمؒ دلائل میں نقل فرماتے ہیں۔ اس شق میں مزید کرامت و انوار مطلوب تھے۔ چوتھا شق صدر شب معراج کو ہوا جو صحیحین میں منقول ہے۔ وہ اس لیے تھا کہ قلب اقدس میں قوت سیر ملکوت و معائنہ تجلیات حاصل ہو جائے۔ اب معجزہ شق القمر شرح خرپوتی سے منقول ہے وہ مشکوٰۃ سے نقل فرماتے ہیں

انتباہ

علامہ خرپوتی رحمہ اللہ اس واقعہ سے اوّل فال فی المشکوٰۃ تحریر فرمارہے ہیں۔ معلوم نہیں یہ مشکوٰۃ کونسی ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں یہ واقعہ ہمیں نہیں ملا۔ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی اور کتاب ہے چونکہ شارح علیہ الرحمۃ ایک معتبر عالم اور مفتی شوافع خرپوت ہیں۔ اس لیے اعتماد علی علمہ (ان کے علم پر اعتماد کرتے ہوئے) ہم بھی نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ

جب ابوجہل مردود معہ اپنے متبعین کے حضورؐ سے عاجز آگیا اور ہر مطالبہ میں مُنہ کی کھاتا رہا۔ اور حضورؐ یومًا فیومًا ترقی فرمانے لگے اور حضورؐ کا شمس شریعت بلندی حاصل کرنے لگا۔ اور لوگ دن بدن ایمان لاکر زمرۂ مسلمین میں آنے لگے تو تنگ آکر اُس نے ایک خط حبیب بن مالک امیر شام کو لکھا۔ وہ خط یہ تھا۔

اما بعد لیعلم الملک انہ قد ظھر بیننا دجل ساحر کذاب یدعی رباً احداً ودیناً جدیداً وانہ یسب اٰلھتنا وکلما قابلناہ بالحجۃ غلب علینا فالیوم ضعف دینک ودین ابائک فالحق بہ قبل ان ینتشر دینہ۔

بعد سلام دعا کے بادشاہ کو معلوم ہو کہ ہمارے اندر ایک زبردست ہستی ظاہر ہوئی ہے جسے ہم اپنے ذلیل وہم میں ساحر وکذاب جانتے ہیں۔ وہ ہمیں کہتا ہے کہ ایک رب کی پرستاری کرو۔ اور نیا دین ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ اور ہمارے خداؤں کو بُرا کہتا ہے۔ اور جس قدر ہم اُس کا مقابلہ حجّت ودلائل سے کرتے ہیں اُتنا ہی وہ ہم پر غالب آرہا ہے۔ غرضکہ اب تیرا دین اور تیرے باپ دادا کا دین کمزور ہو چلا ہے۔ لہٰذا جلدی آکر اُس سے مل ورنہ اگر اُس کی تعلیم عام ہو گئی تو پھر تو کچھ نہ کر سکے گا۔

اس خط کو پڑھ کر حبیب ابن مالک بارہ سواروں کے ساتھ چلا۔ اور وادی

Marfat.com

مکہ میں اُترا۔ ابو جہل نے معززین مکہ کے اُس کا استقبال کیا۔ اور کچھ ہدیہ پیش کش کیے۔ حبیب نے ابو جہل کو اپنے یمین میں جگہ دی اور حضورؐ کے حالات دریافت کیے۔ تو ابو جہل نے کہا۔ ایہا السید سل بنی ہاشم۔ سرکار بنی ہاشم سے اُن کے حالات دریافت فرمائیں۔ چنانچہ سب نے کہا۔

نعرفہ بالصدق فی صغرہ ولما بلغ اربعین سنۃ جعل بسبب آلہتنا ویظھر دینا غیر دین آباءنا۔ ہم انھیں بچپن سے نہایت راست گو ینگ جانتے ہیں مگر جب وہ چالیس سال کے ہوئے تو انھوں نے ہمارے معبودوں کی مذمت شروع کر دی اور ایک نیا دین ہمارے آبا و اجداد کے خلاف ظاہر کر ڈالا۔

غرضکہ حبیب نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ حضورؐ کو یہاں تشریف لانے کی درخواست کرے۔

حاجب حضورؐ کے دربار میں پہنچا اور حبیب بن مالک کی درخواست پیش کی حضورؐ تشریف لے جانے کو آمادہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حلہ احمرا اور عمامہ سودا پیش کیا۔ حضورؐ نے ملبوس فرمایا اور تشریف لے چلے۔

صدیق رضؓ بھی حضورؐ کے ساتھ ساتھ داہنی طرف چل رہے تھے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی پیچھے پیچھے آئیں۔ حبیب بن مالک نے جب حضورؐ کو جلوہ افروز ہوتے دیکھا۔ یک لخت تعظیم کے لیے سرو قد کھڑا ہو گیا۔

جب حضورؐ جلوہ آرائے مسند ہو گئے تو حبیب نے دیکھا کہ وجہ منیر سے انوار متلالا رہیں۔ اور اس کے دل پر حضورؐ کی ہیبت اس قدر غالب ہے کہ زبان بند مؤدب حاضر ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد حبیب بولا۔ یا محمدؐ انت تعلم ان للانبیاء کلھم معجزات الخ معجزات حضورؐ آپ کو معلوم ہو گا کہ تمام انبیاء تو مخصوص معجزات لائے تھے۔ آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے۔

فقال علیہ السلام ما ذا ترید۔ حبیب تمام انبیاء تو مخصوص معجزات

Marfat.com

لائے تھے مگر ہم کسی خاص معجزہ کے ساتھ نہیں آئے بلکہ جو تو چاہے وہ معجزہ ہم ظاہر فرما سکتے ہیں۔

حبیب نے متحیرانہ طور پر یہ جواب سن کر بڑے غور کے بعد وہ معجزہ طلب کیا جو کسی نبی سے ظاہر نہ ہوا تھا۔ عرض کرنے لگا۔ اُرِیْدُ ان تغیب الشمس وتخرج القمر وتنزله الی الارض وتجعله منشقا نصفین ثم یعودا الی السماء قمرا منیرا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی سورج غروب ہو اور ماہ کامل نکلے پھر اُسے آپ زمین پر اُتاریں اور اُس کے دو ٹکڑے کریں۔ پھر وہ آسمان پر جا کر قمر منیر بنے۔ پھر بدستور سورج واپس آئے۔

حضورؐ نے اس مطالبہ کو نہایت بے پرواہی سے مسموع فرما کر حبیب سے فرمایا۔ ان فعلته اتؤمن بی۔ اگر ہم نے ایسا کر دیا تو کیا تُو پھر ایمان لے آئے گا۔ حبیب نے دیکھا کہ اتنے سخت مطالبہ پر بلا کسی عذر کے آمادگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ تو ایک دوا اپنی خاص غرض بھی کیوں نہ عرض کر لوں۔ بولا۔ نعم بشرط ان تخبر بما فی قلبی۔ بے شک لیکن حضورؐ ایک شرط یہ اور ہے کہ جو میرے دل میں ہے اُس کی بھی خوشخبری سنائی جائے۔

غرض حضورؐ جبل ابی قبیس پر تشریف لے گئے اور دوگانہ عبدیت ادا فرمایا اور دُعا کی کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور حضورؐ کو بشارت دی ان اللہ تعالیٰ سخر لک الشمس والقمر واللیل والنہار وان لحبیب بن مالک بنت سطیحۃ یعنی ساقطۃ علی قفاھا ولیس لھا یدان ولا رجلان ولا عینان فاخبرہ بان اللہ تعالیٰ قد رد علیھا جوارحھا۔ کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے سورج چاند رات دن مسخر فرما دیے ہیں اور حبیب بن مالک کی ایک لڑکی ہے، جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پیر نہ آنکھ کان اُسے بشارت دیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے تیری لڑکی کے ہاتھ پیر سب عطا فرما دیے ہیں۔

چنانچہ حضورؐ پہاڑ سے نیچے اُترے اور جبریل امین ہوا میں معلق حضورؐ کے

Marfat.com

حکم کے منتظر تھے اور ملائکہ صف بستہ اس شان کا تماشہ دیکھ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت سبابہ (شہادت کی انگلی) کا اشارہ سورج کی طرف کیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہلا اور غائب ہو گیا اور سخت ظلمت پھیل گئی اور اتنے میں چاند طلوع ہوا اور ماہ کامل چودھویں کا چاند نکلا۔ حضورؐ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا تو قرص قمر بھی ہلنے لگا یہاں تک کہ زمین کی طرف آیا۔ حضورؐ نے اس کے دو ٹکڑے کیے۔ پھر وہ بدر کامل بنا۔ پھر سورج طلوع ہوا اور اسی حال پر مستنیر ہو گیا۔ جیسا کہ تھا۔ حبیب نے عرض کیا۔ بقی علیک شرط حضورؐ ایک ایک شرط ابھی باقی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ان لک ابنۃ سطیحۃ واللہ تعالٰی قد رد جوارحھا تیری بیٹی جو سطیحہ ہے اللہ تعالٰی نے اس کے اعضاء واپس لوٹا دیے ہیں۔

یہ سن کر حبیب بن مالک نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا اھل مکۃ لا کفر بعد الایمان اعلموا انی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ اے اہل مکہ! اب کفر اسلام کے بعد نہیں رہ سکتا۔ سنو میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

یہ سن کر ابوجہل جل گیا اور کہنے لگا اَتُؤمن بھذا الساحر حبیب اس جادو بھری نگاہ کا تو بھی شکار ہو گیا۔ حبیب نے اس کا جواب خاموشی دیا۔ اور یہاں سے خوش و خرم ملک شام کو پہنچا جب اپنے محل میں داخل ہوا تو اس کی وہی بیٹی سامنے آئی اور کہہ رہی تھی۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ حبیب کہنے لگا۔ یا بنتی من این علمت ھٰذہ الکلمٰت۔ بیٹی یہ کلمات تو نے کہاں سے جانے۔ اس نے کہا خواب میں کسی نے مجھے کہا کہ تیرا باپ اسلام لے آیا ہے اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو ابھی تیرے اعضاء تجھے مل جائیں۔ میں علی الفور مسلمان ہوئی اور صبح اس حال میں تھی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

مولای صل و سلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

فصل سادس

ہجرت کا بیان

(۷۶) وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي

حلّ لغات وما - اور کس شان سے حوی - احاطہ کیا - الغار - غارِ ثور نے - من خیر - فضیلتوں - ومن کرم - اور پیاری خصلتوں کا - وکل طرف - اور ہر سمت کی نظر - من الکفار - کافروں کی - عنہ - اُن ہستیوں سے - عمی - اندھی تھی۔

ترجمہ غارِ ثور نے کیا احاطہ کیا منبع فضائل وکرم کا اور کافروں کی آنکھیں اُس نور کو دیکھنے سے اندھی رہیں۔

شرح مَا موصولہ ہے اور حوٰی بمعنی جمع و احاطہ ہے۔ الغار میں الف لام عہد ذہنی ہے۔ اس لیے کہ غار تو عام تھا اور چونکہ یہاں ذکرِ غارِ ثور کا ہے۔ اس لیے غار پر الف لام عہدی لگا کر مخصوص کر دیا اور غارِ جبل ثور مکّہ معظّمہ سے بہت قریب ہے مِنْ خَيْرٍ وَّ مِنْ كَرَمٍ میں حضورؐ کے فضائل و افعالِ جلیلہ اور خصائل جمیلہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور خیر اور کرم اس لیے کہا ہے کہ باب مبالغہ میں مضاف حذف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مقصود اس سے ذی خیر اور ذی کرم ہے۔ مگر جیسے رجل عدل کہہ کر رجل عادل مراد لیتے ہیں۔ ایسی ہی یہاں بطور مبالغہ ناظم فاہم رحمہ اللہ نے فرمایا۔ کہ غار ثور نے خیر و کرم پر کیا احاطہ کیا یا یُوں سمجھئے کہ خیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلّم جو خیر البریّہ ہیں۔ اور کرم سے مراد افضل الامّہ

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما نفعنی مالُ احدٍ مثل نفعنی مال ابی بکر مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہ پہنچایا۔ جو ابوبکرؓ کے مال نے نفع پہنچایا۔ اور فرمایا لو وُزِنَ ایمان ابی بکر بایمان العالمین لرجح ایمانہ اگر ابوبکر کے ایمان کے ساتھ تمام عالموں کے ایمان تولے جائیں تو یقیناً ابوبکرؓ کا ایمان وزنی نکلے۔ اور فرمایا۔ افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکرؓ انبیاء کے بعد انسانوں میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس بیت مبارک میں واقعات ہجرت کے ابتدائی حالات کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب اکابر قریش نے جمع ہو کر دارالندوہ میں مشاورتی کمیٹی کی۔ اور حضورؐ کے آوازۂ حق کو دبانے کے منصوبے ہوئے۔ تو شیطان لعین شیخ نجدی بن کر آگیا۔ اور اُن کے ساتھ بیٹھا۔ لوگوں نے کہا یہ کون ہے جو بلا اجازت ہم میں آگیا۔ شیطان نے کہا میں ایک آدمی نجد کا رہنے والا ہوں۔ میں تمہارے اچھے خیال دیکھ کر اور ایک اچھے کام کے لیے اجتماع سمجھ کر آیا اور یہ پسند کیا کہ میں تمہارا مشیر بنوں۔

تمام کفار نے کہا کہ یہ اہل تہامہ سے نہیں ہے۔ کوئی حرج نہیں اُسے رہنے دو۔

اب مشورہ شروع ہوا۔

بعض نے کہا انھیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مکان میں قید کر دو اور کھانا پانی بند کر دو۔ حتیٰ کہ خاتمہ ہو جائے۔

شیخ نجدی شیطان بولا یہ رائے ٹھیک نہیں اس لیے کہ اُن کے بھی اعزا واقربا ہیں جب سنیں گے جمع ہو کر آئیں گے اور چھڑا لے جائیں گے۔ سب اہل جلسہ نے بھی اس کی تائید کی۔

ایک بولا اخرجوہ وغربوہ من بینکم۔ مکہ سے نکال دو اور اپنے سے دور کر دو تاکہ کہیں پردیس میں چلے جائیں شیخ نجدی بولا ایضاً بئس الرای لان لہٗ لساناً لطیفاً ووجہاً ملیحاً واللہ لیجتمعن علیہ خلق کثیر ثم لیاتینکم ویخرجنکم من بلادکم یہ رائے بھی بری ہے اس لیے کہ اُن کی زبان مبارک نہایت

لطیف اور حسن زیبا دلآویز ہے آنکھوں میں وہ جادو ہے کہ خدا کی قسم ان کی طرف خلق کثیر جمع ہو جائے گی۔ پھر وہ تمھاری طرف آ کر تمھیں وطنوں سے نکال دیں گے۔

مجمع نے کہا شیخ نجدی کی رائے صائب ہے۔

ابوجہل اُٹھا اور کہنے لگا خذ وامن کل بطن شابًا بسیف صارم ومروھم ان یخرجوا الیہ وتقتلوہ فیتفرق دمہ فی القبائل۔ ہر گھر سے ایک جوان تلوار سونتے ہوئے لیا جائے اور انھیں کہا جائے کہ سب مل کر جائیں اور قتل کر دیں۔ تاکہ یہ خون ایک کی گردن پر نہ رہے۔ قبائل میں تقسیم ہو جائے۔ شیخ نجدی کہنے لگا۔ ہذا الرائی صواب یہ رائے ٹھیک ہے۔

چنانچہ تمام کفارِ مکّہ تیار ہوئے اور فیصلہ کیا کہ رات میں جمع ہو کر ایسا کریں۔

اِدھر دربارِ سرکار میں جبریل امین دربانِ خاص حاضر ہوئے اور تمام حال سنا کر عرض کیا کہ حضورؐ یہاں سے تشریف لے جائیں حضورؐ نے اپنی خواب گاہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو چھوڑا اور صدیق کے یہاں تشریف لا کر بایماءِ جبریل اپنا عزمِ ہجرت ظاہر کیا اور آپ کو اپنے ہمراہ لیا اور چلے حتّٰی کہ غارِ ثور پر آ گئے پہلے صدیق اندر تشریف لے گئے اور غار کو جھاڑا تو دیکھا بہت سے سوراخ ہیں۔ رداء مبارک پھاڑ پھاڑ کر تمام سوراخ بند کیے ایک سوراخ باقی رہا تو اُسے اپنے پاءِ اقدس کے انگوٹھے سے بند کیا اور پکارے ادخل یا رسول اللہ حضورؐ تشریف لے آئیں۔ ادھر حضورؐ غار میں جلوہ فرما ہوئے۔ ادھر دشمنانِ اسلام بابِ عالی پر پہنچے۔ حضورؐ کو وہاں نہ پایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا آپ نے فرمایا تشریف لے گئے۔ مگر یہ نہیں معلوم کہاں تشریف لے گئے۔ کفّار یہاں سے نکلے اور مکّہ کے تمام کنارے اور راستہ مسدود کیے۔ پھرتے پھرتے بابِ غار پر آئے تو حضورؐ کو اور صدیقؓ کو نہ دیکھ سکے۔ بقیہ مفصل قصّہ آئندہ بیتوں میں آئے گا۔

Marfat.com

(۷۷) فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرِمَا
وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرِمِ

حلِّ لغات فالصدق۔ الفاء للتفضیل۔ الصدق مصدر بمعنی الصادق والمصدوق علی طریق المبالغہ۔ یعنی سراپا صدق۔ فی الغار۔ غار میں تھے۔ والصدیق۔ صیغہ مبالغہ بمعنی کثیر الصدق۔ اور صدیق اکبرؓ۔ لم یرما۔ قطعی متورم نہ ہوئے۔ وھم۔ اور مشرکین۔ یقولون۔ کہہ رہے تھے۔ ما بالغار۔ نہیں ہے اس غار میں۔ من ارم۔ یقال ما فی الدار ارم۔ یعنی کوئی شخص۔

ترجمہ سراپاء صدق غار میں جلوہ فرما تھے اور صدیق اکبرؓ بھی حاضر تھے اور سانپ کے ڈسنے سے آپ متورم بھی نہ ہوئے اور مشرکین وہاں دیکھ بھال کر یہ کہتے چل دیے کہ اس غار میں کوئی نہیں ہے۔

شرح لم یرما کی جگہ صاحب شوارد الفردہ نے لم یُریا تثنیہ مجہول لکھا ہے۔ اگر یہ لیا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ صدق مجسم غار میں تھے۔ اور صدیق اکبرؓ بھی حاضر تھے۔ مگر نہ دیکھے گئے بلکہ کفار کہہ رہے تھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

لم یرما یہ اس ورم انف کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ انسان غصہ میں نتھنے پھلاتا ہے۔ اس جگہ لم یرما کے معنی یہ بنیں گے کہ غار ثور میں سانپ کے ڈسنے پر بھی صدیق غضب ناک نہ ہوئے بلکہ قضاء و قدر الٰہی پر راضی برضا و شاکر لقضا ہے اور ورم سے اگر لم یرما مانا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کا پاء مبارک لدغ حیہ کے بعد بھی متورم نہ ہوا۔

چنانچہ روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سوراخ کو جو باقی رہ گیا تھا اپنے پاء اقدس کے انگوٹھے سے بند فرما دیا تو اس سوراخ میں جو سانپ تھا اس

Marfat.com

نے ڈس لیا۔ حضرت صدیق رضؓ نے حضورؐ کی خدمت میں اُس کی شکایت کی حضورؐ نے اپنے لعاب دہن سے اُس کا علاج فرمایا۔ باذن الٰہی آپ کا پاءِ اقدس درست ہو گیا اور ورم وغیرہ جاتا رہا۔

اور جنھوں نے لم یریا مضارع کا تثنیہ بنا کر پڑھا ہے اور اُسے روایت سے لیا ہے۔ اس کا ردّ شیخ زادہ اور علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ نے کیا۔ شیخ زادہ فرماتے ہیں۔ وروی بعض لم یریا وما ذالك من الناظم وانما حمله علی ذالك العجز عن تاویل۔ یعنی بعض نے لم یریا لکھا ہے لیکن یہ ناظم قاسم کے لفظ نہیں اور اس پر انھیں جس چیز نے آمادہ کیا وہ عاجز آنا ہے تاویل سے ایسے ہی علامہ خرپوتی فرماتے ہیں۔ وقوأ بعض الناس لم یریا علی انه تثنیة مضارع من الروية لکن رده شیخ زادہ وانا من الداخلین معه بعض آدمیوں نے لم یریا تثنیہ مضارع روایت سے لے کر بنایا لیکن شیخ زادہ نے اُس کا ردّ کیا۔ اور ہم بھی اُن کے ساتھ اس ردّ میں شریک ہیں تو معلوم ہوا لم یریا جو پڑھے گا وہ ایجادی طور پر پڑھے۔ قصیدہ کے ورد میں لم یرما پڑھنا چاہیئے اس لیے کہ شیخ زادہ خرپوتی جیسے محقق اس کے خلاف گئے ہیں۔ اور شیخ زادہ تو نہایت وثوق سے فرماتے ہیں۔ وما ذالك من الناظم یعنی لم یریا امام بوصیری کی زبان سے نکلا ہوا لفظ نہیں تو اب حاصل مفہوم بیت یہ ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے جان نثار صدیق رضؓ جب داخل غارِ ثور ہو گئے تو اس میں قضاء و قدرِ الٰہی کے ساتھ نہایت راضی رہے۔ اور حکمِ الٰہی پر غضبان نہ ہوئے اور کفارِ مکہ قدموں کے کھوج لیتے دروازۂ غار تک آ گئے۔ مگر ان دونوں طالب و مطلوب یا شمع نبوت اور اس کے پروانہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ جب کفار اس غار تک کھوج لے کر آئے تو یہاں سے کھوج غائب دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ تو حضرت صدیق رضؓ نے عرض کی یا رسول اللہ لو ان احدھم نظر الی قدمیه لابصرنا حضورؐ اگر کسی بے ایمان نے ہمارے قدم دیکھ لیے تو وہ ہمیں یہاں دیکھ لیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا یا ابا بکر ما ظنك باثنین اللہ ثالثھما ابوبکر کیا تمھیں خیال

Marfat.com

ہے ہم دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔ چنانچہ حمایت و نصرت الٰہی کی شان آئندہ بیت میں فرماتے ہیں۔ وھو ھذا۔

---

(۷۸) ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلٰى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

حل لغات ظنوا، مشرکین نے گمان کیا۔ الحمام، جمع حمامۃ کل ذات اطواق من الطیر، کبوتر کو۔ وظنوا، اور گمان کیا۔ العنکبوت مکڑی کو کہ یہ۔ علی، اوپر۔ خیر، خیر عالم کے۔ لم تنسج، ہرگز جالا نہیں تانتی۔ ولم تحم۔ از حوان پرندے کا منڈلانا۔ یا انڈے دینا، اور نہ کبوترا انڈے دیتا۔

ترجمہ مشرکین نے گمان کیا کبوتر کو۔ اور گمان کیا مکڑی کو۔ کہ یہ خیرِ عالم پر ہرگز جالا تاننے والی نہیں اور نہ کبوترا انڈے دینے والا۔

شرح ظاہری سبب کفار کے نہ دیکھنے کا یہ ہوا کہ انھوں نے غار کے منہ پر دیکھا کہ کبوتر گھونسلے میں انڈے دیے بیٹھا ہے۔ اور اوپر مکڑی جالا تانے ہوئے ہے۔ تو انھیں یہ گمان ہوا کہ اگر اس میں سے کوئی جاتا تو جالا ٹوٹتا۔ کبوتر کا گھونسلا خراب ہوتا انڈے ٹوٹ جاتے ان دلائل کے ماتحت فیصلہ کیا کہ اس غار میں ہرگز کوئی نہیں اس طرف اُن کا ذہن نارسا جا ہی نہیں سکتا تھا کہ اللہ کے محبوب و صدیق رضی کی خدمت کے لیے یہ مکڑی اور کبوتر یہاں آئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے شیون قدرت کا اس صورت میں مظاہرہ فرمایا ہے۔ کہ کفار جیسے شریر النفس اشد ترین انسان نما حیوانوں سے ایک کمزور ترین مخلوق کے ذریعہ یہ حفاظت کی کہ بیضۂ حمام بروج مشید بن گئے اور تار عنکبوت جسے قرآن اِنَّ اَوھَنَ البیوت لبیت العنکبوت[۱] فرما رہا ہے۔ ایک مستحکم قلعہ بنا دیا گیا۔

---

[۱] بے شک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا ہے۔ پ ۲۰ ع ۱۲

Marfat.com

غالباً اسی بنا پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حرم محترم کے رہنے والے کبوتر اور مکڑی کے مارنے کو منع فرمایا۔ صاحب زبدہ فرماتے ہیں۔ نھی علیہ السلام عن قتل العنکبوت والحمام الکائنین فی الحرام۔

اور عام طور پر مکڑی کے لیے حکم ہے العنکبوت شیطان مسخہ اللہ تعالیٰ فاقتلوہ۔ حضورؐ نے فرمایا مکڑی شیطان ہے اللہ نے اسے مسخ فرمایا ہے۔ اسے مار دیا کرو۔ ذکرہ فی جامع الصغیر۔

اور ثعلبی سے مروی ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ طھروا بیوتکم من النسج العنکبوت فان ترکہ فی البیوت یورث الفقر اپنے گھروں کو مکڑی کے جالے سے پاک رکھو اگر گھروں میں جالا چھوڑا تو وہ تنگدستی پیدا کرے گا۔

حلبیہ میں ہے نسجت العنکبوت مرتین علی الانبیاء مرۃ علی داؤد علیہ السلام حین کان جالوت یطلبہ ومرۃ علی النبی علیہ السلام فی الغار۔

مکڑی دو بار انبیاء علیہم السلام پر جالا تانا۔ ایک بار داؤد علیہ السلام پر جب کہ جالوت آپ کی تلاش میں تھا۔ اور دوسری بار حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غار پر۔

دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال ہوا کہ مسخ شدہ جانور کتنے ہیں۔ تو حضورؐ نے تیرہ فرمائے۔ وھم ہذا۔ (اور وہ یہ ہیں)

الفیل [۱] والدب [۲] والخنزیر [۳] والقرود [۴] والجریث [۵]
والضب [۶] والوطواط [۷] والعقرب [۸] والدعموص [۹]
والعنکبوت [۱۰] والارنب [۱۱] وسہیل [۱۲] والزھرۃ [۱۳]۔

(۱) ہاتھی (۲) درندہ معروف (ریچھ) (۳) سور (۴) بندر
(۵) مچھلی مخصوص (۶) گوہ (۷) چمگادڑ (۸) بچھو (۹) کرم آبی (۱۰) مکڑی
(۱۱) خرگوش (۱۲) ستارہ (۱۳) ستارہ۔

Marfat.com

امیہ بن خلف نے باوجود قطعی مایوسی کے داخل غار ہو کر دیکھنا چاہا تو اس سے کہا گیا ما تصنع فی الغار وان علیہ عنکبوتًا کانت قبل میلاد محمدؐ سبّید الابوار کیا کرتا ہے۔ غار میں جا کر اس غار کے منہ پر یہ مکڑی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت سے پہلے کی ہے۔

چنانچہ آیندہ بیت میں فرماتے ہیں۔

---

(۷۹)

وِقَایَۃُ اللّٰہِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَۃٍ
مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

حلّ لغات وقایۃ اللہ، الوقایۃ الحفظ والعصمۃ، اللہ کی حفاظت نے۔ اَغْنَتْ، غنی کر دیا۔ عن مضاعفۃ، دوچند سہ چند، دوہری۔ من الدروع، جمع درع، زرہ، زرہوں سے۔ وعن عال، اور بلند من الاُطُم، جمع اُطُمۃ ، قلعوں سے۔

ترجمہ اللہ کی حفاظت نے حضورؐ کو غنی کر دیا ہے دوہری زرہوں سے اور بلند قلعوں سے۔

شرح حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ صحابہ کرامؓ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محافظت کے لیے رات دن اپنی نگرانی رکھتے اور آپس میں یہ تقسیم اوقات باب عالی کا پہرہ دیا کرتے جب آیۂ کریمہ واللہ یعصمک من الناس[1] نازل ہوئی تو حضور سید اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبۂ اقدس سے سر مبارک باہر نکالا۔ اور فرمایا لوگو اپنے اپنے گھر آرام کرو میری محافظت میرے رب نے اپنے ذمّہ کی ہے۔ چنانچہ اسی طرف اس بیت میں اشارہ ہے۔ کہ واللہ یعصمک من الناس کا نزول ایسی وقایۃ اللہ ہے کہ جس نے حضورؐ کو مستغنی کر دیا تھا۔ دوھری

---

[1] اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے تمہاری نگہبانی کرے گا۔ پ ۶ ع ۱۴

Marfat.com

زرہوں سے اور مستحکم بلند قلعوں اور پہرہ چوکی سے۔

چنانچہ ہجرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا واقعہ بھی اس استغنا کو بیّن طریق پر ظاہر کرتا ہے۔ پہلے تین چار بیتوں میں جو حالات ہیں اُن سب کی ابتداء یوں ہے کہ قریش کو معلوم ہوا کہ انصار اسلام خفیہ طور سے بہت ہو گئے ہیں۔ تو انھوں نے جن جن پر شبہ تھا اُن کو ستانا شروع کیا۔ بہ تعمیل حکم بہت سے صحابہ ہجرت کر گئے اور حضورؐ حکم الٰہی کے منتظر رہے۔ جب حضورؐ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رہ گئے اور مشرکین مکّہ نے دیکھا کہ عنقریب یہ بھی یہاں سے تشریف لے جانے والے ہیں۔ اور جب یہاں سے چلے جائیں گے۔ تو آزادی سے ہمارے مقابلہ کی تیاری کریں گے۔ اور ہم پر چڑھائی کر کے ہمیں ہلاک کر ڈالیں گے۔

اس خوف نے انھیں مجلس شوریٰ منعقد کرنے پر آمادہ کیا۔ غرض کہ مجلس شوریٰ جمع ہوئی اور شیطان لعین بھی اس میں شیخ نجدی کی صورت میں شریک ہوا اس واقعہ کو ہم بیت نمبر ۷۷ میں لکھ چکے ہیں۔

غرض کہ مشورہ ابو جہل کے ماتحت تمام قبائل سے ایک ایک آدمی ہتھیار بند تیار کیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ آج رات حضورؐ کو شہید کر دیا جائے کہ جبریل امین نے حضورؐ کو اطلاع دی۔

حضورؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ تم میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر آرام کرو تمھیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور ہم جا رہے ہیں تم اُس وقت آنا جب یہاں کے لوگوں کی امانتیں اُن کے سپرد کر آؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے جانے کے بعد کفار مجھ پر یہ طعن کریں کہ ہماری امانتیں لے کر چلے گئے۔ چونکہ مشرکین کے دل میں حضورؐ کی صداقت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا وہ مذہبًا دشمن تھے۔ لیکن اپنی امانتیں حضورؐ کے پاس ہی رکھا کرتے تھے۔ ان امانتوں کے واپس کرنے کے لیے حضرت علیؓ کو یہاں چھوڑا گیا۔ اور حضورؐ دولت سرائے سے تنِ تنہا باہر تشریف لائے دشمن جو بابِ عالی کا محاصرہ

Marfat.com

کیے کھڑے تھے اُن کے لیے ایک مُٹھی مٹی اُٹھائی اور اس پر آیت کریمہ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تا فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھی۔ اور دُشمنوں کے سروں کی طرف پھینکی اور اُن کے سامنے سے حضورؐ گزر گئے سب کے سب حضورؐ کی طرف سے اندھے ہو گئے۔

ایک شخص نے اُن سے پوچھا تم کس کے منتظر کھڑے ہو انھوں نے حضورؐ کا اسمِ گرامی لیا۔ اُس شخص نے کہا تم ناکامیاب ہو گئے جس کی تمھیں انتظار ہے وہ تمھاری آنکھوں میں خاک ڈال کر تشریف لے گئے اور تمھارے سامنے سے گئے انھوں نے مل کر باب خالی دیکھا تو سبز چادر اوڑھے ہوئے حضورؐ کو آرام گزیں پایا۔ اس خبر کی اُنھوں نے تصدیق نہ کی صبح تک وہ یہی سمجھتے رہے کہ آرام گزیں جو ہیں وہ حضورؐ ہیں۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بستر سے اُٹھے تو سب کفِ افسوس ملنے لگے۔ اس کا تذکرہ قرآن کریم میں اس طرح ہے۔ وَاِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ[1] مشرکین نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ حضورؐ کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں تم نے انھیں نکال دیا وہ نکل گئے۔ کفار حضرت شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ پر بہت برہم ہوئے۔ اور حرم شریف میں لے گئے۔ کچھ دیر قید رکھا جب مایوس ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ان سے حضورؐ کا پتہ لینا مشکل ہے۔ آپ کو چھوڑ دیا آپ امانات کی محافظت میں ٹھہرے رہے۔

حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے یہاں حضورؐ ہمیشہ شام کو تشریف لایا کرتے تھے۔ مگر جس روز ہجرت کا حکم ہوا اُس روز حضورؐ دوپہر میں تشریف لائے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو بے وقت تشریف آوری سے خیال ہوا اور سمجھ گئے کہ یہ آنا کسی خاص وجہ سے ہے۔ حضورؐ نے حضرت صدیقؓ کو

---

[1] اور اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمھارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمھیں قید کر دیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہے۔
پ ۹ ع ۱۸

Marfat.com

تخلیہ میں لے کر فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے لیے کیا حکم ہے فرمایا تم ہمارے ساتھ چلو گے۔ صدیق رضی اللہ عنہ اس بشارت کو سن کر فرطِ مسرت سے آبدیدہ ہو گئے۔ اور مکان کے چھوٹے دروازہ سے نکل کر غارِ ثور میں روانہ ہوئے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو مکہ کے حالات معلوم کرنے کو چھوڑا اور حکم دیا کہ دن بھر کی خبریں لے کر شام کو ہمیں دیں۔ اور اپنے غلام آزاد شدہ عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ دن بھر بکریاں چرائیں اور شام کو ہمارے پاس لائیں۔

اور حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ تم شام کو کھانا غار میں پہنچایا کرنا۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جب بکریاں غار سے واپس لاتے تو بکریوں کا کھوج مٹاتے ہوئے آتے۔

عبداللہ بن اریقط مشرک تھا۔ اسے تین روز غار میں قیام فرمانے کے بعد مدینہ کی رہنمائی کے لیے مقرر فرمایا۔

اب غار کا حال چونکہ ہم پہلے شعر نمبر ۷ میں لکھ چکے ہیں۔ لہٰذا یہاں اس کا اعادہ تحصیل حاصل تصور کر کے آگے کے حالات پیش کر رہے ہیں۔

قصہ مختصر تین روز غار میں گزار کر اور بہ اطمینان کر کے کہ جستجوئے کفار اب اس جوش کے ساتھ نہیں رہی عبداللہ اجیر کے دو اونٹ درِ غار پر لائے گئے۔

ایک پر حضور ﷺ اور پیچھے صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے دوسرے اونٹ پر عبداللہ اجیر اور اور عامر بن فہیرہ سوار ہو گئے۔ تمام رات اور آدھے دن ظہر تک مسلسل سفر کیا۔ قریش نے منادی کرا دی کہ جو حضور ﷺ کو مشرکین تک پہنچا دے اسے سو اونٹنیاں انعام دی جائیں گی۔

اس انعام کے لالچ میں سراقہ بن مالک حضور ﷺ کی تلاش میں نکلا۔ اور حضور ﷺ کو

Marfat.com

ایک سنگلاخ جنگل میں پایا۔ صدیق رضؓ نے اُسے دیکھ کر عرض کی حضورؐ ہمارا متلاشی آگیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کچھ فکر نہ کرو۔ ہمارے ساتھ ہمارا رب ہے۔

سراقہ چاہتا تھا کہ جلدی سے جاکر مشرکین کو خبر دے کر اُس کا گھوڑا آدھا زمین میں دھنس گیا اور زمین سے دھواں نکلنے لگا۔ پکارا حضورؐ سے خلاصی کی دعا کرائی اور وعدہ کیا کہ جو حضورؐ کا متلاشی اِدھر آئے گا اُسے واپس لوٹا دوں گا۔ غرض کہ حضورؐ کے حکم سے وہ گھوڑا زمین سے نکلا۔ لیکن طمع خام خواہش انعام نے اسے عہد شکنی پر مجبور کیا بدنیتی کرتے ہی اس کا گھوڑا پہلے سے زیادہ زمین کی گرفت میں آگیا۔ اب پکارا کہ حضور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا گھوڑا زمین نے آپ کی مخالفت کے باعث پکڑا ہے۔ اب مجھے خلاصی دلا دیجئے۔ میں خدا کو ضامن کرتا ہوں ایمانداری سے واپس چلا جاؤں گا اور جو متلاشی ملے گا۔ اُسے اپنے ساتھ لوٹا لے جاؤں گا۔

غرض کہ اُس نے نجات پائی اور دست بستہ حضورؐ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ حضورؐ میرا تیر لے جائیں۔ اور میرے اُونٹ فلاں مکان میں چر رہے تھے ان میں سے جتنے چاہیں لے جائیں حضورؐ نے فرمایا ہمیں تیرے اونٹوں کی ضرورت نہیں۔ جب وہ رخصت ہو کر واپس جانے لگا تو حضورؐ نے فرمایا۔ سراقہ اُس وقت تو کس حال میں ہوگا جب کہ تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے سراقہ تعجب سے کہنے لگا۔ کیا کسرٰے بن ہرمز کے کنگن میرے ہاتھ میں ہوں گے۔ تو حضورؐ نے فرمایا ہاں۔

چنانچہ جب ملک فارس فتح ہوا اور کسرٰے کے کنگن غنیمت میں آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کنگن سراقہ کے ہاتھ میں پہنا دیئے۔ صاحب سیرۃ النبیؐ شبلی نے سراقہ ابن مالک کی بجائے سراقہ بن جُعشم لکھا ہے۔

باقی واقعات میں سیرۃ النبیؐ اور ہمارا لکھا ہوا تذکرہ موافق ہے اتنا آخریں صاحب سیرۃ النبیؐ اور لکھتے ہیں۔ کہ سراقہ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو مشرکین کا اشتہار سنایا اور درخواست کی کہ مجھ کو امن کی تحریر لکھ دیجئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ نے چمڑہ کے ایک ٹکڑا پر فرمان امن لکھ دیا۔
طبقات ابن سعد میں اس مقدس سفر کی تمام منازل مذکور ہیں لیکن۔ اب اُن کا پتہ نہیں چلتا۔ تاہم اہلِ عقیدت اُن منازل کے نام سے لذت یاب ہو سکتے ہیں۔ وہ منازل جو غار ثور سے چل کر حضورؐ نے راستہ میں طے فرمائیں یہ ہیں۔

خرّارہ۔ ثنیتہ المرہ۔ لقف۔ مدلجہ۔ مرجح۔ حدایدہ۔ اذاخر۔ رابغ۔
یہ مقام آج بھی حجاج کے راستے میں آتا ہے۔ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب ادا فرمائی۔ پھر ذاسلم۔ عثمانیہ۔ فاحتہ۔ عرج۔ جدوات۔ اکوتیہ۔ عقیق۔ جنجانہ ہوتے ہوئے مدینہ سے تین میل ورے مقام عالیہ جسے قُبا بھی کہتے ہیں۔ اوّل قیام فرمایا اور منزلِ عمر بن عوف میں مہمان ہوئے۔
یہ فخر اس خاندان کی قسمت میں تھا۔ کہ میزبان دو عالم نے اُن کی مہمانی قبول فرمائی۔
تشریف آوری کی خبر مدینہ میں پہلے پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن چشمِ انتظار تھا۔ معصوم بچے جوشِ محبت میں کہتے پھرتے تھے کہ ہمارے آقا و مولا سردارِ دو جہاں تشریف لا رہے ہیں۔

لوگ ہر روز تڑکے سے نکل کر شہر کے باہر جمع ہوتے اور دوپہر تک انتظار کر کے حسرت کے ساتھ واپس چلے جاتے۔
ایک دن انتظار کر کے واپس ہو چکے تھے۔ کہ ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھ کر قرائن سے پہچانا اور پکارا اے لوگو جس کا تم انتظار کر رہے تھے وہ آ گئے۔

تمام شہر میں تکبیر کی آوازیں گونجنے لگیں۔ انصار ہتھیاروں سے آراستہ عمدہ لباس میں سج سج کر بیتابانہ گھروں سے نکل آئے۔ وہ اکابر صحابہ جو حضورؐ سے پہلے مدینہ آ چکے تھے ان کے نام یہ ہیں۔
حضرت ابو عبیدہ، مقداد، خباب، سہیل، صفوان، عیاض، عبداللہ بن مخرمہ۔

وہب بن سعد۔ معمر بن ابی سرح۔ عمر بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضورؐ کی روانگی کے تیسرے روز مکّہ سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ بھی آ گئے۔ مؤرخین اور ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حضورؐ نے یہاں صرف چار یوم قیام فرمایا۔ بخاری شریف میں ہے کہ چودہ دن قیام رہا۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

یہاں حضورؐ نے سب سے اوّل مسجد تعمیر فرمائی۔ کلثوم بن ہدم کی ایک اُفتادہ زمین تھی اُس پر اپنے دست اقدس سے مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہی وہ مسجد ہے جس کی شان میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ لمسجد[1] اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المتطھرین۔

یعنی وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہے کہ تم اُس میں کھڑے ہو اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو صفائی بہت پسند ہے۔ اور خدائے عزّ وجل پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تعمیر مسجد میں اور لوگوں کے ساتھ حضورؐ خود بھی کام کر رہے تھے۔

عبداللہ بن رواحہ شاعر بھی مزدوروں کے ساتھ شریک تھے۔ اور جس طرح اور مزدور تھکن مٹانے کو گا رہے تھے۔ آپ یہ اشعار گاتے جاتے تھے۔ ؎

افلح من یعالج المساجدا　　　ویقرء القرآن قائما وقاعدا

وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے　　　اور پڑھتا ہے قرآن قیام و قعود میں

ولا یبیت اللیل عنہ راقدا

اور نہیں گزارتا رات اُس کے پاس لیٹ کر

حضورؐ بھی اُن کے ساتھ قافیہ میں آواز ملاتے جاتے تھے۔

قبا میں حضورؐ کا داخلہ اسلام کے دورِ خاص کی ابتدا ہے۔ اس لیے مؤرخین نے اس تاریخ کو زیادہ اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔

---

[1] بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔ (پ ۱۱ ع ۲)

Marfat.com

چنانچہ باتفاق مؤرخین حضورؐ قباء میں آٹھ ربیع الاوّل ۱۳ سنہ نبوی مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ سنہ کو داخل ہوئے۔

موسیٰ خوارزمی نے لکھا ہے۔ جمعرات کا دن فارسی ماہ تیر کی چوتھی۔ اور رومی ماہ ایلول ۱۹۲۳ سنہ اسکندری کی دسویں تاریخ تھی۔

مؤرخ یعقوبی نے ہیئت دانوں سے یہ زائچہ نقل کیا ہے۔

آفتاب بُرج سرطان میں	۲۳ درجہ ۶ دقیقہ پر
زحل بُرج اسد میں	۳ درجہ
مشتری بُرج حوت میں	۶ درجہ
زہرہ بُرج اسد میں	۱۳ درجہ
عطارد بُرج اسد میں	۱۵ درجہ

(نوٹ) خوارزمی نے جمعرات کا دن لکھا ہے۔ لیکن حساب جدید سے دوشنبہ کا دن آتا ہے۔

چودہ دن بعد جمعہ کو آپ شہر کی طرف تشریف فرما ہوئے راہ میں بنی سالم کے محلہ میں نماز کا وقت آگیا۔ جمعہ کی نماز یہیں ادا فرمائی۔ نماز سے قبل خطبہ دیا۔

یہ حضورؐ کا سب سے پہلا خطبہ اور سب سے پہلی نماز جمعہ تھی۔ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ کوکبۂ نبوت جلوہ آرا مدینہ ہو رہا ہے تو ہر طرف سے سلامی استقبالی جوش مسرت میں پیشقدمی کے لیے دوڑے حضورؐ کے ننہال کے رشتہ دار بنو نجار ہتھیاروں سے سج دھج کر آئے قباء سے مدینہ تک دو رویہ جان نثاروں کی صفیں تھیں۔ راہ میں انصار کے خاندان آتے ہر قبیلہ سامنے آکر عرض کرتا حضورؐ یہ گھر ہے۔ یہ مال ہے یہ جان ہے۔ آپ اظہار مسرت فرماتے دعا خیر دیتے۔ حتیٰ کہ شہر قریب آگیا۔ جوش محبت فرطِ مسرت کا یہ عالم تھا۔ کہ پردہ نشیں خاتونیں چھتوں پر نکل آئیں اور از خود رفتہ گانے لگیں۔ ؎

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع

Marfat.com

ہم پر چاند نکل آیا !! کوہِ وداع کی گھاٹیوں سے
وجب الشکر علینا ما دعیٰ للہ داع
ہم پر شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں
ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع
اے اللہ کے بھیجے ہوئے ہمارے اندر آئے تم قابل عمل حکم لے کر

بنی نجار کی معصوم لڑکیاں دف بجا بجا کر گاتی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمداً من جار
ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا پیارے ہمسائے ہیں

حضورؐ نے اُن بچیوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تم ہمیں چاہتی ہو انھوں نے عرض کی ہاں۔حضورؐ نے فرمایا ہم بھی تمھیں چاہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جہاں اب مسجد نبویؐ ہے۔اُس کے متصل حضرت ابوایوب انصاری کا گھر تھا۔کوکبۂ نبویؐ یہاں پہنچا۔سخت کش مکش تھی کہ آپ کی میزبانی کا شرف کس کو حاصل ہو۔قرعہ ڈالا گیا۔اور آخر یہ دولت حضرت ابوایوب کے حصہ میں آئی۔انتہیٰ مختصراً

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

فصل سابع

رسالت عامہ کی ضرورت

(۸۰)

مَاسَامَنِی الدَّھرُ ضَیمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِہٖ
اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْہُ لَمْ یُضَمِ

حلِّ لغات مَاسَامَنِی، سامنی من السوم اذاقة الشدة والمحنة، نہیں تکلیف دی مجھے۔ الدھرُ، زمانہ نے۔ وَاسْتَجَرْتُ، طلب خلاص و نجات، بلکہ نجات و خلاص طلب کی۔ بِہٖ، ضمیر راجع الیہ علیہ السلام، اُس ہستی پاک سے۔ اِلَّا، مگر۔ وَنِلْتُ، از نیل، پانا، حاصل کی ہیں نے۔ جِوَارًا، ہمسائگی۔ مِنْہُ، اس ہستی پاک کی۔ لَمْ یُضَمِ، از ضیم ظلم، تو نہیں ظلم کیا گیا مجھ پر۔

ترجمہ جب کبھی زمانہ نے مجھے تکلیف دی تو میں نے حضورؐ کی حمایت حاصل کرلی اور ظلم زمانہ سے محفوظ رہا۔

شرح خلاصہ مفہوم تو یہ ہے کہ ناظم فاہم رحمہ اللہ ایک طرز خاص میں اپنا وہ تقرب ظاہر فرما رہے ہیں جو ان کے اور مکین گنبد خضرا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مابین ہے جیسے عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اوّل اپنا انتہائی عجز دکھا کر پھر قرب کے منصب کو ظاہر کر رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

لی حبیب عربی مدنی قرشی — کہ بود درد و غمش مایہ شادی و غمی
فہم رازش چہ کنم او عربی من عجمی — لاف مہرش چہ زنم او قرشی من حبشی
گرچہ صد مرحلہ دور ست ز پیش نظرم — وجہہ فی نظری کل غداة وعشی

اسی طرح امام بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمانہ کے دور لیل و نہار نے مجھ کو

Marfat.com

کبھی تکلیف نہ دی۔ مگر جب میں اپنے آقا و مولا روحی فداہ کی طرف طالب امن و امان حفظ و حمایت ہوا تو علی الفور میں اپنی دعاء استعانت میں مستجاب الدعوۃ نکلا۔ اور منجملہ اسی کے مجھے جب فالج نے ستایا تو بلا طلاء و ضماد۔ حقنہ و شافہ و شربہ و جوشاندہ و مسہل و تنقیہ ایک ہی رات میں شفایاب ہو گیا۔

اب اصل بیت پر جو بحث ہے وہ قابلِ غور ہے شرح خرپوتی میں ماسامنی الدھر ہے اور شرح شیخ زادہ میں ماضامنی الدھر ہے اس بنا پر علامہ خرپوتی فرماتے ہیں وفی بعض النسخ ماضامنی الدھر من الضیم یعنی بعض نسخوں میں ماضامنی الدھر ہے۔ اور وہ ضیم سے ماخوذ ہے ضیم کہتے ہیں ظلم زمانہ کو تو معنی یہ بنیں گے۔ کہ مجھ پر زمانہ نے ظلم نہ کیا۔ مگر اس پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ ظلم کو زمانہ کے ساتھ منتسب کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ ولا تسبو الدھر فان الدھر ھو اللہ زمانہ کو برا نہ کہو کہ زمانہ وہی ذات کبریائی ہے۔ دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ولا تقولوا خیبۃ الدھر اور تیسری حدیث میں فرمایا لا یسب احدکم الدھر تم میں سے کوئی زمانہ کو برا نہ کہے۔ تو اس کا جواب فرماتے ہیں کہ اس کی تین طرح تاویل ہو سکتی ہے۔

اوّل یہ کہ مدبر امور عالم کو برا نہ کہو یہ مراد ہے۔

دوسرے یہ کہ اس لا تسبو الدھر میں مضاف حذف کیا گیا ہو۔ یعنی لا تسبوا صاحب الدھر مراد ہو۔

تیسرے یہ کہ اس سے مراد مقلب الدھر ہو۔ اور بعض نے کہا کہ دھر اسماء حسنیٰ سے ہے۔

لیکن قرآن کریم میں ہے۔ وما یھلکنا الا الدھر اس میں انتساب ہلاکت کی طرف کیا گیا تو فی الجملہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب دھر کرنے سے مراد خالق و فاعل کا سب اگر ہو تو ممنوع ہے اور اس کی مفصل بحث شیخ اکبر رحمہ اللہ نے اپنی فتوحات کے نہترویں باب میں فرمائی ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ماسامنی بھی پڑھا جا سکتا ہے اور ماضامنی بھی۔ صرف ترجمہ میں اتنا فرق پڑے گا کہ ماسامنی میں سومِ مبدء اشتقاق لے کر محض تکلیف مراد لی جائے گی۔ اور واستجرت بہ میں واؤ حالیہ ہے اور یہ استجار سے ہے جیسے کہا جاتا ہے استجار فلان تو اُس کے معنے ہوتے ہیں طلب الخلاص والنجاۃ۔ اسی بنا پر بعض نے استجرت کے حاصل معنی التجاء واستعانت کے لیے ہیں۔ اور بہ میں جو ضمیر ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلھم

(۸۱)

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَی الدَّارَیْنِ مِنْ یَدِہٖ

اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰی مِنْ خَیْرِ مُسْتَلَمٖ

حلِّ لغات ولا التمست، واؤ عاطفہ صیغہ متکلم۔ من الالتماس۔ وھو طلب المساوی۔ من المساوی۔ ھھنا مطلق الطلب۔ اور نہیں طلب کیا میں نے۔ غنی۔ استغناء۔ الدارین۔ دین و دنیا۔ من یدہ۔ اپنے حضور کے دستِ سخا سے۔ الا استلمت۔ از استلام۔ بمعنی الاخذ۔ بوسہ لینا۔ مگر لیا میں نے۔ الندی۔ ندا۔ عطا۔ بخشش کو۔ من خیر مستلم۔ بوسہ گاہ۔ بوسہ لینے کی جگہ۔ بہترین بخشش والے سے۔

ترجمہ میں نے اپنے سخی سے دین و دنیا کی عطا کبھی نہ مانگی مگر اُن کے دست سخا سے میں نے من مانی مراد حاصل کی۔

شرح

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

غنی الدارین ہیں۔ غناء دنیا تو بظاہر یہ ہے کہ وسعت رزق صحت بدن سلامتی از بلیات حاصل رہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیس الغنی

Marfat.com

من کثرۃ العرض انما الغنی غنی القلب مال کی زیادتی غنا نہیں ہے۔ بلکہ دل کا مستغنی عن الحوائج رہنا غنی ہے۔ ؎

توانگری بدل است نہ بمال

اور غنائے آخرۃ فوز ونجات از نار جحیم اور دخول جنت نعیم سمجھا جاتا ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر اہل الجنۃ بُلہٌ اکثر جنتی بیوقوف ہیں۔ یعنی اصل نعمت کو چھوڑ کر برگ وبر کے طالب ہیں یعنی جمال الٰہی کو چھوڑ کر جنت طلب کرتے ہیں واللہ خیرٌ وابقیٰ۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا۔ ؎

جنت نہ دیں نہ دیں تری رویت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ وبر کی ہے
شربت نہ دیں نہ دیں تو کریں بات لطف سے
یہ شہد ہو تو پھر کسے پرواہ شکر کی ہے

تو حاصل معنی بیت یہ ہوئے کہ میں نے غنائے دنیا وغنائے عقبیٰ حضور کی ذات سے کبھی نہ مانگی مگر علی الفور میں نے حصول عطاء ونیل منی ابن خیر المعطی کے دروازہ سے کامیابی حاصل کی اسی سبب سے میں آفات دنیا سے محفوظ ہوں اور بلیات عقبیٰ سے بھی حضور کے دامن کے سایہ میں محفوظ رہوں گا۔ انشاء اللہ۔ ؎

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے!
مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
اُف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور ترے حضور
ہاں تو کریم ہے تری خو درگزر کی ہے!
تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے!
جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگِ بے ہنر کی ہے
بابِ عطا تو یہ ہے جو بہکا اِدھر اُدھر!!
کیسی خرابی اس نگھرے دربدر کی ہے
لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے
قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج!
یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے

منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

Marfat.com

(۸۲) لَا تُنْکِرِ الْوَحْیَ مِنْ رُؤْیَاہُ اِنَّ لَہٗ قَلْبًا اِذَا نَامَتِ الْعَیْنَانِ لَمْ یَنَمْ

حلِّ لغات لا تنکر الوحی، نہ انکار کر اُس وحی کا۔ من رؤیاہ، مصدر از رویت، جو اُن کی خواب میں آئی۔ ان لہ، ضمیر راجع الیہ علیہ السلام، بے شک اُن کے لیے۔ قلبًا، ایسا قلب عطا ہوا ہے۔ اذا نامت، کہ جب سو جائیں۔ العینان، دونوں آنکھیں۔ لم ینم، وہ ہرگز نہیں سوتا۔

ترجمہ حضورؐ کی اُس وحی کا انکار نہ کر جو خواب میں آپ پر آئی اس لیے کہ اُن کا ایسا قلب پاک ہے کہ آنکھیں سو جائیں اور وہ نہیں سوتا۔

شرح اس بیت میں اس وحی کی تصدیق کی تعلیم ہے جو حضورؐ پر خواب میں آتی تھی۔ اور ایسی وحی اس وقت آتی تھی۔ جبکہ حضورؐ کا مرتبہ نبوت قریب بظہور تھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضورؐ پر ۲۳ سال اور ۶ ماہ وحی آئی۔ اس میں اوّل کے ۶ ماہ وہ ہیں کہ حضورؐ خواب میں جو ملاحظہ فرماتے صبح بعینہٖ اُس کا ظہور ہو جاتا۔ پھر حضرت روح الامین بیداری میں تشریف لانے لگے۔ اور ۲۳ سال کا چھیالیسواں حصہ ششماہ ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ناظم رحمہ اللہ دفع دخل مقدر فرماتے ہوئے معترض کے اعتراض کا ردّ فرما رہے ہیں جو کسی نے اعتراضًا کہا کہ حالتِ خواب میں ایک غفلت اور تعطیل حواس کا اثر ہوتا ہے تو ایسی حالت کا مشاہدہ کیونکر معتبر ہو سکتا ہے اور وہ ترتیب احکام کے لیے کیسے کافی مانا جا سکتا ہے تو امام فرماتے ہیں۔ کہ یہ نیرا اعتراض اُس پر وارد ہو سکتا ہے جس کا دل اور حواس بحالت خواب معطل و باطل ہو جائیں۔ اور ہم جس ہستیٔ پاک کا حال بیان کر رہے ہیں وُہ وُہ ہیں کہ اُن کی بیداری و خواب یکساں ہے۔

Marfat.com

انھیں ماسوائے اللہ سے وہ انقطاع کامل حاصل ہے۔ کہ سونے ہوئے بھی قلب مبارک متوجہ الی اللہ رہتا ہے۔

اسی بنا پر فرمایا ان عینی تنامان ولاینام قلبی، ہماری آنکھیں سو جائیں مگر ہمارا دل نہیں سوتا۔ ایک حدیث میں فرمایا لو شاء اللہ تعالیٰ لا یقظنا ولکن اراد ان یکون سنۃ لمن بعد کم۔ اگر اللہ چاہتا تو ہمارے لیے جاگنا ہی رکھتا لیکن یہ سونا اس لیے ہے تاکہ بعد والوں کے لیے سنت جاری رہے۔

تعریف وحی

وحی از روئے لغت متعدد معنی میں مستعمل ہے۔

اوّل۔ بمعنی اشارہ۔ دوئم بمعنی رسالۃ۔ سوئم بمعنی الہام۔ چہارم بمعنی کلام خفی۔ اور عرف میں اعلام الٰہی کو وحی کہتے ہیں۔ جو انبیاء پر ہو۔

اب وہ یا ظاہر ہوگا یا باطن۔

ظاہر تین اقسام پر منقسم ہے۔

اوّل۔ وہ جو فرشتہ کے ذریعہ سماعت میں آئے اور یہ قطعی ہے۔ اسی قبیل میں قرآن کریم ہے۔

دوم۔ یہ کہ مخصوص اشارات بذریعہ ملک مسموع ہوں۔ جیسے سلسلۃ الجرس یا مکھیوں کی سی بھنبناہٹ۔

اس میں کلام صریح نہیں ہوتا۔ ایسی ہی وحی کے متعلق حضورؐ نے فرمایا۔ روح القدس نفث فی روعی ان النفس لن تموت حتیٰ تستکمل رزقھا۔ الخ۔

سوم۔ یہ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے قلب نبی میں جو امر ظاہر ہو عام اس سے کہ وہ ظہور بحالت خواب ہو یا بیداری۔ یہ بلاشبہ الہام الٰہی ہوتا ہے۔ اور یہ سب حجت ہیں مطلقاً۔

بخلاف الہام اولیاء اللہ کہ وہ شرعاً حجۃ علی الغیر نہیں۔ اور رویاء عوام

Marfat.com

کی تعریف میں قاضی ابوبکر لکھتے ہیں الرؤیا إدراکات یخلقها الله تعالیٰ فی قلب العبد النائم علی ید ملک او شیطان ۔ وفی الحدیث ان رؤیا المؤمن کلام یکلمه الله فی المنام ۔ رؤیا یعنی خواب یہ ایک قوۃ ادراکیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قلب عبد نائم (سونے والے آدمی کے دل) میں پیدا فرمائی ۔ عام اس سے کہ وہ بذریعہ فرشتہ ظہور کرے یا بذریعہ شیطان ۔ اور حدیث میں ہے کہ مومن سے خواب میں اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے ۔

اب یہ امر بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ رؤیا یا صادقہ ہوتا ہے اور وہ تین صورتوں پر ہے ۔

(۱) تبشیر یبشره الله الملک الموکل علی الرؤیا بما یسره من الاخروی او الدنیوی ۔

(۲) وتحذیر یخوفه مما یبعده عن الطاعة ویقربه الی المعصیة ۔

(۳) والهام یلهمه وهو نفع محض کالحج والتهجد اور یا کاذبہ ہوتا ہے یہ بھی تین صورتوں میں ہے ۔

(۱) رؤیا همة وهی ما تخیلها فی الیقظة فلیس لها اعتبار :۔

(۲) ورؤیا علة ناشئة من الامراض فلیس لها اعتبار :۔

(۳) ورؤیا شیطان وهی اضغاث احلام هذا فی رؤیا غیر الانبیاء واما رؤیا هم فکلها صادقة بل وحی یجب العمل بها ۔

رؤیا صادقہ ۔

(۱) یا تو بشارۃ ہوگی جو کسی ملک مؤکل کے ذریعہ مومن کو سہولیت امور دنیاوی یا اخروی کے متعلق ہو ۔

(۲) یا تحذیر و تخویف یعنی ڈرانا ہوگا ۔ اس حال میں جب کہ مومن اطاعت سے بعید اور معصیت کی طرف قریب ہو رہا ہو ۔

(۳) یا الہام ہوگا جو نفع محض کا ہوگا جیسے حج کرنا یا تہجد پڑھنے کا حکم ملنا ۔

Marfat.com

رویاء کاذبہ - یہ بھی تین قسم پر منقسم ہے۔

(۱) رویاء ہمت - یہ وہ ہے جو دن میں خیالات آئے وہی خواب میں نظر آگئے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۲) رویاء علّت - یہ عفونت معدی یا تبخیر کے باعث پریشان خواب کی صورت میں ہوتا ہے کہ یہ بھی کچھ نہیں۔

(۳) رویاء شیطان - اسی کو اضغاث احلام کہتے ہیں۔

اور اس قسم کے تمام خواب غیر انبیاء کو ہوتے ہیں۔ اور انبیاء کے خواب تمام کے تمام صادق ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ بمرتبہ وحی مانے گئے ہیں حتّٰی کہ ان پر عمل واجب ہے۔

اسی بنا پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ الرویا الحسنۃ من الرجل الصالح جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ رؤیا حسنہ۔ نیک اور صالح مومن کا خواب انوار نبوّۃ سے چھیالیسواں جزء ہے۔ اور اس کی بحث ہم اس شعر کے اوّل مفصّل کر چکے ہیں۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

---

(۸۳)

فَذَاكَ حِينَ بَلُوغٍ مِّنْ نُّبُوَّتِهٖ
فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيْهِ حَالُ مُحْتَلِمٖ

حلّ لغات: فذالك، اشارہ الی الوحی فی الرویاء پس یہ خواب والی وحی حین، اس وقت تھی۔ بلوغ، جبکہ آپ پہنچنے والے تھے۔ من نبوتہ۔ مرتبۂ نبوّت کے کمال کو۔ فلیس ینکر، پس انکار نہیں کیا جاتا۔ فیہ، اس میں۔ حال، حال محتلم، محتلم سے۔

Marfat.com

ترجمہ خواب میں وحی ہونے کا سبب یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمال نبوّت کو پہنچے ہوئے تھے۔ جب انسان اپنی عمر کے کمال کو پہنچتا ہے تو اُس کے احتلام کے دعوے کو رد نہیں کیا جاتا۔

شرح یعنی یہ وحی خواب میں جو حضورؐ پر ہوتی تھی اس لیے ہوتی تھی کہ حضورؐ کمال نبوّت پر اظہار نبوّت سے قبل ہی پہنچ چکے تھے۔ جیسا کہ خود ارشاد فرمایا کنت نبیًّا و لادمُ لمنجدل بین طینتہٖ ہم عہدۂ نبوّت اس وقت حاصل کر چکے تھے۔ جب کہ آدم اپنے خمیر میں تھے تو جہاں بلوغ کو پہنچنے والے لڑکے کا دعویٰ احتلام مان لیا جاتا ہے۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب کو وحی کیوں نہ مانا جائے۔ وللہ الحمد۔

---

(۸۴)

تَبَارَكَ اللّٰهُ مَا وَحْيٌ بِمُكْتَسَبٍ
وَّلَا نَبِيٌّ عَلٰى غَيْبٍ بِمُتَّهَمٖ

حل لغات تبارك الله، حکم تحسین، برکت والی ذات ہے اللہ۔ ما وحی، اور وحی نہیں ہے۔ بمکتسب، از کسب، ایسی چیز کہ محنت کر کے حاصل ہو جائے۔ ولا نبیٌّ، اور نہیں ہے کوئی نبی۔ علیٰ غیب، اخبار بالغیب پر۔ بمتہم، جھوٹ کے ساتھ۔

ترجمہ سبحان اللہ وحی اپنی کوشش سے حاصل ہونے والی چیز نہیں۔ اور نہ نبی پر غیب کی خبروں میں کوئی اتہام لگایا جا سکتا ہے۔

شرح اوّل تو حل لغات و لفظی ترجمہ ہی واضح ہے خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بابرکت اور کثیر النفع ہے کوئی وحی کسبی نہیں ہوتی۔ یعنی جیسے نیکیاں کسبی ہیں۔ کشف و مکاشفات کسبی ہیں۔ مجاہدہ و ریاضت سے جو تقرب حاصل ہو اور استغناء فی القلب ملے۔ یہ کسبی کہلایا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں

Marfat.com

ہو سکتا۔ کہ اللہ اللہ کرتے شب بیداریاں کر کے وحی بھی نازل کرالی جائے بلکہ یہ وحی اور نبوت محض فضل الٰہی سے حاصل ہوتی تھی۔ جس کو چاہا عنایت کی۔ اور اب اس کا دروازہ ہی بند ہے۔ اس پر قفل لگ چکا ولکن رّسُول اللّٰہ وخاتم النبیین کا خود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے۔ انا خاتم الانبیاء ولا نبی بعدی میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

اور جو نبی ہو چکے وہ اپنے اپنے منصب کے مطابق علمِ غیب کے مالک ہوئے۔ اور انھوں نے اخبار بالغیب فرمایا۔ حضورؐ نے روزِ قیامت کے بعد جنت کے احوال بیان فرمائے اور علمِ غیب کلّی کے مالک ہوئے لیکن بایں ہمہ یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی نبی اخبار بالغیب میں متہم بہ کذب نہیں ہو سکتا کہ آئندہ یا گزشتہ کا حال کہے۔ اور وہ پھر واقعہ کے خلاف ظہور میں آئے۔

بلکہ جو کچھ وہ کہے گا من وعن ضرور ضرور اُس کا ظہور ہوگا۔ کوئی اُس پر اتہام کذب نہیں لگا سکتا۔ ہاں متنبّیوں کی مثل مسیلمہ کذاب کے اور اُس سے لے کر اب تک مرزا قادیانی اُن کی ہزارہا باتیں اخبار اور پیشگوئیوں میں جھوٹی ہوئیں اور ہو سکتی ہیں۔ اس لیے کہ یہ نبی من جانب اللہ نہیں ہوتے۔ بلکہ من جانب النفس ہوتے ہیں۔ یا من جانب المراق والامراض۔ تعالیٰ اللہ عمّا یفترون۔

مولای صل وسلّم دائمًا ابدًا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

Marfat.com

فصل ثامن

حضور اکرم فریادی کی امداد فرماتے ہیں

(۸۵)

کَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ
وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللَّمَمِ

حلّ لغات کَمْ، خبریہ، کتنی بار۔ اَبْرَئَتْ، ماضی، از ابراء تندرست ہونا، اچھے ہو گئے۔ وَصِبًا۔ بیمار۔ بِاللَّمْسِ، ساتھ مس کرنے۔ رَاحَتُهٗ، ہتھیلی اُن کی سے۔ وَاَطْلَقَتْ، ماضی از اطلاق۔ چھوڑنا۔ آزاد کرنا۔ اور آزاد ہو گئے۔ اَرِبًا، حاجت مند۔ مِنْ رِبْقَةِ، رسی کا پھندا جو جانوروں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ پھندے سے۔ اللَّمَمِ۔ اللمم۔ نوعے از جنون۔ جنون سے۔

ترجمہ بارہا اچھے ہو گئے بیمار اُن کی ہتھیلی کے مس سے اور آزاد ہو گئے حاجت مند جنون کے پھندے سے۔

تنبیہ

ایک شعر اس شعر سے قبل صاحب شوارد الفردہ نے نقل کیا ہے۔ لیکن شیخ زادہ خرپوتی اور عطر الوردہ نے اس کا قطعی تذکرہ نہیں کیا۔ بہر حال چونکہ ایک جگہ وہ شعر ملتا ہے۔ لہٰذا احتیاطًا ہم بھی معہ ترجمہ کے اُسے نقل کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔ ؎

اٰیَاتُهُ الْغُرُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ
بِدُوْنِهَا الْعَدْلُ بَیْنَ النَّاسِ لَمْ یَقُمِ

Marfat.com

زبان کے اعتبار سے وہ کشش اور شیرینی بھی اس بیت میں محسوس نہیں ہوتی جو امام کے کلام میں ہے۔ ممکن ہے یہ بیت سید ابن معتوق کے قصیدہ کا ہو۔ جنھوں نے قصیدہ بردہ کے مقابلہ میں ایک قصیدہ لکھا تھا۔ اور جس کا تذکرہ ہم دیباچہ میں کر چکے ہیں۔

حلِّ لغات

ایاته، جمع آیت، معجزے۔ الغُرُّ، جمع غراء، روشن وتاباں، روشن۔ لا یخفی۔ نہیں چھپے رہے۔ علیٰ احد۔ کسی پر۔ بدونها۔ بغیر اُن کے۔ العدل۔ انصاف۔ بین الناس۔ آدمیوں میں۔ لم یقم۔ نہ قائم ہو سکتا تھا۔

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات کسی پر مخفی نہ رہے۔ اور بغیر ان معجزات کے انصاف بین الحق وبین الباطل لوگوں میں قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ اور لاتنکر الوحی من رویاہ ان لہ سے ۶ بیتوں تک یعنی فذالک حین بلوغ من نبوتہ۔ اور تبارک اللہ ما وحی بمکتسب۔ اور کم ابرئت وصبا باللمس راحتہ اور واحییت السنۃ اشہباً دعوتہ اور بعارض جاد او خلت ابطاح۔ یہ چھ شیخ زادہ نے اپنی شرح میں نہیں لیے۔ اس کی وجہ معلوم نہیں۔ ممکن ہے کاتب چھوڑ گیا یا مسودہ ان بیتوں کا ضائع ہو گیا۔ اور بوقت طباعت نہ ملا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب اپنے سلسلہ کے مطابق ہم کم ابرئت وصبا باللمس راحتہ کی شرح کرتے ہیں۔ وھو ہذا۔

شرح اس بیت میں ناظم فاہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بعثت سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حکمت اور مصلحت بھی مضمر تھی کہ لاعلاج مریض مصیبت زدہ مایوس العلاج اور باطنی امراض مہلکہ کے بیمار قلبی بیماریوں کے سسکتے ہوئے صاحبِ فراش حضورؐ کی طب اور معالجہ سے صحت یاب ہو گئے۔ اور اس نعمتِ عظمیٰ کے حاصل ہونے کی سبیل سوائے ذات محبوب

Marfat.com

دو عالم اور کسی کے ذریعہ ممکن ہی نہ تھی اصلاح قلوب مشرکین ایسے مصلح اور طبیب قلوب کے اُوپر موقوف تھی جو عارف ربانی اور عالم اسماء و صفات ہو اور واقف احکام و افعال اور اپنی جادو بیانی میں ایسا موثر ہو کہ دلوں کو مسخر کرلے اور ایسا جاذب ہو کہ خیالات کو آن واحد میں ایک غلط انداز نظر سے بدل دے۔ مناہی شرعیہ میں ساخط اور اوامر اسلامیہ میں تابع۔ ایسی صفات سوائے ذاتِ گرامی کے کسی میں جمع نہ ہوسکی تھیں۔ کہ ابراء امراض ظاہری میں بھی جامع طبیب اجسام اور شفاء امراض روحانی وقلبی میں حکیم علام اسی بنا پر ناظم فاہم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معترض ابھی تک یہی دریافت کر رہا ہے کہ اس ہستی کی بعثت کی کیا حاجت تھی۔ حالانکہ اُن کے دستِ شفا نے کتنے مریض جسمانی جو ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہمیشہ کے لیے صحت یاب کر دیئے اور لاکھوں کروڑوں مرضاء روحانی صحت یاب ہو گئے۔ وہ قوم جو درندوں کی مشابہ اپنی زندگی کے لیل و نہار گزار رہی تھی۔ ایک نظر میں مجسمہ اخلاق بن گئی۔ جو کفر و شرک کے اندھیرے میں پھنس کر ضلالت و گمراہی کی پیچ در پیچ گھاٹیوں میں سر ٹکراتی پھر رہی تھی۔ ایک آواز میں راہِ راست پر آگئی۔

حالی نے خوب کہا ہے۔ ؎

وُہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ۔۔۔ مُرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا ۔۔۔ وُہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
یتیموں کا والی غلاموں کا مولے
غریبوں کا حامی اسیروں کا آقا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا ۔۔۔ اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مِس خام کو جس نے کُندن بنایا ۔۔۔ کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق ہے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

یہ تو وُہ شان ہے جو اصلاح روحانی میں نظر آئی۔ اخلاقیات ایسے تھے کہ آن کی آن

Marfat.com

ہیں ایک جگہ بیٹھے ہوئے قتل وغارت کی آگ بھڑکا دینا معمولی بات سمجھتے تھے۔ جیسا کہ حالی کہتا ہے۔ ؎

نہ ٹلتے تھے ہر گز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے

جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

وہ تھے قتل وغارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

حضورؐ کے آوازۂ حق نے انہی سبوعی خصلتوں کے مجسموں کو انسان بنا دیا۔ وہ سر جن میں نخوت و تکبر تھا۔ سودائے محبوب دو عالمؐ سے معمور ہو گئے۔ وہ دل جس میں لات و عزیٰ سمائے ہوئے تھے ایک وَحْدَہٗ لَاشَرِیک کے پرستار بن گئے۔

غرض کہ اگر حضورؐ کی جلوہ ریزی نہ ہوتی تو دنیا میں اندھیرا تھا۔ شرک و کفر کے کالے بادل گھرے ہوئے تھے۔ گمراہی کی بھیانک ظلمت عالم پر چھا رہی تھی۔ اور امراض جسمانی کے طبیب کامل ایسے تھے کہ احادیث میں ایک نہیں سینکڑوں واقعات موجود ہیں۔ جن کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ یہ کمال سوائے اُس باکمال کے کسی اور میں کہاں تھے عیسےٰ علیہ السلام چند کمالات دکھا کر تشریف لے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کو زیر کر گئے۔ یہاں جو جس فن میں مقابلہ کرنے والا آتا ہے وہی زیر ہوتا ہے۔ بلاغت و فصاحت کے امام میدانِ کلام کے شہسوار ایک ہی ٹھوکر میں جھکے نظر آ رہے ہیں۔ ابوجہل کے بیٹے نے غزوۂ بدر میں حضرت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ وہ اپنا ہاتھ اُٹھائے حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے کٹا ہاتھ لیا اور اُس کی جگہ پر لگا دیا۔ تو تندرست ہاتھ کی طرح جڑ گیا۔ کوئی دُنیا کا بڑے سے بڑا سرجن جو یہ کمال دکھا سکے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا حضورؐ اسے جنون کا دورہ پڑتا ہے حضورؐ نے اپنے دست اقدس کو اُس کے سینہ پر پھیرا اور فرمایا۔ اخرج۔ فخرج من جوفہ مثل الجرو الاسود فشفیٰ۔ نکل تو اُس کے پیٹ سے۔ کالے کُتے کے چھوٹے چھوٹے پلے سے نکلے اور وہ شفایاب ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں آشوب کر آئیں اور سخت درد ہو گیا۔

Marfat.com

حضورؐ نے اُن کی آنکھوں میں لعاب دھن اقدس ڈالا صبح بالکل تندرست تھے۔

اور علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ امور مخصوص بزمانہ حیات بابرکات ہی نہیں ہیں۔ بلکہ قیامت تک باقی ہیں۔ چنانچہ آج بھی اگر کوئی رابطہ قلبی اُس ہستی پاک سے قائم کرے۔ اور حضورؐ پر صرف درود پڑھ کر مقصود کے حصول کی دُعا کرے باذن اللہ تعالےٰ بہ نیل مرام وہ صبح کرے۔

صاحب مواہب فرماتے ہیں کہ علامہ قشیری راوی ہیں کہ اُن کے صاحب زادہ سخت بیمار ہوئے۔ حتیٰ کہ موت کے قریب پہنچ گئے اور مایوسی ہو گئی تو فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے آقا و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے بچے کی علالت کا شکوہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا آیات شفا سے کیوں بے خبر ہے۔

میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے آیاتِ شفا لکھ کر دھو کر پلائیں ایسی مایوسی میں وہ اُمید نظر آئی کہ گویا مرض ہی نہ تھا۔ وہ آیات شفا یہ ہیں۔

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ[۱] ۔ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ[۲] ۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ[۳] ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ[۴] ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ[۵] ۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَاءٌ[۶] ۔ حضرت ابوبکر رازی فرماتے ہیں کہ میں اصفہان میں ابی نعیم کے پاس تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ ابوبکر بن علی نے سلطان سے بغاوت کی تو وہ قید ہو گئے۔ تو میں نے خواب میں حضورؐ کی زیارت کی اور جبریل امین حضورؐ کی داہنی جانب تھے۔ حضورؐ لبہائے مبارک کسی تسبیح سے متحرک فرما رہے تھے۔ تو حضورؐ نے مجھے فرمایا۔ ابوبکر بن علی کو کہہ

---

۱ اور اللہ ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا۔ پ۱۰ ع۸ ۲ اور دلوں کی صحت۔ پ۱۱ ع۱۱

۳ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔ پ۱۴ ع۱۵

۴ اور ہم آتارتے ہیں قرآن میں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے پ۱۵ ع۹

۵ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے پ۱۹ ع۹

۶ تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفاء ہے۔ پ۲۴ ع۱۹

Marfat.com

دے کہ وہ دعا کرب جو بخاری شریف میں ہے پڑھے اور یہاں تک پڑھے کہ اللہ بلا ٹال دے۔

صبح ہوتے ہی مَیں نے انھیں کہا۔ انھوں نے وہ پڑھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ آزاد ہو کر آگئے۔ وہ دعا کرب جسے شیخین نے روایت کیا یہ ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ۔

علامہ خرپوتی اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اور وہ یہ ہوا کہ ہمارے استاد کی زوجہ محترمہ مرض قلب میں مبتلا ہوئیں اور ایسی مبتلا ہوئیں کہ رات دن میں کسی وقت سکون ہی نہ تھا۔ ہر وقت چیخیں لگاتیں اور ایسے زور سے چیختیں کہ ہمسایہ بھی تنگ آگئے۔ اطباء سے بہت سی دوائیں منگوائیں لیکن شفا نہ ہوئی تو مجھے فرمایا کہ ایک عریضہ میری طرف سے دربار رسالت میں لکھ۔ اور اس مرض کی نجات کی درخواست کر چنانچہ مَیں نے عریضہ لکھا۔ اوّل اُس میں صلوٰۃ و سلام لکھ کر اپنا مقصد تحریر کیا اور حجاج جو حج کو جا رہے تھے اُن کی معرفت روانہ کر دیا ہم دن گنتے رہے حتیّٰ کہ جس دن حاجی مدینہ پہنچے اُس روز اُن کا چیخنا چلانا بند تھا۔ اور بالکل صحت یاب ہو گئیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک جنگل میں حضورؐ تشریف فرما تھے کہ ایک ہرنی نے حضورؐ کو پکارا یا رسول اللہ تو حضورؐ نے فرمایا تو کیا چاہتی ہے اُس نے عرض کی کہ حضورؐ مجھے ایک اعرابی شکار میں پکڑ لایا ہے اور اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں حضورؐ مجھے کھول دیں کہ مَیں انھیں دودھ پلا آؤں۔ پھر ابھی واپس آجاؤں گی حضورؐ نے فرمایا تو ضرور واپس آجائے گی۔ عرض کی ہاں۔ حضورؐ نے اُسے کھول دیا۔ وہ گئی اور دودھ پلا کر واپس آگئی۔ اعرابی کو یہ قصّہ معلوم ہوا تو اُس نے عرض کی حضورؐ کی کیا مرضی ہے حضورؐ نے فرمایا کہ تو اسے آزاد کر دے۔ اعرابی نے اُس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ وہ ہرنی چلی اور جنگل میں کہنے لگی اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

مولائی صل و سلم دائما ابدا　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

Marfat.com

(۸۶) وَاَحْیَتِ السَّنَۃَ الشَّہْبَآءَ دَعْوَتُہٗ
حَتّٰی حَکَتْ غُرَّۃً فِی الْاَعْصُرِ الدُّھُمٖ

حلِ لغات واو، عاطفہ اور۔ احیت، ماضی از حیا۔ زندہ کرنا، زندہ کر دیا۔ السنۃ، سال، سال۔ الشہباء، سفید، محاورہ میں اُس سال کو کہتے ہیں جس میں بارش نہ ہو۔ یعنی قحط، قحط والا۔ دعوتہ، از دعا، اُن کی دُعا نے۔ حتیٰ، للغایت، یہاں تک کہ۔ حکت، ماضی، مشابہ ہو گیا۔ غرۃ، روشنی اور سفیدی گھوڑے کی پیشانی کی۔ ہر چیز کا حصہ روشنی اور چمک میں۔ فی الاعصر، جمع عصر، زمانہ، تمام زمانوں۔ الدھم، از ادھم، اور دھما کی جمع ہے بمعنی سیاہ، سیاہ اور ظلمت سے۔

ترجمہ حضورؐ کی دُعا نے بے آب و گیا قحط زدہ موسم کو سر سبز و شاداب کر دیا۔ یہاں تک کہ آیندہ و گذشتہ تاریک زمانوں میں یہ سال روشن اور چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔

شرح احیت احیاء سے ہے یہ ضد امانت کے معنی میں مستعمل ہے۔ سنۃ سال کو کہتے ہیں۔ شہباء گھوڑوں کی چمکتی پیشانی کو کہتے ہیں۔ لیکن محاورہ عرب میں سنۃ الشہباء اُس سال کو بولتے ہیں جس میں امساک باراں کے باعث نہ سبزہ اُگا نہ شادابی کے اسباب مہیا ہوں۔ یعنی قحط سالی جسے عام محاورہ میں کہتے ہیں۔ دعوتہ اس کا فاعل ہے۔ یعنی حضورؐ کی دُعا کی برکت سے موسم قحط فارغ البالی سے بدل گیا۔ خشک سالی سبزہ زاری سے متبدل ہو گئی اور ایسی ہو گئی کہ حتیٰ حکت بمشابہت میں چمکتے ہوئے سفید گھوڑے کی پیشانی کی طرح زمانوں کی تاریکیوں میں اظہر من الشمس ہو گیا۔ یعنی وہ سال تمام آیندہ و گذشتہ موسموں میں چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ دھم عربی میں سیاہ اور تاریک کو کہتے ہیں۔

اس بیت مبارک میں تلمیحاً اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضرت

Marfat.com

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ایک بار لوگوں پر عہدِ رسالت میں سخت قحط پڑا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے جلوہ فرما ہوئے۔ تو ایک اعرابی کھڑا ہوا اور پکارا یا رسول اللہ ھلک المال وجاع العیال فادع اللہ تعالےٰ لنا۔ اے سرکار ہمارے مال ہلاک ہو گئے ہمارے بچے بھوکوں مر گئے اللہ سے ہمارے لیے دُعا فرمائیں۔ فرفع یدیہ ومانریٰ فی السماءِ سحابا ولا قزعۃ فوالذی نفسی بیدہ ما وضعھما حتیٰ صار السحاب امثال الجبال ثم لم ینزل عن منبرہ حتیٰ رئیت المطر یتحادر علی لحیتہ فمطرنا یومنا ذٰلک من الغد ومن بعد غد حتیٰ الی الجمعۃ الاخریٰ۔ تو حضورؐ نے دونوں دست نورانی آسمان کی طرف بلند فرمائے۔ اور اُس وقت ہمیں نہ کوئی ابر نظر آتا تھا نہ قزعہ بس قسم ہے اللہ کی حضورؐ نے ابھی ہاتھ چھوڑے نہ تھے کہ پہاڑوں کی طرح ابر گھر گئے اور کالی گھٹائیں چھا گئیں۔ اور ابھی حضورؐ منبر سے اُترے نہ تھے کہ بارش موسلادھار ہونے لگی۔ اور ریش اقدس پر بُوندیں ڈھلکنے لگیں۔ یہ بارش اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک مسلسل رہی۔ دُوسرے جمعہ کو ایک آدمی کھڑا ہُوا اور پکارا۔

یا رسول اللہ ھدم البناء وغرق المال فادع اللہ تعالےٰ لنا فرفع یدیہ حضورؐ ہمارے مکان گر گئے۔ مال غرق ہو گئے۔ ہمارے لیے دُعا فرمائیں تو حضورؐ نے دستِ اقدس اُٹھائے اور فرمایا۔ اللھم حوالینا ولا علینا ہمارے گرد برسے ہم پر نہیں۔ تو حضورؐ جس طرف اشارہ فرماتے جاتے تھے ابر بھی اسی طرف پھٹتا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ مدینہ مثل ٹیلہ کے خشک تھا۔ اور نواح مدینہ میں جل تھل تھا اور ایک ماہ مسلسل ایسا ہی رہا۔ ؎

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں!
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے
نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

جوشِ طوفان بحر بے پایاں ہُوا ناسازگار
نوح کے مولا کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

رحمۃ للعالمین تیری دوہائی دب گیا
اب تو مولے بے طرح سر پر گنہ کا بار ہے

(۸۷) بِعَارِضٍ جَادَ اَوْخِلْتَ الْبِطَاحَ بِھَا
سَیْبًا مِّنَ الْیَمِّ اَوْسَیْلًا مِّنَ الْعَرِمِ

حل لغات بعارضٍ، الباء متعلق، سحاب ابر۔ یہ حل تھل ایک ابر کے ساتھ۔ جادَ، ماضی از جودٌ بفتح الجیم۔ جود مطر شدید۔ موسلا دھار بارش کی عطا و بخشش تھی۔ اَوْ، برائے غایت یا بمعنی اِلیٰ۔ یہاں تک۔ خِلْتَ، من الخیال والظن والحسبان، خیال کرے تو۔ البطاح، ابطح او بطحاء سیل واسم للماء اودیۃ المدینۃ۔ شہر کے نالے کو۔ بِھَا، اُس بارش سے۔ سَیْبًا، سَیْب بروزن غیب بمعنی الجری والعطا، بہاؤ۔ من الیم۔ البحر۔ دریا کا۔ اَو۔ یا۔ سیلًا۔ الماء المجتمع الجاری بغتۃ۔ اچانک پانی جمع ہو جانا جل تھل۔ من العرم۔ مطر شدید، سخت طوفانی بارش کا۔

ترجمہ قحط سالی ایک بارش سے دفع ہوئی۔ اور بارش ایک ابر کی وجہ سے ایسی برسی کہ دیکھنے والا گمان کرتا تھا کہ یہ دریا کا طوفان یا سیلاب اور جل تھل ہے۔

شرح چونکہ پہلی بیت میں احیاء کا فعل دعا کی طرف منسوب تھا تو قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ اُس قحط سالی اور خشک حالی کو سبزہ زاری سے محض دُعا نے بدل دیا یا اجابت دُعا کے بعد اُس سبزہ کا سبب بارش ہوئی تو اُس کا جواب اس بیت میں دیا اور فرمایا بعارضٍ۔ یعنی ابر نے جاد ایسا مینہ موسلا دھار برسایا کہ اس سے زیادہ مینہ برس ہی نہیں سکتا۔ یہاں جاد جودٌ سے ہے۔ اور جود کا جیم بھی مفتوح ہے۔ جو مطر شدید کے معنی میں مستعمل ہے اور جو بضم جیم جُود پڑھتے ہیں۔ وہ محاورہ اور لغات سے بے خبر ہیں۔ اور عارض بمعنی سحاب۔

Marfat.com

توقرآن کریم میں بھی آیا ہے جیساکہ ارشاد ہے ھٰذا عارض ممطرنا۔ یہ ابر ہے جوہم پر بارش کرے گا۔

اور یہ سیل بھی نہ تھا۔ اس لیے کہ سیل سے حضورؐ نے دعا میں پناہ مانگی ہے اور فرمایا ہے۔ اللھم انی اعوذبك من السیل والبعیر الصؤول الٰہی میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اچانک بہاؤ سے اور منہ زور اونٹ سے۔ اور عرم مطر شدید کو بھی کہتے ہیں۔ اور عرم ایک جگہ کا بھی نام ہے۔ جو ملک سبا میں ہے۔ یہاں قوم سبا پر سیل عظیم بصورت عذاب آیا تھا۔ اس اعتبار سے اس بیت میں تلمیحاً قصہ سبا کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور سبا ایک جماعت کا نام تھا۔ یہ قوم اپنی جماعت کا نام اپنے اجداد کے نام پر رکھتی تھی۔ چونکہ یہ سب سبا کی اولاد سے تھے۔ اس لیے اسے قوم سبا کہا جاتا تھا۔ ان کا شجرہ یہ ہے۔ سبا بن یشجب بن یعرب ابن قحطان اور یہ جس شہر میں رہتے تھے۔ اس کا نام مآرب یہ شہر ارض یمن میں تھا یہاں بڑا زبردست جنگل تھا۔ جب بلقیس اس شہر کی ملکہ ہوئی تو اس جنگل پر اس نے ایک زبردست دیوار بنوائی اور اس میں موریاں اور مورے اونچے نیچے بنائے۔ تاکہ جو پانی اس جنگل میں جمع ہو خاطر خواہ استعمال کیا جائے اور شہر والوں نے اس وادی کے نیچے کے حصہ میں دائیں بائیں بڑے بڑے باغ بنائے چنانچہ اس شہر کے باغات میں اس قدر پھل ہوتا تھا کہ اگر ایک عورت اپنے سر پر ٹوکری رکھ کر درختوں کے نیچے سے گزر جاتی تو بغیر کسی پھل کے توڑے اور کسی ڈالی کو ہلائے ٹوکری بھر کر گھر لاتی۔ اور قدرتی طور پر یہ شہر ایسا ستھرا اور پاکیزہ تھا کہ مچھر۔ مکھی۔ پسو۔ کھٹمل۔ سانپ۔ بچھو اور کسی قسم کی بیماری یہاں نہ تھی۔

اور اگر مکھی۔ مچھر۔ پسو۔ کھٹمل لے کر کوئی مسافر اس شہر میں داخل ہوتا تو یہاں کی ہوا میں یہ اثر تھا کہ فوراً پسو کھٹمل وغیرہ مر جاتے اور یہ سعادت اس شہر کے رہنے والوں کو حاصل تھی۔ مگر بڑے ناشکرے سرکش خدا ناترس تھے۔ کہتے تھے ہم خدا کو نہیں جانتے کہ اس نے یہ نعمتیں ہم پر نازل کیں۔

Marfat.com

اس قوم پر تیرہ رسول اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمائے۔ اور سب نے انھیں کہا کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو۔ مگر انھوں نے اُن کی نصیحتیں نہ سنیں اور ایمان نہ لائے۔

آخر اُن پر چوہے مسلط کیے گئے جو اندھے تھے۔ اُنھوں نے اُس وادی میں بڑے بڑے بل بنا لیے اور اس وادی میں جو دریا بھرا ہوا تھا۔ وہ پانی اُن چھیدوں میں بھرا کہ تمام دیوار منہدم ہوگئی اور پانی اُن کے گھروں باغوں میں اچانک ایسا بھرا کہ سب غرق ہوگئے اس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ۔

صدق اللہ مولانا العلی العظیم۔

(۸۸)

دَعْنِي وَوَصْفِي آيَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ
ظُهُورَ نَارِ الْقِرَى لَيْلًا عَلَى عَلَمٍ

حلّ لغات دعنی، امر از ودع یدع بمعنی اترکنی۔ چھوڑ مجھے۔ ووصفی اور میری مدحت سرائی کو۔ آیات۔ اور بیان معجزات۔ لہ۔ جو حضور سے۔ ظہرت۔ ظاہر ہوئے۔ ظہور۔ یہ ظاہر ہونا۔ نار۔ اس آگ کا

لے بے شک سبا کے لیے ان کی آبادی میں نشانی تھی دو باغ دائیں اور بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب۔ اُنھوں نے منہ پھیر اتو ہم نے ان پر زور کا سیلاب بھیجا۔ اور اُن کے باغوں کے عوض دو باغ انھیں بدل دیے کہ ان کے پھل بدمزہ اور ان میں جھاؤ تھا۔ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں۔ ہم نے انھیں یہ بدلا دیا ان کی ناشکری کی سزا اور ہم ناشکروں کو ہی سزا دیتے ہیں۔ پ۲۲ ع ۸

Marfat.com

سا ہے۔ القوٰی۔ قریٰ۔ بمعنی ضیافت۔ جو مہمان کے کھانے کے لیے روشن ہو۔ لیلاً۔ رات ہیں۔ علیٰ علم۔ علم۔ یعنی الجبل۔ پہاڑ پر۔

ترجمہ چھوڑ مجھے اور حضورؐ کی تعریف کرنے دے۔ اگرچہ وہ فی الواقع اتنے روشن ہیں جیسے مہمان کی آگ پہاڑ پر روشن ہوتی ہے۔

شرح بیان اوصاف معجزات و کمالات کرتے کرتے ذہن میں خیال آیا کہ اُس ہستی پاک کے اوصاف بیان کرنے کی کیا حاجت ہے وہ تو کالشمس (سورج کی طرح) عالم میں ظاہر و باہر ہو چکے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ طلوع خورشید پر طلوع خورشید کا اعلان زاید اور تحصیل حاصل ہے۔ تو خود ہی جواب دیتے ہیں۔ کہ دعنی او خیالِ باطل مجھے چھوڑ۔ اور توصیف کمال و معجزات آقا کرنے دے۔ یہ مَیں بھی جانتا ہوں کہ ان کے کمالات ایسے روشن ہیں جیسے مسافر پہاڑ پر آگ جلائے تو تمام اہل قری کو اُس کا علم ہوتا ہے۔ یہ ایک عرب کا محاورہ ہے۔ ایقاد النار فی راس الجبل۔ اور مسافروں کو اطمینان دلانے کے لیے پہاڑ کی چوٹی پر آگ جلا دینا اہلِ عرب کا پُرانا رواج ہے تاکہ ابن السبیل (مسافر) طی مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا آگ کی روشنی دیکھ کر اطمینان سے اس طرف آجائے اور اکل و شرب (کھانے پینے) سے تازہ دم ہو کر اپنا سفر پورا کرے۔

اسی ضرب المثل کو اس بیت میں فرمایا۔ ظھور نارِ القری لیلاً علیٰ علم۔

مولای صلّ و سلم دائما ابدا — علے حبیبك خیر الخلق کلھم

راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے — پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے

ہائے رے نیند مسافر تیری — کوچ تیار ہے کیا ہونا ہے

دُور جانا ہے رہا دن تھوڑا — راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے

گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں — مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے

(۸۹) فَالدُّرُّ یَزْدَادُ حُسْنًا وَّهُوَ مُنْتَظِمٌ
وَلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْرًا غَیْرَ مُنْتَظِمِ

Marfat.com

حلّ لغات: فالدر، پس موتی ۔ یزداد، زیادہ ہوتا ہے ۔ حسنًا، حسن اس کا ۔ وھو، اگرچہ وہ ۔ منتظم، لڑی میں پرا ہوا ہو ۔ ولیس ینقص، اور نہیں کمی آتی ۔ قدرًا، اس کی قیمت میں ۔ غیر منتظم، جبکہ وہ پرا ہوا نہ ہو ۔

ترجمہ: موتی کا جب موزونیت کے ساتھ ہار بنایا جائے تو اس کی خوبصورتی اور حسن بڑھا ہوا ہوتا ہے ۔ اور وہی موتی جب تنہا ہو تو اس کے حسن ذاتی اور قدر و قیمت میں کوئی نقص نہیں آتا ۔

شرح: گویا ناظم فاہم یہ بتا رہے ہیں کہ میری مدحت سرائی سے حضورؐ کی شان بڑھ نہیں جاتی اور ترکِ مدحت میں اُن کی شان گھٹتی نہیں ۔ مگر ہار جب اپنی زینت چاہتا ہے تو قیمتی موتی کے حسن سے تابانی حاصل کرتا ہے ۔ اسی طرح میں کانِ نبوّت کے اُس دُرِ بے بہا کو اپنی نظم میں لگا کر عملوں کے ہار کی زینت بڑھا رہا ہوں ۔ ورنہ وہ تو یوں بھی وہی ہیں ۔ اور یوں بھی وہی ہے

کہاں طاقت بشر کو جو مدیح مصطفٰےؐ ٹھہرے ۔ مدیح ذاتِ پاک احمدیؐ جب خود خدا ٹھہرے

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل ۔ کام ہے اُن کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

---

(۹۰) فَمَا تَطَاوَلَ اٰمَالُ الْمَدِیْحِ اِلٰی
مَا فِیْهِ مِنْ کَرَمِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ

حلّ لغات: فما، ما استفہام انکاری یا تعجبی، پس کیا ۔ تطاول، مد عنقه مریدًا الاطلاع علیه، کسی چیز کو غور سے دیکھنے کے لیے گردن اونچی کرنا ۔ لمبی گردن کر کے دیکھنا ہے ۔ آمال، آرزوئیں ۔ المدیح، تعریف کرنے کے ۔ الٰی، کہاں تک ۔ ما فیه، جو کچھ ہے اُن میں ۔ من کرم الاخلاق، برگزیدہ عادتیں ۔ والشیم، اور پسندیدہ خصلتیں ۔

Marfat.com

ترجمہ اے مدح کی آرزو کرنے والے کیا امید مدح ہیں حضورؐ کے اوصاف پر اونچی اونچی گردن کر کے اُن کے اخلاق حمیدہ اور عادات پسندیدہ کا اندازہ کر رہا ہے۔ اس کی حد و غایت معلوم کرنا محال ہے۔

شرح

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی خُدا سے پُوچھئے شانِ محمدؐ

اور بس باقی باقی باقی فانی

فصل تاسع

حضور اقدس کے اوصاف از قرآن پاک

آیٰتٌ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَۃٌ

۹۱

قَدِیْمَۃٌ صِفَۃُ الْمَوْصُوْفِ بِالْقِدَمِ

حلِّ لغات آیات حق، قرآن کی آیتیں۔ من الرحمٰن، رحمان کی طرف سے۔ محدثۃ، لکھی ہوئی ہیں یا اتاری ہوئی ہیں۔ قدیمۃ، مگر قدیم ہیں۔ صفۃ الموصوف، اس لیے کہ موصوف قدیم کی صفت۔ بالقدام۔ قدیم ہے۔

ترجمہ یعنی قرآن کریم کی سچی آیتیں خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ اور باعتبار تلفظ و نزول و کتابت فی المصاحف حادث ہیں۔ اور باعتبار معنی وکلام نفس قدیم۔ کیونکہ وہ صفت ہیں ذات پاک کی جو موصوف بالقدم ہے اور یہ امر محقق ہے کہ موصوف قدیم کی صفت بھی قدیم ہوتی ہے۔ ورنہ قدیم محل حوادث ہوجائے گا۔ تعالی اللہ عمّا یصفون۔

شرح پہلے اشعار میں امام رحمہ اللہ نے حضورؐ کے فضائل بیان کیے تو ان پر دلائل قاطع سے نبوت کی ضرورت تھی۔ تو قرآن کریم سے دلائل شروع فرمائے اور تمہیداً فرمایا کہ جس ہستی کے فضائل میں بیان کر رہا ہوں۔ اُن کے فضائل میں آیات حقہ نازل ہوئی ہیں۔

اور من الرحمٰن اسم رحمٰن کا ذکر تبرکاً فرمایا۔ اگرچہ غفار، ستار، رزاق۔ علام بھی لا سکتے تھے۔ لیکن چونکہ انزال قرآن ہی رحمت عامہ جمیع خلائق کے لیے ہے۔ حتی کہ کفار پر بھی تاخیر عذاب کا موجب ہوکر رحمت ہے۔ اس لیے اس کے نازل کنندہ کے اسماء حسنیٰ میں سے تبرکاً رحمٰن اختیار کیا۔

Marfat.com

اور مصرع اوّل میں محدثۃٌ اسم مفعول احداث سے لیا۔ اور مصرع ثانی میں قدیمۃٌ کہا۔ تو گویا یوں فرمایا۔ محدثۃٌ قدیمۃٌ اور یہ امر ظاہر ہے کہ حادث و قدیم دونوں صفتوں کا جمع کرنا اور ایک موصوف کی صفت اس طرح کرنا جمع بین النقیضین ہے۔
لیکن ادنےٰ غور کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جمع بین النقیضین یہاں لازم نہیں آتا اس لیے کہ ناظم فاہم نے دو اعتبار آیات قرآنیہ کے یہاں ظاہر فرمائے ہیں ایک اعتبار سے آیات قرآنیہ کو حادث بتایا ہے۔ اور دوسرے اعتبار سے قدیم قرار دیا ہے۔

چنانچہ آیات قرآنیہ حادث بایں اعتبار ہیں کہ اُس میں جو لفظ ہیں وہ حادث ہیں اور قدیم باعتبار معنی ہیں۔ اس لیے کہ کلام دو ہیں کلام لفظی اور کلام نفسی۔ جیسا کہ اخطل نے کہا ہے۔

ے

اِن الکلام لفی الفؤاد وانما جعل اللسان علی الفؤاد دلیلا

تو حادث کلام لفظی ہے۔ اور قدیم کلام نفسی جو قدیم قائم بالذات ہے۔

اس میں سات مذاہب ہیں۔

(۱) مذہب اشاعرہ ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کلام اللہ تعالےٰ اثنان لفظی مکتوب فی المصاحف حادث ونفسی قائم بذاتہ قدیم لیس بحرف ولا صوت بل ھو المعنی فقط وان مذھبھم یجوز سمع ذالک المعنی الذی ھو الکلام النفسی۔
کلام الٰہی لفظی مکتوب فی المصاحف حادث ہے۔ اور نفسی قائم بذاتہٖ قدیم ہے۔ اس میں نہ حرف ہے نہ صوت۔ بلکہ وہ محض معنیٰ ہے اور ان کے نزدیک ان معنی کی سماعت بھی جائز ہے۔ بایں معنیٰ یہ کلام نفسی ہے۔

(۲) دوسرا مذہب ابی منصور ماتریدی کا ہے۔ وہ بھی کہتے ہیں۔

ان کلامہ اثنان۔ لفظی مکتوب فی المصاحف حادث ونفسی قائم بذاتہ قدیم لیس بحرف ولا صوت بل ھوا لمعنی فقط۔ اس مذہب میں اشاعرہ کے مذہب سے صرف سماعت کا خلاف ہے وہ سمع جائز مانتے ہیں۔ یہ سمع

Marfat.com

بھی نہیں مانتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ جو مسموع ہے۔ وہی کلام لفظی ہے۔ کذا فی البدایہ۔

(۳) تیسرا مذہب بعض متاخرین کا ہے اور ان میں صاحب مواقف بھی ہیں وہ کہتے ہیں۔

ان کلامہ اثنان لفظی مکتوب فی المصاحف محفوظ فی الصدور وھو حادث وکلام نفسی قدیم عبارۃ عن لفظ ومعنی لکن بلا ترتیب۔ ان کے نزدیک مکتوب فی المصاحف محفوظ فی الصدور حادث ہے اور کلام نفسی عبارت ہے لفظ ومعنی بلا ترتیب سے اور یہ قدیم ہے۔

(۴) چوتھا مذہب جلال دوانی کا ہے وہ کہتے ہیں۔

انہ اثنان لفظی قائم بالمصاحف والصدور وھو حادث ونفسی قائم بہ تعالیٰ قدیم عبارۃ عن لفظ ومعنی مع ترتیب علمی۔ کلام نفسی عبارت ہے لفظ ومعنی مع ترتیب علمی سے اور یہ قدیم ہے۔

(۵) پانچواں مذہب حنابلہ کا ہے وہ کہتے ہیں۔

ان کلامہ تعالیٰ فی الحقیقۃ واحد مرکب من حروف واصوات قدیم الیٰ ان قال بعضھم وافرط یقدم الجلد والغلاف فھم ینکرون الکلام النفسی۔

(۶) چھٹا مذہب معتزلہ کا ہے۔ جو مسلمانوں میں ایک مبتدع فرقہ مانا گیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

ان کلامہ واحد مرکب من حروف واصوات حادثۃ لکن لیس بقائم بذاتہ تعالیٰ بل بالغیر کاللوح وفؤاد جبریل والنبی وشجرۃ موسیٰؑ۔

(۷) ساتواں مذہب کرامیہ کا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

انہ کلام واحد مرکب من الحروف والاصوات حادث لکن قائم بہ تعالیٰ۔ فالفرق الثلاث ینکرون الکلام النفسی۔

یہ پچھلے تینوں فرقے کلام نفسی کے منکر ہیں۔ اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو بدایہ۔

Marfat.com

تمہید۔ بحر الکلام۔ الابانہ اور الکفایہ وغیرہ میں دیکھیں۔ یہاں تو ہمیں یہ بتانا ہے۔ کہ ناظم فاہم رحمہ اللہ نے محدثۃ جو فرمایا وہ حنابلہ کے مذہب کو رد کرنے کے لیے کہا ہے۔ اور قدیمۃ اس لیے کہا تاکہ کرامیہ کا رد ہو جائے اور صفت الموصوف بالقدم معتزلہ کا رد کرنے کی غرض سے فرمایا۔ اس لیے صحیح عقیدہ یہ ہے۔ کہ قرآن باعتبار الفاظ حروف وصوت وکتابت حادث ہے۔ کہ اسے کلام لفظی کہتے ہیں۔ اور باعتبار معنی بلاصوت قدیم کہ اس کو کلام نفسی کہا جاتا ہے۔ فافہم وتدبر۔

(۹۲)

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَّهِيَ تُخْبِرُنَا
عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَّعَنْ إِرَمِ

حل لغات لم تقترن، نفی جحد بلم از اقتران۔ متصل ہونا۔ نہیں ہیں قریب سے متعلق وہ آیات۔ بزمان، کسی زمانہ قریب سے۔ وھی، واؤ حالیہ۔ ضمیر الی الایات، حالانکہ وہ آیتیں۔ تخبرنا، خبر دیتی ہیں ہمیں۔ عن المعاد، المعاد الرجوع بعد الفنا، یوم آخرت کی۔ وعن عاد، اور قصۂ عاد کی۔ وعن ارم، اور عاد ثانی ارم کی۔

ترجمہ وہ آیتیں قرآن کریم کی کسی خاص قریب زمانہ کی خبر نہیں دیتیں بلکہ آخرت کی خبر بھی دیتی ہیں۔ قصہ عاد اوّل کی خبر دیتی ہیں۔ اور عاد ثانی ارم کے قصے سناتی ہیں۔

شرح اس بیت میں ناظم رحمہ اللہ یہ بتا رہے ہیں کہ ان آیات کو قدیم کہنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے۔ کہ یہ کسی زمانہ کے ساتھ مقید نہیں کیونکہ وجود قدیم وجود کائنات سے مقدم ہوتا ہے۔ اور باایں ہمہ ان آیات میں یہ کمال ہے۔ کہ یہ ہمیں حشر ونشر اور قوم عاد اور جنت ارم وغیرہ کی بھی خبریں دیتی ہیں۔

زمان = متکلمین کے نزدیک اس سے مراد ہے جو متجدد معلوم یقدر بہ سے متجدد آخر موہوم ہو اور حکماء کے نزدیک زمان سے مقدار حرکت فلک

Marfat.com

اعظم مراد ہے۔

یہاں لمو تفقترن بزمان جو ناظم رحمہ اللہ نے فرمایا اُس سے معانی آیات مُراد ہیں۔ نہ کہ الفاظ اس لیے کہ الفاظ تو حادث ہیں مقترن بزمانہ ہیں۔ بر خلاف معانی کے کہ وہ کلام نفسی ہے۔ اور وہ صفت الٰہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کی صفت ان دونوں پر اجراء زمانہ محال ہے۔

اور اخبار قرآنیہ مبدأ و معاد کے ساتھ جو ہمیں مطلع کر رہی ہیں وہ ظاہر ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔ اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ [1]

اس آیت کے متعلق مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ یہ اُمیّہ بن خلف کے معاملہ میں نازل ہوئی تھی۔ جب کہ اُس نے حضورؐ سے مخاصمہ کیا اور ایک ہڈی گلی سڑی لایا اور کہنے لگا یا محمدؐ اتری اللہ تعالیٰ یحی ھذا بعد ما رم فقال صلی اللہ علیہ وسلم یبعثك ویدخلك النار۔ کیا یہ ہڈی جو گل گئی ہے اسے اللہ زندہ کرے گا حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ تجھے مرنے کے بعد اُٹھائے گا اور جہنم میں داخل کرے گا۔ اسی کو قرآن کریم میں فرمایا۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ [2] اور اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ [3] اور اَفَلَا

[1] کیا آدمی کو معلوم نہیں کہ ہم نے اُسے نطفہ سے پیدا کیا تو وہ اعلانیہ اعتراض کرنے لگا۔ اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش بھول گیا۔ اور کہتا ہے کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جب کہ وہ بالکل بوسیدہ ہوگئیں۔ آپ کہہ دیجئے انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا۔ (پ ۲۳ ع ۴)

[2] پھر تم سب قیامت کے دن ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔ (پ ۱۸ ع ۱)

[3] کیا آدمی خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے کیوں نہیں ہم قادر ہیں کہ اس کی پوریاں درست کردیں۔ (پ ۲۹ ع ۱۷)

[4] تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور کھول دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے۔ بے شک ان کا رب ان کے حال سے اس روز پورا آگاہ ہے۔ (پ ۳۰ ع ۲۵)

يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ۔
وغیرہ وغیرہ آیات میں اخبار بعث ونشر ہیں۔ اور گزشتہ واقعات کی خبر ہیں عن عادٍ فرمایا یعنی قوم عاد کی خبریں بھی قرآن کریم دیتا ہے۔ چنانچہ والٰی عاد اخاھم ھودا[۱] میں قبیلہ عاد کا ذکر ہے۔ یہ علاقہ یمن میں ایک قوم تھی ان کا قصہ یہ ہے۔ کہ انھوں نے اپنی آبادی عمان وحضر موت تک پھیلا کر بت پرستی کا سلسلہ شروع کیا۔ اور صدا صمود ھبا خدا بنائے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن پر حضرت ھود علیہ السلام مبعوث فرمائے۔ آپ قوم عاد کے اشراف میں سے تھے حسب ونسب میں قوم سے افضل ترین تھے۔ تو قوم نے آپ کو جھٹلایا اور مخالفت شدت سے شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر بارش تین سال تک بند کی یہاں تک کہ یہ بھوکوں مرنے لگے تو انھوں نے حسب قاعدہ قوم بیت اللہ کی طرف توجہ کی اور وہاں جاکے دعا مانگنے کے لیے ستّر آدمی منتخب کیے۔ جب یہ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو رئیس قافلہ قیل ابن عنز نے دُعا کی اللّٰھم اسق عادا ماکنت تسقیھم الٰہی عاد پر بارش کر دے جن پر تُو نے امساک کر رکھا ہے۔

تو اللہ تعالےٰ نے تین ابر ظاہر فرمائے۔ ایک سپید ایک سُرخ ایک سیاہ اور آسمان سے ندا آئی یا قیل اختر لنفسك ولقومك اے قیل اپنے اور اپنی قوم کے لیے ان تینوں میں سے ایک ابر منظور کر۔ قیل نے کہا میں کالا ابر اختیار کرتا ہوں کہ یہ زیادہ پانی والا ہوتا ہے۔ چنانچہ کالا ابر نکلا اور ان کی آبادی کی طرف چلا حتّٰی کہ تمام آبادی پر گھر گیا۔ اور قوم خوش ہو کر کہنے لگی هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ ابر ہے جو ہم پر برسے گا۔ یک لخت اُس سیاہ بادل میں سے باد تند نکلی اور اتنی شدید چلی کہ تمام بت پرستوں کو ہلاک کر دیا۔ اور حضرت ہود اور جو آپ پر ایمان لائے اُنھیں نجات مل گئی۔ یہ قصہ عاد اوّل ہے۔ اور عن ارم جو فرمایا ہے۔ اس سے وہ سرکش قوم مراد ہے جسے عاد ثانی کہا جاتا ہے۔ جس کا ذکر سورہ فجر میں ہے[۲] اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ

---

[۱] اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ھود کو بھیجا۔ (پ ع ۲۵)
[۲] کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد یعنی قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد و قامت ستونوں جیسے تھے جن کی طرح (زور وقوت والا) شہروں میں پیدا نہ ہوا۔ پ۳۰ ع ۱۴

Marfat.com

الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ۔ اس کا مفصل ذکر تفسیر نیشاپوری میں اس طرح مذکور ہے۔ کہ عاد بن ارم کے دو بیٹے تھے ایک شداد دوسرا شدید۔ یہ دونوں دنیا کے بادشاہ تھے۔ پھر شدید مر گیا اور شداد تمام سلطنت پر قابض ہو گیا۔ اُس کی عمر اس وقت نوسو برس کی تھی۔ اُسے زیادہ تر شوق کتب بینی کا تھا۔ ایک روز اس نے جنت کی تعریف کتاب میں پڑھی تو اُس کے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ جس قسم کی صفت جنت کی میں نے پڑھی ہے۔ ایسی عمارت بنواؤں۔ غرض کہ اپنے لشکر سے ایک جماعت بایں غرض روانہ کی کہ وہ ایک ایسا صحرا تلاش کریں۔ جس میں لطیف ہوا ہو۔ اور وہاں پتھر نہ ہوں۔ پانی کافی ہو۔ درخت سرسبز و شاداب ہوں۔

یہ جماعت تلاش کرتے کرتے ایسے جنگل میں پہنچی۔ جہاں اس قسم کی تمام تعریفات پائی جاتی تھیں۔ اور یہ جنگل مقام عدن میں انھیں ملا۔ انھوں نے اطلاع دی۔

شداد نے اطلاع پاتے ہی اپنے وزراء دولت کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جواہرات اور سونا چاندی جمع کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے جمع کیا۔ اور اتنا جمع کیا کہ بے حساب جمع ہو گیا۔

شداد نے وہ سب سامان ارضِ عدن پر بھیج دیا اور ایک لاکھ معمار مقرر کر دیے وہ گئے اور انھوں نے بنیاد میں ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی لگا کر چار دیواری مکمل کر دی۔ اور اُس میں بڑے بڑے ستون زبرجد سبز کے اور یاقوت احمر کے قائم کیے اور اُن کے اُوپر بڑے بڑے محل تعمیر کرائے۔ اور اُن محلوں میں کھڑکیاں برجیاں، روشن دان کافی رکھے۔ اور بڑے بڑے صحن بالاخانوں میں بنوائے اور شہ نشین قلعہ ذہبی کے اندر بنوائے گئے۔ اس بادشاہ کے ایک ہزار وزراء تھے۔ اُس نے ہر وزیر کے لیے قلعہ کے گرد ایک ایک قصر تعمیر کرایا۔ اور اُس کے نیچے نہریں چاندی کی بنوائیں اُس میں دودھ بھروایا۔ شراب پر کرائی شہد سے مملو پر کیں۔ غرض کہ تین سو برس میں اس عمارت سے فارغ ہوا۔ تو شداد نے تمام وزراء و اتباع و انصار جمع کیے اور بہ شان و شکوہ مقام عدن کو روانہ ہوا۔ جب مقام ارم ایک دن ایک رات کے بُعد پر رہ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک

Marfat.com

بیجتح اس پر ڈلوائی کر سب وہیں ہلاک ہو گئے۔[1] اَللّٰهُمَّ لَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَخَافُكَ :-

(۹۳) دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ إِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

حلِّ لغات دامت، ماضی مونث، ہمیشہ رہیں وہ آیتیں۔ لدینا، ہمارے سامنے۔ ففاقت، فاقت فوقت، تو فوقیت حاصل ہو گئی۔ کل معجزۃ، ہر معجزہ پر۔ من النبیین، تمام انبیاء کرام کے۔ اذ جاءت، جب کہ وہ معجزہ لائے۔ ولم تدم، مگر ہمیشہ نہ رہے۔

ترجمہ معجزہ قرآن ہمارے پاس ہمیشہ کے لیے ہے تو یہ معجزہ تمام انبیاء کے معجزوں سے فائق ہے اس لیے کہ وہ معجزے جو انبیاء لائے وہ ہمیشہ نہ رہے۔

شرح آیات قرآنیہ ہمارے پاس ہمیشہ رہیں گی۔ اور یہ ہمارے حضورؐ کے معجزات میں سے ایک زندہ معجزہ ہے۔ جو تمام انبیاء کے معجزوں پر فائق ہے۔ چونکہ اُن کے معجزے جو آئے وہ ہمیشہ نہ رہے۔ اور یہ معجزۂ قرآن اثبات نبوت کے لیے اعظم معجزات سے ہے جو تا قیام قیامت باقی رہے گا۔ اور وقت نزول سے آج تک اور آج سے قیامت تک کوئی بلیغ فصیح ایسا نہیں گزرا۔ جس سے قرآن کریم نے اپنے مقابلہ کا مطالبہ نہ کیا ہو اور اُس نے نیچا نہ دیکھا ہو۔

بڑے بڑے فصحا بلغاء اس کی چھوٹی سی سورت کے جواب میں گونگے ہو گئے۔ اور جواب نہ دے سکے۔ اور عجائبات قدرت الٰہیہ سے ایک یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ جس نے قرآنی آیات کا مقابلہ کرنا چاہا وہ باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے ایسا بدحواس وازخود رفتہ ہوا کہ اس کے مقابلہ کا مضمون بے عقل بچوں کی عبارتوں سے بھی گیا گزرا نکلا۔

---

[1] اے اللہ ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور ہم پر اس کو مسلط نہ فرما جس کو تیرا خوف نہ ہو۔

مسیلمہ کذاب کے چند پریشان مضمون ملتے ہیں جو اُس نے دعوئے نبوت کر کے قرآن کریم کے مقابلہ میں بیان کیے۔ چنانچہ الم تر کیف فعل ربك باصحب الفیل کے مقابلہ میں اُس نے کہا۔ الفیل ما الفیل عنقه قصیر وذنبه طویل۔ اور اُس نے وحی کا دعوئے کیا اور بنایا کہ مجھ پر یہ وحی آئی ہے۔ یا ضفدع بنت ضفدع اعلاك فی الماء واسفلك فی الطین لا الشارب تمنعین و لا الماء تکدرین۔ یعنی اے مینڈک مینڈک کے بیٹے تیرا اوپر کا حصہ پانی میں ہے اور نیچے کا حصہ کیچڑ میں۔ پینے والا تجھے منع نہیں کرتا اور پانی کو تو میلا نہیں کر سکتا۔

اور یہ وحی بھی مسیلمہ کذاب کی ہے الم تر الی ربك کیف فعل ربك بالحبلیٰ اخرج منها نسمة تسعی بین صفاق وحشی۔ یعنی کیا نہیں دیکھا تو نے اپنے رب کو کہ کیا کیا اس نے حاملہ کے ساتھ کہ نکالا اُس سے دوڑتا ہوا بچہ جھلیوں سے اور آنتوں میں سے۔ اور شہوتناک فحش وحی بھی اُس پر نازل ہوئی۔ ان الله خلق للنساء افراجا وجعل الرجال لهن ازواجا فنولج فیهن ایلاجا ثم نخرجها اذا نشاء اخراجا فینتجن لنا سخالا انتاجا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور اس پر سخت تعجب اس کیمبرج پاس عربی دان علامہ پر ہے جو جماعت خاکسار کا قائد اعظم بنا اور اپنے تذکرہ میں صاف لکھ مارا کہ مسیلمہ کذاب کا قرآن جس کی چند پریشان آیتیں ملتی ہیں۔ اس قرآن سے (معاذ اللہ) کسی اسلوب میں کم نہیں۔ خیر اللہ ہدایت دے اور اس قوم کو آنکھیں دے جو اس کے دام تذویر میں پھنس گئے ہیں۔

تعریف معجزہ

والمعجزۃ امر خارق للعادۃ یظهر علی ید من یدعی النبوۃ عند تحدی المنکرین علی وجه یعجز عن اتیان مثله۔ معجزہ ایک ایسے خارق عادت امر کو کہتے ہیں۔ جو منکرین کے انکار کے وقت مدعی نبوت سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کا مقابلہ کرنے سے مخالفین عاجز آجاتے ہیں۔

اب جو امور خارق عادت ہیں اُن کی آٹھ قسمیں لکھی ہیں۔ اور وہ مومن سے بھی ظہور میں آتی ہیں اور کافر سے بھی۔

اوّل:۔ جو نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا قبل بعثت یا بعد بعثت۔

قبل بعثت جو امور ظاہر ہوتے ہیں اُسے ارہاصات کہتے ہیں جیسے حضورؐ کے ولادت کے وقت ظہور میں آئے۔ اور بعد بعثت جو ظہور میں آئے اُسے معجزہ کہتے ہیں۔

دوسرے:۔ اگر ولی سے خارق عادات امور ظاہر ہوں تو انھیں کرامات کہتے ہیں۔

چوتھے:۔ کسی صالح سے ظاہر ہوں تو اُسے معونت کہتے ہیں۔

پانچویں:۔ کسی فاسق سے ظاہر ہوں تو اُسے استدراج کہتے ہیں۔

پھر اگر یہ امور خارق عادت تعلیم و تعلم سے ظاہر ہوں تو وہ سحر کہلاتا ہے۔ اور اگر بلا تعلیم و تعلم ظاہر ہو تو وہ ابتلا کہلاتا ہے جیسے فرعون اور دجّال سے ظہور میں آئے اور آئیں گے اور اگر کسی ایسے امر کا ظہور ہو کہ چاہتا کچھ تھا اور ہوا اُس کے خلاف۔ اُسے اہانت کہتے ہیں۔ جیسے مسیلمہ کے واقع میں ہے۔ کہ اُس نے دعا کی ایک اعور (بھینگے) کی آنکھ صحیح ہو جانے کی تو اُس کی دوسری آنکھ بھی بھینگی ہو گئی۔

مولائے صلِّ وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم!

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

مُحکَمَاتٌ فَمَا یُبقِیْنَ مِنْ شُبَہٍ لِذِیْ شِقَاقٍ وَّلَا یَبْغِیْنَ مِنْ حَکَمٍ (۹۴)

حلّ لغات محکمات، صیغہ مؤنث مفعول۔ از تحکیم۔ حاکم بنانا۔ آیات قرآنیہ فیصلہ دینے والی اور حکم سنانے والی ہیں۔ فما، پس نہیں۔

یبقین، صیغہ جمع مؤنث غائب از مضارع ۔ از بقا ۔ باقی رکھنا ۔ باقی رہا ۔ من شبہ، کسی قسم کے شبہ سے ۔ لذی شقاق، اختلاف ۔ واسطے اُس کے جو اختلاف کرے ۔ ولا یبغین، صیغہ جمع مؤنث غائب ۔ یعنی طلب ۔ اور نہیں طلب کرتیں ۔ من حکم، فیصلہ کرنے والے کو ۔

ترجمہ آیاتِ الٰہیہ خود حاکم اور ایسا فیصلہ کرنے والی ہیں کہ اختلاف کرنے والے کے لیے کوئی شبہ باقی نہیں چھوڑتیں ۔ نہ اُن کے فیصلہ میں کسی منصف کی حاجت رہتی ہے ۔

شرح محکمات جمع محکم کی ہے یہ لغت میں بمعنی ایسے یقین قوی کے آتا ہے کہ اس یقین کو کوئی قوت منہدم نہ کر سکے ۔ اور اصطلاح اصول میں محکم اُسے کہتے ہیں کہ جو حکم ظاہر آیت سے ملے وہ متحمل نسخ و تغییر نہ ہو ۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ناظم فاہم نے فقط آیات محکمات کی یہ شان بتائی یا اُن کے نزدیک تمام آیات محکمات ہیں ۔ اگر صرف آیات محکمات کی یہ شان ہے تو بقیہ آیات کی کیا شان ہے ۔ انھیں بتانا ضروری ہے ۔ اور اگر تمام قرآن کی آیات محکم ہیں تو پھر اُصولیوں نے محکم ۔ مفسر ۔ نص ۔ ظاہر ۔ خفی ۔ مشکل ۔ مجمل ۔ متشابہ ۔ یہ اقسام کیوں لکھے ۔

علامہ خرپوتی اس کے جواب میں فرماتے ہیں ۔ المحمل باعتبار معناہ اللغوی لا الاصطلاحی یعنی محکمات جو ناظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ۔ وہ بمعنی لغوی فرمایا ہے نہ کہ اصطلاح اصول کے ماتحت ۔

ورنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کی بھی مخالفت لازم آئے گی وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی عشرۃ اقسام ۔ بشیراً و نذیراً و ناسخا و منسوخا و محکما و متشابھا و موعظۃ و مثلا و حلالا و حراما ۔ فمن استبشر بِتبشیرہ و انذر بنذیرہ و عمل بناسخہ و امن بمنسوخہ و اقتصر علٰی محکمہ و ردّ متشابہہ اِلٰی عالمہ و اتّعظ بعظتہ و اعتبر بمثلہ و احل حلالہ وحرم حرامہ فاولٰئک من المؤمنین حقا لھم الدرجات العلٰی مع

Marfat.com

النبيين والشهداء والصالحين وحسن اولٓئك رفيقا رهو وارثی ووارث الانبياء قبلی ولا يزال فی كنفه تعالےٰ وحيثما تلا القرآن غشيته الرحمة ونزلت عليه السكينه ويحشر فی زمرتی وتحت لوائی۔[1]

توخلاصہ مفہوم بیت یہ ہوا کہ قرآن کریم کسی حکم زائد کا وضوح قوانین کے لیے محتاج نہیں بلکہ تمام احکام وقوانین اور قواعد اس سے ماخوذ ہیں اور کوئی شے ایسی نہیں جو قرآن کریم پر غالب آسکے اور اس بیت مبارک میں تلمیحاً اس آیہ کریمہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ۔[2]

۹۵ مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْهَا مُلْقِیَ السَّلَمِ

حل لغات حوربت، ماضی مؤنث مجہول از محاربہ۔ لڑائی کرنا۔ ما، نافیہ، نہیں لڑائی کی گئی۔ قط، اسم ظرف زماں۔ کبھی۔ الا، حرف استثناء مگر۔ عاد، از عود، بمعنی الرجوع۔ لوٹا۔ من حرب، بفتحتین الغضب

---

[1] قرآن (مضامین کے اعتبار سے) دس قسموں پر نازل ہوا ہے۔ ۱۔ خوشخبری دینے والا۔ ۲۔ ڈرانے والا۔ ۳۔ ناسخ۔ ۴۔ منسوخ۔ ۵۔ محکم۔ ۶۔ متشابہ۔ ۷۔ نصیحت۔ ۸۔ مثالیں۔ ۹۔ حلال۔ ۱۰۔ حرام۔ جو شخص اس کی بشارت پر خوش ہوا، اس کے ڈرانے سے ڈر گیا، اس کے ناسخ حکم پر عمل پیرا ہوا، اس کی منسوخ آیات پر ایمان لے آیا، اس کی محکم آیات کے سمجھنے پر اکتفا کیا، متشابہ آیات کو اس کے جاننے والے پر لوٹا دیا، اس کی نصیحتوں سے نصیحت حاصل کی، اس کی مثالوں سے عبرت پکڑی، اسکے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا وہ پکے مومنوں میں سے ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے نبیوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں بلند مرتبے ہیں اور وہ بہت اچھے رفیق ہیں۔ وہ مومن میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کا وارث ہے اور وہ ہمیشہ اللہ کے سایہ میں ہے جب وہ تلاوت کرتا ہے اسے اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اسے اطمینانِ قلب حاصل ہو جاتا ہے، اور آخرت میں اس کا حشر ونشر میرے گروہ میں اور میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا۔ ۱۲

[2] وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے۔

Marfat.com

والغیظ، غضب ناک ہو کر۔ **اعدیٰ**، اسم تفضیل من العداوۃ، بہت عداوت کرنے والا۔ **الاعادی**، جمع اعداء وھی جمع عدو، دشمنوں میں سے۔ **الیھا**۔ اس قرآن کے ساتھ۔ **ملقی**، اسم فاعل من التقی بمعنی متلقیا و مقبلا الیھا، ملنے والا۔ **السلم**، سلامتی سے۔

ترجمہ قرآن کی آیتوں سے کبھی سخت سے سخت دشمن نے محاربہ نہ کیا مگر یا غضب ناک ہو کر لوٹا یا سلامتی سے اُسے قبول کیا۔

شرح یعنی آیاتِ قرآنیہ سے کبھی کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔ مگر یا تو ہٹ دھرمی سے چڑھتا بگڑتا لاجواب ہوتا چلا گیا یا صلح اور انقیاد کر کے اپنی عاجزی کا اعتراف کر لیا۔ ابن مقفع نے جو اپنے وقت کا افصح اللسان (سب سے بڑا فصیح) تھا چند فقرے لکھے اور چاہتا تھا کہ مقابلہ میں پیش کرے کہ کسی قاری کو اس نے یہ آیت پڑھتے سنا یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَاءَكِ وَیَا سَمَاءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَاءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ[1]۔ پس فوراً نادم ہو گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم کوئی شخص قرآن کی فصاحت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ولید بن مغیرہ قریش میں میدان فصاحت کا بڑا شہسوار مانا ہوا تھا۔ ایک روز حضور صلعم کی خدمت میں بقصد معارضہ آیا۔ اور خیال کیا کہ حضور صلعم سے بلاغت میں مقابلہ کروں گا۔ تو حضور صلعم سے عرض کرنے لگا اقراء علی کچھ پڑھئے۔ حضور صلعم نے[2] اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰى وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ تلاوت فرمائی۔ ولید نے دوبارہ پڑھنے کی

---

[1] اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا۔ اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ بے انصاف لوگ رحمت سے دور ہیں۔ (پ ۱۲ ع ۴)

[2] بے شک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف، احسان اور اہلِ قرابت کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور منع کرتا ہے بے حیائی بری بات اور سرکشی سے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نصیحت فرماتا ہے کہ تم نصیحت قبول کرو۔ (پ ۱۴ ع ۱۹)

درخواست کی حضورؐ نے دوبارہ پڑھا تو ولید یہ کہتا ہوا چل دیا واللہ ان لہ لحلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ وان اعلاہ لمثمر وان اسفلہ لمغدق ما یقول ھٰذَا الْبَشَر۔

خدا کی قسم اس کی شیرینی اور تازگی مخصوص ہے اس کا ظاہر مثمر (پھل دار) اور اس کا باطن مغدق (خوشگوار) ہے۔ یہ انسان کا کلام نہیں۔ یہ کہا اور خاموشی سے چل دیا یحییٰ بن حکیم نے قرآن کریم کے مقابلہ کا خیال کیا اور سورۂ اخلاص پر کچھ لکھنا چاہا۔ کہ فصاحت کلام اور بلاغت مضمون نے اتنا مرعوب کیا کہ تائب ہو گیا۔ غرض کہ جو مقابلہ میں آیا وہ مبہوت ہو کر ہی واپس لوٹا۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے ۔۔۔ یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعدا تیرے ۔۔۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

(۹۶) رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوٰى مُعَارِضِهَا رَدَّ الْغَيُوْرِ يَدَ الْجَانِيْ عَنِ الْحُرَمِ

حلِّ لغات رَدَّتْ، اسے منعت و دفعت، رد کر دیتی ہے۔ بلاغتھا۔ قرآن پاک کی بلاغت۔ دعوٰی، دعوی۔ معارضھا، معارضہ سے۔ رد الغیور، رد کرنا از روئے غیرت۔ ید الجانی، مثل ہاتھ غیر محرم کے۔ عن الحرام۔ پردہ نشین سے۔

ترجمہ قرآن کی بلاغتیں دعوے کرنے والے کو روک دیتی ہیں ایسے جیسے غیرت مند عورت غیر محرم سے پردہ کرتی ہے۔

شرح مفہوم بیت واضح ہے یعنی آیات قرآنی نے اپنے مقابلہ کرنے والے کو ایسا رد اور بیکار کر دیا ہے جیسے ایک غیرت مند فاسق گنہگار کے ہاتھ کو اپنے اہل محارم سے دفع کرتا ہے۔ غرض اس تشبیہ سے مبالغہ دفع میں ہے۔ خلاصہ یہ کہ کوئی معارض مقابلہ تو کیا کرتا۔ اس ارادہ کے قریب بھی نہ آسکا۔

Marfat.com

چنانچہ آگے فرماتے ہیں۔

لھا معانٍ کموج البحر فی مددٍ
۹۷ وفوق جوھرہٖ فی الحسن والقیم

حلِّ لغات لھا، ضمیر آیت قرآنیہ کی طرف راجع ہے، ان آیتوں میں۔ معان۔ یعنی مقاصد وحقائق، معنٰے ومقاصد ایسے ہیں۔ کموج البحر۔ یقال ماج البحر۔ یعنی اضطرب ویقال لکل فرقۃ ماء ارتفعت منہ وھھنا عدم النھایۃ، مثل موج دریا کے۔ فی مدد۔ المدد بفتحتین۔ بمعنی النصرۃ والعون۔ جو پے در پے اٹھتی ہیں۔ وفوق۔ اور اوپر ہے۔ جوھرہ۔ جوھر البحر ما یستخرج منہ من اللؤلؤ والمرجان۔ جواہرات اور موتیوں کے اس کے۔ فی الحسن، حسن میں۔ والقیم، جمع قیمت۔ اور قیمت میں۔

ترجمہ قرآن کی آیتیں اپنے اندر مثل موج دریا کے معنی رکھتی ہیں اور سمندر کے موتیوں سے قیمت میں اور حسن میں زائد ہیں۔

شرح بالفاظ دیگر یوں سمجھا جائے کہ آیات قرآنی کے اس قدر معانی ہیں کہ کثرت وغایت میں انھیں مثل امواج بحر کہنا چاہیئے۔ لیکن قیمت اور حسن وخوبی کے اعتبار سے دریا کے جواہرات اس کا مقابلہ نہ قیمت میں کر سکتے ہیں نہ حسن میں۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ جواہرات اگرچہ کتنے ہی قیمتی کیوں نہ ہوں مگر ان کی ایک قیمت ہوتی ہے۔ بخلاف آیات الٰہیہ کے کہ اس کے معانی ومحاسن کی کوئی قیمت کر ہی نہیں سکتا۔ اسی وجہ میں بعض اہلِ حال نے فرمایا۔ لو ظھرت حقیقۃ معانیھا لم تطق سطوات نورھا السمٰوات والارض اگر قرآن کریم کی حقیقت معانی ظاہر ہو جائے تو اس کی سطوت نوری کی تاب آسمان وزمین نہیں لا سکتے۔

خود قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ ؎ لو انزلنا ھٰذا القرآن علٰی جبلٍ لرأیتہٗ خاشعًا

؎ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے
(پ ۲۸ ع ۶)

Marfat.com

مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ لکن اللہ تعالیٰ ستر انوار تلك الحقیقة بکسوة صورة الحروف لتطیقها القلوب والالسن فکما ان شرف الابدان انما یکون بشرف الارواح فکذالك شرف الحروف انما هو بشرف معانیها۔

اللہ تعالےٰ نے اس حقیقت پر لباس حروف کا پردہ ڈال دیا۔ تاکہ قلوب و لسان اُس کا تحمل کر سکیں۔ گویا جس طرح بدن کی شرافت شرافتِ روح کے ساتھ ہے اسی طرح حروف قرآن کی عظمت شرافت معانی کے ماتحت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان القرآن لا یشبع منه العلماء قیل لکمال لذته ونهایة حلاوته ولما فیه من الاسرار العجیبة والبدائع الغریبة والاسالیب المستحسنة والعجائب المستکملة۔ یعنی قرآن کریم سے علماء کا جی نہیں بھرتا۔ اس کی علت میں کہا گیا کہ علماء کو سیری نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کلام کی کمال لذت اور نہایت حلاوت کو وہ جانتے ہیں۔ اور جو کچھ اس میں اسرار عجیبہ اور بدائع غریبہ اور اسالیب مستحسنہ اور عجائبات مستکملہ ہیں اسے بھی وہی جانتے ہیں۔ چنانچہ آگے فرماتے ہیں۔

مولای صلّ وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلهم!

(۹۸) فَمَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی عَجَائِبُهَا ۔ وَلَا تُسَامُ عَلَی الْاِکْثَارِ بِالسَّاَمِ

حلّ لغات فَمَا تُعَدُّ، از عدّ۔ واحدا واحداً۔ پس نہیں گنتی کی جا سکتی۔ وَلَا تُحْصٰی، از احصا۔ جملتہ جملتہ، اور نہیں احاطہ کیا جا سکتا۔ عَجَائِبُهَا، آیات قرآنیہ کے عجائبات کا۔ وَلَا تُسَامُ، اے لا تترك۔ از سامت السائمہ۔ جانور کو بے مہار چرنے کے لیے چھوڑنا۔ اور نہیں چھوڑی جا سکتیں وہ آیتیں۔ عَلَی الْاِکْثَارِ، از کثرت، زیادہ ہونے کی وجہ ہیں۔ بِالسَّاَمِ، ملول ہونا تنگ آنا، تھک کر یا تنگ آ کر۔

Marfat.com

ترجمہ آیاتِ قرآنیہ کے عجائبات بے گنتی بے شمار ہیں۔ مگر اُن کی کثرت کا شمار چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتا اور بے گنتی ہونے کی وجہ میں گننے والا تھکتا نہیں۔ اور طبیعت ملول نہیں ہوتی۔

شرح قرآن کریم کے لطائف جس قدر زیادہ کھلتے جاتے ہیں۔ اُسی قدر شوق بڑھتا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ گھبرا کر انسان تھک جائے۔ بل کلما ازدادت ازداد فرح قاریہا۔ بلکہ جتنا زیادہ معلومات کا دریا پھیلے پڑھنے والے کی فرحت اتنی ہی زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اس لیے قرآن کریم میں فرمایا۔[ل] وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمَاتُ اللہِ۔ بعض حکماء نے فرمایا۔ لکل اٰیۃ سبعون معنًی۔ قرآن کی ہر آیت کے ستر معنی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ان ھٰذا القراٰن ذو شجونٍ و فنون وظہورٍ وبطون لا تنقضی عجائبہٗ۔ یہ قرآن کریم ذو شجون وفنون ہے۔ اس میں ظہور و بطون ہیں اس کے عجائبات پر عبور نہیں ہوسکتا۔

(۹۹) فَرَّتْ بِہَا عَیْنُ قَارِیْہَا فَقُلْتُ لَہٗ
لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللہِ فَاعْتَصِمِ

حلِّ لغات قرّت، ماضی مؤنث از قرۃ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ بہا، اُس قرآن سے۔ عین، آنکھ۔ قاریہا، پڑھنے والے کی۔ فقلت لہ، تو میں اُس کو کہتا ہوں۔ لقد، بیشک تو۔ ظفرت، کامیاب ہوگیا۔ بحبل اللہ، اللہ کی رسی کے ساتھ۔ فاعتصم، مضبوط پکڑے رہ۔

ل اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اسکی سیاہی ہو اس کے علاوہ سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے۔ (پ ۲۱ ع ۱۲)

Marfat.com

ترجمہ پڑھنے والے کی آنکھیں اس کے پڑھنے سے ٹھنڈی ہوتی ہیں اور میں اُسے کہتا ہوں کہ تو فتح یاب ہو گیا۔ اس اللہ کی رسی کو پکڑے رہ

شرح مقصود ناظم فاہم یہ ہے کہ اس قرآن کریم میں کچھ ایسی حلاوت ہے کہ اس کا پڑھنے والا مسرور و محظوظ ہوتا ہے۔ تو چونکہ اس کی تلاوت موجب نجات ہے۔ اس لیے مبارک باد دے کر فرماتے ہیں۔ کہ نفس امارہ پر تو خوب کامیاب ہوا۔ دوسرے اس بیت میں تلمیحاً اس حدیث کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے جو حضورؐ نے فرمایا۔

انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابداً کتاب اللہ وسنۃ رسولہ۔ میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم نے اُسے مضبوط پکڑا ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور فرمان محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم۔ وہ قرآن و حدیث اللہ کی مضبوط رسی ہے وہ حکمت والا ذکر ہے۔ وہ مضبوط مستقیم راہ ہے۔ علامہ شاطبی فرماتے ہیں۔ ؎

وقارئہ المرضی قر مثالہ — کالاترج حاسبہ مریحا وموکلا
وبعد فحبل اللہ فینا کتابہ — فجاھد بہ حبل العدی متحبلا

(۱۰۰)

اِنْ تَتْلُهَا خِيفَةً مِّنْ حَرِّ نَارِ لَظَى
أَطْفَأْتَ حَرَّ لَظَى مِنْ وِرْدِهَا الشَّبِمِ

حل لغات اِنْ، شرط، اگر۔ تَتْلُهَا، اصلہ تتلوھا۔ فسقط الواؤ للجزم۔ پڑھے تو ان آیتوں کو۔ خِيفَةً، خوف وخشیہ۔ خوف وخشیہ ہیں۔ من حر، گرمی۔ لظی، علم من اعلام جھنم، نار جہنم سے۔ اطفأت، ٹھنڈا کر دے۔ حر، گرمی کو۔ لظی، جہنم کے۔ من وردھا۔ اشراف علی لماء ای المورود فالمراد ھھنا منہ الماء، آب رحمت۔

Marfat.com

الشبم : بفتح المعجمہ وکسر الموحدہ ای البارد۔ سرد۔

ترجمہ اگر تو ان آیات قرآنیہ کو نار جہنم کے خوف سے تلاوت کرے تو بیشک اس کے سرد چشمے دوزخ کی گرمی بجھا دیں۔

شرح لظیٰ جہنم کے ناموں سے ایک نام ہے اور تمام اسماء جہنم چھوڑ کر لظیٰ نام اختیار فرمانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ حرارت لظیٰ شدید ترین ہے بہ نسبت تمام درکات جہنم کے جیساکہ شارح نے تحریر فرمایا ہے اور من وِردھا بکسر الواو اگر پڑھیں تو پانی مراد ہوگا۔ اور اگر من وَردھا بفتح واو پڑھا جائے تو ورد قرآن مراد ہوں گی یعنی قراءۃ قرآنی ہر دن علی سبیل الدوام اور شبم بمعنی بارد ہے یعنی دافع حرارت۔ تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ اگر تو آیاتِ قرآنیہ کو خوف وخشیۃ نار لظیٰ (دوزخ کی آگ کے ڈر) سے پڑھے تو اُس آگ کو اس تلاوت کی ملازمت بجھا دیتی ہے۔ اس لیے کہ ورد القرآن الدافع حرارۃ النیران ورد قرآن کریم دافع حرارت نار ہے۔

اور فقہاء نے فرمایا الافضل فی قراءۃ القرآن ان یقرأ من المصحف لاعن ظھر القلب لان فی امساک المصحف عمل الید وکذا فی حملہ و فی نظرہ عمل البصر ویعین علی تامل معانیہ ولھذا کان اکثر الصحابۃ یقرؤن من المصحف قرأت قرآنی میں افضل یہ ہے کہ مصحف میں پڑھے نہ کہ اُسے بند کرکے۔ اس لیے کہ مصحف کو لینا عمل بالید ہے۔ ایسے ہی اُس کا اٹھانا اور دیکھنا بھی عمل بصر ہے۔ اور معنی پر تامل و غور کرنے میں معین ہوتا ہے۔ اسی بناء پر صحابہ کرام اکثر قرآن کریم دیکھ کر پڑھتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ ثلاث یزدن فی الحفظ ویذھبن البلغم المسواک والصوم وقراءۃ القرآن۔ تین باتیں بلغم کی دافع ہیں اور حافظہ کو قوی کرتی ہیں۔ مسواک روزہ اور قرآن کریم کی تلاوت۔ اور اہل علم نے فرمایا۔ النظر الی العلماء والقرآن عبادۃ کالنظر الی الکعبۃ۔ علماء کی طرف اور

Marfat.com

قرآن پاک کی طرف دیکھنا ایسی عبادت ہے جیسے کعبہ کی طرف دیکھنا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اتلوہ فان اللہ تعالیٰ یوجر علی تلاوۃ کل حرف عشر حسنات ۔ قرآن پڑھا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

بعض صلحاء سے ایک حکایت ہے کہ وہ رات سے صبح تک سورہ طٰہٰ پڑھا کرتے ایک روز پڑھتے پڑھتے صبح کے وقت جب سورت ختم کی تو نیند آگئی خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ آسمان سے اُترے اور اُن کے ہاتھ میں صحیفے ہیں اُنھوں نے میرے سامنے وہ پھیلائے میں نے دیکھا کہ اُس میں سورہ طٰہٰ ہے اور ہر سورۃ کے کلمہ کے نیچے دس نیکیاں لکھی ہوئی ہیں مگر ایک کلمہ کے نیچے میں نے دیکھا کچھ نہیں ہے میں نے کہا خدا کی قسم میں نے یہ کلمہ پڑھا تھا۔ لیکن اس کا ثواب نہ ملنے میں کیا حکمت ہے تو اُس بزرگ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ بے شک تُو نے پڑھا تھا اور ہم نے لکھا تھا مگر ایک منادی نے ندا دے کر عرش سے کہا کہ اس کلمہ کا ثواب مٹا دو تو ہم نے مٹا دیا یہ سن کر میں خواب میں ہی رونے لگا۔ تو اُنھوں نے کہا ایک شخص جا رہا تھا تو تم نے اُسے سنانے کے لیے آواز بلند کر دی تھی۔ اس وجہ میں ریا کے باعث وہ ثواب محو ہو گیا۔

مقامات میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہؐ ماجزاء من علم ولدہ القرآن حضورؐ جو اپنی اولاد کو قرآن پڑھائے۔ اُسے کیا ثواب ہے۔ فقال علیہ السلام القرآن کلام اللہ لا منتھی لہ لا اعلم حتیٰ یاتینی جبرئیل۔ حضورؐ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے۔ اس کا منتہیٰ نہیں۔ میں جب بتاؤں گا جبکہ جبرئیل میرے پاس آئیں گے۔ فلما اتاہ سئالہ عنہ قال لا اعلم حتیٰ اسئال رب العزت۔ جبرئیل حاضر ہوئے تو حضورؐ نے اُن سے پوچھا انھوں نے عرض کی میں نہیں جانتا رب جلت وعز اسمہ سے سوال کرتا ہوں فنزل جبرئیل فقال یا محمدؐ ان اللہ یقوؤک السلام فیقول جزاء من علم ولدہ القرآن

Marfat.com

یعطی بکل حرف مدینۃ فی الجنۃ من الذھب فیھا الف قصر فی کل قصر الف بیت - جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ حضور پر سلام بھیجتا اور فرماتا ہے کہ جو اپنی اولاد کو قرآن پڑھائے اُسے اللہ تعالیٰ ایک شہر جنت میں عطا فرمائے سونے کا - اُس میں ایک ہزار قصر ہوں - ہر قصر میں ایک ہزار گھر ہیں -

حدیث صحیح میں ہے - من قرء القراٰن وعمل بما فیہ البس والداہ تاجا یوم القیمۃ ضوئہ احسن من ضوء الشمس جو قرآن پڑھے اور اُس پر عمل کرے تو اللہ اُس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج عطا فرمائے کہ اُس کی چمک سورج کو شرمائے -

علامہ شاطبی فرماتے ہیں -

ھنیئا مریا والداک علیھما ملابس انوار من التاج والحلی

فما ظنکم بالنجل عند جزائہ اولئک اھل اللہ والصفوۃ العلی

(۱۰۱) کاَنَّھَا الْحَوْضُ تَبْیَضُّ الْوُجُوْہُ بِہٖ
مِنَ الْعُصَاۃِ وَقَدْ جَاءُوْہُ کَالْحُمَمِ

حلّ لغات کَاَنَّھَا، گویا کہ وہ آیات - اَلْحَوْضُ، حوض کوثر ہیں - تَبْیَضُّ الْوُجُوْہُ، سپید ہو جاتے ہیں چہرے - بِہٖ، اس میں غسل کرنے سے - مِنَ الْعُصَاۃِ، جمع عاصی، گنہگاروں کے - وَقَدْ جَاءُوْہُ، بے شک لاتے ہیں وہ - کَالْحُمَمِ، حمم جمع حُمَمَہ کوئلہ یا راکھ، اپنے چہرے مثل کوئلے کے

ترجمہ آیاتِ الٰہیہ گویا حوض کوثر ہیں جس میں غسل کرنے سے چہرے اُجلے ہو جاتے ہیں گنہگاروں کے جو کوئلہ کی طرح جھلسے ہوئے ہیں

شرح حوض پر الف لام عہد ذہنی کا ہے - اس لیے کہ یہاں حوض سے مراد حوض کوثر ہے اور اس سے تشبیہ مجازاً دی گئی - حوض کوثر

وہ ہے جس کا حضورؐ نے وعدہ فرمایا اور وہ بالاجماع اہل سُنّت کے نزدیک ثابت ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا۔ حوضی مسیرۃ شھر وزوایاہ سواء وماءہ اشد بیاضامن اللبن وریحہ اطیب من المسک وکیزانہ اکثرمن نجوم السماء من شرب منہ لایظماء ابدا۔ میرا حوض ایک ماہ کی بُعد مسافت پر مربع ہے۔ اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سپید اور مشک سے معطر ہے۔ اور اس پر اس قدر جام ہیں۔ کہ آسمان کے ستارہ اُس کے مقابلہ میں کم ہیں۔ جو اُس سے پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اب یہ سوال کہ میدان حشر میں پہلے حوض آئے گا یا پل صراط اس میں اختلاف ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ حوض سے پہلے پل صراط آئے گا۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ حوض پہلے آئے گا۔ امام غزالی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو اس طرف گئے ہیں کہ حوض پل صراط کے بعد آئے گا یہ غلط ہے۔ پھر قرطبی فرماتے ہیں۔ المناسب، لکون الناس یخرجون من قبورھم عطاشاً تقدیم الحوض مناسب یہی ہے۔ کہ حوض صراط سے مقدم مانا جائے اس لیے کہ لوگ قبروں سے پیاسے اُٹھیں گے۔ اور حوض کی طرف جائیں گے۔ ایک قول ہے کہ حوض کوثر دو ہیں ایک عرصات محشر میں ایک جنت میں اور ایک قول ہے۔ جو تمام اختلافات اُٹھا دیتا ہے۔ وھو ہذا۔

ھو فی ظھر ملک یسیر الی این سار النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حوض کوثر ایک فرشتہ کی پشت پر ہے جہاں حضورؐ تشریف لیجائیں وہ ساتھ ساتھ ہوگا۔

اور کالحمم کا ترجمہ اگرچہ کوئلہ صحیح ہے لیکن اس میں دُوسرا لغت فحم ہے۔ دونوں میں یہ فرق ہے کہ لکڑی جل کر جو رہتا ہے اُسے فحم کہتے ہیں اور فحم کے بعد جو بنتا ہے اُسے حُممہ کہتے ہیں۔ جس کا اُردو میں صحیح محاورہ راکھ ہو سکتا ہے۔ اور حِمہ بکسر الحاء اس گرم پانی کو کہتے ہیں۔ جو چشمہ سے نکلتا ہے۔ اور خارش وغیرہ کے مریض اس کے غسل سے صحت پاتے ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے۔ العالم کالحمۃ یتجنب عنھا القرباء ویتقرب الیھا البعداء۔ عالم مثل گرم چشمہ کے ہے قریب والے اس سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور دور رہنے والے اس سے تقرب

Marfat.com

حاصل کرتے ہیں اور اس بیت میں اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جو فرمایا۔ ان بعض عصاۃ المومنین یدخلون النار و یحترقون فیھا قدر ذنوبھم فیخرجون منھا فیلقون فی نھر الحیاۃ وفی روایۃ فیصب علیھم ماء الحیاۃ فیذھب السواد عنھم ویظھر البیاض۔ بعض گنہگاران اُمت جہنم میں داخل ہوں اور اپنے گناہ کی مقدار جلیں۔ پھر وہ نکالے جائیں اور نہر حیات میں ڈالے جائیں۔ ایک روایت میں ہے اُن پر ماء الحیات ڈالا جائے تو جو سیاہی آگ سے آچکی تھی وُہ جاتی رہے اور بیاض ظاہر ہو ھذا من فضل ربنا الفیاض حاصل معنی یہ ہوئے کہ قرآن کریم کی آیات بینات عرصات محشر میں گنہگاران اُمت کی شفاعت کریں گی۔ اور حوض کوثر سے اُن گنہگاروں کو شفا حاصل ہو گی جو جہنم سے نکلے گئے ہوں۔ اور اُن کے چہرے سفید ہو جائیں گے۔ جنت میں داخل ہونے سے پہلے اور اس بیت میں اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے جو حضورؐ نے فرمایا ہے القرآن شافع مشفع وماحل مصدق فان من جعلہ امامہ اوصلہ الی الجنہ ومن جعلہ خلف ظھر ساقہ الی النار یعنی قرآن کریم مرتکب صغائر و کبائر کا بروز قیامت شافع ہے۔ اور جو اس کی تلاوت کرے اور اُس پر عمل کرے اُس کے درجات بڑھاتا ہے۔ اور جو قرآن پڑھے اور عمل نہ کرے اسے جہنم کی طرف دھکیلتا ہے۔

علی حبیبک خیر الخلق کلھم ۔۔۔ مولائی صلّ و سلم دائماً ابداً

(۱۰۲) وَکَالصِّرَاطِ وَکَالْمِیْزَانِ مَعْدِلَۃً
فَالْقِسْطُ مِنْ غَیْرِھَا فِی النَّاسِ لَمْ یَقُمٖ

حلِّ لغات وَکَالصِّرَاطِ، اور یہ قرآن مثل پُل صراط کے ہے۔ وَکَالْمِیْزَان، اور مثل میزان عدل کے ہے۔ مَعْدِلَۃ، عدل کرنے کے لیے۔ فَالْقِسْطُ، از قسط یقسط بمعنی عدل۔ پس عدل۔ مِنْ غَیْرِھَا، اس کے

غیر سے - فی النّاس، لوگوں میں - لم یقم، متحقق نہیں ہو سکتا -

ترجمہ قرآن کی آیتیں انصاف ظاہر کرنے کے لیے مثل میزان یا پل صراط کے ہیں اور اس کے بغیر لوگوں میں عدل وانصاف قائم نہیں رہ سکتا۔

شرح صراط چونکہ موصل الی المطلوب (محبوب تک پہنچانے والی) اس اعتبار سے قرآن کریم کو صراط سے تشبیہ دی کہ یہ بھی موصل الی المطلوب ہے۔

اور پُل صراط کی تحقیق میں علامہ خرپوتی فرماتے ہیں - والصراط جسر ممدود علی متن جهنم یعبرہ الاولون والاٰخرون من المؤمنین والکفار والنبی علیه السلام قائم علیه قائلا یا رب سلم سلم وهو ادق من الشعرة واحد من السیف والناس فی جوازہ متفاوتون - پُل صراط ایک پُل ہے جو جہنم کے اوپر ہے اولین و آخرین مومنین وکفار اس پر سے عبور کریں گے - اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جلوہ فرما ہوں گے اور آپ کی زبان مبارک پر یارب سَلِّم سَلِّم کی صدا ہو گی - یہ پُل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا - اور لوگ اس پر سے گزرنے میں متفاوت الحال ہوں گے - بعض لوگوں سے مروی ہے کہ یہ پُل بال سے زیادہ باریک ہے - اور بعض کہتے ہیں کہ مثل ایسے جنگل کی ہے کہ گزرنے والا گزر جائے گا - اور دوسرے کو اس کی خبر بھی نہ ہو گی -

اور پُل صراط سے تشبیہ کی ضرورت اس بیت مبارک میں ردِ معتزلہ کی غرض سے ہے - کہ وہ پُل صراط کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسی صفت کے پُل سے عبور ناممکن ہے اور ایسے پُل صراط کی تخلیق عبث ہے - جس پر سے گزرنا ناممکن ہو اور اگر ممکن بھی ہو تو یہ تعذیب للمومنین والانبیاء ہے -

اس کا رد اہلِ سُنّت کی طرف سے یوں ہے کہ گزر ممکن ہے اس لیے کہ قدرت الہیہ سے بعید نہیں - انبیاء ومومنین اُس کی قدرت سے اس پر بلا تعب گزریں گے - اور میزان عبارت ہے اس چیز سے جس کے ذریعہ اعمال کا موازنہ ہو - اور اس کی حقیقت کے ادراک سے عقل قاصر ہے اور وزن اعمال کی شان یہ ہو گی کہ عمل حسن کو اجسام نوری

Marfat.com

عطا ہوں اور اعمال بد کو اجسام ظلمانیہ مل جائیں۔

اور فالقسط میں لفظ قسط قَسَطَ یَقسُطُ سے ماخوذ ہے جو نَصَرَ یَنْصُرُ سے ہے اس کے معنی عدل کے ہیں۔ اور قسط قَسَطَ یَقْسِطُ جَلَسَ یَجْلِسُ کے وزن پر اگر ہو۔ اس کے معنی جور و ظلم کے ہیں۔ تو یہاں قسط نصر ینصر سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی عدل کے ہیں۔

یہ لغات اضداد میں سے ہے۔ روایت ہے کہ حجاج نے حضرت سعید بن جبیر کو بلا کر پوچھا۔ کیف تعلمنی یا سعید تم مجھے کیسا جانتے ہو آپ نے فرمایا انک قاسط عادل۔ تو قاسط عادل ہے۔ اہل جلسہ تو خوش ہو گئے اور حجاج نے کہا نہیں انھوں نے مجھے قاسط بمعنی جائر و ظالم کہا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ وَاَمَّا القاسطون فکانوا لجھنم حطبا[1]۔ اور عادل کہہ کر انھوں نے عادل عن الحق اور منصرف بالصدق کہا ہے۔ غرض کہ اس قسم کے لغات ذو معنی ہوتے ہیں۔ موافق مخالف معنی ادنےٰ تغیر پر بن جاتے ہیں۔

فی الناس میں ناس کا مخصوص استعمال یوں فرمایا کہ ناس نسیان سے ماخوذ ہے۔ اور چونکہ انسان بھولنے چوکنے کا خوگر ہوتا ہے۔ اس لیے یہی لفظ یہاں موزوں تھا۔ اسی طرح انسان اُنس سے ماخوذ ہے چنانچہ کسی شاعر کا قول ہے ؎

وما سمی الانسان الا لانسه ‏ ‏ ‏ ‏ ولا القلب الا انه یتقلب

انسان کا نام انسان اس کے اُنس کی وجہ میں رکھا گیا اور قلب کو قلب اسی لیے کہا یہ منقلب ہوتا رہتا ہے تو حاصل معنی بیت یہ ہوئے کہ

آیات بینات تمیز حق میں ظلمات ضلالت سے مثل صراط مستقیم ہیں۔ اور جہت عدالت میں مثل میزان اگر دنیا میں فیصلہ کی حاجت ہو تو لوگوں میں سوا اس قرآن کریم کے کسی اور فیصلہ پر حق و عدالت قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ اس لیے کہ مسلمان بلکہ انسان کا قیام بلا عدالت و انصاف مشکل اور عدالت کا قیام بغیر شریعت محال اور شریعت کا قیام بلا عمل بالقرآن ناممکن۔ تو نتیجہ صاف ہے کہ قرآن بغیر عدالت ناممکن۔

مولای صل و سلم دائما ابدا ‏ ‏ ‏ ‏ علی حبیبك خیر الخلق کلهم

---

[1] اور جو بے راہ ہیں دوزخ کا ایندھن ہیں۔ (پ ۲۹ ع ۱۱)

Marfat.com

(۱۰۳)

لَا تَعْجَبَنْ لِحَسُوْدٍ رَّاحَ يُنْكِرُهَا
تَجَاهُلاً وَّهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

حلِّ لغات: لا تعجبن، صیغہ نہی بانون خفیفہ، نہ ہو تجھے تعجب۔ لحسود، حاسد سے۔ راح، جو ہو گیا ہے۔ ینکرھا، انکار کرنے والا۔ تجاھلاً، دانستہ جہالت کرنا، جان بوجھ کر جہالت کرنے سے۔ وھو، اور وہ۔ عین، نفسانیت سے۔ الحاذق، ماہر۔ الفھم، اور کثیر الفہم ہے۔

ترجمہ: اگر حاسد دانا اور سمجھدار ہو کر دیدہ و دانستہ منکر قرآن اور مخالف فضائل رسول ہو تو اس انکار کرنے پر تو تعجب نہ کر۔

شرح: باوجودیکہ قرآن کریم حاوی منافع دینی و دنیوی ہے۔ اور گوناگون فضائل و اعجاز پر مشتمل ہے۔ مگر با ینہمہ اگر کوئی حاسد تجاہل عارفانہ کر کے ان کا انکار کرے تو تو ہرگز تعجب نہ کر اس لیے کہ اس کی وجہ آیندہ شعر میں فرماتے ہیں۔

(۱۰۴)

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَّمَدٍ
وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَآءِ مِنْ سَقَمِ

حلِّ لغات: قد، حرف تحقیق ہے۔ مضارع پر آ کر کبھی کے معنی دیتا ہے۔ کبھی۔ تنکر، انکار کر دیتی ہے۔ العین، آنکھ۔ ضوء الشمس، سورج کی روشنی کا۔ من رمد، آشوب چشم سے۔ وینکر، اور کبھی انکار کر دیتا ہے۔ الفم، منہ۔ طعم الماء، پانی کے ذائقہ کا۔ من سقم، بیماری کی وجہ سے۔

ترجمہ: کبھی آنکھ آشوب کے باعث ضوء الشمس (سورج کی روشنی) دیکھنے سے قاصر ہو جاتی ہے۔ اور کبھی مُنہ پانی کا ذائقہ بتانے سے بیماری کی وجہ سے قاصر ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

شرح قد تنکو کے بعد ضوء الشمس کی بجائے نور الشمس نہ کہنے کا سبب ظاہر ہے کہ ضوء اپنی ضیاء میں نور سے زیادہ قوی ہوتی ہے بلکہ اتم نور کو ضوء کہا جاتا ہے۔ نور ایک کیفیت ظاہرہ بنفسہا اور مظہر لغیرہا ہے۔ اور ضیاء اس سے قوی درجہ کا نام ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ ھو الذی[1] جعل الشمس ضیاءً والقمر نورا یہاں شمس کے ساتھ ضیاء اس لیے فرمایا کہ وہ ظاہر بنفسہ اور مظہر لغیرہ ہے کہ چاند اس سے مستنیر ہے۔ اور چاند چونکہ اس سے ادنیٰ ہے۔ لہٰذا اس کے لیے نور استعمال کیا گیا۔

ہو سکتا ہے کہ یہ اعتراض کوئی پیش کرے کہ اللہ نور[2] السموات والارض میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو نور فرمایا۔ جو ثابت کر رہا ہے کہ نور اقوی علی الاطلاق ہونا چاہیے لیکن یہ وہ کہہ سکتا ہے۔ جو تفاسیر کے مطالعہ سے محروم ہو یہاں نور السموات کے معنی ہی منور السموات والارض ہیں۔ (آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا)

تو اب خلاصہ بیت واضح ہے کہ جس طرح آنکھ بسبب آشوب کے روشنی کو پسند نہیں کرتی اور جس طرح منہ بسبب مرض آب شیریں کے ذائقہ کو برا جانتا ہے۔ اسی طرح کفار و مشرکین و منافقین بسبب فی[3] قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا حضور کے فضائل عجیبہ و خصائل پسندیدہ کو برا دیکھتے اور اپنے مرض کو اس کی علت نہ جانتے ہوئے صم[4] بکم عمی فھم لا یرجعون ہو رہے ہیں۔ ؎

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک — اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی!
تجھ سے اور جنت سے کیا نسبت وہابی دور ہو — ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی!
لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
قبریں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے — جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

---

[1] وہی ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا۔ (پ۱۱ ع ۶)
[2] اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ (پ۱۸ ع ۱۱)
[3] ان کے دلوں میں بیماری ہے پس اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔ (پ۱ ع ۲)
[4] بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب رجوع نہ کریں گے۔ (پ۱ ع ۲)

Marfat.com

(۱۰۵) یَا خَیْرَ مَنْ یَّمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَہٗ
سَعْیًا وَّ فَوْقَ مُتُوْنِ الْاَیْنُقِ الرُّسُمِ

حلِّ لغات یاخیر، اے بہترین ۔ من، ان لوگوں کے ۔ یمم، کہ قصد کرتے ہیں ۔ العافون، جمع عافی رزق یا کسی چیز کا طلب کرنا، حاجتمند ۔ ساحتہ، کشادگی صحن، ان کی کشادہ دلی سے ۔ سعیاً ۔ دوڑتے ہوئے ۔ وفوق ۔ اور اوپر ۔ متون، پیٹھوں ۔ الاینق، ناقوں ۔ الرسم ۔ طاقتوروں کے ۔

ترجمہ اے بہتر ان کے جن کے گھروں پر حاجتمند لوگ دوڑتے ہوئے اور مصیبت زدہ لوگ سانڈنیوں پر سوار ہو کر حاضر ہونے کا عزم کرتے ہیں ۔

شرح پہلے اشعار میں طرز کلام غائبانہ تھا ۔ اب جبکہ غایت اشتیاق نے بیتاب کر دیا تو یہ تصور کر کے کہ میں حضور میں حاضر ہوں اور دست بستہ عرض کر رہا ہوں کہتے ہیں اے خیر المعطی تمھارے در پر سائل اپنی امیدیں لے کر پیادہ پا اور سانڈنیوں پر سوار ہو کر تمھارے آستانہ پر نیل مراد کے لیے حاضر ہو رہے ہیں ۔ نظائر پہلے اشعار میں آچکے اور آئیں گے ۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

آباد ایک در ہے ترا اور ترے سوا!
جو بارگاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے

گھیرا اندھیریوں نے دہائی ہے چاند کی
تنہا ہوں کالی رات ہے منزل خطر کی ہے

باب عطا تو یہ ہے جو بہکا اِدھر اُدھر
کیسی خرابی اوس نگھرے در بدر کی ہے

فصل عاشر

معراج کا بیان

وَمَنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ
(۱۰۶)
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمٍ

حلّ لغات وَمَن هُوَ، بمعنی یا من (اے وہ ذات) اور کون وہ - الآیۃ الکبریٰ، وہ جو سب سے بڑی نشانی ہے - لمعتبر، یعنی لمستدلٍ علی الحق - از عبرت نصیحت پکڑنا - عبرت حاصل کرنے والے نصیحت لینے والے کے لیے - وَمن ھو، اور اے وہ ذات مقدس النعمۃ، جو نعمت - العظمیٰ، اعظم - باعظمت - عظمیٰ ہے - لمغتنم، صیغہ فاعل از اغتنام غنیمت سمجھنا بہتر جاننا - غنیمت جاننے والے کو -

ترجمہ اے وہ ذات مقدس جس کا وجود باجود عبرت حاصل کرنے والے کے لیے بڑا نشان ہے اور جس کا مبعوث ہونا غنیمت جاننے والے کے لیے بڑی نعمت ہے -

شرح یعنی حضورؐ کی ذات مقدس منصف اور قبول ہدایت کرنے والے کے لیے آیت کبریٰ ہے - اور قدر و منزلت سمجھنے والے کے لیے نعمت عظمیٰ ہے - اور نعمت عظمیٰ بھی دنیا و آخرت دونوں کے لیے - اس واسطے کہ نعمت دو قسم کی ہوتی ہے - ایک نعمت المنافع جیسے صحتِ بدن امن[1] عافیت تلذذ بالمطاعم والمشارب او ر مناکح - دوسری نعمت[2] دفع ضرر من الامراض

---

[1] امن، عافیت اور کھانے پینے کی چیزوں کی لذت وغیرہ -
[2] بیماریوں اور بلاؤں کے نقصان کو دُور کرنا -

والبلا اور شدائد وفقر۔ حضورؐ میں دونوں شانیں ہیں۔ صحت جسمانی طریق معاش اکل وشرب کے اصول حفظان صحت کے قواعد زن وشوہر کے تعلقات۔ سب کی تعلیم حضورؐ سے ملی۔ اور دوسری قسم کی نعمت بھی حضورؐ سے حاصل ہے۔ دفع ضرر دفع بلا اور شدائد فقر وغیرہ میں تعلیم صبر۔

ارباب تصوف کے نزدیک نعمت چھ ہیں۔

اوّل نعمت نفس ہے کہ اُس کے مقابلہ میں طاعت واحسان کیا جائے اور نفس منقلب ہو۔

دوم نعمت قلب ہے کہ وُہ یقین وایمان ہے اور اس میں قلب منقلب ہو۔

سوم نعمت رُوح ہے کہ وُہ خوف ورجا ہے اور اس میں وہ منقلب ہو۔

چہارم نعمت عقل ہے کہ وُہ حکمت وبیان ہے۔ اور اس میں وہ منقلب ہو۔

پنجم نعمت معرفت ہے وُہ ذکر اور قرآن ہے۔ اور اس میں وہ منقلب ہو۔

ششم نعمت محبت ہے وُہ اُلفت ومواصلت ہے۔ اور امن من الھجران ہے اور اس میں منقلب ہو۔

اور یہاں نعمت سے مراد منعم بہ ہے اس لیے کہ حضور علیہ السّلام نعمت عظمیٰ ہیں کہ تمام مخلوق کے لیے رحمت ہیں اور اس قدر نعمتیں حضورؐ سے صادر ہوئیں کہ اُن کے انواع کا احصا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح آیۃ کبرےٰ ہونا بھی واضح ہے کہ آپ کی ذات اقدس اکمل الموجودات ہے۔ اور اس بیت میں اور اس سے پہلی بیت میں حکمتِ معراج کی طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ حضورؐ کو کس لیے ہوئی وہ یہ ہے۔ کہ ملاء اعلےٰ میں مخاصمہ ومناظرہ چار مسائل پر ایک ہزار برس تک رہا لیکن فیصلہ نہ ہو سکا۔ جب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہُوئے تو ملائکہ سمجھے کہ یہ مشکلات اس ہستی پاک کے ذریعہ حل ہو سکیں گی۔ چنانچہ ملائکہ نے بہ تضرع درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو مقام فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی[1] پر مدعو کیا اور

---

[1] اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

فاوحی الی عبدہٖ ما اوحی کے امتیاز خاص سے نوازا۔ سے

لامکاں سے ہے مکاں تک یہ صدا آج کی رات
آتے ہیں صاحب لولاک لما آج کی رات

اس مقام قرب کے بعض خاص رازوں میں سے ایک یہ ہے۔ جو حضورؐ نے فرمایا۔

رئیت ربی با حسن صورۃ فقال یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلی فقلت انت تعلم فوضع یدہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی۔ ثم قال یا محمد ھل تدری فیم یختصم الملاء الاعلی فقلت نعم فی الکفارات والمنجیات والدرجات والمھلکات قال صدقت یا محمد ثم قال یاملائکتی وجدتم حلال المشکلات فاسئلوا اشکالکم فقال اسرافیل مالکفارات فقال علیہ السلام اسباغ الوضوء فی المکارہ والمشی بالاقدام الی الجماعۃ وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ۔ ثم قال میکائیل وما الدرجات فقال اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام ثم قال جبرئیل وما المنجیات فقال خشیۃ اللہ فی السر والعلانیہ والقصد فی الفقر والغنی والعدل فی الغضب والرضی ثم قال عزرائیل وما المھلکات فقال شح مطاع وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہ فقال اللہ تعالیٰ فی کل ذالک صدق۔ کذا ذکرہ فی البریقۃ شرح الطریقۃ۔

(ترجمہ) میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا مجھے فرمایا اے محبوب! وہ کون امور ہیں جن میں ملاء اعلےٰ جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی الٰہی تو ہی جانتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے ید بے مثال میرے دونوں شانوں کے مابین رکھے۔ ان کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔ پھر فرمایا اے محبوب! اب جانتے ہو کہ ن امور میں ملاء اعلےٰ مخاصمہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں کفارات ومنجیات ودرجات و

لہ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

Marfat.com

مہلکات ہیں جھگڑ رہے ہیں۔ تو جناب باری نے فرمایا سچ فرمایا تم نے اے محبوب!
پھر فرمایا اے میرے فرشتو! اب تم نے مشکل کشائے مشکلات کو پالیا۔ اب اپنی مشکلات
ان سے حل کر لو۔

تو پہلے حضرت اسرافیل نے عرض کی حضورؐ کفارات کیا ہیں یعنی وہ کون سے کام
ہیں جن سے اللہ تمام گناہ معاف فرما دے تو حضورؐ نے فرمایا مصیبت و تکلیف کے
وقت وضو پورا کرنا اور جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے پیروں سے چل کر جانا اور
جماعت کے بعد دوسری جماعت کا منتظر رہنا۔ پھر حضرت میکائیل نے عرض کی حضورؐ
درجات میں بلندی ہونے کے کیا کام ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ واسطے کھانا کھلانا اور
سلام عام کرنا اور رات میں نماز پڑھنا۔ جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔

پھر جبرئیل نے عرض کی حضورؐ منجیات یعنی عذاب سے نجات دلانے والے کون
سے کام ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا خوفِ الٰہی پوشیدہ اور علانیہ اور قصد فقر و غنی میں اور
عدل غضب و رضا میں۔ پھر عزرائیل نے عرض کی انسان کو ہلاک کرنے والے کون
سے کام ہیں تو حضورؐ نے فرمایا متکبر مغرور مطاع اور لالچ کا پیروکار اور خواہش نفس
کے لیے عورت پسند کرنے والا۔

پھر جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا۔ تمام جوابوں میں ہمارے حبیبؐ
نے سچ فرمایا۔ ایسا ہی بریقہ شرح طریقہ میں ہے۔

(۱۰۷) سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَيْلًا إِلَى حَرَمٍ
كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِي دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

حلّ لغات **سریت**، ماضی مخاطب از سریٰ۔ شب کی سیر۔ رات میں سیر
فرمائی آپ نے۔ **من حرمٍ**، حوالیٔ کعبہ، حرم سے۔ **لیلاً**،
تھوڑی سی رات میں۔ **الیٰ حرمٍ**، مقدس مقام تک۔ **کما سریٰ**، جس طرح
سیر کرتا ہے رات میں۔ **البدر**، چاند۔ **فی داج**، اصل میں داجی تھا۔ دجو سے

Marfat.com

ہے بمعنی سیاہ۔ سیاہی ہیں۔ من الظلم، از ظلمت تاریکی، شب کی تاریکی سے۔

ترجمہ حضورؐ آپ نے رات میں سیر فرمائی۔ حرم سے حرم تک جیسے چاند سیاہی میں سیر کرتا ہے۔ اندھیری رات سے۔

شرح سیر حرم الی الحرم کی شان سوائے ہمارے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ رتبہ حضورؐ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ اور سریت صیغہ مخاطب کے ساتھ جو بیت میں ہے۔ یہ سریٰ سے ہے۔ اور اسرائے لغت میں رات کی سیر کو کہتے ہیں۔ اور وہ سیر جو حضورؐ نے قبل ہجرت فرمائی۔ جسے معراج کہتے ہیں وہ بجسد و رُوح تھی۔ قرآن کریم میں سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً سے یہی ثابت ہے۔ اس لیے کہ عبد ایسا اسم ہے جو رُوح اور جسد دونوں پر استعمال ہو سکتا ہے۔ اگر جسم بلا رُوح ہو تو عبد نہیں کہہ سکتے اور روح بلا جسم ہو تو عبد کہنا جائز نہیں۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ ان معراجہ علیہ السّلام اربع وثلاثون مرۃ واحد بالجسد والباقی بروحہ رویارٰاھا قبل النبوۃ حضورؐ کو معراجیں چونتیس بار ہوئیں اُن میں سے ایک مع جسم کے ہوئی اور باقی روحانی ہوئیں جو خواب تھے کہ قبل اظہار نبوت ملاحظہ فرمائے۔

اس روایت سے مخالفین کے تمام اعتراضات اُٹھ جاتے ہیں اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جس میں آپ نے فرمایا ہے۔ واللہ ما فقد جسد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بل عرج بروحہ اس کی بھی تطبیق ہو جاتی ہے۔ کہ جس معراج کی بابت حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ وہ اُن میں سے ہی کوئی معراج ہو گی جو تنتیس بار ہوئیں۔

اور من حرم سے مراد حرم کعبہ ہے شرفہا اللہ تعالیٰ صاحب دُرر فرماتے ہیں اعلم ان البیت لما کان معظما مشرفا جعل لہ حصن وھو مکۃ وحمیٰ وھو الحرم بیت اللہ شریف جبکہ معظم و مشرف ہوا تو اس کے لیے قلعہ کیا گیا۔ مکہ معظمہ کو اور اس کا محافظ حرم کے لیے بھی حرم مقرر ہوا اور وہ مواقیت ہیں۔ یہاں تک

Marfat.com

کہ جو میقات حرم پر پہنچ جائے اُسے بلا احرام داخل ہونا جائز ہے۔

تفسیر رُوح البیان میں ہے۔ کہ حد حرم جہت مدینہ منورہ سے تین میل پر ہے۔ اور طریق عراق سے سات میل اور براستہ جعرانہ ۹ میل اور طائف کی طرف سے سات میل جدہ سے دس میل ہے۔ اور یہ سیر معراج چونکہ بیت ام ہانی بنت ابی طالب سے ہُوئی اور وہ حرم میں ہے۔ اس لیے سریت من حرمٍ صحیح ہے۔ اور لیلاً میں جو تنوین ہے یہ بعضیت پر چونکہ خود دال ہے۔ اس لیے اس کی تشریح کرنا زاید تھا۔ اس واقعہ عجیبہ کو رجب المرجب کی ستائیسویں شب دوشنبہ کے روز علی التواتر بتاتے ہیں۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا زبردست واقعہ اگر دن میں ہوتا تو کسی قسم کا اشکال باقی نہ رہتا اور مخالفین کو طعن کا موقعہ بھی نہ ملتا لیکن اس سیر کو رات کے ساتھ مخصوص کرنے میں کیا حکمت تھی۔ اس کا جواب علامہ خربوتی رحمہ اللہ چار طرح دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

(۱) اجیب عنہ بانہ انما جعل لیلا تمکینا لتخصیص لمقام المحبۃ لانہ تعالیٰ اتخذہ علیہ السلام حبیبا وخلیلا واللیل اخص زمان الجمع المحبین فیہ والراحۃ فی الخلوۃ متحققۃ باللیل۔ رات مقام محبت میں مخصوص ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو اپنا حبیب بنایا اور رات جمع محبین کے لیے زمانہ اخص ہے اور تخلیہ جو رات کا ہے وہ دن میں نہیں۔ اس لیے حضورؐ کی محبوبیت کا اقتضا یہی تھا کہ یہ سیر رات کو ہوتی۔

(۲) قال بعض الفضلاء لعل تخصیصہ باللیل لیزداد الذین آمنوا ایمانا بالغیب ولیفتتن الذین کفروا زیادۃ علی فتنتھم اذ اللیل اخفی حالا من النھار بعض فضلاء نے فرمایا شاید کہ اس سیر کے لیے رات کا مخصوص کرنا اس لیے ہو کہ ایمان والوں کے ایمان بالغیب میں زیادتی ہو اور کافروں کے اندر فتنہ بڑھے اس لیے کہ رات دن کے مقابلہ میں ہر معاملہ کو مخفی رکھتی ہے۔

(۳) وقیل حکمتہ انہ افتخر النھار علی اللیل بالشمس فقیل لا تفتخر ان

Marfat.com

کان شمس الدنیا تشرق فیك فسیعرج شمس الوجود فی اللیل الی السماء۔ بعض نے کہا کہ معراج رات میں ہونے کی یہ حکمت ہے کہ دن نے رات پر فخر کیا تھا تو اُسے کہا گیا کہ تُو اتنا فخر نہ کر۔ اگر شمس دنیا تیرے اندر اشراق کر رہا ہے تو عنقریب شمس وجود رات میں آسمانوں کی طرف چڑھایا جائے گا۔

(۴) قال بعض اھل المعارف حکمتہ انہ لمّا محی اللہ اٰیۃ اللیل وجعل اٰیۃ النھار مبصرۃ کان اللیل محزونا و منکسرا فکان الاسراء بمحمّد علیہ الصلوٰۃ والسّلام فی اللیل للعدالۃ بعض اہلِ عرفان فرماتے ہیں کہ رات کی معراج میں یہ حکمت ہے کہ رات کی نشانیاں جب اللہ تعالیٰ نے محو فرمائیں اور دن کی نشانیاں روشن کیں تو رات محزون ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے اکبر آیات یعنی معراج کے ساتھ رات کو روشن کر کے دونوں میں مظاہرہ عدل فرمایا۔

اور الیٰ حرم سے مراد مسجد اقصےٰ ہے۔ اس پر اطلاق حرم بوجہ احترام کیا گیا۔ اب عقیدہ مسئلہ معراج کے متعلق یہ ہے کہ حضورؐ کی معراج مع الجسم والروح مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک قطعی اذعانی یقینی ہے۔ اور جو اس سے منکر ہو وہ کافر ہے۔ بلا اختلاف ائمہ اربعہ لیکن مسجد اقصےٰ سے سمٰوٰتِ عُلیٰ تک کی معراج کا جو منکر ہے اُس کے کُفر میں اختلاف ہے۔ اب خلاصہ مفہوم بیت یہ ہُوا کہ ناظم فاہم رحمہ اللہ حضورؐ کو مخاطب کر کے دربار رسالتؐ میں عرض کر رہے ہیں کہ حضورؐ آپ ایک رات میں حرم شریف سے حرم محترم مسجد اقصےٰ تک آناً فاناً میں تشریف لے گئے باآنکہ اس حرم سے اُس حرم کے مابین بُعد مسافت چالیس روز کے سفر کی ہے لیکن حضورؐ اس سرعت کے ساتھ سیر فرماتے ہوئے تشریف لے گئے جیسے چاند تاریکی کے پردوں میں نہایت تابانی کے ساتھ سیر کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ آگے فرماتے ہیں۔

(۱۰۸) وَبِتَّ تَرْقٰى اِلٰى اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابَ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

Marfat.com

حلِّ لغات وَ، برائے عطف، اور۔ **بِتَّ**، ماضی مخاطب از بیتوتۃٍ بمعنی صوت فی اللیل ہوئے تم رات میں۔ **تَرَقّیٰ**، بمعنی تصعد، کہ چڑھے۔ **اِلیٰ اَن**، یہاں تک کہ۔ **نِلتَ**، ماضی مخاطب از نیل، پہنچے تم۔ **منزلۃً**، الی منزل منزلۃ۔ اس منزل تک۔ **من قاب**، کہ مقدار۔ **قوسین**، دو چلّہ کمان کے۔ **لم تدرك**، تلك المنزلۃ احد من الانسان والملائکۃ، کہ نہیں پاسکتا کوئی اس منزل کو۔ **ولم ترم**، اے لم یطلب تلك المنزلۃ احد غیرك، اور نہ خواہش کر سکتا ہے۔

ترجمہ اور رات میں چڑھے آپ یہاں تک کہ اس منزل پر پہنچے جس منزل تک انسان و ملک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ اس منزل تک پہنچنے کی آرزو کر سکتا ہے۔

شرح

تن تن کے کھڑے ہوتے ہیں کیوں سروِ چمن آج ‏— دکھلاتے ہیں کیوں گلبن و گل تازہ پھبن آج
کیوں بدلی ہیں پھولوں نے قبا رنگ برنگی ‏— کیوں شوخی پہ ہیں گلبن و نسرین و سمن آج
مرغانِ چمن لحن عرب گا رہے ہیں کیوں ‏— کیا ہے کوئی سلطانِ عرب سایہ فگن آج
بلبل ہے کہیں نغمۂ مستانہ کی سرمست ‏— طوطی ہے کہیں مست مئے حبِّ یمن آج
گل مست مئے شوق ہیں کر چاک گریباں! ‏— سرمست ہیں کس شوق میں خوبانِ ختن آج
پھیلائے ہوئے چادر انجم کو ہے کیوں چرخ ‏— ہاتھوں میں لئے کیوں ہے کھڑا عقد پرن آج
کیوں روح الامیں آج ہیں مست مئے مکہ ‏— مکے سے چلی آتی ہے کیوں بادِ امن آج
کیوں اُمڈی چلی آتی ہیں رحمت کی گھٹائیں ‏— کیوں لگ رہی عالم میں ہے رحمت کی پرن آج
ہے کس کی شبِ وصل کہ گلشن ہی نہیں ایک ‏— جوبن نیا دکھلاتے ہیں بن بن کے جوبن آج
تو سیں عروج اور نزول اتنی ہوں نزدیک ‏— سمجھے نہ کوئی اُن کے سوا بہتر سخن آج!

ہو نسخہ امکاں سے عیاں معنی توحید
ہو جائے متن شرح بنے شرح متن آج

Marfat.com

چونکہ معتزلہ کے نزدیک مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک معراج ہوئی اور اس کے آگے کو وہ تسلیم نہیں کرتے تو اس کا ردّ کرنے کے لیے اس بیت مبارک میں ناظم فاہم رحمہ اللہ نے وبت ترقی الی ان نلت منزلۃ فرمایا۔ اور بعض نسخوں میں بتَّ کی جگہ ظلتَ ترقی بھی آیا ہے۔ لیکن دونوں کے معنی صرف یہی ہیں۔ اور قاب قوسین سے حقیقی مراد کمال قرب ہے۔ اس لیے کہ عادتِ عرب یہی تھی کہ جب دو امیر یا دو خلیفہ باہمی مصالحت کرتے اور معاہد بنتے تو اپنی اپنی کمان نکال کر اُس کی قوس باہمی ملا دیا کرتے تھے۔ جس سے ایک دائرہ بن جاتا تھا اور اس دائرہ سے وہ منتہاء وداد و رابطہ تعبیر کرتے۔ اور اس حدیث کی طرف بھی اس بیت مبارک میں، اشارہ ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ عرج بی جبرائیل الی سدرۃ المنتھٰی ودنیٰ الجبار رب العزۃ فتدلّٰی حتیٰ کان منہ قاب قوسین اوادنیٰ فاوحی الیہ ربہ ما اوحی۔ مجھے چڑھایا گیا مع جبرئیل کے سدرۃ المنتھٰی تک۔ پھر قرب جبار رب العزّت حاصل ہوا حتیٰ کہ قابِ[1] قوسین اوادنیٰ کا درجہ ملا اور فاوحیٰ[2] الیہ ربُّہٗ ما اوحی کا تخلیہ حاصل ہُوا۔

اور اگر آیۂ کریمہ سُبحٰن[3] الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ کو بنظر غائر دیکھئے تو کچھ اور ہی جلوے نظر آرہے ہیں۔ ربُودن و رفتن میں جو فرق ہے وہ مہر نیم روز سے زیادہ واضح ہے یہ ایسا نازک مقام ہے۔ کہ یہاں عقل کا کام نہیں عقل علو ہی باآواز کہہ رہی ہے۔ او دلِ بے خبر ہوش کی دوا کر۔ آپے کو سنبھال تیری کیا مجال جو اس حیرت انگیز سفر کی حقیقت کا ادراک کر سکے۔ خبردار حد سے آگے قدم نہ ڈال۔ تیرا منہ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں۔

یہ رات وہ رات ہے کہ آفتاب عالمتاب بھی اس سے کسب ضیا کر رہا ہے۔ جب تو اس کے پرتو کے مقابل پڑے تو تجھے معلوم ہو کہ تیرا وجود کیا ہے۔ بڑے

---

[1] دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ ۱۲

[2] اب وحی فرمائی اس کی طرف اس کے رب نے جو وحی فرمائی۔ ۱۲

[3] پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ ۱۲

Marfat.com

بڑے مہرجمال اپنی نگاہیں نیچے کیے حیرت جلوہ گری بنے کھڑے ہیں۔ اس کی ادائے ناز تابش ذروں کو چمکاتی عالم کو روشن بناتی ہے۔ اللہ رے ہجوم تجلّی کہ قمر نے رات بھر نکلنے کی جگہ نہ پائی وادی طور میں جس جلوہ پر ہزاروں پردے تھے آج وہ بے نقاب ہے وہ محبوب جس کی ایک جھلک نے جناب کلیم کو بے خود کیا تھا اس رات بے حجاب ہے ؎

اُس کے جلوے کا تو کیا کہنا مگر — دیکھنے والے کو دیکھا چاہیئے

سکّانِ بالا کا دماغ عالم بالا پر ہے۔ جگہ جگہ مشتاقوں کا ہجوم آمد آمد کی دھوم ایک منتظر سر جھکائے ایک ہجوم شوق میں نقد ہوش گمائے کوئی مایۂ دل نثار کرنے کو حاضر۔ کوئی متاع جان کی نچھاور لیے منتظر کوئی کہتا ہے اپنی آنکھیں اُن قدموں پر ملوں گا۔ کوئی کہہ رہا ہے آج دامن پر مچل مچل کر ایک ایک مراد لوں گا۔ کوئی مشتاق بادلِ بیتاب سر نیاز جھکائے کھڑا ہے کوئی سائل بادیدۂ پُرآب دست طلب پھیلائے پکار رہا ؎

نگاہ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں — لیے ہوئے یہ دل بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا! — تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

اللہ اللہ سمک (مچھلی) سے سماک (آسمان) تک ایک غلغلۂ شادمانی وطنطنہ کامرانی بلند ہے۔ ذرا ذرا قطرہ قطرہ اپنی قسمت پر شاداں و خورسند ہے۔ زمین آسمان کے آگے جھک کر کہہ رہی ہے کہ آج تو جلوہ گاہ دلربائی ہے آسمان زمین پر قربان ہو کر کہہ رہا ہے کہ یہ دولت تیرے گھر سے پائی ہے۔

امیدوں کے غنچے چٹک کر مرادوں کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ دلوں کے سوز چمک کر شوق کی مشعلیں جلا رہے ہیں۔

گلزار قدس کے مالی محبت کے پھولوں کی کشتیاں نذر کے لیے لائے ہیں۔ گلستان طریقت میں خلق عظیم کا لہکتا تختہ اپنی مہکتی کلیوں سے ہار گوندھ رہا ہے۔ ورفعنالك ذكرك[1] کا جھلکتا سہرا یداللہ فوق ایدیھم[2] کا چمکتا گجرا طیار کر کے

---

[1] اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۱۲۔

[2] ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے ۔ ۱۲

یصلون[1] علی النبی کی نچھاور کے ساتھ شانِ تزک و احتشام دکھا رہا ہے۔
ہاں یہ وہ وقت ہے کہ خدا کو سجودِ نبیؐ پر درود مداح کو جنت جنت کو امت
امت کو شفاعت شفاعت کو وجاہت۔ فقیروں کو ثروت۔ ذلیلوں کو عزت۔
ضعیفوں کو قوت۔ حزینوں کو عشرت آنکھوں کو نور۔ دل کو سرور مجھ جیسے بیدست وپا
کو لطف حضور حاصل ہوگا۔ وہ سہانی گھڑی خیر سے آرہی ہے کہ دارین کے دولہا کو
شبستان والا سے مسجد اعلیٰ اور مسجد اعلےٰ سے بزم بالا اور بزم بالا سے مقصد والا
تک لے جایا جائے گا۔ پائے سمک سے تاج سما تک فرش خاک سے عرش پاک تک۔
سبحٰن الّذی اسریٰ بعبدہٖ کا ڈنکا بجے گا دونوں جہان میں اُن کے نام کی دوہائی پھرے
گی۔ مہر و ماہ پر سکہ جمے گا۔ نقیب سرکار جبرئیل باوقار منبر سدرہ پہ مدح سلطان کا خطبہ
پڑھے گا۔ عرش و فلک تلووں کی جھلک۔ نعلین مبارک کی چمک دیکھ کر سر جھکائیں گے
اور کہیں گے۔ ؎

خاک درت بر سر ما تاج باد   ہر شب عمرت شب معراج باد

مولای صل وسلم دائما ابدا   علی حبیبك خیر الخلق کلھم

ماہ مبارک رجب المرجب کی ستائیسویں شب تھی کہ رسول ملائکہ مکین جبرئیل امین بحکم
رب العالمین براق برق دم پری جمال گوہر سم عنبر یں ایال مرغزار جنت سے لے
کر در دولت عرش منزلت پر آیا اور مجرا کیا۔

آیا براق برق رم   لے برق بھی جس کے قدم
ہستی سے تا ملک عدم   اس کی روش تھی ایک دم
تھا نرم رو چوں موج یم   گرمی میں بجلی اس سے کم
تھی شان رب ذو کرم   اس کی روش اُس کا چلن
توسن میں یہ قدرت کہاں   صرصر میں یہ سرعت کہاں
آہو میں یہ جودت کہاں   شہباز میں رفعت کہاں
جن میں ہے یہ طاقت کہاں   یہ برق میں صولت کہاں

---

[1] درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ ۱۲

Marfat.com

گھوڑوں کی یہ صورت کہاں	پریوں کا منہ ریشم سا تن
لے شہ کو مرکب یوں اُڑا	دل لے کے جیسے دلربا
اور جوہری جوہر اُٹھا	پا کر مہوس کیمیا
لے کر خضر آب بقا	گوہر کو لے کر شب چرا
لے کر اُڑے جیسے صبا	بُو تے عنبر و یاسمن
صد العلےٰ بالا چلا	آقا چلا مولا چلا
عالی سوئے اعلےٰ چلا	ماہ جہاں آرا چلا
وہ عرش کا تارا چلا	اللہ کا پیارا چلا
پیاری ادا والا چلا	حوریں تکیں جس کی پھبن
جب مرکب خیر الورےٰ	بیت المقدس میں گیا
روح الامیں نے یہ کہا	کیجے نماز اس دم ادا
حاضر ہیں املاک السما	صف بستہ ہیں کل انبیاء
ہو جے امام اے پیشوا	ہیں آپ صدر انجمن
آئے مرصع نردباں!	اُس پر چلے شاہِ زماں
بے حد گروہ قدسیاں	تھے دھنے اور بائیں رواں
پُر نور تھے کون و مکاں	انجم ہوئے گوہر فشاں
زہرہ عطارد کہکشاں	نثرہ قمر کیواں پرن
کی خوب سیر ہر فلک	دیکھے فلک اور سب ملک
جا پہنچے آخر عرش تک	پردے گئے اُٹھ یک بیک
کچھ اور ہی پائی چمک	کچھ اور ہی دیکھی جھلک
اللہ کو بے شبہ و شک	اس آنکھ سے دیکھا علن
جنت میں فرمایا گزر	ایک باغ دیکھا سبز و تر
پھرتی ہیں حورعین ادھر	غلماں خوش منظر ادھر

Marfat.com

رہنے کو نورانی وہ گھر — ایک خشتِ سیم ایک خشتِ زر
نہریں رواں شفاف تر — خمر و عسل ماء و لبن!
دوزخ کو دیکھا پُر خطر — ہیبت کی جا وحشت کا گھر
نیچے شرر اوپر شرر — جاتے نکل مجرم کدھر
طوق اور زنجیریں ادھر — سانپ اور بچھو ہیں اُدھر
ہیں نیش کژدم نیشتر — زہرِ افعی سانپوں سے کہیں
واں کی سب اشیاء دیکھ کر — جنت کا جلوہ دیکھ کر
عرش معلّےٰ دیکھ کر — دیدار مولےٰ دیکھ کر
وہ بیت اقصیٰ دیکھ کر — وہ طورِ سینا دیکھ کر
آئے وہ کیا کیا دیکھ کر — دم بھر ہیں بے رنج و محن
حضرت کی توصیف و ثنا — والنجم میں ہے قدر آگی
مازاغ پڑھ اور ماطغیٰ — پھر قاب قوسین اور دنیٰ
پھر حق نے ما اوحیٰ کہا — اُس وحی کو مجمل کیا
مجمل کرے جس کو خدا — واں پہنچے کس کا وہم و ظن

اللہ اللہ وہ جل جلالہٗ بلانے والا۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سا جانے والا عقل کل کے حسن دانش پر نثار کیا وقت پاکر پیاری پیاری گزارش کی کہ جب حضورؐ مقام دنیٰ پر فائز ہوں فتدلّٰی[1] فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی مسند پر جلوہ گری کریں اس رنجور کی یہ عرض فراموش نہ فرمائیں کہ جب امت مرحومہ روز قیامت صراط پر گزرے تو یہ خادم دیرینہ زیر قدم فرش پر کرے۔ سرکار بے کس نواز نے جبریل کی یہ عرض قبول فرمائی اور انھیں رخصت کیا۔ اب تو چہار جانب سے انوار غیب کے پیہم تجلیوں نے راستہ بھر دیا۔

اس کے بعد ایک پردۂ نوری کے قریب جلو کے فرشتہ نے پردہ ہلایا حضورؐ

---

[1] پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ۱۲

کا نام پاک سُن کر راستہ پایا۔ غرضکہ اسی طرح ستر ہزار حجاب طے فرماتے کہ اب رفرف کی باری آئی جو ایک سبز بچھونا نورانی تھا۔ اُس پر حضورؐ نے سواری فرمائی اور سرِ عرش جلوہ گری ہوئی کہ رفرف غائب ہو گیا۔ یہاں تنہا مجسمہ جمال پیکرِ وصال صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شانِ جلال کچھ گھبرائے ناگاہ گوش اقدس ہیں بندہ جان نثار یارِ غمگسار یعنی رفیق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز آئی کہ عرض کر رہے ہیں۔

قف یا محمد فان ربک یصلی۔ اے حضورؐ کچھ وقفہ فرمائیے کہ آپ کا رب صلوٰۃ کرتا ہے۔ حضورؐ کا دلِ انور یارِ وفادار کی آواز سُن کر ٹھہرا۔ لیکن حیرانیوں نے گھیر کر صدیقؓ یہاں کہاں۔ معبودِ مطلق کا صلوٰۃ کرنا کیا معنی اتنے میں عرش سے ایک قطرہ ٹپکا حضورؐ نے نوش فرمایا شہد سے زیادہ شیریں پایا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ فقط سمجھانے کے لیے کہا کہ ہمارے استعمال میں کوئی چیز شہد سے زیادہ میٹھی نہیں تو اس کا نام لے کر تفہیم فرمائی۔ ورنہ کجا شہد کجا وہ قطرہ رازِ محبت اس کی ماہیت پلانے والا جانے یا پینے والا۔ باللہ العظیم وہ محبوب رب الکریم شیریں دھن اگر دریائے شور میں لعاب دہن اقدس ڈال دے۔ تمام بحر نمکین شہد ہو جائے پھر ایسے کے لیے ایسی جگہ سے ایسی شیریں نعمت ہی عطا ہوئی ہو گی جو ہزار درجہ شہد سے بالا ہو اُسے شہد سے کیا نسبت۔ الحاصل اس قطرہ کے نوش فرماتے ہی تمام علوم اولین و آخرین قلب انور پر منکشف ہوئے۔ پھر عرش اعظم سے خطاب ہوا۔ ادن یا احمد ادن یا محمد ادن یا خیر البریہ۔ پاس آ اے احمدؐ۔ پاس آ اے محمدؐ۔ پاس آ اے تمام جہان سے بہتر غرضکہ ۔

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انھیں کے روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

اب ہم اس رنگین نوائی کو اعلحضرت کی منظوم نعت معراجیہ پر ختم کر کے آخر میں علامہ خرپوتی اور شیخ زادہ کی تحقیق نذر ناظرین کریں گے۔

Marfat.com

قصیدۂ معراجیہ از امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہ العزیز

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُنکے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دُولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آ رہا ہے کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دُلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین وہ اُونچی چوٹی وہ ناز تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا!
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پُرانا پرداغ ملگجا تھا اُٹھا دیا فرش چاندنی کا !
ہجوم تار نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لیکے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اُتار کر اُن کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

بچا جو تلووں کا اُن کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دُولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

تجلی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور!
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

ابھی نہ آئے تھے پشت زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

Marfat.com

ہجوم امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اٹھی جو گردِ رہِ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل ابل رہے تھے

براق کے نقشِ سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیِ اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

وہ ظلِ رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی!
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

جلو میں جو مرغِ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے

قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

سنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

یہ سن کے بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغِ این و متیٰ کہاں تھا نشانِ کیف و الیٰ کہاں تھا!
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلیٰ کے سلسلے تھے

ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموجِ بحرِ ہو میں ابھرا
دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

اٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا!
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

Marfat.com

زباں سے سوکھی دکھا کے منہ میں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
جنوں کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اُسکی طرف گئے تھے

کمانِ امکان کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو!
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں اُدھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پُر نور میں پڑے تھے

خُدا کی قدرت کہ چاند حق نے کروڑوں منزل میں جلوہ کرکے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

نبی رحمت شفیع اُمت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی اُن خلعتوں سے حصّہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

علامہ مرزوقی فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم جب قرب خاص میں پہنچے اور قاب قوسین او ادنیٰ کے مسند نشین ہوئے تو بارگاہِ خاص میں حضور نے عرض کی اللھم انت ماتفعل باُمتی۔ الٰہی میرے لیے تو یہ درجات و مراتب لیکن میری اُمت کے لیے تیری سرکار سے کیا عطا ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ انزل علیہم الرحمۃ وابدل سیاٰتھم حسنات ومن دعانی منھم لبیتہ ومن سالنی اعطیتہ ومن توکل علیّ کفیتہ وفی الدنیا استر علی العصاۃ وفی الاخرۃ اشفعک فیھم ولولا ان الحبیب یحب معاتبۃ حبیبہ لما حاسبت امتک۔ ارشاد باری ہوا کہ محبوب ان پر میں نے رحمت نازل فرمائی اُن کے گناہ نیکیوں سے بدلے اور جو آپ کا اُمتی مجھے پکارے میں اُسے لبیک یا عبدی کہہ کر تسکین دیتا ہوں اور جو مجھ سے وہ مانگتے ہیں عطا فرماتا ہوں اور جو اپنی حالت پر دنیا میں میرے ساتھ توکّل کرے میں اُسے گنہگاروں سے مخفی رکھتا ہوں اور آخرت میں تمہاری شفاعت اُس کے لیے ہے۔ اور اگر حبیب معاتبہ حبیب کو محبوب نہ رکھتا تو میں تیری اُمت سے محاسبہ ہی نہ کرتا۔

اس کے بعد قصّہ معراج کی جو مفصل حدیث شیخ زادہ نقل فرماتے ہیں۔ اس کا ترجمہ منقول ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہم مسجد حرام میں حجر کے پاس بیت اللہ کے قریب کچھ سوتے جاگتے ہوئے تھے کہ

جبرئیل آئے اور براق لائے ایک حدیث میں ہے ہمیں سیر کرائی حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر سے اور جو حدیث باتفاق صحیحین مالک ابن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ہم حطیم میں اور کبھی فرمایا ہم حجر میں آرام گزیں تھے کہ ایک آنے والا آیا اور کچھ کہا اور ہم اس کی باتیں سُن رہے تھے۔ پھر اُس نے ہمارا سینہ چاک کیا اور قلب منوّر نکالا۔ پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جس میں ایمان وحکمت مملو (بھرا) تھا اس میں ہمیں بٹھایا پھر ایک چارپایہ لایا گیا جو خچر سے چھوٹا گدھے سے اونچا تھا۔ سپید رنگ اتنا تیز رفتار کہ اُس کا ایک قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا۔

اُس پر ہم سوار ہوئے اور جبرئیل ہمارے ساتھ چلے حتیٰ کہ آسمان اول پر پہنچے دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا یہ کون ہیں۔ جبرئیل نے اپنا نام بتاکر ہمارا نام ظاہر کیا اور کہا کہ میں حضورؐ کے لینے کو بھیجا گیا تھا۔ تو فرشتوں نے مرحبا کہا اور دروازہ کھولا جب ہم اندر گئے تو آدم صفی علیہ السّلام سے ملاقات ہوئی۔ جبرئیل نے تعارف کرایا۔ ہم نے انھیں سلام علیک کہا آدم نے جواب سلام دے کر مرحبا[1] بابن الصالح والنبی الصالح فرمایا۔ پھر آسمان دوم پر گئے دروازہ کھلوانے پر وہی سوال جواب ہوئے اور دروازہ کھلا ہم اندر گئے تو یحییٰ و عیسےٰ علیہما السلام جو دونوں خالہ زاد بھائی ہیں ملے۔ جبرئیل نے تعارف کرایا ہم نے سلام فرمایا انھوں نے جواب سلام دے کہ کہا مرحبا[2] بالاخ الصالح والنبی الصالح۔ پھر ہم تیسرے آسمان کی طرف چلے۔ دروازہ بعد جواب وسوال کھولا گیا۔ جب ہم اندر گئے تو یوسف صبیح علیہ السّلام سے ملاقات ہوئی سلام وجواب سلام کے بعد انھوں نے کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح پھر ہم چلے۔ چوتھا آسمان آیا دروازہ حسب سابق جواب وسوال کے بعد کھلا اندر گئے تو حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ بعد سلام وجواب انھوں نے بھی وہی مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح فرمایا۔ پھر چلے حتیٰ کہ آسمان خامس کھولا گیا جب

---

[1] مرحبا! اے صالح بیٹے اور صالح نبی۔ ۱۲ [2] مرحبا! اے صالح بھائی اور صالح نبی۔ ۱۲

ہم اندر گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام سے تعارف کرایا گیا۔ سلام وکلام کے بعد انھوں نے مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح کہا۔ پھر آسمان سادس پر پہنچے تو وہاں موسیٰ علیہ السلام سے سلام وجواب سلام ہوا اور انھوں نے مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح فرمایا۔ جب ہم آگے چلنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ وجہ گریہ معلوم کی گئی تو فرمایا اس فرزند سعید کی شان سے رونا آتا ہے۔ کہ میرے بعد مبعوث ہوا اور اس کی اُمّت کے لوگ میری اُمّت سے زیادہ جنّت میں جائیں گے۔ پھر ساتویں آسمان پر چلے تو وہاں ابراہیم علیہ السلام سے تعارف ہوا اور سلام ورد سلام کے بعد اُنھوں نے فرمایا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح۔ پھر ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو یہ درخت بڑا وسیع تھا۔ اور اس کے پتّے ہاتھی کے کان سے مشابہ تھے ہمیں بتایا گیا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں۔ دو ظاہر اور دو خفیہ۔ ہم نے جبرئیل سے پوچھا یہ دونوں خفیہ کہاں جارہی ہیں۔ جبرئیل نے عرض کی یہ جنّت کی نہریں ہیں اور دو ظاہر جو ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔ پھر ہم اُٹھائے گئے بیت معمورہ کی طرف وہاں چند برتن تھے ایک شراب سے مملو دوسرا دودھ سے بھرا ہوا۔ تیسرا شہد سے۔ ہم نے دودھ قبول فرمایا تو جبرئیل نے عرض کی۔ حضورؐ یہ وہ فطرت ہے جس پر آپؐ اور آپؐ کی اُمّت ہے۔

پھر ہم پر پچاس نمازیں ہر دن میں فرض کی گئیں۔ جب ہم واپس ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے دریافت کیا آپؐ کو کس عمل کے ساتھ مامور کیا گیا۔ ہم نے پچاس نمازیں بتائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی آپؐ کی اُمّت میں اس کی استطاعت نہیں۔ اور میں اس کا تجربہ کرچکا ہوں آپؐ واپس جائیں اور تخفیف چاہیں ہم واپس گئے تو دس کم ہوئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یہ بھی بہت ہیں۔ پھر واپس حاضر دربار ہو کر تخفیف چاہی تو دس اور کم ہوئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے مثل سابق عرض کیا۔ پھر تخفیف کرائی تو دس کم ہوئیں پھر موسیٰ علیہ السلام نے کمی کی درخواست کو عرض کیا حضورؐ نے پھر درخواستِ تخفیف کی تو پانچ رہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا ان امتک لا تستطیع خمس صلوات کل یوم فانی قد جربت الناس قبلک - آپ کی اُمت پانچ کی بھی طاقت نہیں رکھتی ہیں نے حضور سے قبل ان کا تجربہ کرلیا ہے لہٰذا اور تخفیف کرالیجئے حضور نے فرمایا میں اپنے رب سے مانگتے مانگتے اب شرم کرتا ہوں۔ اب میں یہ پانچ فرائض پر راضی ہوں اور انھیں تسلیم کرتا ہوں۔

جب یہاں سے گزرا تو ایک ندا آئی۔ امضیت فریضتی وخففت عن عبادی - تم نے ہمارے فریضے کا امضا کیا اور ہم نے اپنے بندوں سے بار اعمال میں تخفیف فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب حضور پھر معراج سے واپس تشریف لائے اور واقعات ام ہانی کو سنائے اور آپ نے فرمایا کہ تمام انبیاء کرام کے ساتھ میں نے نماز پڑھی اور کھڑے ہوئے کہ مسجد کی طرف تشریف لے جائیں تو ام ہانی نے حضور کو کپڑا اٹھا دیا اور فرمایا کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے خطرہ ہے کہ قوم سنے گی۔ تو تکذیب کرے گی۔ حضور نے فرمایا اگرچہ قوم جھٹلائے مجھے اس کی پروا نہیں اور باہر تشریف لائے تو ابوجہل حضور کی خدمت میں بیٹھا حضور نے اُسے تمام واقعات اسریٰ فرمائے۔ تو ابوجہل کہنے لگا۔ اے جماعت بنی کعب تم نے سُنا بھی۔ اور تعجب سے سر پر ہاتھ رکھے اور استہزا کرتا ہوا کہنے لگا چنانچہ اس واقعہ کو سُن کر بعض ضعیف الایمان مرتد بھی ہوگئے اور ایک جماعت حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچی اور یہ واقعہ سُنایا تو ابوبکرؓ نے فرمایا۔ ان کان قال ذالک لقد صدق اگر یہ حضور نے فرمایا ہے تو بے شک سچ فرمایا قوم کہنے لگی اتصدقہ علیٰ ذالک۔ کیا آپ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ صدیقؓ نے فرمایا۔ انی لاُصدقہ علیٰ ماھو ابعد من ذالک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ وبارحتہ میں اس سے بھی زیادہ جو بعید امور ہیں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ ان خبروں کی جو آسمانوں سے صبح و شام آتی ہیں۔ راوی فرماتے ہیں۔ فلذالک سمی صدیقاً۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اسی وجہ میں صدیقؓ مشہور ہوتے۔

Marfat.com

رفع توہمات

بعض وہم پرست افراد معراج جسمانی کو وہ محال سمجھتے ہیں اور وجہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ اوّل تو جسم ثقیل کا صعود کرنا عقلاً محال ہے۔ دوسرے خرق والتیام آسمانوں کا ممتنع۔ تیسرے کرۂ ناری جو حائل ہے اُس سے عبور کیونکہ ہوا۔

اس کے جواب میں اوّل توہم چند دلائل نقلیہ عرض کرتے ہیں منجملہ ان کے اوّل یہ کہ حضرت آدم صفی علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ بہشت میں تھے اور اہل سنت و جماعت اسی پر متفق ہیں کہ وہ بہشت وہی بہشت تھا جو آسمانوں پر ہے۔ نہ کہ وہ جو معتزلہ کے نزدیک فلسطین میں تھا۔ پھر یہ امر مسلم ہے کہ بحکم الٰہی آپ زمین پر تشریف لائے اور حکم اِهْبِطُوْا مِنْهَا کی تعمیل میں آپ اُترے تو اب سوال یہ ہے کہ اس وقت آسمان کا خرق والتیام کیسے ہوا ہوگا۔ اور کرۂ ناری سے کیسے نجات پائی ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جسم عنصری کے ساتھ آسمانوں کا خرق فرماتے ہوئے کس طرح آسمان دوم تک پہنچے اور یہ خرق والتیام اور ثقالت جسمانی اور کرۂ ناری انہیں جانے سے کیوں نہ مانع ہوا۔ حضرت الیاس علیہ السلام بایں جسم آسمانوں پر کیسے پہنچے اور یہ خرق والتیام اور کرۂ نار ثقل جسم جانے سے مانع نہ ہوا۔

حضرت اخنوخ علیہ السلام بھی بایں جسم آسمانوں پر تشریف لے گئے ان پر یہ عقلی گھوڑے غالب نہ آسکے ارواح جسم سے جب قبض کی جاتی ہیں تو آسمانوں سے گذر کر عالم برزخ کو پہنچتی ہیں اور یہ استحالہ خرق والتیام اور کرۂ نار کا اڑنگا اس کے جانے میں مانع نہیں ہوتا۔

ہماری نظریں آنکھ اُٹھاتے ہی فلک الافلاک سے ٹکراتی ہیں کوئی شے اُن کو مانع نہیں ہوتی۔ ہندی والے نے تو مسئلہ معراج کو ایک دُہڑے میں حل کرکے سمجھ لیا اور سمجھا

لے اترجاؤ اس سے۔ ۱۲

Marfat.com

دیا۔ مگر جن کی نگاہوں پر چشمہاء تفلسف لگے ہوئے ہیں۔ وہ ابھی اپنے خیالی گھوڑے دوڑا کر محال و ممکن کے چکر میں پھنسے پڑے ہیں۔ ہندی والا کہتا ہے۔ ؎

رب کے بار نہ دوار ہے نبی گئے کونبار　　جیسے چھچھا اچھچھ سے نکس جات ہے پار

دروازہ چوکھٹ　کون سے دروازہ سے　نگاہ چشمہ

اللہ اللہ صدیق جیسے پاک نفوس تو سنتے ہی تصدیق کر دیں اور مشرکین چناں چنیں میں پھنس کر منکر رہیں۔ مرزا غلام احمد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر بجسدہ عنصری تسلیم کرے لیکن حضور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر رفع اُسے بھی کھٹکجائے اور انکار پر دلائل لاطائل کے انبار جن ڈالے اور پھر بھی مُنہ کی کھائے۔ غضب خدا کا مطلوب خدا باعانت جبرئیل علیہ السلام آسمانوں پر تشریف لے جائیں۔ تو بندگان عقل کے عقلی دوربین خرق والتیام اور کرۂ ناری اور ثقالت جسمی کو حائل دیکھ کر اس سیر کو محال قرار دے دے۔ باآنکہ احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آسمانوں میں ملائکہ کے آنے جانے کے لیے دروازے ہیں۔ حدیث معراج میں جبرائیل امین کا خازن سے دروازہ کھلوانا بھی ثابت ہے۔ لیکن فلسفی تاریکیوں کے ماتے ابھی تک خرق والتیام کے جال میں پھنسے پڑے ہیں۔

پھر بزرگان دین کے خارق عادات امور ایسے ہیں کہ وہاں عقل حیران رہ جاتی ہے۔

شاہجہان پور میں ایک حجرہ کے اندر ایک مجذوب رہتے تھے ان کا معمول تھا کہ تمام شب جنگل میں سیر فرماتے اور صبح شہر میں تشریف لے آتے ایک روز لوگوں نے مذاق سے اُن کے حجرے کا دروازہ مقفل کر دیا۔ اور اپنے خیال میں یہ سمجھے رہے کہ وہ مجذوب آج حجرے میں بند ہیں۔ صبح دیکھتے ہیں کہ حضرت بڑبڑاتے جنگل کی طرف سے چلے آ رہے ہیں یہ واقع شاہجہان پور کے عوام میں مشہور ہے۔ ذرا غور کیا جائے تو حقیقت کا انکشاف ہو جائے کہ حضورؐ کے غلاموں کے جو ادنے غلام ہیں ان کی لطافت جسمانی اس درجہ پر ہوتی ہے کہ در و دیوار ان کو حائل نہیں ہوتی مثل ہوا کے نکل جاتے ہیں اور وہ ہستی پاک جو ہماری جانوں سے کہیں زیادہ لطیف و الطف ہے ان کی نسبت یہ خیال

Marfat.com

کہ خرق والتیام آسمانوں پر جانے سے مانع ہوا ہوگا۔ کس قدر بد باطنی اور تیرہ بختی ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی ناصیہ نوری میں نورِ محبوب پاک سید لولاک نے یہ اثرات پیدا کر دئیے کہ آپ نارِ نمرودی میں جو خوب دہکی ہوئی تھی۔ رونق افروز رہے اور بحکم الٰہی اُس آگ کا اثر آپ پر کچھ نہ ہوا۔ اور کرۂ ناری کی مزاحمت سے آپ محفوظ رہے تو اُس نورِ مجسم معدن کرم محبوب رب اکرم سے کرۂ ناری کیسے مزاحمت کر سکتا تھا۔

بعض واقعہ معراج کو غلط ثابت کرنے کے لیے بحث حرکت لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی سرعت محال ہے کہ آسمانوں پر جا کر عجائب و غرائب ارضی و سماوی کی سیر کر کے اتنی جلدی واپس تشریف لے آئیں کہ بستر گرم اور زنجیر حلقہ بدستور متحرک رہے۔ اس کا جواب تو فلاسفہ کے اصول سے ہی واضح ہے۔ وہ یہ کہ حرکت کے بطی اور سریع ہونے کی کوئی انتہا نہیں۔ نظر اُٹھاتے ہی جب انسان آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو نگاہ آسمان پر پہنچ کر واپس آجاتی ہے۔ ریڈیو کے ذریعہ جو نشر صوت ہو رہا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مصر میں بولنے والے کے مُنہ سے جو آواز نکلی وہ لاہور میں اُسی سیکنڈ کے اندر آجاتی ہے۔ انگلینڈ میں بولنے والا جس سیکنڈ میں بولتا ہے اُسی سیکنڈ کے اندر وہ آواز آپ کے ریڈیو کے سبب سے ذریعہ آپ سُن لیتے ہیں۔ امام اہل سُنت اعلحضرت بریلوی قدس سرہ العزیز الدولتہ المکیہ میں جامی کی نفحات الانس سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عماد الدین احمد بن شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حج میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تھا کہ ایک روز طواف کرتے ہوئے میں نے ایک مغربی بزرگ کو دیکھا کہ طواف فرما رہے ہیں اور لوگ اُن سے تبرک کر رہے ہیں کہ لوگوں نے میرے متعلق اُن سے کہا کہ یہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے صاحبزادہ ہیں۔ تو انھوں نے میرے ساتھ اظہار محبت فرمایا اور میرا سر چوما اور میرے لیے دُعا خیر فرمائی جس کے برکات میں اپنے اندر پا رہا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں کہ ان برکات سے آخرۃ میں بھی متمتع رہوں۔ میں نے بھی لوگوں سے اُن کے متعلق پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ شیخ موسیٰ

Marfat.com

سدوانی اکابر اصحاب سید ابی مدین مغربی ہیں۔

جب میں طواف سے فارغ ہوا تو میں نے اپنے والد قبلہ سے یہ ذکر کیا اور تمام واقعات دعا وغیرہ سنائے تو والد قبلہ بہت خوش ہوئے۔ پھر لوگوں نے شیخ موسے سدوانی کے مناقب بیان کرنے شروع کیے۔ اور ان میں سے یہ بھی بتایا کہ یہ ایسے صاحب کمال ہیں کہ رات دن میں ستر ہزار قرآن ختم فرماتے ہیں۔ اس کرامت کو سن کر والد قبلہ خاموش ہو گئے۔ پھر اس کی تصدیق میرے والد قبلہ کے ایک ہم صحبت نے کی۔ اور قسم کھا کر فرمایا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ میں نے یہ تعریف ان کے بیان سے پہلے بھی سنی تھی۔ یہ سن کر میرے دل میں کچھ خیال آیا اور میں نے ایک روز رات میں شیخ موسٰی کو طواف میں پا لیا۔ اور میں ان کے پیچھے پیچھے ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ تقبیل رکن اسود فرما کر اول فاتحہ سے شروع کیا اور چلتے رہے اور تلاوت نہایت ترتیل سے فرماتے رہے کہ میں اُن کی تلاوت کا حرف حرف سن رہا تھا۔ جب آپ حجر سے کعبۃ اللہ کے قریب پہنچے جو چار قدم کے فاصلے پر ہے تو قرآن کریم ختم تھا اور میں برابر سن رہا تھا۔ یہ حیرتناک کیفیت میں نے اپنے والد شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ سے عرض کی تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی اور تمام حاضرین جلسہ اکابر نے بھی تصدیق کی اور اس واقعہ کو علامہ علی قادری نے بھی مختصر المرقات میں نقل فرمایا۔ اور سورۂ اسریٰ کی تفسیر میں صاحب روح البیان نے بھی اسے نقل کیا اور سبع سنابل شریف میں بھی یہ واقعہ منقول ہے۔

اور نفحات الانس میں مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے بعض مشائخ کے حالات میں فرمایا کہ وہ تمام قرآن کریم استلام حجر سے محاذ باب کعبہ پہنچنے تک ختم فرما لیتے تھے۔

اور میزان الشریعت الکبریٰ میں امام عارف سید عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سید علی مرصفی رحمہ اللہ ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم فرماتے تھے۔ اس اشکال کو حل فرمانے کے لیے آگے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ثم قال قدس سرہٗ ولا یستبعد ھذا علیٰ اولیاء اللہ تعالیٰ الذین غلبت روحانیتہم علیٰ جسمانیتہم والروح من امراللہ وامر اللہ کلمح بالبصر کما اخبر تعالیٰ و عرض کلمات القرآن کلہا مع معانیہا فی لسان الولی کلمح بالبصر ما ھو ببعید واللہ علیٰ کل شیئٍ قدیر۔

اور حضرت جامی علیہ الرحمۃ مذکورہ روایت کے تتمہ میں فرماتے ہیں۔ قال الشیخ عماد الدین احمد قدس سرہٗ۔ فسئالوا والدی عن ھذا المعنی فقال ھذا من بسط الزمان الذی یقع لبعض اولیاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت عماد الدین احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ سے اس راز کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ بسطِ زمان سے ایک مخصوص شان ہے۔ جو بعض اولیاء اللہ پر ظاہر ہوتی ہے۔

پھر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ نے اس واقعہ کی تصدیق میں ایک قصہ سنایا اور فرمایا کہ شیخ الشیوخ حضرت ابن سکینہ کے ایک ڈھلیا مرید تھے۔ اُن کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ جمعہ کے روز مصلّے مشائخ کرام کے لیے لے جاکر بچھا دیں اور بعد نماز جمعہ لپیٹ کر واپس خانقاہ میں لائیں۔ ایک جمعہ کو انھوں نے مصلّے لپیٹے تاکہ جامع مسجد میں لے جائیں اور چاہا کہ اوّل دریا دجلہ پر جاکر غسل کریں۔ چنانچہ ساحل دجلہ پر پہنچ کر کپڑے اُتارے۔ تہبند باندھ کر دجلہ میں اُترے اور غوطہ لگایا اب جو سر نکالا تو دیکھا کہ نہ وہ ساحل ہے نہ وہاں کپڑے ہیں لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا مقام ہے لوگوں نے بتایا یہ مصر ہے۔ انھیں سخت تعجب ہوا اور پانی سے نکل کر وہی تہبند باندھے ہوئے شہر میں گئے ایک دوکان ڈھلئے کی ملی اُس پر کھڑے ہو گئے دکاندار

لہ پھر فرمایا یہ بات ان اولیاء اللہ پر بعید نہیں جن کی جسمانیت پر ان کی روحانیت غالب آچکی ہے۔ کیونکہ روح اللہ تعالیٰ کا امر ہے اور اللہ کا امر آنکھ جھپکنے کی طرح ہے جیساکہ خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں کہ قرآن پاک کے تمام کلمات معنی سمیت ایک لمحہ میں ولی اللہ کی زبان پر جاری فرمادے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱۲

Marfat.com

نے فراست سے جانا کہ یہ اہل فن ہے۔ انھیں اکرام سے بٹھایا اور گھر لے گیا مختصر یہ کہ اپنی لڑکی سے ان کی شادی کردی سات برس تک یہ یہاں رہے تین بچے بھی ہو گئے۔

ایک روز پھر یہ دریا پر گئے اور غوطہ لگایا جب سر نکالا تو اپنے کو اسی جگہ پایا جہاں سات سال قبل غوطہ لگا چکے تھے۔ اور دیکھا کہ کپڑے بھی اسی جگہ پڑے ہیں جہاں اُتارے تھے۔ اُنھوں نے کپڑے پہنے اور خانقاہ میں آئے تو مصلّے جیسے لپیٹ گئے تھے ویسے ہی ملے۔ اور بعض لوگ کہنے لگے تم دجلہ سے بہت جلدی آگئے۔ غرضکہ یہ مصلّے مسجد کو لے گئے اور نماز جمعہ پڑھی۔ پھر انھیں خانقاہ میں لائے۔ اب گھر کو جو گئے حیرت استعجاب میں جلدی جلدی گھر پہنچے بیوی نے کہا وہ کہاں ہیں جن کے لیے آپ مچھلی تلنے کو کہہ گئے تھے۔ میں نے مچھلی تل رکھی ہے۔ انھوں نے ان مہمانوں کو بلایا اور ان کے ساتھ مچھلی کھائی پھر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام حال سنایا تو شیخ ابن سکینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مصر جا اور اپنے بیوی بچے لے آ چنانچہ یہ گئے اور تینوں بچے اور بیوی لے آئے جب شیخ ابن سکینہ نے دیکھا اور تصدیق فرمائی اور فرمایا اس روز تیرے دل میں کیا خیال تھا۔ اُنھوں نے عرض کی حضور میرے دل میں اس آیت کریمہ سے ایک خلجان سا تھا کہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ کہ ایک دن پچاس ہزار برس کا کیسے ہوگا۔ تو شیخ نے فرمایا ھذہ رحمۃ من اللہ تعالیٰ بک اذ دفع اشکالک وصحح ایمانک یہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اُس نے تیرے اشکال کو رفع فرمادیا اور تیرے ایمان کو صحیح کر دیا۔ ان اللہ یبسط زمانا لمن یشاء من عبادہ مع قصرہ لقوم اخرین ۔ بے شک اللہ بسط زمانی فرما سکتا ہے جس پر چاہے اپنے بندوں سے اور جس پر چاہے اُسے زمانہ کا قصر کر سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جب عام خادمان اولیا کے ساتھ ایک ساعت سات برس کی شکل میں بدل سکتی ہے تو اللہ کے حبیب ؐ کے لیے برسہا برس کے سفر کو طرفۃ العین میں اگر اللہ پورا کردے تو کیا تعجب ہے۔

دوسرا نفحات الانس میں یہ واقعہ فتوحات سے نقل فرمایا کہ ایک جوہری نے

Marfat.com

اپنے گھر سے آٹا گوندھا ہُوا لیا اور تنور پر جا کر رکھا۔ چونکہ یہ جُنبی تھا۔ یعنی غسل فرض اُس پر تھا۔ یہ دریائے نیل کے کنارہ گیا اور غوطہ لگایا تو اُس نے خواب کی طرح دیکھا کہ یہ بغداد میں ہے اور وہاں اُس نے شادی کی اور اپنی دُلہن کے پاس چھ سال رہا اور بچے بھی ہو گئے کہ اتنے میں آنکھ کھلی تو اس نے غسل پورا کیا۔ اور کپڑے پہن کر تنور پر آیا اور روٹیاں لے کر گھر پہنچا۔ اپنی بیوی سے یہ سب قصّہ کہا۔ چند مہینہ گزرے کہ بغداد والی بیوی معہ بچوں کے اس جوہری کا گھر پوچھتی ہُوئی آئی جب یہ جوہری ملا تو اُس نے بیوی اور بچّوں کو پہچان لیا۔ اس کی بیوی نے بغداد والی سے پوچھا متی زوجك تم سے یہ شادی کب ہُوئی تھی۔ تو اُس نے کہا منذ ست سنین چھ سال گزر گئے۔ یہ وہ نظائر ہیں جو طے زماں کو واضح کر رہے ہیں۔ اب وہ بھی سُنیں جو شخص تخیّل کے ساتھ بذریعہ فن سیمیا مشاہدے میں آئے۔

سلطان ہمایوں کے زمانہ میں ایک شخص شمس آباد میں فن سیمیا کا ماہر رہتا تھا۔ لوگوں کو بڑے بڑے عجائب دکھاتا تھا۔ ایک روز شیخ احمد فرملی اور شیخ احمد استاد جو اپنے وقت کے مشہور اکابر علماء سے تھے۔ دونوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ ہمیں بھی کچھ دکھا۔ اُس نے ایک تنکا اپنے اس گھر میں ایک طرف گول لگایا۔ اور شیخ احمد فرملی سے عرض کی کہ آپ اس تنکے کے نیچے سے گزریں آپ نے جُونہی قدم مبارک رکھا سب محو ہو گیا۔ اور یہ ذہن میں آیا کہ مَیں اپنے گھر سے گجرات جانے کو نکلا ہوں۔ غرض کہ قطع منازل طے مراحل کرتے کرتے ایک مُدّت بعد گجرات پہنچے۔ وہاں ایک باغ دیکھا آپ نے وہاں سے کچھ پھل توڑے کہ اتنے میں باغبان پکارا کہ یہ پھل تم نے کیسے توڑے یہ تو سرکاری فواکہات ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کو گرفتار کر لیا اور سلطان کے سامنے پیش کیا۔ سلطان نے دیکھا تو فراست سے جانا کہ یہ کوئی شریف آدمی ہیں۔ مالی کو زجر و توبیخ کی اور شیخ سے پوچھا آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بادشاہ میرا نام فرملی ہے۔ اور میرا وطن قنوج ہے مَیں تیرے شہر میں ملازمت کے لیے آیا تھا۔ بادشاہ نے کہا آپ شوق سے رہیں۔ ہم نے آپ کو ملازم رکھا۔ دو

گھوڑے دیدیے۔ سامان رہائش مکان وغیرہ مل گیا۔ شیخ یہاں چند سال رہے۔ اور شادی کی اولادیں ہوئیں اور بادشاہ کی مصاحبت میں رہے۔ کبھی شکار کبھی پولو کے لیے بادشاہ کے ساتھ جاتے یہاں تک کہ پچاس برس گزر گئے موئے سیاہ کی بجائے سفید بال آگئے کہ ایک روز اچانک وہی ٹنکا نظر پڑا۔ اُس کی طرف چند قدم بڑھے تو شیخ احمد اُستاذ کو دیکھا۔ بڑے تپاک سے آگے آئے اور معانقہ کرکے فرمانے لگے۔ آپ کب گجرات سے آئے۔ اُستاذ فرمانے لگے ابن گجرات انما نحن فی شمس آباد فی بیت السیمیاوی وانت الساعۃ دخلت الخص ورجعت فالان تذکر۔ کیسا گجرات ہم تو شمس آباد میں ہیں۔ اور یہ گھر اس سیمیاوی کا ہے۔ اور تم ابھی اس ٹنکے کے نیچے گئے۔ اور ابھی واپس ہوتے ہو۔ تو معاً شیخ احمد کو یاد آیا۔

دیکھا یہ ہے خیال کا اثر کہ کہاں پچاس سال اور کہاں ایک ساعت۔

پھر واقعہ معراج سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً تو جس سیر کو سبحان اپنی طرف منتسب کرے اور فرمائے کہ ہم نے سیر کرائی اس میں کسی قسم کے اشکال کو موقع دینا بے دینی نہیں تو بدمذاقی اور جہالت سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا۔

اور اس قسم کے بہت سے واقعات مذکور ہیں جو اعلیحضرت قدس سرہ العزیز نے الدولۃ المکیہ میں مفصل نقل فرمائے۔ ان مشاہدات پر بھی اگر اطمینان نہیں تو اس کے ثبوت میں دلیل حسی بھی موجود ہے۔ جو بغور سمجھنے سے مسئلہ کو صاف کر دیتی ہے۔ نظام شمسی میں زمین کو آفتاب سے وہ نسبت ہے۔ جو مٹر کو مٹکے سے ہوتی ہے۔ اور آفتاب آسمان چہارم سے ایک قرص کی صورت میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ آسمان چہارم بہ نسبت آفتاب کے کس قدر بڑا ہوگا۔ اور زمین اس کی مساحت سے کتنی چھوٹی ہے۔ پھر پانچواں آسمان بہ نسبت چوتھے کے اور چھٹا بہ نسبت پانچویں کے اور ساتواں بہ نسبت چھٹے کے اور آٹھواں بہ نسبت ساتویں کے اور نواں بہ نسبت آٹھویں کے کس قدر بڑا ہوگا۔ اور یہ فلک الافلاک جس کے بطن میں یہ سارا عالم ہے

Marfat.com

اس کی فراخی اور وسعت کے مقابلہ میں سمجھنا چاہیے کہ ان کو سوا ایک نقطۂ وہمی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اب ہم ایک دائرہ فلک الافلاک یعنی آسمان نہم کا قائم کر کے اس کے مرکز سے فلک الافلاک کے محیط تک دو خط غیر متوازی ا ب، ا ج کھینچتے ہیں۔

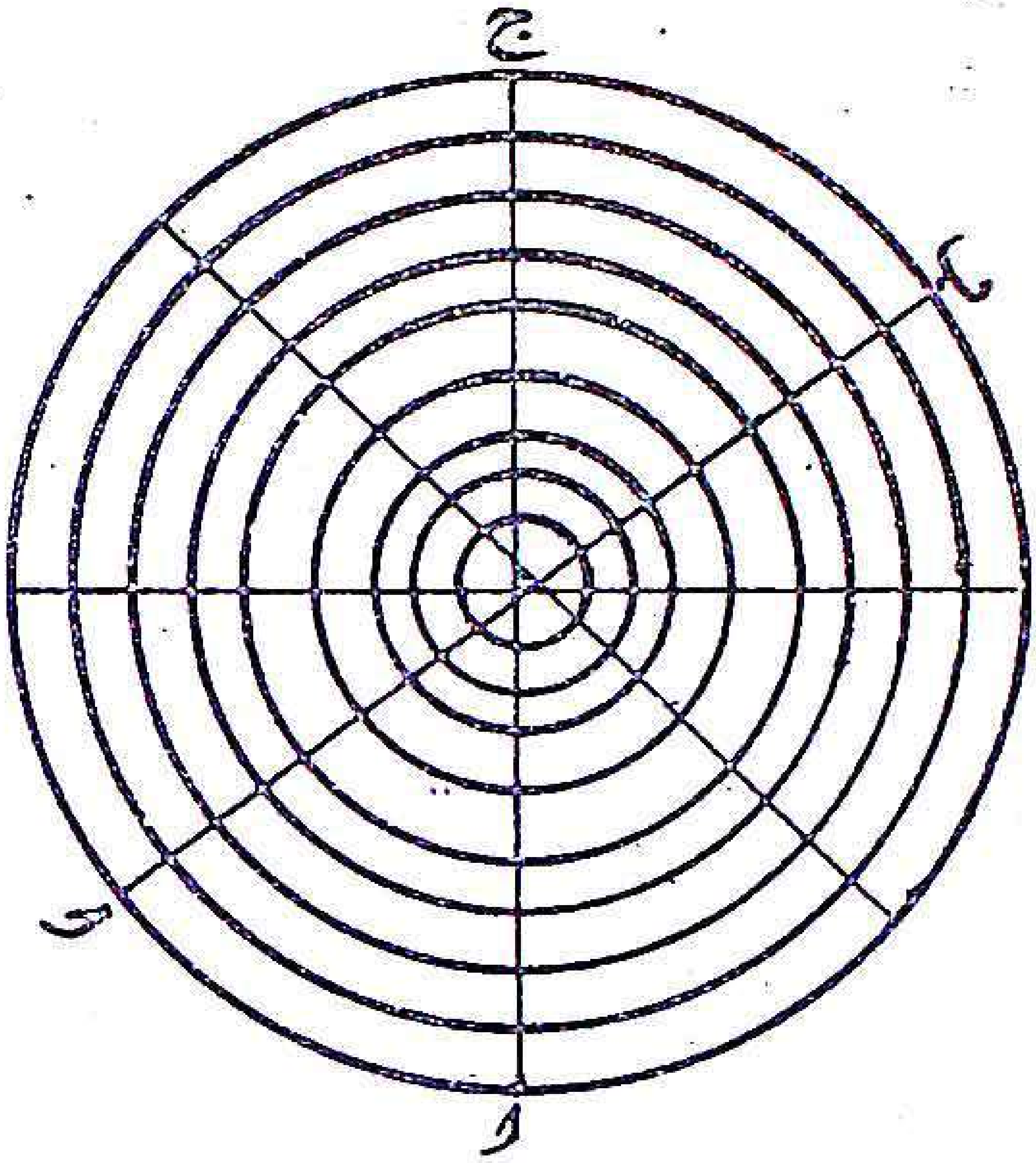

پھر مابین خطین ہر دائرہ کی قوسیں جو ایک دوسرے کے محاذی ہیں۔ حسب دوائر خورد و کلاں کے کم و بیش ہوں گی۔ اور باوجود کمی بیشی کے ہر قوس کے مرور کا زمانہ ایک ہو گا۔ مثلاً فلک الافلاک کی قوس جو مابین خطین سب سے بڑی ہے۔ اگر اس کا مرور ایک گھنٹہ کا فرض کیجیے۔ تو اس کے محاذی پر دائرہ کی قوس کا مرور اسی ایک گھنٹہ کا ہو گا۔ حتیٰ کہ زمین کی قوس جو بہ نسبت فلک الافلاک کے غایت قلت میں بمنزلہ ایک نقطہ کے ہے اس کا مرور بھی اسی ایک گھنٹہ میں ہو گا گھڑی رکھ کر دیکھیں کہ محیط قوس اور مرکزی قوس کی رفتار مساوی ہوتی ہے۔

اور آٹھواں اور نواں آسمان جس کو اصطلاح شرع میں عرش و کرسی کہتے ہیں وہ ایسا وسیع دائرہ ہے کہ اس کی قوسوں کی سطح جو مابین خطین مذکورین ہے۔ اس کی وسعت اس قدر ہے۔ کہ برسوں کا کام اس میں انجام پا سکتا ہے۔ بخلاف سطح ارض کے جو

Marfat.com

بمقابلہ اس کے بمنزلہ ایک نقطہ کے ہے۔ اس میں اتنی گنجائش نہیں کہ کوئی کام انجام کو پہنچے۔ حالانکہ دونوں کے مرور کا زمانہ وہی ایک گھنٹہ مفروضہ ہے۔

اس اصول مستمر پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سطح قوس ارضی سے جو نہایت تنگ بلکہ بمنزلہ ایک نقطہ کے ہے عرش اور کرسی پر تشریف لے گئے۔ اور بعد حصول تقرب الٰہی و نعمائے غیر متناہی بوجہ وسعت سطح قوس عرش کے تمام عجائب و غرائب سماوی مثل دوزخ جنت وغیرہ وغیرہ کے دیکھنے بھالتے جس وقت تشریف لے گئے تھے۔ بتفاوت اقل قلیل مدۃ اُسی وقت واپس تشریف لے آئے اور بستر گرم رہا زنجیر حلقہ بدستور ہلتی رہی اس میں کون سا تعجب پیدا ہوا اور کیا محال تھا جو لازم آتا۔

اب ذرا والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی کو بغور پڑھ لیں۔ تاکہ کلام الٰہی جو شان معراج بتا رہا ہے۔ وہ بھی اچھی طرح سمجھ لی جائے۔ اس سورۂ مبارکہ میں سیاق و سباق سے اشارۃً وکنایۃً حضرت روح الامین کا کہیں ذکر نہیں۔ لیکن بعض مفسرین نے آیت کریمہ شدید القوٰی ذو مرّۃ میں جبریل مراد لیا ہے۔ حالانکہ اگر اس سے رب العزۃ جلت مجدہٗ عز اسمہٗ مراد لیا جائے تو مفہوم آیت میں اور وضاحت ہو جاتی ہے۔

اگر کہا جائے کہ سورہ اذا الشمس کورت میں ذی قوت حضرت جبریل کی صفت آئی ہے۔ اس قرینہ سے یہاں بھی حضرت جبریل مراد لیے گئے تو ہم کہتے ہیں۔ شدید القوٰی ذو مرّۃ صفت عام ہے ہر موصوف کو شدید القوٰی ذُو مرّۃ کہہ سکتے ہیں۔ اس میں حضرت جبریل علیہ السلام کی تخصیص کیوں۔ پھر جبریل مراد لینے سے حضور جبریل علیہ السلام کے شاگرد قرار پاتے ہیں۔ حالانکہ اکابر سلف روح الامین کو دربار رسالت کا ادنیٰ خادم مانتے ہیں۔ ؎

عرش است کمین پایہ ز ایوان محمدؐ جبریل امین خادم دربان محمدؐ

بہرحال میں اس تفسیر کی ترجیح کو پسند کرتا ہوں۔ جس میں علمہٗ شدید القوی سے

رب العزت مراد لیا ہے۔ علاوہ اس کے کفار کا کہنا سننا اور انکار کرنا اس ذکر پر نہ تھا کہ رسول علیہ السلام نے جبریل کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ بلکہ ان کا انکار معراج کے متعلق تھا۔ جس کی تردید خود رب جلت مجدہ تبارک وتعالےٰ عز اسمہٗ نے اس صورت میں فرمائی وھو بالافق الاعلیٰ میں ھُوَ کا مرجع اگر حضرت جبریلؑ کو قرار دیں تو آیۂ کریمہ کے معنی نہیں بنتے اس لیے کہ افق اعلیٰ فلک الافلاک کا دائرۂ عظیم ہے۔ کیونکہ اس کے ماتحت جتنے آفاق ہیں وہ سب ادنےٰ واسفل ہیں۔ اور شرع شریف میں فلک الافلاک کو عرش کہتے ہیں۔ اس صورت میں آیۂ شریفہ کے یہ معنی ہوں گے کہ تعلیم کنندہ یعنی جبریل امین عرش کے کنارہ پر تھے اور یہ ظاہر ہے کہ جبریل کو عرش تک رسائی نہیں ان کا منتہیٰ سدرۃ المنتہیٰ ہے اس سے معلوم ہوا کہ شدید القویٰ ذومرّۃ سے جبریل مراد نہیں۔ بلکہ اس سے مراد حضرت رب العزت جلّ مجدہٗ ہے جو بڑا قوت والا اور زور آور ہے۔ اور ھُوَ کی ضمیر بھی اس ذات واجب کی طرف پھرتی ہے۔

اور اصلیتِ واقعہ پر نظر ڈالیے تو بھی صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ شدید القوہ ذومرّہ ذات واجب تعالےٰ ہے۔ اس لیے کہ جب حضورؐ معراج سے واپس تشریف لائے اور لوگوں سے معراج اور وہاں کے حالات بیان کیے تو مسلمانوں نے تصدیق کی۔ کفار نے کہا کہ یہ بہکی بہکی باتیں اپنی طرف سے معاذ اللہ کہہ رہے ہیں۔ اُس کے جواب میں ارشاد ہوا والنجم اذا ھویٰ قسم ہے اس پیارے چمکتے تارے محبوب کی جب کہ وہ اُترے ماضل صاحبکم وما غویٰ تمھارے صاحب نہ بہکے تم نے ہیں نہ بے راہ وماینطق عن الھویٰ اور وہ کوئی بات اپنی طرف سے بنا کر نہیں فرماتے۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ وہ جو فرماتے ہیں وہ ہماری وحی ہوتی ہے۔ علمہ شدید القویٰ ذومرہ۔ انھیں پڑھایا ان کے رب نے جو سخت قوتوں والا زور آور ہے۔ فاستویٰ پھر وہ جلوہ محبوب حادث وقدم کے خط استوا پر قائم ہُوا۔ یا یوں کہیے کہ وہ جلوہ ذات متوجہ ہوا جلوہ محبوب کی طرف وھو بالافق الاعلےٰ

اور وہ جلوہ ذات واجب اس وقت عرش کے اُفق یعنی کنارہ پر تھا۔ ثُمَّ دَنَا عالم قدس سے نزلۂ ذاتی ہوئی ادن یا محمد اے محبوب قریب آ۔ چنانچہ آپ قریب ہوئے۔ وَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ایسے قریب ہوئے کہ محب و محبوب میں دو کمانوں کا فرق رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی پھر اس خلوت سرائے خاص میں وہ اسرار حقائق اور معارف دل میں ڈالے گئے۔ کہ سوا محبوب و محب کے کوئی نہیں جانتا ہے

میانِ عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین راہم خبر نیست

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ نہیں جھوٹ جانا دل نے جو آنکھوں نے دیکھا۔ یعنی جو بچشم سر دیدار الٰہی ہوا اس نے اس کی تصدیق کی۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی کیا تم اس سے جھگڑا کرتے ہو جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر بیان فرمایا یعنی اے منکرو ہمارے محبوب و مطلوب نے شب معراج میں جو عجائب و غرائب کا مشاہدہ کیا اور لوگوں سے بیان فرمایا کیا اس میں تم اس سے جھگڑتے ہو اور تعجب کرتے ہو۔ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَةً اُخْرٰی حالانکہ وہ معراج روحانی جو عالم رویا میں تینتیس بار ہو چکی ہے۔ اس میں پہلے بھی اس نے دیکھا یہ کوئی نئی بات نہیں۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی معراج روحانی میں سدرۃ المنتہیٰ کے قریب وہ جلوہ دیکھ چکے ہیں۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی وہ سدرۃ المنتہیٰ وہ ہے جس کے نزدیک جنت الماوٰی ہے۔ اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی اور وہ دیکھنا اس وقت تھا جس وقت ڈھانپ رکھا تھا۔ سدرہ کو جو کچھ ڈھانپ رہا تھا۔

معراج روحانی میں سدرۃ المنتہیٰ کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رویت الٰہی ہوئی شاید اسی کی نسبت آپ نے یہ فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو امرد کی صورت میں دیکھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے خدا کو اچھی صورت میں دیکھا۔ تفسیر حقانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۸ میں ہے۔ مسلم و ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو بار دیکھا۔ احمد وغیرہ محدثین نے بسند صحیح اس کو

Marfat.com

ثابت کیا ماذاغ البصر وما طغیٰ نہیں کجی کی نظر نے اور نہ حد سے گذری یعنی شب معراج جسمانی ہیں حضورؐ کی نظر نے کما حقہٗ مشاہدہ ذات کیا اور حد سے تجاوز نہیں کیا لقد رأیٰ من آیات ربہ الکبریٰ بے شک دیکھا اُس نے نشانیوں رب جلیل کو بہت بڑی نشانی یعنی دیدار الٰہی۔

اگرچہ بحث کے لیے تو بہت سی گنجائشیں ہیں۔ لیکن ضرورت کے مطابق جو کچھ عرض کیا گیا کافی ہے۔ وللہ الحمد۔

(۱۰۹) وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْاَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلٰى خَدَمٍ

حلّ لغات وقدمتک، قدمت ماضی غائب از تقدیم آگے کرنا۔ اور آگے کیا آپ کو۔ جمیع الانبیاء، تمام انبیا نے۔ بہا، اس جماعت کے لیے۔ والرسل، اور رسولوں کا یہ۔ تقدیم، مفعول مطلق تمثیلاً بیان کیا۔ بڑھانا ایسا تھا جیسے۔ مخدوم، مخدوم کا۔ علی خدم، جمع خادم، خادموں پر بڑھانا ہے۔

ترجمہ اس مقام پر پہنچ کر تمام انبیاء و مرسلین نے حضورؐ کو نماز میں امام بنایا۔ جیسے مخدوم خادموں کے آگے ہوتا ہے۔

شرح اس شعر میں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو لیلۃ المعراج میں حضورؐ کو امام الانبیا بنایا گیا اور مسجد اقصیٰ میں حضورؐ نے نبیوں کی امامت فرمائی۔ ؎

نماز اقصےٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

روایت ہے کہ جب حضورؐ بیت المقدس تشریف لائے اور براق سے اُترے تو براق تو اس جگہ باندھا گیا جہاں انبیاء کے براق بندھے ہوئے تھے۔ جب حضورؐ مسجد اقصیٰ

Marfat.com

میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مسجد انبیاء کرام سے بھری ہوئی ہے۔ اقامت نماز ہوئی۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ ہم صفوف انبیاء میں اس امر کے انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ دیکھیں کون امامت کرتا ہے کہ جبریل امین نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کیا اور میں نے امامت کی۔ پھر ہم مسجد سے نکلے تو جبریل نے دو ظرف پیش کیے۔ ایک شراب سے مملو (بھرا ہوا) تھا۔ دوسرا دودھ سے میں نے دودھ لے لیا تو جبریل نے کہا اخترت الفطرۃ حضورؐ نے فطرت اسلامی کو قبول کیا۔ الحدیث مختصر یہ کہ یہ امامت قبل عروج ہوئی اور قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ امامت قبل عروج وبعد نزول دونوں بار ہوئی ہو۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز فرض ادا کی گئی یا نفل تو ایک روایت کی بنا پر تو یہ ظاہر ہے کہ قبل عروج جو امامت ہوئی وہ صلوٰۃ نفل کی تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ حضورؐ نے بعد نزول جو امامت فرمائی وہ نماز فجر تھی اور بعد فرضیت ادا ہوئی۔ کذا فی المواہب۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

(۱۱۰) وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِیْ مَوْکَبٍ کُنْتَ فِیْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

حلّ لغات وانت، اور آپ نے۔ تخترق، اختراق پھاڑنا، چاک کیے۔ السبع الطباق، طباق جمع طبق تہ درجہ، سات طبقہ آسمان کے۔ بہم، بہمراہی لشکر ملائکہ۔ فی موکب، دستہ سواراں، اور کوتل سواروں کے اندر۔ کنت، آپ تھے۔ فیہ، ان میں۔ صاحب العلم، سردار لشکر۔

ترجمہ اے سیاح الامکان آپ نے چاک کیے ہفت طبقات سماوی معہ لشکر ملائکہ اور ان سواروں کے جو جلوس میں ہمراہ تھا اور آپ

Marfat.com

اُس میں سردار لشکر تھے۔

شرح فلاسفہ کہتے ہیں کہ ان الافلاک اجرام صلبۃ غیر قابلۃ للخرق والالتیام۔ لانہا لوکانت قابلۃ لہما لکانت اجزاؤھا قابلۃ للتفرق فیلزم ان تکون الجہات محدودۃ قبلہا اذا لتفرق لا یکون الا بالحرکۃ المستقیم۔ یعنی افلاک ایسے اجرام صلبہ سے ہیں جو ناقابل خرق والتیام ہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ قابل خرق والتیام ہوتے تو اُن کے اجزا علیحدہ ہونے کے بھی قابل ہوتے اور ان کی جہالت کا محدود ہونا بھی ضروری تھا۔ اس واسطے کہ تفرق بغیر حرکت مستقیمہ ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ان الاجسام محدودۃ الحقائق تقبل الخرق والالتیام فعلی تقدیر تسلیمہ انما یتم فی المحدود دون ماعداہ تو ناظم فاہم رحمہ اللہ نے ردّ فلاسفہ کرنے کے لیے فرمایا ؎

وَاَنْتَ تخترق السبع الطباق بھم

اور اس بیت میں اس حدیث کی طرف بھی اشارہ فرمایا جو حضورؐ نے فرمایا جبریل آئے اور ہمیں لے گئے جب ہم سماء دنیا کی طرف پہنچے تو جبریل نے خازن سماء کو کہا افتح الباب دروازہ کھول تو خازن نے کہا من ھٰذا تم کون ہو تو جبریل نے کہا مَیں جبریل ہوں اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مَیں ان کے لینے کو بحکم الٰہی گیا تھا۔ جب دروازہ کھلا تو ہم چڑھے ہم نے وہاں ایک صاحب بیٹھے دیکھے جن کے داہنی جانب سپید چہرے والے تھے اور بائیں طرف کالے منہ والے جب وہ داہنی طرف دیکھتے خوش ہوتے اور جب بائیں جانب نظر ڈالتے روتے۔ ہم نے انھیں سلام کیا تو انھوں نے فرمایا مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح۔

مَیں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں تو انھوں نے کہا ھٰذا ادم ابوك وھذہ الوجوہ بیض التی عن یمینہ ھم ارواح اصحاب الیمین اھل الجنۃ والتی سود الوجوہ فی شمالہ ھم ارواح اصحاب الشمال اھل النار من اولادہ یہ آدم ابوالبشر ہیں اور گورے چہرے والے اصحاب یمین جنتی ہیں اور کالے منہ والے اصحاب شمال جہنمی۔ ان کی اولاد ہیں۔

پھر ہم آسمان دوئم پر گئے اور خازن سے حسب سابق سوال وجواب کے بعد جبریل نے دروازہ کھلوایا اور ہم اس میں گئے تو وہاں حضرت یحییٰ و عیسٰے علیہ السلام سے ملے۔ پھر ہم آسمان سوم پر گئے اور اسی طرح دروازہ کھلوا کے پہنچے تو وہاں یوسف علیہ السلام ملے۔

پھر آسمان چہارم پر گئے اور ویسے ہی خازن سے باتیں ہوئیں۔ اور دروازہ کھلا اور وہاں ادریس علیہ السلام سے ملے پھر آسمان پنجم پر ہارون علیہ السلام سے ملے۔ آسمان ششم پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آسمان ہفتم پر ابراہیم علیہ السلام سے ملے۔

حتیٰ کہ وہاں سے آگے بڑھے تو عرش کے قرب میں پہنچے وہاں قلموں کی حرکت کی آوازیں مسموع ہوئیں۔ پھر میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر بمشورہ موسیٰ علیہ السلام ان میں تخفیف کرائی گئی حتیٰ کہ پانچ نمازیں رہیں اور ثواب وہی پچاس کا عطا ہوا۔ یہ حدیث مفصل ہم بیت نمبر ۱۰۹ میں نقل کر چکے ہیں من یشاء فلینظر۔ سبع الطباق بھم میں بعض روایات کی بنا پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہم سے مراد وہی انبیاء کرام ہیں کیونکہ بعد فراغ صلوٰۃ جب حضورؐ تشریف لے جانے لگے تو جملہ انبیاء حضورؐ کی جلو میں تھے۔

اور صاحب العلم میں اس امر کی طرف کنایہ ہے۔ کہ حضور رئیس الانبیاء اور صاحب اللواء ہیں۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

(۱۱۱) حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِّمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًا لِّمُسْتَنِمِ

حلّ لغات حتیٰ، برائے غایت، یہاں تک کہ۔ اِذَا، جب۔ لم تدع، لم تترک، نہ چھوڑی آپ نے۔ شأوًا، حد اور

دوڑنے کی ہمت - حد اور بڑھنے کی ہمت - لمستبق، استباق، سبقت سے جانے والا - کسی کو بڑھنے میں سبقت سے جانے والے کو - من الدنو، دنو، قرب، قرب خاص سے - ولا مرقا، مرقی از رقی چڑھنا بلند کرنا - اور نہ رہا چڑھنے بڑھنے کا ذریعہ - لمستنم، از استنام، کسی پشت پر چڑھنا کسی سیڑھی اور پشتہ سے -

ترجمہ حضورؐ یہاں تک چڑھے کہ کسی چڑھنے بڑھنے والے کو موقع بلند ہونے اور چڑھنے کا باقی ہی نہ رہا -

شرح اس بیت میں یہ بتایا ہے کہ سب سے زیادہ آسمانوں میں جانے آنے والے جبریل امین مکین و مطاع تھے - مگر جب حضورؐ کے ساتھ یہ چلے تھے کہ جب سدرہ آیا جو ایک درخت ہے کہ اس کے پتے ہاتھی کے کان کے مشابہ ہیں اور اس میں سے نہریں چل رہی ہیں - جو نیل و فرات اور انہار جنت بتائی گئیں تو جبریل رہ گئے - حضورؐ نے فرمایا کہ جبریل آگے چلو تو عرض کی لو دنوت انملة لاحترقت حضورؐ اگر ایک انگل بھر آگے بڑھوں تو تجلی جمال سے جل جاؤں - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے - وما منا الا له مقام معلوم ہم میں سے کوئی فرشتہ نہیں مگر اس کا ایک مقرر مقام ہے -

تو میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا - اس لیے کہ علم عالمین کا منتہٰی یہاں سے متجاوز نہیں اور اس سے تجاوز کرنا یہ خاصہ حضورؐ کی ذات کا ہے - سوا حضورؐ کے کسی ملک و نبی کی رسائی اس سے آگے نہیں انوار التنزیل میں ہے - کہ علم خلائق کا منتہٰی اور ان کے اعمال کی حد سماء سابع پر ختم ہے - یہ مرتبہ حضورؐ کا ہے کہ علوم خلائق سے بالا منزل اعلیٰ تک حضورؐ کی رسائی ہے - وللہ الحمد -

۱۱۴ خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ
نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

Marfat.com

حلِّ لغات **خفضت**، وضعت اوجعلت فی الاسفل، نیچے کر دیئے ہیں آپ نے - **کل مقام**، مقام بفتح المیم اسم مکان یعنی محل القیام اے مقامات الانبیا تمام مقامات انبیا کے - **بالاضافۃ** - اعنی بنسبتك الی مقامك - اپنے مقام کی نسبت سے - **اذ**، جب کہ - **نودیت**، طلب الاقبال، پکارے گئے آپ - **بالرفع**، بلندی، بلندی کے ساتھ - **مثل**، مثل - **المفرد**، المنفرد، یکتا - **العلم**، بمعنی عالی، بلند مرتبہ کے -

ترجمہ آپ نے اپنے مقام کی نسبت سے تمام انبیاء کے مقام نیچے کر دیے اور آپ علم مفرد کی طرح علو مرتبت کے ساتھ پکارے گئے۔

شرح جب کہ شب معراج میں حضورؐ کی ترقیاں مقام نہایت کو پہنچ گئیں تو گویا حضورؐ نے اپنے مقام کی نسبت سے ہر صاحب مقام کو یا ہر مقام نبی کو بعنایت الٰہی پست فرما دیا۔ جب کہ حضورؐ کو ادن یا محمد ادن یا احمد ادن یا خیر البریہ کی ندائیں آئیں تو حضورؐ مثل یکتا اور ممتاز ہستی کے منادے بنائے گئے۔

اس بیت میں ناظم فاہم رحمہ اللہ نے اصطلاحات نحو یہ خفض، اضافت، ندا، رفع، مفرد، علم کو غایت حسن وخوبی سے جمع فرمایا ہے۔

اگرچہ یہاں مقصود نحوی نہیں ہے۔ جیسے نحو میں خفض فی الاعراب ہوتا ہے۔ یہاں خفض کے معنی حط رتبہ کے ہیں - اور مقام بفتح میم اور بضم میم دو طرح مستعمل ہے - بیت مبارک میں بفتح میم ہے جو بمعنی مکان یا محل قیام آتا ہے چنانچہ ابو سعود نحوی سے سوال کیا گیا۔ یا وحید الدہر یا شیخ الانام افتنا فرق المقام والمقام تو آپ نے فرمایا ان کان المقام لہ یقال مقام بفتح المیم اگر وہ مقام مخصوص صاحب مقام کو ہے تو بفتح میم کہیں اور اگر مقام غیر پہ قبضہ ہو تو بضم میم پڑھیں گے۔

اسی طرح اضافت میں بھی معنی لغوی یعنی نسبت مراد ہیں نہ کہ اصطلاح نحوی

Marfat.com

اور حرف إذْ چار طرح سے مستعمل ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ اسم زماں ماضی کا ہو تو یہ کبھی ظرف ہوگا۔ جیسے فقد نصره الله إذ اخرجه الذين كفروا کبھی بدل مفعول کا ہوگا۔ جیسے واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت اور کبھی مفعول بہ ہوگا۔ جیسے واذکروا اذ انتم قلیل اور کبھی مضاف الیہ اسم زماں کا ہوگا۔ جیسے یومئذٍ دوسری صورت یہ ہے کہ اسم زماں مستقبل ہو جیسے یومئذٍ تحدث اخبارھا تیسری شکل یہ ہے کہ مفاجات کے لیے ہو جیسے خرجت اذ زید قائم لیکن یہ بہت کم مستعمل ہے۔ اور چوتھے یہ کہ برائے تعلیل ہو جیسے لن ینفعکم الیوم اذ ظلمتم اور اس جگہ بیت مبارک میں إذْ اوّل ہی صورت کے ماتحت استعمال کیا ہے۔

اور نُودِیت بمعنی طلب الاقبال ہے۔ اور اس میں ندا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ مروی ہے کہ اس رات میں جناب باری کی طرف سے حضورؐ کو ندا ہوئی اُدْنُ یا محمد ادن یا احمد ادن یا خیر البریہ۔

اور بالرفع میں بھی معنی لغوی مراد ہیں۔ یعنی ارتفاع درجہ۔ نہ کہ معنی نحوی اور اسی طرح مفرد کے معنی منفرد الواحد فی القوم کے ہیں اور علَم سے مراد عالی ہے یعنی ممتاز عن سائر جنس وللہ الحمد۔

(۱۱۳) كَيْمَا تَفُوزَ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتِمٍ

حلِّ لغات کَے، حرف تعلیل بمعنی تاکہ، تاکہ۔ ما، زاید ہے۔ **تفوز**، مضارع مخاطب از فوز کامیاب۔ کامیاب ہوں آپ۔ **بوصل**، وصل الٰہی سے۔ **اَی**، حرف استفہام وشرط اور یہاں تعجب کے طور پر لغت میں مستعمل ہے، کس قدر۔ **مستتر**، مخفی طور سے۔ **عن العیون**، جمع عین بمعنی باصرہ عن عیون الناس والملائکہ والانبیا تمام آنکھوں سے۔ **وسر**، اور مخفی راز۔ **اَیّ**، کس قدر۔ **مکتتم**، پوشیدہ ومخفی، مخفی وپوشیدہ۔

Marfat.com

ترجمہ یعنی یہ نداء اس لیے تھی کہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو جو اعین الخلائق سے پوشیدہ رہے اور آپ اُس رازِ مخفی سے واقف ہوں کہ حضورؐ کے سوا کوئی اُسے نہ جان سکے۔

وہ قرب جو محبوب کو ہر وقت ہے حاصل — ہو شرح اس اجمال کی بے کلک و دہن آج
ہو نسخہ امکاں سے عیاں معنی توحید — ہو جائے متن شرح بنے شرح متن آج
نہ ہر سینہ را راز دانی دہند — نہ ہر دیدہ را دیدہ بانی دہند
نہ ہر گوہرے درۃ التاج شد — نہ ہر مرسلے اہلِ معراج شد
برائے سر انجام کارِ ثواب — یکے از ہزاراں شود انتخاب

اس بیت مبارک میں وصل سے مراد درحقیقت رؤیت الٰہی ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ لیلۃ الاسرا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیت الٰہی بچشم قلب فرمائی یا بچشم سر۔

بعض تو اس طرف گئے کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بصر فؤاد روشن کی اور چشم قلبی سے دیدار الٰہی کا مشاہدہ فرمایا اور اس پر استدلال میں ماکذب الفؤاد ما رای کو دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضورؐ نے چشمِ دل سے دیدار الٰہی کیا اس پر اللہ فرماتا ہے کہ ہمارے حبیب کے دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

اور بعض اس طرف گئے کہ حضورؐ نے جمال الٰہی بچشم سر دیکھا جیسا کہ فرمایا ان اللہ اعطیٰ موسیٰ الکلام واعطانی الرؤیۃ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کا فخر بخشا اور مجھے رؤیت الٰہی کا۔ اور فرمایا رئیت ربی فی احسن صورۃ میں نے اپنے رب کو بہترین صفت میں دیکھا اور علامہ کورشی فرماتے ہیں کہ اس میں حجت کرنا ہی زیادہ ہے اس لیے کہ اگر حضورؐ کو رویت بالقلب ہوئی تو اس لیے کہ آنکھوں سے دیکھنے کے مقابلہ میں دل سے دیکھنے میں یقین و معرفت کی ترقی ہے۔

علامہ حقی اندلسی رحمۃ اللہ روح البیان میں فرماتے ہیں یقول الفقیر ایراد الرؤیۃ فی مقابلۃ الکلام یدل علی رؤیۃ العین لان موسیٰ سئالھا فمنع منھا فاقتضیٰ

Marfat.com

ان یفضل نبینا علیہ السلام بما منع منہ وھو الرویۃ البصریۃ ولاشک ان الرویۃ القلبیۃ یشترک فیھا جمیع الانبیا حتیٰ الاولیا۔ یہ فقیر کہتا ہے کہ کلام موسیٰ کے مقابلہ میں رویت وارد ہے جو اس امر پر دال ہے کہ یہ رویت بالعین ہے۔ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ارنی انظر الیک جب فرمایا تو لن ترانی جواب ملا تھا۔

اب حضورؐ کی فضیلت اور امتیاز کو بلند کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رویت سے حضورؐ کو نوازا اور یہ رویت رویت بچشم سر ہی ہونی چاہیئے اور اگر رویت بالقلب مانی جائے تو پھر حضورؐ کے ساتھ خصوصیت ہی کیا رہے گی۔ اس لیے کہ رویت بالقلب تو تمام انبیاء کو حاصل ہے حتیٰ کہ خاصان بارگاہ اولیاء کرام بھی اس سے متمتع ہیں اور بعض فضلاء نے خوب فرمایا کہتے ہیں کہ آیت میں رویت فوادی کا ذکر فرمایا اور رویت عینی کو اس لیے مخفی رکھا کیونکہ وہ سر ہے جو اللہ اور اس کے حبیب کے مابین مکتوم ہے۔ اور اسی طرف ناظم رحمہ اللہ وسرٍ آیٍ مُکتتمٍ میں اشارہ فرما رہے ہیں۔ علامہ خرپوتی رحمہ اللہ سب کچھ لکھ کر اخیر میں خوب واضح اور صاف محاکمہ فرماتے ہیں۔ والحاصل انا نذھب الی صحۃ رویتہ بعینہ وبقلبہ الحدیث رواہ مسلم فی صحیحہ۔ رأیت ربی بعینی وبقلبی ولکنا عاجزون عن درک کیفیتھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہم صحت رویت بالعین و بالقلب کے قائل ہیں اس لیے کہ مسلم شریف کی حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے میں نے اپنے رب کو دل کی آنکھ اور سر کی آنکھ دونوں سے دیکھا لیکن ہم اس کی ادراکِ کیفیت سے عاجز ہیں۔

کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

لا یکتم السر الا کل ذی خطرٍ	والسر عند کرام الناس مکتوم
والسر عند فی بیت لہ غلق	قد ضاع مفتاحہ والباب مختوم

سر پوشیدہ نہیں رہتا مگر ذی خطر ارباب ہمت کے پاس اور راز عزت والی ہستیاں مخفی رکھا کرتی ہیں یہ اس گھر میں رہنے والا خزانہ ہے کہ جو مقفل و مغلق ہے۔

اور اس کی کنجی ضائع ہو چکی ہے اور دروازہ پر مہر لگی ہوئی ہے۔ کسی نے کہا ہے۔

بین المحبین سر لیس یفشیہ — قول و لا قلم للخلق یحکیہ

سر یمازجہ الانس مقابلۃ — نور یخبر فی بحر من التیہ

بعض مفسرین نے تصریح کی کہ اس رات حضورؐ کو متعدد شان کی وحی ہوئیں ایک وہ جو حضورؐ نے عوام تک پہنچائی۔ دوسری قسم وحی کی وہ ہے جو خواص تک پہنچائی گئی جو معارف الٰہیہ تھے۔ تیسری قسم وحی وہ تھی جو اخص خواص تک پہنچی وہ حقائق اور نتائج علوم دقیقہ تھے۔ اور چوتھی قسم وحی کی وہ تھی جو حضورؐ اور رب جلت وجد عز اسمہ کے مابین مخفی رہی۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

۱۱۴

فَحُزْتَ كُلَّ فَخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ
وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمِ

حل لغات فحزت، فا برائے تفصیل تفریع حُزت من حاز بمعنی جمع والخطاب علیہ السلام اے جمعت، پس جمع کر لیا آپ نے۔ کل، تمام۔ فخار، الفواضل والشمائل والفضائل، فضیلتوں کو۔ غیر مشترک، غیر مشترک حال ہیں۔ وجزت، عبرت وذہبت، اور عبور فرمایا آپ نے۔ کل مقام، تمام مقامات کو۔ غیر مزدحم، بغیر دوسرے کے اجتماع کے۔

ترجمہ حضورؐ آپ نے تمام فضیلتیں جمع فرمالیں بلا اشتراک غیرے اور آپ تمام مقامات سے عبور فرما کر اس جگہ پہنچے جہاں کسی کا اجتماع و ازدحام ناممکن ہے۔

شرح بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی۔ بعض فضلا فرماتے ہیں فحزت کل فخار غیر مشترک سے مراد درجات وسیلہ اور مقامات رفیعہ اور کوثر و شفاعت عظمٰی اور مقام محمود اور لواء ممدود ہے۔ غیر مزدحم سے مراد مقام

محبت اور ختم نبوت و رسالت عامہ وغیرہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ پھر ہم آگے بڑھے اور جبریل ہمارے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم پردہ ذہبی پر پہنچے اور پردہ کو حرکت دی تو کہا گیا یہ کون ہے۔ جبریل نے کہا میں جبریل ہوں اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ملک حجاب ذہب نے اللہ اکبر کہا اور پردہ سے ہاتھ نکال کر مجھے اٹھا لیا اور طرفۃ العین میں پانچ سو برس کی بُعد مسافت پر مجھے پہونچا دیا اور کہا تقدم یا محمد۔ اے آقا! آگے چلیے تو ہم آگے بڑھے کہ ایک پردہ موتیوں کا آیا۔ اُس فرشتہ نے اس پردہ کو ہلایا دریافت کیا گیا کون ہے۔ تو اُس نے کہا۔ انا صاحب الحجاب الذہب وھذا محمد یعنی میں حجاب ذہب کا فرشتہ ہوں اور آقاء کائنات میرے ساتھ ہیں اُس نے اللہ اکبر کہا۔ اور ہاتھ نکال کر مجھے اُٹھایا۔ حتیٰ کہ اسی طرح حجاب در حجاب طے کرتے ہوئے ستر پردوں سے عبور کیا کہ ہر پردہ پانچ سو برس کی بُعد مسافت کا تھا۔ پھر رفرف سبز رنگ کا بستر لایا گیا جس کی چمک سورج سے تیز تھی۔ اُس پر ہم چلے یہاں تک کہ عرش پر پہنچے وہاں سے ایک قطرہ ہمارے مُنہ میں ٹپکا جس کی صفت یہ تھی کہ فما ذاق الذائقون شیئاً قط احلی منہا۔ دنیا میں اور آخرت میں چکھنے والے اُس سے زیادہ شیریں چیز نہ چکھیں گے اور بطفیل اللہ نے اولین و آخرین کی تمام اخبار و علم مجھ پر روشن فرما دیے۔ الحدیث۔

مولای صل و سلم دائماً ابداً — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

تو سین عروج اور نزول اتنی ہو نزدیک! — سمجھے نہ کوئی ان کے سوا سرِ سخن آج!

(از قبلہ قدس سرہٗ)

(۱۱۵) وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ — وَعَزَّ اِدْرَاكُ مَا اُولِيتَ مِنْ نِعَمِ

حلِ لغات وجل؛ صیغہ ماضی از جلالت بمعنی عظمت۔ بڑی عظمت والی ہے۔ مقدار، وہ مقدار۔ ما ولیت۔ ما۔ موصول۔ ولیت

ماضی مخاطب مجہول از تولیت والی بنانا جس کے آپ مالک بنائے گئے۔ من رتب، جمع رتبہ، رتبوں سے۔ وعز، از عز ازت۔ دشوار۔ اور مشکل ہے۔ ادراك، از درک۔ پانا۔ سمجھنا۔ ما اولیت، ما موصول اولیت ماضی مخاطب مجہول از ایلاء دینا۔ جس کے آپ مالک بنائے گئے۔ من نعم، من تبعیضیۃ۔ نعم جمع نعمت۔ نعمتوں سے۔

ترجمہ | بہت بڑی عظمت والی ہے وہ شان جن کے آپ مالک بنائے گئے مراتب سے اور مشکل ہے سمجھنا اس نعمت کا جو آپ کو دی گئی نعمتوں سے۔

شرح | اس بیت مبارک میں اس عظمت شان کی طرف اشارہ ہے جو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی کہ حضورؐ کو مالک محشر بنایا۔ والئے قیامت کیا اور شفاعت عظمیٰ کے منصب سے نوازا۔ اور لیلۃ المعراج میں حضورؐ پر وحی کی کہ ان الجنۃ محرمۃ علی الانبیاء حتیٰ تدخلھا وعلی الامم حتیٰ تدخلھا امتك۔ جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک آپؐ کو جنت میں داخل نہ کر دیا جائے اور تمام اُمتوں پر جنت حرام ہے جب تک آپؐ کی اُمت جنت میں داخل نہ ہو جائے اور فرمایا۔ لولاك لما خلقت الافلاك اے محبوب اگر تم نہ ہوتے افلاک وما فیہا ہم پیدا نہ کرتے۔ اور پھر قوت جبروتیہ کی یہ شان عطا فرمائی کہ اعداء سرکار ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور ہلاک ہوتے رہیں گے۔ ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
پر مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اور ما اولیت من نعم میں اس طرف اشارہ ہے۔ کہ اللہ نے حضورؐ کو علم اولین و آخرین سے نوازا۔ حضورؐ کی اُمت کو خیر الامم بنایا اور اُمت کے لیے نصیحتیں حضورؐ کے ذریعہ جناب باری کی طرف سے نازل ہوئیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ شکا الی اللہ تعالیٰ من اُمتی لیلۃ المعراج شکایاتٌ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی چند شکایات فرمائیں۔ الاولیٰ انہ قال انی لم اطلب منھم الیوم عمل

الغد وهم یطلبون منی رزق الغد۔ پہلی شکایت یہ تھی کہ میں آپ کی اُمت سے پیشگی عمل نہیں طلب کرتا اور وہ مجھ سے کل کا رزق کل سے پہلے چاہتی ہے۔ والثانیۃ انہ قال لا ادفع ارزاقھم الی غیرھم وھم یدفعون عملھم الی غیری دوسری یہ کہ میں اُن کا رزق غیر کی طرف دفع نہیں کرتا بلکہ اِلَّا عَلَی اللہِ رِزْقُھَا کا وعدہ ہے۔ مگر وہ اپنے عمل میرے غیر کی طرف دفع کرتے ہیں یعنی ریا کاری کرتے ہیں۔ والثالثۃ انھم یاکلون رزقی ویشکرون غیری ویخونون معی ویصالحون خلقی تیسرا شکوہ یہ تھا کہ آپ کے اُمتی میرا رزق کھا کر میرے غیر کے شکر گزار بنتے ہیں میرے ساتھ خیانت کرتے اور میری مخلوق کے ساتھ مصالحت رکھتے ہیں۔ والرابعۃ ان العزۃ لی و انا المعز وھم یطلبون العزۃ من سوائی چوتھی یہ کہ عزت میرے لیے ہے اور میں ہی عزت دینے والا ہوں۔ یہ لوگ عزت میرے سوا غیر سے طلب کرتے پھرتے ہیں کہیں اہلِ دنیا کی خوشامد درآمد کرتے ہیں۔ کہیں ٹی پارٹیاں دے کر خان بہادری اور خان صاحبی یا سری حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ اُمت مخلصہ کی یہ شان ہونی چاہیئے کہ

بجز سر کار سر کار ایجاد ۔۔۔ سر و کارے بسر کارے نداریم
نہ کس امید ہا اندر نہ کس امید ۔۔۔ خدا امید ہا اند خدا امید

والخامسۃ انی خلقت النار لکل کافر وھم یجتھدون ان یوقعوا انفسھم فیھا۔ پانچویں شکایت یہ تھی کہ میں نے آگ کافروں کے لیے پیدا فرمائی لیکن یہ کوشاں ہیں کہ اپنی جانوں کو اس میں ڈالیں۔ پھر فرمایا قل لامتك ان اجببتم احدا لاحسانہ الیھم فانا اولی بہ لکثرۃ نعمتی علیھم وان خفتم احدا من اھل السماء والارض فانا اولی بذالك لکمال قدرتی وان انتم رجوتم احدا فانا اولی بہ وان انتم استحییتم من احد لجفائکم ایاہ فانا اولی بہ لان منکم الجفاء ومنی الوفاء وان انتم اثرتم احدا باموالکم وانفسکم فانا اولی بذالك لانی معبود کم وان صدقتم احدا فی وعدہ فانا اولی بذالك لانی انا الصادق۔
اے محبوب! اپنی اُمت کو فرما دو کہ اگر تم کسی سے احسان کی وجہ میں محبت

Marfat.com

رکھتے ہو تو میں کثرت نعمت کی وجہ سے زیادہ حقدار ہوں اور اگر تم زمین و آسمان کی کسی مخلوق سے خائف ہو تو میں کمال قدرت کی وجہ سے اس امر کا زیادہ حقدار ہوں کہ مجھ سے خائف رہو۔ اور اگر کسی سے کچھ امید وابستہ رکھتے ہو تو میں اُس اُمید وابستہ رکھنے میں زیادہ حقدار ہوں اور اگر تم کسی سے شرم اپنی وفاداری کی وجہ سے کرتے ہو تو میں اس وفاداری کا زیادہ مستحق ہوں اس لیے کہ تمھاری طرف سے جفا ہوتی ہے تب بھی ہماری طرف سے وفا ہی ہوتی ہے۔ اور اگر تم اپنی مال وجان کے لیے کسی سے تعلق رکھتے ہو تو بھی میں زیادہ حقدار ہوں۔ اس لیے کہ میں تمھارا معبود ہوں اور اگر تم صدق وغیرہ میں کسی کے ساتھ زیادہ پابندی کرنا چاہتے ہو تو میں اُس میں احق ہوں اس لیے کہ میں صادق ہوں۔ ؎

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب | گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم | تو کہ با دشمنان نظر داری

اس لیے حضورؐ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد لم اکثر مال اُمّتك لئلا يطول حسابهم يوم القيامة ولم اطل اعمارهم لئلا تقسوا قلوبهم ولم افجاءهم بالموت لئلا يكون خروجهم من الدنيا بدون التوبة واخرتهم في الدنيا عن الاخرين لئلا يطول في القبور حبسهم كذا في روح البيان تفسير القرآن لا. سماعيل حقی اندلسی صاحب الكشف والعرفان۔

اے محبوب! تمھاری اُمت کو زیادہ مال ہم نے یوں ہی عطا نہ کیا تاکہ قیامت کے دن ان پر حساب لمبا نہ پڑے ان کی عمریں لمبی اس لیے نہیں کیں تاکہ وہ قسی القلب (سخت دل) نہ ہو جائے اور مرگ مفاجات (اچانک موت) سے بھی محفوظ رکھا۔ تاکہ بدون توبہ ان کا دنیا سے نکلنا نہ ہو اور دُنیا میں اُنھیں سب کے بعد اس لیے بھیجا تاکہ قبروں میں زیادہ ٹھہرنا نہ ہو۔ ایسا ہی روح البیان تفسیر القرآن علامہ اسماعیل حقی اُندلسی میں ہے۔

Marfat.com

(۱۱۶) بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَایَۃِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْھَدِمِ

حلِّ لغات بُشْرٰی لنا، اے ہٰذہٖ القصۃ لبشریٰ لنا، بشارت خوشخبری ہے ہمارے۔ معشر الاسلام، معشر گروہ، اے جماعت مسلمین۔ ان لنا، بے شک ہمارے۔ من العنایۃ، شفقت و مہربانی ہے۔ رکنا، کسی چیز کا مضبوط کنارہ مراد از ستون۔ اور ایسا ستون ہے۔ غیر منھدم، جو نہ گرنے والا ہے۔

ترجمہ ہم اہلِ اسلام کو خوشخبری ہے کہ ہمارے پاس خدا کی رحمت کا ایسا پختہ ستون ہے جو گر نہیں سکتا حضورؐ کی ذات گرامی کا۔

شرح فضائل ذات و رفعت شان و تقرب الی اللہ فی المعراج بیان کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ بایں ہمہ فضل و کمال اُمّت مرحومہ کے لیے کیا عظمت شان و امتیاز خاص عطا ہوئی۔ تو اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے بھی اسے معاشر مسلمین بڑے زبردست مژدے اور بشارتیں ہیں۔ اور ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے ایک رکن غیر منہدم ہے۔ جس کے بھروسہ پر ہمارا قیام ہے اور چند خصائص اس اُمّت مرحومہ کے ایسے ہیں۔ کہ تمام امم ماضیہ میں وہ امتیاز نہیں مل سکتے۔ منجملہ اُن کے یہ ہیں کہ۔

۱- ہمارے لیے غنائم حلال کیے گئے امم ماضیہ کو حلال نہ تھے۔

۲- ہمارے لیے رُوئے زمین مسجد و طہور کی گئی۔

۳- ہمارے لیے مٹی کو وضو کا بدل تیمم کے ذریعہ بنایا گیا۔

۴- ہمارے لیے وضو کی تعلیم دی گئی امم ماضیہ میں سوا انبیا کے یہ وضو کسی کے لیے نہ تھا۔

۵- ہمارے لیے پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔ امم ماضیہ کو یہ شرف نہیں ملا۔

Marfat.com

۶۔ ہمیں اذان واقامت عطا ہوئی۔ امم ماضیہ کے لیے یہ نہ تھی۔
۷۔ ہمیں بسم اللہ عطا کی گئی۔ امم ماضیہ کو یہ عطا نہیں کی گئی۔
۸۔ ہمیں بعد الحمد کے تعلیم آمین خلف الامام بالستر عطا ہوئی۔
۹۔ ہماری عبادت میں رکوع رکھا گیا۔
۱۰۔ ہمیں نمازوں میں صفیں بنانا تعلیم دی گئی مثل صفوف ملائکہ۔
۱۱۔ ہمیں جمعہ میں ایک ساعت اجابت ملی۔ ۱۲۔ ہمیں جمعہ عطا ہوا۔
۱۳۔ ہمیں رمضان المبارک کی پہلی شب میں اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ بنظر رحمت دیکھ لے وہ معذب نہیں کیا جاتا۔
۱۴۔ ہمارے لیے تزئین جنت کی بشارت ہے۔
۱۵۔ ہمارے حق میں ملائکہ استغفار کرتے ہیں ہر رات میں۔
۱۶۔ ہمارے گناہ رمضان المبارک کی لیل اخیرۃ تک مغفور ہیں۔
۱۷۔ ہمیں رمضان المبارک میں روزے کے لیے سحری عطا ہوئی۔
۱۸۔ ہمیں رمضان المبارک میں تعجیل فی الفطر کا حکم ہے۔
۱۹۔ ہمیں رمضان المبارک میں لیلۃ القدر عطا ہوئی جو ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔
۲۰۔ ہمیں مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے کی تعلیم ہے۔
۲۱۔ ہم پر سے اللہ تعالیٰ نے سختی اور اغلال کا رفع فرمایا۔
۲۲۔ ہمارے لیے دین میں حرج اور تنگی نہیں رکھی۔
۲۳۔ ہم سے اللہ تعالیٰ نے خطاو نسیان کا مواخذہ اٹھا دیا۔
۲۴۔ ہمارے اسلام میں وہ وصف خاص رکھے گئے کہ اس میں غیر امت مرحومہ کوئی شریک نہیں۔ سوا انبیا علیہم السلام کے۔
۲۵۔ ہماری شریعت اکمل شرائع ہے ۲۶۔ امت مرحومہ کا اجتماع ضلالت پر نہیں
۲۷۔ امت مرحومہ کا اجماع حجت ہے ۲۸۔ امت مرحومہ کا اختلاف رحمت ہے

Marfat.com

۲۹۔ ہمارے اندر اگرچہ عمل کی قلت ہو گی مگر اجر سب سے زیادہ ملے۔

۳۰۔ ہمارے اندر خدانخواستہ اگر طاعون آئے تو اس میں مرنے والا شہید ہو۔ اور وہ خدا کی رحمت ہے اور علاوہ ہمارے سب پر طاعون عذاب کی صورت میں آیا۔

۳۱۔ اس اُمّت کا یہ خاصہ ہے کہ جو دو شخص کسی میّت کی شہادت بخیر دیں۔ اُس کے لیے جنّت لازم ہو۔

۳۲۔ اس اُمّت کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سندیں معتبر ہوں گی۔

۳۳۔ اس اُمّت میں تصنیف و تالیف کتب کا سلسلہ جاری رہے گا۔

۳۴۔ اس اُمّت مرحومہ میں قطب۔ اوتاد۔ نجبا و ابدال اور غوث ہوں گے۔

۳۵۔ اس اُمّت کا گنہگار قبر میں عاصی و سیاہ کار داخل ہو۔ مگر جب نکلے تو استغفار مومنین سے مغفور نکلے۔

۳۶۔ ہماری یہ خصوصیت بھی ہے۔ کہ بروز محشر سب سے اوّل اُمّت مرحومہ قبروں سے باہر آئے۔

۳۷۔ ہم میدان حشر میں وضو کی برکت سے روشن پیشانی اور دست و پا نورانی لے کر اُٹھیں۔ ۳۸۔ ہم میدانِ حشر میں بطفیل سرکار بلند مقام پر ہوں۔

۳۹۔ ہمارے نامۂ اعمال داہنے ہاتھوں میں ہوں۔

۴۰۔ ہم میں سے جنّت میں ستر ہزار بلا حساب و کتاب داخل جنت ہوں الٰہی مجھے اور اس مؤلّف کے مطالعہ کرنے والے کو ان ستر ہزار سیہ کاروں میں محشور فرما۔ آمین بجاہ نبی المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم۔

۴۱۔ ہم تمام اُمّتوں سے پہلے جنت میں داخل کیے جائیں۔

۴۲۔ ہمارے حضورؐ کی شریعت باقی رہے گی۔ الی یوم التناد بہ عنایت رب ہاد۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے ۔۔۔ پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبیؐ

Marfat.com

ملک کونین میں انبیا تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ
مولائی صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

۱۱۷ لَمَّا دَعَى اللّٰهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ
بِاَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

حل لغات لما، جبکہ۔ **دعی اللہ**، صیغہ ماضی از دعاء بلانا، بلایا۔ **داعینا**، داعی صیغہ فاعل۔ پکارنے والا۔ بلانے والے نے ہمیں۔ **لطاعتہ**، اللہ کی اطاعت کی طرف۔ **باکرم الرسل**، بوجہ اکرم رسل ہونے کے۔ **کنا**، ہوگئے ہم۔ **اکرم الامم**، اکرم الامم۔

ترجمہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہماری اصلاح اور دعوت اسلام کے لیے بھیجا تو وہ تمام انبیاء میں اکرم الانبیاء ہیں تو اُن کے پیروکار اکرم الامم ہوگئے۔

شرح مفہوم واضح ہے کہ ہمارا خیر الامم اشرف الامم اکرم الامم ہونا بھی حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی تصدق ہیں ہے۔ جب حضور ﷺ ہمیں طاعت الٰہی کی دعوت دینے تشریف لائے اور ہم نے اُن کی دعوت کو لبیک کہا۔ تو چونکہ حضور اکرم الرسل اشرف الرسل اعظم الرسل افضل الرسل ہیں۔ اس لیے حضور ﷺ کے غلام اور اُمتی حضور ﷺ کی شرافت کے صدقہ میں اکرم الامت اشرف الامم خیر الامم ہوگئے۔ اور اس پر ابو نعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بھی نقل فرمائی انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ بنی اسرائیل انہ من لقینی وھو جاحد باحمد ادخلتہ النار قال یارب ومن احمد قال تعالیٰ ما خلقت خلقاً اکرم علیّ منہ کتبت اسمہ مع اسمی فی العرش قبل ان اخلق السموٰت والارض وان الجنۃ محرمۃ

على جميع خلقي حتى يدخلها هو وامته قال ومن امته قال الحمادون يحمدون صعودا وهبوطا وعلى كل حال يشدون اثارهم اوساطهم ويطهرون اطرافهم صائمون بالنهار ورهبان بالليل اقبل منهم اليسير وادخلهم الجنة بشهادة ان لا اله الا الله قال موسى يارب فاجعلني نبي تلك الامة قال نبيها منها قال اجعلني من امة ذالك النبي قال استقدمت واستأخرت ولكن ساجمع بينك وبينه في دار الجلال -

Marfat.com

فصل احدے عشر

غزوات کا بیان

رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدیٰ اَنْبَاءُ بِعْثَتِہٖ
کَنَبْاَۃٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ ۱۱۸

حلّ لغات راعت، از روع و تخویف۔ صیغہ ماضی ڈرانا۔ اور ڈر گئے۔ قلوب العدی، جمع قلب۔ عِدیٰ جمع عدو۔ دل اعداء دین کے۔ انباء، جمع نبا، بمعنی خبر۔ خبروں۔ بعثتہ، بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کنباۃ، النباۃ صوت الاسد، مثل آواز شیر کے۔ اجفلت، اسے اہرٹ وافزعت، کہ گھبرا کے بھاگتی ہیں۔ غفلا، جمع غافل، بے خبری ہیں۔ من الغنم، بکریاں۔

ترجمہ دشمنانِ دین کے دل آپ کی تشریف آوری کی خبروں سے ایسے ڈر سے جیسے شیر کی آواز بکریوں کو بے خبری میں سراسیمہ و پریشان کر کے بھگا دیتی ہے۔

شرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصرت بالرعب مسیرۃ شہر فی روایۃٍ مسیرۃ شہرین یعنی میری مدد کی گئی رعب کے ساتھ ایک مہینہ یا دو مہینہ کی بُعد مسافت تک۔ اس حدیث کو تلمیحاً ناظم فاہم رحمہ اللہ نے اس بیت مبارک میں بتایا کہ حضورؐ کے آوازہ حق کا رعب دشمن اسلام پر اتنا زبردست پڑتا کہ وہ بکریوں کی طرح گلے سے آوازہ شیر پر بھاگ پڑتے تھے۔

Marfat.com

(۱۱۹) مَا زَالَ يَلْقَاهُمْ فِيْ كُلِّ مُعْتَرَكٍ
حَتّٰى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰى وَضَمٍ

حلّ لغات مازال، ماضی منفی فعل ناقص بحالت نفی ہمیشگی کے معنی میں آتا ہے۔ ہمیشہ رہے۔ یلقاھم۔ یلقٰی ملنا مقابلہ کرنا، مقابلہ کرتے کفار سے۔ فی کل معترکٍ، اسم ظرف، رزم گاہ، تمام رزم گاہ میں۔ حتیٰ، غایت کو آتا ہے۔ یہاں تک کہ۔ حکوا۔ صیغہ ماضی از حکے۔ بمعنی مشابہ، مشابہ ہوگئے۔ بالقنا، جمع قناۃ، نیزہ، نیزوں سے۔ لحمًا، اس گوشت کی مانند۔ علٰی وضم، وضم بفتحتین خشب اور حدید بقطع القصاب، جو قصاب کے تختہ پر ہو۔

ترجمہ حضورؐ کفار سے ہر میدان میں مقابلہ آرا رہے۔ یہاں تک کہ نیزہ مجاہدین کے ذریعہ ان کے گوشت ایسے کر دیئے جیسے تختۂ قصاب کا گوشت۔

شرح علامہ عمر پوتی فرماتے ہیں کہ حضورؐ کفار کے مقابلہ میں رزم گاہ کے اندر شرکت فرماتے اور جتنی بار حضورؐ تشریف لے گئے دشمنانِ اسلام پر فتح ہی حاصل فرمائی اور حضورؐ انہیں غزوات میں تشریف لے گئے ان میں سے نو غزوہ ایسے ہیں جن کے اندر بنفس نفیس خود مقابلہ فرمایا۔ وہ نو غزوات یہ ہیں غزوہ بدر[1]۔ غزوہ احد[2]۔ غزوہ مریسیع[3]۔ غزوہ خندق[4]۔ غزوہ بنی قریظہ[5]۔ غزوہ خیبر[6]۔ غزوہ حنین[7]۔ غزوہ طائف[8]۔ فتح مکہ[9]۔ ان غزوات میں جو شان شجاعت نظر آئی وہ انشاء اللہ اپنے اپنے مقام پر بیان ہوگی۔ لفظ حکوا۔ کے معنی حکایت یا قصہ کہنے کے بھی آتے ہیں۔ لیکن بمعنی مشابہت بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کسی کا شعر ہے۔

ظلمناك في تشبيه صدغيك بالمسك　　وقاعدة التشبيه نقصان ما يحكی

Marfat.com

(۱۲۰) وَدُّوا الفِرَارَ فَكَادُوا يَغبِطُونَ بِهٖ
اَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ العِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

حلِّ لغات **وَدّوا**، پسند کرتے تھے۔ **الفرار**، بھاگ جانے کو۔ **فکادوا**، از افعال مقاربہ اے فو بدا، اور قریب تھا کہ۔ **یغبطون**، از غبط یغبط از غبطہ بکسر الغین تمنیٰ حصول مثل نعمت حاصلہ للغیر ہر ایک پسند کرتا اور غبطہ کرنا۔ **بہٖ**، اُس بھاگنے والے کے ساتھ بھاگنے کا۔ **اشلاء**، جمع شلو۔ ٹکڑا جسم کا معہ گوشت، وہ ٹکڑے جسم کے۔ **شالت**، از شول بلند ہونا، جو اُڑ چکے ہیں۔ **مع العقبان**، جمع عقاب کرگس، کرگسوں کے ساتھ۔ **والرخم**، چیل مردار خوار، اور مردار خوار چیل کے ساتھ۔

ترجمہ کفار ضرب تیغ مجاہدین اسلام سے بھاگنا پسند کرتے اور جو جسم کے ٹکڑے کرگس اور چیل لے اُڑے ہیں۔ ان پر غبطہ کرتے کہ جیسے یہ ٹکڑے اس ضربوں سے بچ کر کرگسوں کی غذا بن گئے ہم کیوں نہ بنے۔

شرح غبطہ کہتے ہیں اُس خواہش کو جو نعمت کسی کو حاصل ہو۔ اس کے زوال بغیر اس کے حصول کے آرزو کرنا برخلاف رشک و حسد کے کہ اس میں زوال۔ نعمت غیر کے ساتھ اس نعمت کے حصول کی آرزو ہوتی ہے۔

کفار بقیۃ السیف کو گو بہ سبب تیغہائے مجاہدین راہ فرار نہ ملتی تھی۔ مگر باوجود اس کے وہ اس کو پسند کرتے تھے۔ کہ جس طرح موقعہ ملے بھاگ نکلیں آخر ان کی مجبوری اُنھیں اپنے مقتولین کے ان قطعہائے گوشت پر غبطہ کرنے کے لیے مجبور کرتی جو چیل کووں کی منقاروں میں آکر وہاں سے اُڑ چکے ہوتے تھے۔ تاکہ مجاہدین کی ضربات سے بچ جاتے۔

Marfat.com

(۱۲۱) تَمضِی اللَّیَالِی وَلَا یَدرُونَ عِدَّتَہَا
مَالَم تَکُن مِّن لَّیَالِی الاَشہُرِ الحُرُمِ

حلِّ لغات

تمضی ۔ از مضی مؤنث غائب مضارع گزرنا۔ گزرتی رہتی۔
اللیالی ۔ جمع لیل، راتیں ۔ ولا یدرون ، اور نہ جانتے۔
عدّتہا ، بمعنی عدد، گنتی دنوں کی ۔ مالم تکن ، جب تک کہ نہ ہوئیں۔
من لیالی ، وہ راتیں ۔ الاشہر الحرم ، ماہ حرام کی ۔

ترجمہ

راتیں گزر رہی ہیں اور کفار غایت خوف وہراس میں ان کی گنتیاں نہیں جانتے۔ جب تک اشہر حرام کی راتیں نہ آجائیں۔

شرح

ابتداء اسلام میں اشہر حرام میں جنگ حرام تھی اور اب بھی اگرچہ حرمت منسوخ ہوگئی ہے۔ مگر افضل یہ ہے۔ کہ ان ایام میں بدایت (ابتداء) جنگ نہ کی جائے۔ ناظم فاہم کا مقصد اس سے صرف یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں آنے کے بعد منکرین اس قدر حواس باختہ ہوتے تھے۔ کہ لیالی وایام کے ورق گردانی کا ہوش بھی انھیں خوف میں نہ رہتا۔ حتیٰ کہ اس اشہر حرم یعنی محرم الحرام رجب شعبان۔ رمضان جب آتے تو اس اطمینان پر کہ اب جنگ بند ہوگا۔ رات دن کا ہوش کرتے بعض نے اشہر حرام یہ بتائے۔ رجب اور ذلیقعد ذالحجہ محرم۔ ان کا احترام تو قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُورِ عِندَ اللّٰہِ اثنَا عَشَرَ شَھرًا فِی کِتَابِ اللّٰہِ یَومَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ مِنھَا اَربَعَۃٌ حُرُمٌ۔ چنانچہ شارح خرپوتی نے ان بارہ مہینوں کی وجہ تسمیہ بھی تحریر فرمائی ہیں وھو ہذا۔

محرم کی وجہ تسمیہ بوجہ حرمت قتال ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اس مہینہ میں شیطان پر جنت حرام کی گئی۔ اس لیے اسے محرم کہا گیا۔ صفر اس لیے کہتے ہیں کہ اس مہینہ میں اونٹ دبلے ہوجاتے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس مہینہ میں بخار وبا وغیرہ کثرت سے ہوتی تھی اور چہرے زرد ہوجاتے تھے۔

Marfat.com

ربیع الاول - اسے زمانہ جہالت میں خوان کہتے تھے۔

ربیع الثانی اسے زمانہ جہالت میں بصان کہتے تھے۔ اور ان دونوں مہینوں میں چونکہ ارتباع خصب کیا کرتے ہیں۔ یوں اوّل او ثانی کہتے ہیں۔

جمادی الاوّل اسے زمانہ جہالت میں حنین کہتے تھے۔

جمادی الثانی اسے زمانہ جہالت میں رنی کہتے تھے اور دونوں مہینوں میں چونکہ جمود ماء ہو جاتا تھا اس سے اوّل اور ثانی کیا گیا۔

رجب - اس مہینہ کو اصم کہتے تھے اس لیے کہ اس ماہ میں ہتھیار اور تلوار کی جھنکار مسموع نہ ہوتی تھی۔ پھر رجب تعظیماً اس کا نام رکھا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ رجب میں اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر عذاب نہیں ہوتا۔

شعبان - اس کا نام عہد جہالت میں اعجلان تھا۔ بعدہ اس کا نام شعبان اس لیے رکھا گیا کہ اس ماہ میں انشعاب قبائل برائے غارات ہوتا تھا۔ پھر شریعت میں اس نام کو یوں رکھا کہ اس مہینہ سے نیکیوں کے شعبہ نکلتے ہیں۔ کہ اس ماہ کی پندرھویں شب شب برات ہے۔ اس کے بعد رمضان مجسم خیر آتا ہے۔

رمضان - اس کا نام اس لیے رمضان ہے کہ اس کی حرارت سے گناہ جل جاتے ہیں اور اسی ماہ میں فصلیں پکتی ہیں رمض الحر شدت کی حرارت و گرمی کو کہتے ہیں۔

شوّال - اس کا نام عاذل تھا۔ پھر اسے شوال کہا گیا۔ اس لیے کہ شول ناقہ اس ماہ میں کیا جاتا ہے اور حمل کا اونٹنی کے اس ماہ میں اندازہ کرتے تھے۔

ذوالقعدہ - اس کا نام عہد جہالت میں رنّہ تھا۔ پھر ذوالقعدہ رکھا گیا۔ اس لیے کہ اس ماہ میں حرب عدد سے راحلہ کھول کر اپنے گھروں میں رہتے تھے۔

ذوالحجہ - اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مہینہ حج کا ہے۔

اسی طرح ہفتہ کے ایام بھی ایام جہالت میں اور تھے اور بعد میں اور ہوئے۔

اُردو میں	فارسی میں	عربی زبان میں	ایام جہالت میں
ہفتہ	شنبہ	یوم السبت	شیار

Marfat.com

اتوار	یکشنبہ	یوم الاحد	اوّل
پیر	دوشنبہ	یوم الاثنین	اھون
منگل	سہ شنبہ	یوم الثلثاء	جبار
بدھ	چہارشنبہ	یوم الاربعاء	دیار
جمعرات	پنج شنبہ	یوم الخمیس	مؤنس
جمعہ	جمعہ	یوم الجمعہ	عروبہ

۱۳۲ كَاَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ
بِكُلِّ قَرْمٍ اِلٰى لَحْمِ الْعِدٰى قَرِمِ

حلِّ لغات كَاَنَّمَا، کان تشبیہ کے لیے۔ ما کافہ۔ گویا کہ۔ الدین، دین بمعنی عادۃ اور دین بمعنی عادۃ۔ دین اسلام۔ ضیف، ایک مہمان ہے۔ حل، جو اترا ہے۔ ساحتہم، ساحت صحن خانہ، گھر کے آگن میں۔ بکل، ساتھ تمام۔ قرم، سید۔ والمراد ھھنا صحابۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم، سرداروں صحابۂ کرام کے۔ الی لحم العدیٰ، جمع عدو۔ دشمن، دشمن کے گوشت کی طرف۔ قرم، شدید الاشتہاء مشتاق اور شدید الاشتہاء ہے۔

ترجمہ مذہب اسلام گویا ایک مہمان تھا جو اُن کے گھر آیا اور ایسے سرداروں کے ساتھ آیا جو دشمنوں کے گوشت کے مشتاق تھے۔

شرح مفہوم واضح ہے کہ دین اسلام گویا ایک ایسے مہمان کی صورت میں بہمراہی سرداران قریش صحابہ کرام دشمن کے عین صحن خانہ میں نازل ہوا اور چونکہ انھیں ان کے گوشت کا اشتیاق تھا۔ تو بلحاظ اکرام ضیف بے تکلف اپنے جسم کے گوشت کو ان کے لیے مباح کر دیا۔ خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ مجاہدین اسلام کو ان کے قتل میں زیادہ جد وجہد کی حاجت نہ پڑی بلکہ رعب و

Marfat.com

مہابت الٰہی اور نصرت اسلامی کے اثر نے کفار کو اتنا مرعوب کر دیا۔ کہ انھوں نے طوعاً و کرہاً اپنے کو قتل کے لیے پیش کر دیا۔

اگر ضمیر ساحتہم کو مجاہدین کی طرف راجع کیا جائے تو معنی یوں ہوں گے۔ کہ گویا دین مجاہدین کے گھر معہ سرداران گرامیقدر جو خون اعداء کے پیاسے تھے مہمان ہوا۔ اور فرزندان اسلام نے بپاس خاطر مہمان عزیز اعداء کو ذبح کر کے اُس کی میزبانی کی اور وہ منکرین ایسے سراسیمہ ہوئے کہ شمار لیالی و ایام بھی کرنے سے بے خبر ہو گئے۔ جیسے کہ ایک حواس باختہ کا حال ہو جاتا ہے۔

(۱۲۳) يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ ۔ تَرْمِي بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

حلّ لغات يَجُرُّ، مضارع از جرّ کھینچنا رواں کرنا۔ کھینچتا ہے چلاتا ہے وہ نور مجسم۔ بحر، دریا۔ خمیس، العسکر الشجعان، لشکر کا۔ فوق، اوپر۔ سابحۃ، الفرس الذی یجر تحت الراکب بلا تعب۔ تیز رفتار گھوڑوں کے۔ ترمی، مارتا ہے۔ بموج، السھام والرماح، ساتھ تیروں اور نیزوں کے۔ من الابطال، جمع، بطل، بہادر، بہادروں سے۔ ملتطم، از التطام، دریا کی لہروں کا باہم ٹکرانا۔ پے در پے۔

ترجمہ وہ ضیف معظم لشکروں کا دریا لے کر گھوڑوں پر سوار نیزے اور تیروں کی موجوں سے بہادروں کے ساتھ دشمن سے ٹکراتا ہے۔

شرح لشکر اسلام کے غازی چونکہ دشمن کے مقابلہ کے لیے ایسے بے چین ہوتے تھے جیسے دریا کی موجیں کہ ایک پر ایک بے چینی سے چڑھتی ہوئی آتی اور یہ دکھانا چاہتی ہے کہ میں اگلی موج سے آگے بڑھنا چاہتی ہوں۔ یہی شان لشکر اسلام کے ابطال یعنی بہادروں کی تھی کہ ہر ایک صف اگلی صف سے آگے ہونا چاہتی تھی۔ تاکہ دشمن بدحواس ہو کر راہ فرار اختیار کرنے

Marfat.com

کے سوا کچھ کر ہی نہ سکے ۔ گویا بہادران تازہ دم روح ایمانی سے اپنے سردار و آقا کے ساتھ ایسے بلند حوصلہ تھے کہ میدان کارزار میں موجوں کی طرح ایک ایک پر دشمن کے کچلنے کو بڑھا ہوا ہوتا تھا ۔ اور تیروں اور نیزوں کے انتظام سے دشمن حواس باختہ ہو کر بھاگنا چاہتا تھا ۔ جس کی تفصیل اپنے موقعہ پر بیان ہو گی ۔

۱۲۴

مِنْ کُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰہِ مُحْتَسِبٍ
یَسْطُوْ بِمُسْتَاْصِلٍ لِّلْکُفْرِ مُصْطَلِمِ

حلِّ لغات مِنْ کُلِّ مُنْتَدِبٍ ، اسم فاعل از انتداب ۔ اطاعت حکم کرنا ، ہر ایک مطیع امر تھا ۔ لِلّٰہِ ، اللہ سے ۔ مُحْتَسِبٍ ، امید اجر کرنے والا ۔ برائی سے روکنے والا ۔ امید اجر رکھتا تھا ۔ یَسْطُوْ ، مضارع از سطو ، حملہ کرنا ۔ یہ حملہ کرتا ۔ بِمُسْتَاْصِلٍ ، صیغہ فاعل از استیصال ۔ منکرین کی جڑ اکھاڑنے کو تھا ۔ لِلْکُفْرِ ، اور کفر کی ۔ مُصْطَلِمِ ، از اصطلام ، جڑیں کھودنے کو ۔

ترجمہ فرزندان اسلام سے ہر ایک مطیع حکم تھا ۔ اللہ سے امید اجر رکھتا تھا ۔ اور دشمن پر حملہ ان کی جڑ اکھاڑنے کو اور کفر کی جڑیں کھود پھینکنے کو ہوتا تھا ۔

شرح اس بیت مبارک میں فرزندان اسلام کی شجاعت اور بے پناہ بہادری کی وجہ ظاہر فرمائی ہے ۔ کہ اس دلیری کی وجہ یہ تھی ۔ کہ امتثال امر الٰہی کے لیے وہ بڑھتے اور اللہ اور خالص اللہ کے واسطے اعلاء کلمۃ الحق کے لیے وہ لڑتے تھے ۔ اور اپنے فن تلوار اور نیزہ بازی میں بھی ماہر تھے ۔

اسی بنا پر حدیث میں آیا ہے ۔ من خرج وقصد الی الجہاد فی سبیل اللہ طلبا لمرضاۃ اللہ تعالیٰ کان اللہ ضامنا وکفیلا لمغفرۃ ذالک العبد اوسارع اللہ الی ایفاء مقابلۃ جہادہ بالمثوبات او اوجب اللہ ان ینجزلہ ما وعدہ من الجنۃ والحور والغلمان ۔ یعنی جو اللہ کے لیے جہاد کو نکلے اور اُس جہاد سے

Marfat.com

مراد نہ حصول ملک ہو نہ اعزاز دنیا بلکہ محض رضاء الٰہی اور اعلاء کلمۃ الحق ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا اس امر میں ضامن ہوتا ہے کہ اُسے بخش دے یا دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رکھ کر ثواب کا حقدار بنا دے یا اُسے جنت اور حور و غلماں لازمی کر دے۔

۱۲۵

حتّٰی غدت ملّۃ الاسلام وھی بھم
من بعد غربتھا موصولۃ الرحم

حلّ لغات حتّٰی، برائے غایت، یہاں تک کہ۔ غدت، ماضی از فعل ناقص ہو گئی، ہو گئی۔ ملّۃ الاسلام، ملت اسلامیہ۔ وھی، دران حالیکہ۔ بھم، اسے منصورۃ بھم، وہ انہیں میں تھے۔ من بعد غربتھا، بے وطنی، بعد غریب الوطن ہونے کے۔ موصولۃ الرحم، رحم بچہ دانی اور وصل رحم۔ محافت حقوق عزیزان رشتہ والے ہو گئے۔

ترجمہ یہاں تک کہ ملت اسلامیہ کی ان کی بدولت یہ حالت ہو گئی کہ پہلے وہ سب سے جدا اور غریب الوطن تھی۔ اور اب گویا بڑی برادری اور عزیز و اقارب والی ہو گئی۔

شرح دین شریعت ملّت ناموس یہ متحد بالذات اور متغائر بالاعتبار ہیں اس لیے کہ وہ طریقہ مخصوصہ جو حضورؐ کی تعلیم سے ثابت ہے اُسے دین کہتے ہیں۔ اور جو بروایاتِ رواۃ شرعی اور اجماع امت ثابت ہو کر اس پر قبولیت عامہ ہوئی اُسے ملت کہتے ہیں اور کسی چیز پر مجتمع ہو کر اس کا پاس رکھنا اسے ناموس کہتے ہیں۔ غرضیکہ ابتدائی شان اسلام چونکہ غربت کی تھی۔ اس اعتبار سے ناظم فاہم رحمہ اللہ نے تلمیحاً اس حدیث کی طرف بھی اس بیت میں اشارہ فرمایا جو حضورؐ نے فرمایا۔ ان الدین بدا غریبا وسیعود غریبا فطوبیٰ للغرباء۔ رواہ مسلم فی صحیحہ دین اسلام کی ابتدا غربت سے ہے اور آخر میں بحالتِ غربت ہی ہو جائے گا۔ تو مبارک ہو غرباء کو۔

Marfat.com

(۱۲۶) مَكْفُولَةٌ اَبَدًا مِنْهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ
وَخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتَمْ وَلَمْ تَئِمِ

حلّ لغات مَكْفُوْلَةٌ - ازکفل یکفل بمعنی ضمن والکفیل بمعنی الضامن والحافظ، محفوظ ہوگئی ملت اسلامیہ - ابدًا، ہمیشہ کے لیے - منہم، دشمن سے - بخیر اب، بوجہ بہترین باپ کے - وخیر بعل، اور بوجہ بہترین شوہر کے - فلم تیتم، مضارع نفی جحد بلم از تیم یتیم ہونا، پس ہر گز یتیم نہ ہوگی - ولم تئم، مضارع از ایمہ بیوہ ہونا، اور ہر گز بیوہ نہ ہوگی۔

ترجمہ ملت اسلام ہمیشہ کے لیے محفوظ و مصئون ہے - ہر دشمن سے بہ سبب حضورؐ کے ابویت اور بعلیت کے کہ باپ کی طرف سے یتیم اور شوہر کی طرف سے بیوہ نہیں ہو سکتی -

شرح مکفول کے معنی محفوظ و مصئون کے آتے ہیں اور ابد کے معنی دھر اور زمانہ طویل کے ہیں - گویا ابد کے معنی دائم کے ہوئے۔ اور صاحب عنا قید الفوائد نے تصریح کی ہے کہ ابد وقت مستقبل غیر متناہی پر مستعمل ہوتا ہے - اور ازل وقت ماضی غیر متناہی کے لیے آتا ہے - اور گزشتہ و آئندہ دونوں پر مستعمل ہے۔

اور بخیر اب سے یہاں مراد ذات اقدس سرور عالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام اور علماء اعلام ہیں اور خیر بعل میں بھی وہی مراد ہیں - اس لیے کہ بعل سید اور مالک کو کہتے ہیں اور زوج کو بھی اسی وجہ میں بعل کہہ دیتے ہیں اور بخیر بعل سے یہاں بھی مراد حضورؐ اور اصحاب کرام اور علماء عظام ہیں -

(۱۲۷) هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُّصَادِمَهُمْ
مَاذَا رَاٰى مِنْهُمْ فِيْ كُلِّ مُصْطَدَمِ

Marfat.com

حلِّ لغات هم، وہ بہادر ۔ الجبال، مثل پہاڑوں کے تھے ۔ فسل، پس پوچھ ۔ عنہم، ان میدانوں سے ۔ مصادمہم، مصادم مصدر، از صَادَمَ یُصَادِمُ مصادمتہ التقاء عسکرین للقتال ۔ اُن کے مقابلہ کی شان کو ۔ ماذا رائی، کیا دیکھا اُن کافروں نے ۔ منہم، اُن جوانانِ اسلام سے ۔ فی کل مصطدم، اسم مکان محل الحرب، ہر رزم گاہ میں

ترجمہ فرزندانِ توحید مثل پہاڑوں کے مضبوط اور قائم تھے ۔ اُن کی نسبت اُن میدانوں سے دریافت کر کہ انھوں نے ہر رزم گاہ میں جو مظاہرہ شجاعت کیا وہ کیسا تھا ۔

شرح یعنی جاں نثارانِ اسلام دشمن سے ایسے ڈٹ کر سینہ سپر ہوتے تھے ۔ کہ ان کی شجاعت کی قسم وہ میدان قسم کھا کر ان کی بہادریوں کا خطبہ پڑھ رہے ہیں اور ہر رزمگاہ ان کی دلیری پر تحسین و آفرین کر رہی ہے اب تفصیلی حالات آئندہ بیت سے شروع فرماتے ہیں ۔

(۱۲۸)
فَسَلْ حُنَیْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا
فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّھُمْ اَدْھٰی مِنَ الْوَخَمِ

حلِّ لغات وسل، اور پوچھ ۔ حنینًا، غزوہ حنین سے ۔ وسل، اور پوچھ ۔ بدرًا، غزوہ بدر سے ۔ وسل، اور پوچھ ۔ احد، غزوہ اُحد سے ۔ فصول، جمع فصل موسم، یہ موسم تھے ۔ حتف بمعنی موت، آفت اور موت کے ۔ لھم، کافروں کے لیے ۔ ادھی، اور نزول بلا تھی ۔ من الوخم، وخم مرض یقال لہ الوباء، وباء عام سے ۔

ترجمہ حنین و بدر و اُحد کے غزوات سے پوچھ کہ یہ کافروں کے لیے آفت و بلا کے ایام اور بلاء عام کے موسم تھے ۔

Marfat.com

شرح اب تک اجمالی صورت میں شجاعان اسلام اور لشکر سید الانام کی بہادری و دلیری کا تذکرہ تھا۔ اب تفصیلی صورت میں بعض غزوات کی کیفیت ظاہر فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ۔

حنین سے پوچھ بدر اور اُحد سے معلوم کر کہ کفار پر موت کس صورت سے آئی۔ اور وبائے عام کی طرح کیسے ان پر مسلط ہوئی۔ اور یہ ایام کفار کے حق میں کتنے مضرت رساں اور وبال جان تھے۔

اب ہم ناظم فاہم رحمہ اللہ کے بیت کے ترتیب کے مطابق اول غزوۂ حنین کو ذرا تفصیل سے نقل کریں گے۔ علامہ خرپوتی شارح قصیدہ نے بھی اگرچہ غزوات ثلاثہ کا ذکر فرمایا ہے لیکن نہایت مختصر طریقہ پر بیان کیا ہے۔ لہٰذا ہم ان واقعات کو سیرت النبی صلعم اور دیگر تاریخی کتابوں کی روشنی میں نذر ناظرین کرتے ہیں۔

اوّل غزوہ حنین ملاحظہ ہو۔ ویوم حنین اذا اعجبتکم کثرتکم [1]

حنین مکہ معظمہ اور طائف کے مابین ایک وادی ہے۔ ذوالمجاز عرب کا مشہور بازار اور عرفہ سے تین میل ہے یہ اس کے دامن میں ہے اس مقام کو اوطاس بھی کہتے ہیں۔ ہوازن ایک قبیلہ کا نام ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں۔

اسلام کے فتوحات کا دائرہ اگرچہ وسیع ہو رہا تھا۔ لیکن اہل عرب یہ دیکھ رہے تھے کہ اُن کا قبلۂ اعظم یعنی مکہ اب تک محفوظ ہے۔ ان کا خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر قریش پر غالب آگئے اور مکہ فتح ہو گیا۔ تو ہم مان لیں گے کہ وہ بے شبہ سچے نبی ہیں۔

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو تمام قبائل نے خود پیش قدمی کی اور اسلام قبول کر کے مسلمانوں میں شریک ہونا شروع کر دیا۔ لیکن ہوازن و ثقیف پر اس کا الٹا اثر پڑا۔ یہ قبیلے ہمیشہ سے جنگجو اور فن حرب کے ماہر مانے جاتے تھے۔

اسلام کو جس قدر غلبہ ہوتا جاتا تھا ان کا اضطراب بھی بڑھتا جاتا تھا اور یہ

---

[1] اور حنین کا دن یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے۔ ۱۲

Marfat.com

حلِّ لغات هم، وہ بہادر۔ **الجبال**، مثل پہاڑوں کے تھے۔ **فسل**، پس پوچھ۔ **عنہم**، ان میدانوں سے۔ **مصادمھم**، مصادم مصدر، از صادم یصادم مصادمۃ التقاء عسکرین للقتال۔ اُن کے مقابلہ کی شان کر۔ **ماذا رای**، کیا دیکھا اُن کافروں نے۔ **منہم**، اُن جوانانِ اسلام سے۔ **فی کل مصطدم**، اسم مکان محل الحرب، ہر رزم گاہ میں

ترجمہ فرزندانِ توحید مثل پہاڑوں کے مضبوط اور قائم تھے۔ اُن کی نسبت اُن میدانوں سے دریافت کر کہ انھوں نے ہر رزم گاہ میں جو مظاہرِ شجاعت کیا وہ کیسا تھا۔

شرح یعنی جان نثارانِ اسلام دشمن سے ایسے ڈٹ کر سینہ سپر ہوتے تھے۔ کہ ان کی شجاعت کی قسم وہ میدان قسم کھا کر ان کی بہادریوں کا خطبہ پڑھ رہے ہیں اور ہر رزمگاہ ان کی دلیری پر تحسین و آفرین کر رہی ہے اب تفصیلی حالات آئندہ بیت سے شروع فرماتے ہیں۔

فَسَلْ حُنَیْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا
(۱۲۸) فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰی مِنَ الْوَخَمِ

حلِّ لغات وسل، اور پوچھ۔ **حنینًا**، غزوہ حنین سے۔ **وسل**، اور پوچھ۔ **بدرًا**، غزوہ بدر سے۔ **وسل**، اور پوچھ۔ **احدا**، غزوہ اُحد سے۔ **فصول**، جمع فصل موسم، یہ موسم تھے۔ **حتف** بمعنی موت، آفت اور موت کے۔ **لہم**، کافروں کے لیے۔ **ادھی**، اور نزول بلا تھی۔ **من الوخم**، وخم مرض یقال لہ الوباء، وباء عام سے۔

ترجمہ حنین و بدر و اُحد کے غزوات سے پوچھ کر یہ کافروں کے لیے آفت و بلا کے ایام اور بلاء عام کے موسم تھے۔

Marfat.com

شرح اب تک اجمالی صورت میں شجاعان اسلام اور لشکر سید الانام کی بہادری و دلیری کا تذکرہ تھا۔ اب تفصیلی صورت میں بعض غزوات کی کیفیت ظاہر فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ۔

حنین سے پوچھ بدر اور اُحد سے معلوم کر کہ کفار پر موت کس صورت سے آئی۔ اور وباء عام کی طرح کیسے ان پر مسلّط ہوئی۔ اور یہ ایام کفار کے حق میں کتنے مضرت رساں اور وبال جان تھے۔

اب ہم ناظم فاہم رحمۃ اللہ کے بیت کے ترتیب کے مطابق اوّل غزوہ حنین کو ذرا تفصیل سے نقل کریں گے۔ علامہ خرپوتی شارح قصیدہ نے بھی اگرچہ غزوات ثلاثہ کا ذکر فرمایا ہے لیکن نہایت مختصر طریقہ پر بیان کیا ہے۔ لہٰذا ہم ان واقعات کو سیرت النبی[۱] اور دیگر تاریخی کتابوں کی روشنی میں نذر ناظرین کرتے ہیں۔

اوّل غزوہ حنین ملاحظہ ہو۔ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم [۱]

حنین مکہ معظمہ اور طائف کے مابین ایک وادی ہے۔ ذو المجاز عرب کا مشہور بازار اور عرفہ سے تین میل ہے یہ اس کے دامن میں ہے اس مقام کو اوطاس بھی کہتے ہیں۔ ہوازن ایک قبیلہ کا نام ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں۔

اِسلام کے فتوحات کا دائرہ اگرچہ وسیع ہو رہا تھا لیکن اہلِ عرب یہ دیکھ رہے تھے کہ اُن کا قبلہ اعظم یعنی مکہ اب تک محفوظ ہے۔ ان کا خیال تھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر قریش پر غالب آگئے اور مکہ فتح ہو گیا۔ تو ہم مان لیں گے کہ وہ بے شبہ سچے نبی ہیں۔

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو تمام قبائل نے خود پیش قدمی کی اور اسلام قبول کر کے مسلمانوں میں شریک ہونا شروع کر دیا۔ لیکن ہوازن و ثقیف پر اس کا الٹا اثر پڑا۔ یہ قبیلے ہمیشہ سے جنگجو اور فن حرب کے ماہر مانے جاتے تھے۔

اسلام کو جس قدر غلبہ ہوتا جاتا تھا ان کا اضطراب بھی بڑھتا جاتا تھا اور یہ

---

[۱] اور حنین کا دن یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے۔ ۱۲

Marfat.com

انضطراب ایک حد تک ٹھیک بھی تھا۔ اس لیے کہ غلبہ اسلامی کی وجہ میں اس کی ریاست اور حکومت و امتیاز کا خاتمہ ہوا جا رہا تھا۔ اس بنا پر فتح مکہ سے قبل ہوازن کے رؤسا نے عرب کا دورہ کیا۔ اور ہر جگہ مخالفت اسلام کا جوش پھیلایا۔ سال بھر کامل ان کی یہ سعی جاری رہی جیسا کہ زرقانی نے لکھا ہے۔ غرضیکہ تمام قبائل عرب میں یہ قرارداد پاس ہو گئی کہ مسلمانان اسلام پر ایک عام حملہ کیا جائے۔

جب مکہ معظمہ فتح ہو گیا تو انھیں یقین ہو گیا۔ کہ اگر اب جلد از جلد تدارک نہ کیا گیا تو آیندہ بڑی سے بڑی طاقت اسلام کو زیر نہ کر سکے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے وقت ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ حملہ کا رخ انہی کی طرف ہے۔ اس خبر نے انھیں کسی قسم کی انتظار کی اجازت نہ دی علی الفور زور و شور کے ساتھ خود حملہ کا اقدام کیا اور اس جوش سے کیا کہ ہر قبیلہ اپنے اہل و عیال کو لے کر چلا کہ بچے عورتیں جب ساتھ ہوں گے تو ان کی محافظت میں جانیں دے دینے کے سوا بھاگنے کی گنجائش نہ ہو گی۔ اس معرکہ میں اگرچہ ثقیف اور ہوازن کی تمام شاخیں شریک تھیں۔ لیکن پھر بھی کعب اور کلاب علیحدہ رہے۔ فوج کی سرداری کے لیے دو شخص منتخب ہوئے مالک بن عوف اور درید بن الصمہ ہوازن کا رئیس اعظم مالک بن عوف تھا اور درید بن الصمہ عرب کا مشہور شاعر اور قبیلہ جشم کا سردار تھا۔ اس کی شاعری اور بہادری کے معرکہ اب تک عرب کی تاریخ میں یادگار ہیں اس کی عمر اگرچہ سو برس سے زیادہ ہو چکی تھی اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا۔ لیکن تاہم عرب اس کو مانتا تھا اور اس کی رائے پر ملک کو اعتماد تھا۔ خود مالک بن عوف نے اس کی شرکت کی درخواست کی۔ یہ پیروں چلنے کے قابل نہ تھا نہ گھوڑے کی سواری کر سکتا تھا۔ اسے رزم گاہ میں پلنگ پر ڈال کر لائے اس نے دریافت کیا یہ کون سا مقام ہے۔ بتایا گیا اوطاس۔ بولا کہ ہاں یہ مقام جنگ کے لیے موزوں ہے۔

اس کی زمین نہ بہت سخت ہے نہ اس قدر نرم کہ پاؤں دھنس جائیں۔ چونکہ قبائل اپنے بچے اور بیویاں ساتھ لائے تھے۔ بچوں کے رونے کی آوازیں سن کر اس نے پوچھا یہ بچوں کے رونے کی کیسی آوازیں ہیں۔ بتایا گیا کہ بچے اور عورتیں ساتھ لائی گئی ہیں تاکہ کوئی شخص ان کی محبت اور غیرت سے اپنا پاؤں پیچھے نہ ڈالے۔ اس پر اس نے کہا یہ خیال فضول ہے۔ جب پاؤں اکھڑ جاتے ہیں تو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ میدان میں صرف تلوار کام دیتی ہے۔ یہ تم نے غلطی کی اگر بدقسمتی سے شکست ہوئی تو عورتوں کی وجہ سے اور بھی ذلت ہوگی۔

پھر پوچھا کعب اور کلاب بھی ہمارے ساتھ ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب نفی میں دیا گیا۔ درید بن الصمہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اگر آج کا دن عزت کا دن ہوتا تو کعب اور کلاب غیر حاضر نہ ہوتے۔ پھر درید بن الصمہ نے مشورہ دیا کہ میدان سے ہٹ کر کسی محفوظ جگہ کیمپ لگایا جائے۔ مگر مالک بن عوف نے جوش شباب میں اس رائے کو ٹھکرا دیا یہ تیس سالہ نوجوان تھا اس نے صاف کہہ دیا کہ تمہاری عقل بے کار ہو چکی ہے۔ یہ تفصیل طبری میں موجود ہے۔

سرکار دو جہاں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس اجتماع کی اطلاع پہنچی تو حضور نے تصدیق کے لیے عبداللہ بن ابی حدرد کو بھیجا وہ جاسوس بن کر حنین میں آئے اور کئی دن فوج میں رہے۔ تمام حالات تحقیق کر کے دربار رسالت میں پہنچے۔ اور مفصل ڈائری پیش کی حضور نے حالات کی نزاکت ملاحظہ فرما کر مقابلہ کی تیاری کا حکم دیا۔ رسد اور سامان حرب کے لیے قرضہ کی ضرورت لاحق ہوئی عبداللہ بن ربیعہ ابوجہل کے سوتیلے بھائی نہایت دولت مند تھے انہوں نے تیس ہزار درہم قرض دیئے (از مسند احمد بن حنبل رح) صفوان بن امیہ مکہ کے رئیس اعظم اور مشہور مہمان نواز تھے اور اب تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے انھوں نے سو زرہیں اور اس کے لوازمات حضور میں پیش کیے۔

اب ۶ شوال ۸ھ مطابق جنوری فروری ۶۳۰ء کو اسلامی فوجیں

Marfat.com

بارہ ہزار کی تعداد میں اس تزک و احتشام سے حنین کی طرف بڑھیں کہ صحابہ کرام کی زبانوں سے بے اختیار یہ لفظ نکل گئے کہ آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ یہ نازش بارگاہِ رب العالمین میں ناپسند ہوئی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ۔ اور حنین کا دن یاد کرو۔ جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے لیکن وہ کثرت کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

مقابلہ شروع ہوا پہلے ہی دھاوے میں مطلع صاف تھا۔ حضورؐ نے ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ رفقائے خاص میں سے بھی کوئی حاضر نہیں صرف چند اصحاب ثابت قدم رہنا بعض روایتوں سے ثابت ہے۔

حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ اس میدان سراسیمگی میں میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ ایک مسلمان کے سینہ پر سوار ہے۔ میں نے عقب سے اس کے شانہ پر تلوار ماری جو زرہ کاٹ کر اندر اتر گئی اس نے مڑ کر مجھے اس زور سے دبوچا کہ میری جان پر بن گئی مگر خدا کے فضل سے وہ ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ اسی اثنا میں میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا میں نے کہا حضرت یہ مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ فرمانے لگے قضائے الٰہی یہی تھی۔ کمافی البخاری غزوہ حنین۔ سیرۃ النبیؐ۔

شکست کے ظاہری اسباب

شکست کے بظاہر مختلف اسباب تھے۔

اول مقدمۃ الجیش میں جو حضرت خالد کے زیر کمان تھا زیادہ تر فتح مکہ کے جدید الاسلام نوجوان تھے جو غرور جوانی میں اسلحات جنگ سے بھی آراستہ ہو کر نہیں آئے تھے۔

۲۔ فوج میں دو ہزار کے قریب طلقا تھے۔ یعنی وہ لوگ جو اب تک اسلام نہیں لائے تھے۔

Marfat.com

۳۔ ہوازن تیر اندازی میں تمام عرب پر ممتاز تھا ان کا ایک تیر بھی خالی نہیں جاتا تھا۔

۴۔ کفار نے رزم گاہ میں پہلے پہنچ کر مناسب مقامات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور تیر اندازوں کے دستے پہاڑ کی گھاٹیوں اور کھوؤں اور دروں میں جما دیے تھے۔

۵۔ لشکر اسلام کے جوشیلے نوجوانوں نے پورا دن نکلنے سے پہلے ہی حملہ کر دیا تھا۔

۶۔ میدانِ جنگ ایسے نشیب میں تھا کہ پاؤں جم نہ سکتے تھے۔

۷۔ حملہ آوروں کا بڑھنا تھا کہ سامنے سے ہزاروں کی تعداد میں فوجیں لوٹ پڑیں۔

۸۔ ادھر کمین گاہوں سے تیر اندازوں کے دستے نکل آئے۔ اور تیروں کا مینہ برسا دیا۔

۹۔ جب مقدمۃ الجیش بے قابو ہو کر پیچھے ہٹا تو تمام فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ صحیح بخاری میں ہے فادبروا ھتّٰی بقی وحدہٗ یعنی تمام لشکر پسپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ تن تنہا تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رہ گئے۔

تیروں، تلواروں کا مینہ برس رہا تھا۔ آوازِ بزن کے سوا کان پڑی آواز کا پتہ نہ تھا۔ بارہ ہزار کی جمعیت منتشر ہو چکی تھی لیکن پیکرِ مقدس بانی دین اقدس کا یہ شجاعانہ مظاہرہ تھا کہ پابرجا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔

یہ ہستی پاک تن تنہا ایک فوج ایک ملک ایک اقلیم ایک عالم نہیں بلکہ مجموعہ کائنات تھا۔ حضورؐ نے نہایت اطمینان کے ساتھ داہنی جانب ملاحظہ کیا اور آواز دی یا معشرا لانصار آواز کے ساتھ ہی صدا آئی حضورؐ ہم حاضر ہیں۔ پھر بائیں جانب پکارے وہی آواز آئی۔ حضورؐ سواری سے اُترے اور جلال نبوت کے لہجہ میں فرمایا۔ میں خدا کا بندہ اس کا پیغمبر ہوں۔

Marfat.com

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے۔ کہ حضورؐ نے یہ رجز پڑھا انا النبی لاکذب۔ انا بن عبد المطلب۔ میں پیغمبر ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نہایت بلند آواز تھے۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ مہاجرین وانصار کو آواز دو۔ آپ نے نعرہ مارا یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ اے گروہ انصار اے بیعت شجرہ والو اس پُر اثر آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام فوج دفعۃً پلٹ پڑی جس کا تذکرہ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ۔ پھر اللہ نے اپنے رسول اور مسلمانوں پر تسلی نازل فرمائی اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور کافروں کو عذاب دیا۔ اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

جن لوگوں کے گھوڑے کش مکش اور گھمسان کی وجہ سے مڑ نہ سکے انھوں نے زرہیں پھینک دیں۔ گھوڑوں سے کود پڑے لڑائی کا رنگ دم زدن میں بدل گیا۔ کفار بھاگ نکلے جو رہ گئے وہ پا بجولاں ہو گئے بنو مالک جو ثقیف کی ایک شاخ تھی ذرا جم کر لڑی مگر جب ان کے ستر آدمی مارے گئے اور عثمان بن عبد اللہ ان کا علمبردار قتل ہو گیا تو وہ بھی نہ ٹھہر سکے۔ شکست خوردہ فوج لوٹ پھوٹ کر کچھ اوطاس میں جمع ہوئی اور کچھ طائف میں جا کر پناہ گزین ہوئی انھیں میں ان کا سپہ سالار مالک بن عوف بھی روپوش تھا۔ اس کے بعد وہ بڈھا گرگ باراں دیدہ درید بن الصمہ کئی ہزار کی جمعیت لے کر اوطاس میں آیا۔ حضورؐ نے ابو عامر اشعری کی سرکردگی میں تھوڑی سی فوج اس کے استیصال کو بھیج دی ابو عامر اشعری درید کے بیٹے کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اس نے علم اسلام ان کے ہاتھ سے لے کر اپنی فتح کا نقارہ بجانا چاہا تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ایسا کامیاب حملہ کیا کہ اسے واصل بجہنم کر کے علم چھین لیا۔ درید بن الصمہ ایک اونٹ پر ہودج میں سوار تھا ربیعہ بن رفیع نے اس پر تلوار کا وار کیا۔ لیکن اتفاق سے اُچٹ

Marfat.com

کر رہ گئی دریدبن الصمہ نے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ تیری ماں نے تجھ کو اچھے ہتھیار نہیں دیے لے میری محمل میں تلوار ہے اسے نکال لے اور اپنی ماں کے پاس واپس جا کر کہنا کہ میں نے درید کو قتل کر دیا ربیعہ نے جا کر ماں کو اس کے قتل کی خبر دی تو اس نے کہا خدا کی قسم درید نے تیری تین ماؤں کو آزاد کرایا تھا مختصر یہ کہ اسیران جنگ کی تعداد ہزاروں سے زائد تھی ان میں حضرت شیما بھی تھیں جو حضورؐ کی رضاعی بہن تھیں لوگوں نے جب انھیں گرفتار کیا تو انھوں نے کہا میں تمھارے نبیؐ کی بہن ہوں۔ لوگ تصدیق کے لیے حضورؐ کی خدمت میں لائے حضرت شیما نے اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی کہ بچپن میں آپؐ نے دانت سے کاٹا تھا یہ اس کا نشان ہے۔ سرکار دوالاتبار رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک میں فرطِ محبت سے آنسو بھر آئے ان کے لیے حضورؐ نے ردائے مبارک بچھا دی۔ محبت کی باتیں فرمائیں چند اونٹ اور بکریاں عطا فرما کر ارشاد فرمایا جی چاہے میرے گھر چل کر رہو اور اگر گھر جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔ حضرت شیما نے خاندان کی محبت کی وجہ میں وطن جانا پسند فرمایا چنانچہ احترام کے ساتھ پہنچا دی گئیں۔

اب حنین کی بقیہ شکست خوردہ فوج جو طائف میں پناہ گزین ہو کر جنگ کی تیاری کر رہی تھی۔ طائف ایک نہایت محفوظ مقام تھا۔ اسے طائف کہتے ہی اس وجہ میں تھے کہ اس کے گرد شہر پناہ کے طور پر چار دیواری تھی۔ اور یہاں قبیلہ ثقیف کی جو شاخ آباد تھی وہ نہایت شجاع مشہور تھی تمام عرب میں ممتاز اور قریش کے گویا ہمسر تھی۔ عروۃ بن مسعود یہاں کا رئیس ابوسفیان کا داماد تھا۔ کفار مکہ کہتے تھے کہ قرآن اگر اترتا تو مکہ یا طائف کے رؤسا پر اترتا۔ لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ[1] یہ لوگ فن حرب سے بھی واقف تھے اور اعزاز میں سردار قوم اور مالدار بھی تھے۔ طبری اور اسحٰق میں لکھا ہے کہ عروۃ بن مسعود ثقفی اور غیلان بن سلمہ نے جرش میں جا کر جو یمن کا ایک ضلع ہے

---

[1] دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن مجید نازل کیوں نہیں کیا گیا۔

Marfat.com

قلعہ شکن آلات مثل دَبابہ ضبُور اور منجنیق کے بنانے اور استعمال کرنے کا فن سیکھا تھا۔ طائف میں ایک قلعہ تھا جو نہایت محفوظ تھا لیکن کچھ شکستہ سا تھا۔ اہل شہر اور شکست خوردہ فراری فوج حنین نے اس کی مرمت کی اور سال بھر کے لیے رسد کا سامان جمع کیا چاروں طرف منجنیق اور جا بجا قدر انداز متعین کیے۔ تاریخ خمیس جلد دوم اور ابن سعد۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کا مالِ غنیمت اور اسیرانِ جنگ کے متعلق حکم دیا کہ مقام جعرانہ میں محفوظ رکھے جائیں۔ اور خود طائف کا عزم فرمایا۔ حضرت خالد مقدمتہ الجیش کے طور پر پہلے روانہ کیے گئے۔ مختصر یہ کہ محاصرہ ہوا اور اسلام میں یہ پہلا موقع تھا کہ قلعہ شکن آلات یعنی دَبابہ اور منجنیق استعمال کیے گئے دَبابہ سے اہل قلعہ نے لوہے کی گرم سلاخیں برسائیں اور اس شدت کی تیر اندازی کی کہ نیستان نبوة کے شیروں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور بہت سے زخمی ہوئے بیس دن تک یہ محاصرہ رہا لیکن شہر فتح نہ ہو سکا۔

آخر ش حضورؐ نے نوفل بن معاویہ کو بلا کر پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے انھوں نے عرض کیا حضورؐ لومڑی بھٹ میں گھس گئی ہے اگر جد وجہد جاری رہی تو پکڑ لی جائے گی اور اگر چھوڑ دی جائے تب بھی کوئی اندیشہ نہیں چونکہ صرف دشمن کی مدافعت مقصود تھی۔ حضورؐ نے محاصرہ اُٹھا لینے کا حکم نافذ فرما دیا صحابہ نے عرض کی حضورؐ ان کو بد دعا دیں۔ حضورؐ نے یہ بد دعا دی اللھم اھدِ ثقیفاً وآت بھم الہیٰ ثقیف کو ہدایت دے اور میرے پاس انھیں آنے کی توفیق عطا فرما۔

محاصرہ چھوڑ کر حضورؐ جعرانہ تشریف لائے غنیمت کا بے شمار ذخیرہ تھا چھ ہزار اسیرانِ جنگ، چوبیس ہزار اُونٹ چالیس ہزار بکریاں چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ (از طبقات ابن سعد) اسیرانِ جنگ کے متعلق آپؐ نے انتظار فرمایا کہ ان کے عزیز و اقارب آئیں تو ان سے گفتگو کی جائے لیکن کئی دن گزر جانے کے باوجود کوئی نہ آیا۔

Marfat.com

مالِ غنیمت کے پانچ حصّے کیے گئے۔ چار حصّے حسب قاعدہ اہلِ فوج کو تقسیم کیے گئے۔ خمس بیت المال اور غربا و مساکین کے لیے رکھا گیا۔ مکّہ کے اکثر رؤسا جنھوں نے حال ہیں اسلام قبول کیا تھا اور ابھی مذبذب العقائد تھے انھیں کو قرآن کریم ہیں مؤلفۃ القلوب فرمایا ہے۔ اور جہاں قرآن کریم ہیں مصارف زکوٰۃ کا ذکر ہے وہاں ان لوگوں کا نام بھی ہے۔ حضورؐ نے ان لوگوں کو نہایت فیاضانہ انعامات بخشے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

ابوسفیان کو مع اولاد کے ۳۰۰ اونٹ ۱۲۰ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

حکیم بن حزام کو	۲۰۰ اونٹ	حویطب بن عبدالعزّیٰ کو	۱۰۰ اونٹ
نضیر بن حارث بن کلاہ ثقفی کو	۱۰۰ اونٹ		
صفوان ابن امیہ کو	۱۰۰ اونٹ	اقرع ابن حابس کو	۱۰۰ اونٹ
قیس بن عدی کو	۱۰۰ اونٹ	عینیہ بن حصین کو	۱۰۰ اونٹ
سہیل بن عمرو کو	۱۰۰ اونٹ	مالک بن عوف کو	۱۰۰ اونٹ

اس کے سوا بہت سے لوگوں کو پچاس پچاس اونٹ عطا فرمائے فوج کے حصّہ ہیں تقسیم عام کے اعتبار سے فی کس چار اونٹ چالیس بکریاں نکلیں۔ سوار کو چونکہ پیادہ فوج کے مقابلہ ہیں تین گنا حصّہ دیا جاتا تھا۔ اس لیے ہر سوار کے حصّہ ہیں بارہ اونٹ ایک سو بیس بکریاں آئیں۔ علاوہ اس کے جنھیں باراِن عطا سے نوازا گیا۔

ان ہیں اکثر اہل مکّہ اور جدید الاسلام تھے۔ اس پر بعض انصار کو رنج ہوا اور کہا کہ حضورؐ نے قریش کو انعام دے کر ہمیں محروم رکھا۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے اب تک قریش کے خون کے قطرات ٹپک رہے ہیں۔ بعض نے کہا کہ مشکلات کے موقعہ پر ہماری یاد ہوتی ہے اور غنیمت اوروں کو ملتی ہے۔

حضورؐ کے گوش اقدس تک جب یہ آواز پہنچی حضورؐ نے انصار کو جمع فرمایا اور دریافت کیا کہ کیا یہ شکوہ تمھاری طرف سے ہوا ہے۔ انصار چونکہ سچ بولنے

Marfat.com

کے عادی تھے انھوں نے صاف عرض کر دیا کہ حضورؐ ہمارے سر برآوردہ لوگوں کی طرف سے یہ بات نہیں نکلی بلکہ ہمارے نوخیز لڑکوں نے یہ ضرور کہا ہے حضورؐ نے انصار کے صغیر و کبیر جمع فرمائے اور ایسا بلیغ خطبہ دیا جس کی نظیر فن بلاغت میں معدوم ہے اور انصار کو خطاب کر کے فرمایا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ تم پہلے گمراہ تھے۔ خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو ہدایت دی۔ تم منتشر تھے خدا نے میرے ذریعہ تم میں اتفاق پیدا کیا۔ تم مفلس تھے خدا نے میرے ذریعہ تمھیں متمول کیا۔ اس پر انصار ہر فقرہ کے بعد کہتے جاتے تھے کہ اللہ و رسول کے احسانات ہم پر سب سے زیادہ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں تم یہ جواب دو کہ اے محمد صلی اللہ علیک آپؐ کو جب لوگوں نے جھٹلایا ہم نے آپؐ کی تصدیق کی آپؐ کو جب لوگوں نے چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی۔ آپؐ جب عائل تھے تو ہم نے ہر طرح کی مدد کی اور فرمایا تم یہ جواب دیتے جاؤ اور میں کہتا جاؤں گا تم سچ کہتے ہو لیکن اے انصار کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں لے کر جائیں اور تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر آؤ۔ یہ سن کر انصار بے اختیار چیخ پڑے اور کہنے لگے ہم کو صرف ہمارے حضورؐ درکار ہیں۔ اکثر کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے از خود رفتہ ہو گئے اور ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا مکہ کے لوگ جدید الاسلام ہیں میں نے ان کو جو کچھ دیا حق کی بنا پر نہیں۔ بلکہ تالیف قلوب کے لیے دیا ہے۔

اسیرانِ حنین کے ساتھ حضورؐ کی مراعات اسیران جنگ حنین ابھی تک جعرانہ میں محفوظ تھے ایک معزز سفارت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور درخواست کی کہ حنین کے اسیر رہا کر دیئے جائیں یہ سفارت اس قبیلہ سے آئی تھی جس میں حضورؐ کی رضاعی دایہ حضرت حلیمہ تھیں رئیس قبیلہ زہیر بن صرد نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حضورؐ کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا جو عورتیں چھپروں میں محبوس ہیں انھیں میں حضورؐ کی رضاعی

پھوپھیاں اور خالائیں ہیں خدا کی قسم اگر سلاطین عرب میں سے کہیں ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا تو ان سے بہت کچھ امید بن ہوتیں اور آپ سے تو ہمیں ان سے بھی زیادہ توقع ہے حضورؐ نے فرمایا خاندان عبدالمطلب کا جس قدر حصّہ ہے وہ تمہارا ہے لیکن حاصل رہائی کی تدبیر یہ ہے کہ جب نماز کے بعد مجمع ہو تو سب کے سامنے یہ درخواست پیش کرو نماز ظہر کے بعد ان لوگوں نے یہ درخواست مجمع کے سامنے پیش کی حضورؐ نے فرمایا مجھ کو صرف اپنے خاندان پر اختیار ہے لیکن میں تمام مسلمانوں سے ان کے لیے سفارش کرتا ہوں۔ مہاجرین اور انصار بول اُٹھے حضورؐ ہمارا حصّہ بھی حاضر ہے اس طرح چھ ہزار بیک وقت آزاد کر دیے گئے۔ علامہ خرپوتی رحمہ اللہ نے اس واقعہ میں ایک معجزہ کا ذکر فرمایا کہ حضورؐ نے کفّار کی طرف نظر کی اور ایک مٹھی خاک کی اُٹھا کر فرمایا انہزموا ورب الکعبۃ شاہت الوجوہ۔ بھاگ جاؤ رب کعبہ کے رعب سے اور خاک آلودہ چہرے سے کر اور کفار کی طرف وہ مٹی پھینکی تو تمام کافروں کے اندر مثل ابر غلیظ وہ مٹی پھیل گئی اور ان کی آنکھوں میں غبار بھر گیا اور بھاگ نکلے۔

غزوۂ بدر اب بیت مبارک میں سل بدراً غزوۂ بدر کے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ یہ واقعہ بھی ہم دیگر کتب تواریخ سے تفصیلی رنگ میں پیش ناظرین کرتے ہیں اور شارح خرپوتی رحمہ اللہ نے جو مختصر نقل کیا ہے وہ بھی اوّل تبرکاً نقل کئے دیتے ہیں

بدر ایک موضع ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین واقع ہے۔ اس جگہ محاربہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے باوجود قلت عدد مسلمین اور کثرت عدد مشرکین مسلمانوں کو فتح عطا فرما کر حضورؐ کی شان دکھائی اور مسلمین کی جانیں بچائیں اور شیطان کو معہ اس کی جماعت کے ذلیل و رسوا کیا۔ اس کا تذکرہ قرآن کریم میں یوں ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ بے شک اللہ نے مدد فرمائی تمہاری بدر میں باوجودیکہ تم دشمن کی نظر میں ذلیل تھے۔ اور یہ غزوۂ اعظم غزوات اسلام سے ہے۔ یہ جنگ رمضان المبارک میں ہوئی اس میں مسلمانوں کی تعداد تین سو

Marfat.com

تیرہ تھی اور مشرکین ایک ہزار کے قریب تھے۔ اور یہاں ایسا زبردست قتل و قتال ہوا کہ اس کی نظیر دوسرے غزوات میں نہیں ملتی پھر اللہ تعالے نے اپنے رسول پر سکینہ نازل فرمایا اور جنود ملائکہ کے ساتھ امداد کی۔ اس محاربہ میں ستر مشرکین مارے گئے اور ستر قید ہوئے مقتولین میں اکثر صنادید قریش تھے اور اس غزوہ میں بہت سے معجزات و عجائبات کا بھی ظہور ہوا۔ انتہیٰ من شرح الحزبوتی۔ اب اس واقعہ عظیم کو تفصیلی صورت میں ملاحظہ فرمائیں منتخب از سیرۃ النبی۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ بدر ایک گاؤں کا نام ہے جہاں ہر سال میلہ لگتا ہے۔ یہ مقام اس نقطہ کے قریب ہے جہاں شام سے مدینہ جانے کا راستہ دشوار گزار گھاٹیوں میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ مدینہ منورہ سے تقریباً ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔

اس جنگ کے مبادیات یہ ہیں کہ جب ۲ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو بارہ سپاہیوں کے ساتھ بطن نخلہ کی طرف اس غرض سے بھیجا تھا کہ قریش کے حالات کا پتہ لگائیں۔ تو انھوں نے بجائے اس کے یہ کیا کہ راستہ میں قریش کے چند آدمی جو شام سے مال تجارت لے کر آ رہے تھے ان پر حملہ کر دیا۔ اس قافلہ میں عمرو بن حضرمی بھی تھا وہ مارا گیا اور دو گرفتار ہوئے۔ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ عبداللہ معہ مال غنیمت اور قیدیوں کے مدینہ آئے اور سرکار میں سب چیزیں پیش کیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے تمھیں یہ کب کہا تھا اور اس عتاب میں غنیمت بھی قبول نہ فرمائی۔ اور صحابہ کرام بھی عبداللہ پر نہایت برہم ہوئے اور انھوں نے کہا۔ صنعتم مالم تومروا بہ وقاتلتم فی الشہر الحرام ولم تومروا بقتال۔ طبری صفحہ ۱۲۷۵۔ تم نے وہ کام کیا جس کا تمھیں حکم نہیں دیا گیا اور ماہ حرام رجب المرجب میں مقاتلہ کیا۔ حالانکہ اس مہینہ میں لڑنے کا حکم نہ تھا جو لوگ گرفتار اور قتل ہوئے وہ بڑے معزز خاندان کے لوگ تھے۔ عمرو حضرمی جو قتل ہوا وہ عبداللہ بن حضرمی کا بیٹا تھا جو حرب بن امیہ یعنی امیر معاویہ کے دادا کا حلیف تھا۔ اور

Marfat.com

حرب بن اُمیہ قریش کا رئیس اعظم اور ایسا رئیس اعظم تھا کہ حضرت عبدالمطلب کے بعد اس کو ریاست عامہ حاصل ہوئی تھی۔ اور جو لوگ گرفتار ہوئے تھے وہ عثمان اور نوفل مغیرہ کے پوتے تھے۔ مغیرہ ولید کا باپ حضرت خالد کا دادا اور حرب بن اُمیہ کے بعد دوسرے درجہ کا رئیس مکہ تھا۔ اس بنا پر قتل حضرمی نے تمام قریش میں اشتعال پیدا کر دیا۔ اور یہ انتقام خون کی بنیاد قائم ہو گئی۔

حضرت عروۃ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تصریح فرماتے ہیں کہ نہ صرف غزوۂ بدر بلکہ تمام لڑائیوں کی وجہ جو قریش سے ہوئیں صرف اور صرف قتل حضرمی ہے۔ علامہ طبری لکھتے ہیں۔ اور جس چیز نے بدر کی جنگ کو ابھارا اور تمام غزوات کے سلسلہ جنبانی ہو گئی سب کا سبب یہ تھا کہ واقد سہمی نے حضرمی کو قتل کر دیا تھا۔

ہجرت کے بعد سے ہی حملہ کی تیاریاں شروع تھیں اور گزشتہ حالات انتقامی جذبہ کے ساتھ اس میں کارفرما تھے۔ عبداللہ بن ابی کو قریش مکہ نے خط میں صاف لکھ دیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے ہمیں اطلاع دو۔ ورنہ ہم آ کر ان کے ساتھ تمہارا بھی فیصلہ کر دیں گے۔ یہ پہلا الٹی میٹم تھا جو مدینہ کی طرف قریش نے دیا۔ اس کے بعد سے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں مدینہ کی طرف گشت لگاتی رہیں۔ کرز فہری مدینہ کی چراگاہوں تک آ کر غارت گری کر تا رہا۔ مکمل حملہ کے لیے سب سے پہلے مصارف جنگ کا بندوبست تھا اس لیے اب کے موسم میں جو کاروان تجارت قریش نے شام روانہ کیا وہ اس سروسامان سے روانہ ہوا کہ مکہ کی تمام آبادی نے جس کے پاس جو رقم تھی سب کی سب دے دی تھی۔

اور نہ صرف مرد ہی اس میں شریک تھے۔ بلکہ عورتیں بھی اس تجارت میں شریک تھیں۔ ابھی قافلہ شام کو روانہ نہ ہوا تھا کہ حضرمی کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا۔ اس سے قریش کی آتش غضب اور بھی مشتعل ہو گئی حتیٰ کہ قریش کے غضب

Marfat.com

کے بادل تمام عرب پر چھا گئے۔ حضورؐ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپؐ نے صحابہ کو جمع کر کے واقعہ کا اظہار فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ؛ اور دیگر جان نثاروں نے نہایت پرجوش تقریریں کیں لیکن حضورؐ انصار کا نظریہ معلوم فرمانا چاہ رہے تھے۔ کیونکہ ان سے بوقت بیعت یہ اقرار لیا گیا تھا کہ جب کوئی مدینہ پر چڑھائی کرے گا تو ان کی تلوار اُٹھے گی۔

آخر سعد بن عبادہ سردار قبیلہ خزرج اُٹھے اور عرض کرنے لگے کہ حضورؐ کی نظریں ہماری طرف اُٹھ رہی ہیں اور ہمارے پرانے عہد نامہ کے ماتحت حضورؐ ہمیں کوئی حکم نہیں فرما رہے ہیں۔ خدا کی قسم اگر حضورؐ حکم دیں تو ہم سمندر میں کودنے کو تیار ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت ہے اور بخاری میں ہے کہ حضرت مقداد نے عرض کی حضورؐ ہم قوم موسیٰؑ کی طرح نہیں کہ یوں کہہ دیں اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑے ہم یہاں بیٹھے ہوتے ہیں۔ بلکہ حضورؐ حکم فرمائیں ہم حضورؐ کے داہنے سے بائیں سے سامنے سے پیچھے سے ہر طرح سے جان نثاری کریں گے۔ اس تقریر سے فرطِ مسرت میں حضورؐ کا چہرۂ زیبا چمک اٹھا۔ غرضیکہ ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ کو حضورؐ نے تین سو جان نثاروں کے ساتھ شہر سے نکلنے کا حکم دیا اور ایک میل چل کر فوج کا جائزہ لیا۔ ان میں سے جو کم عمر تھے واپس کیے گئے۔ اور فرمایا گیا کہ ایسے پُرخطر موقع پر بچوں کا کام نہیں۔

عمیر بن ابی وقاص ایک کمسن بچے تھے انھیں جب واپس ہونے کو کہا تو یہ رو پڑے۔ اس سے قلب مبارک متاثر ہوا اور انھیں اجازت مل گئی عمیر کے بھائی سعد بن ابی وقاص نے اس کمسن سپاہی کو سجایا گلے میں تلوار حمایل کی۔ اب فوج اسلام کی تعداد ۳۱۳ ہو گئی تھی ان میں ساٹھ مہاجرین تھے اور باقی انصار چونکہ منافقین اور یہود کی طرف سے اطمینان نہ تھا اس لیے حضرت ابولبابہ ابن عبدالمنذر کو مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا گیا۔ انھیں حکم دیا گیا کہ مدینہ واپس جائیں اور عالیہ یعنی

Marfat.com

مدینہ منورہ کی بالائی آبادی پر عاصم بن عدی کو مقرر فرما دیا۔ اس انتظام کے بعد حضورؐ بدر کی طرف بڑھے۔

جس طرف سے اہلِ مکّہ کے آنے کی خبر تھی ادھر دو خبر رساں بسبسہ اور عدی پہلے روانہ کر دیے کہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر لائیں۔ غرض کہ روحا، منصرف، ذات اجذال، معلات، اثیل سے گزرتے ہوئے ۱۷ رمضان المبارک کو بدر کے قریب پہنچے۔ خبر رسانوں نے اطلاع دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آ گئے ہیں۔ حضورؐ نے یہیں قیام فرمایا۔ لشکر اسلام اتر پڑا۔ قریش کے ساتھ ہزار بہادر سپاہیوں کی جمعیت اور سو سواروں کا رسالہ تھا۔ رؤسائے قریش سوا ابو لہب کے سب شریک تھے۔ اور ابو لہب بھی مجبوری کی وجہ میں نہ آ سکا تھا۔ مگر اس نے اپنا قائم مقام بھیج دیا تھا۔ رسد کا یہ نظام تھا کہ امرائے قریش یعنی عباس، عتبہ بن ربیعہ، حرث بن عامر، خر بن الحارث، ابو جہل، امیہ وغیرہ وغیرہ باری باری سے ہر روز دس اونٹ ذبح کرتے اور لشکر کو کھلاتے۔

قریش کی فوج کا سپہ سالار قریش کا رئیس اعظم عتبہ بن ربیعہ تھا۔ مقام بدر میں قریش کو اطلاع ملی کہ ابو سفیان کا قافلہ خطرہ کی زد سے نکل گیا ہے تو قبیلہ زہرہ اور عدی کے سرداروں نے کہا اب لڑنا ضروری نہیں مگر ابو جہل نہ مانا۔ اور زہرہ اور عدی کے لوگ واپس چلے گئے۔ باقی فوج آگے بڑھی۔ قریش چونکہ پہلے آ چکے تھے انھوں نے مناسب موقعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

لشکر اسلام بعد میں پہنچا تھا۔ اس وجہ میں ان کے حصّہ میں چشمہ یا کنواں کوئی چیز بھی نہ تھی۔ زمین ملی تو ایسی ریتلی کہ اونٹوں کے پاؤں ریتے میں دھنس دھنس جاتے تھے۔ حُباب بن منذر نے حضورؐ سے عرض کی کہ جو مقام انتخاب کیا گیا ہے وحی کی رو سے ہے یا فوجی تدبیر کے ماتحت۔ حضورؐ نے فرمایا وحی نہیں ہے۔ تو حُباب نے عرض کی ایسی صورت میں میری رائے یہ ہے کہ ہم آگے بڑھیں۔ چشمہ پر قبضہ کریں اور ارد گرد کے کنوئیں بیکار کر دیں۔ حضورؐ نے یہ رائے پسند فرمائی اور اس پر عمل کیا گیا۔

Marfat.com

حسنِ اتفاق سے مینہ برس گیا اور ریتا جم گیا جا بجا پانی روک کر چھوٹے چھوٹے ایسے حوض بنا لیے گئے۔ جو غسل و وضو کے کام آئیں اسی کرم نوازی کو قرآن کریم فرماتا ہے۔ یُنَزِّلُ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمۡ بِهٖ اور جب کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا کہ تم کو اس سے طہارت حاصل ہو۔ پانی پر اگرچہ قبضہ تھا لیکن وسعتِ خُلق ساقی کوثر نے یہ گوارہ نہ کیا کہ دشمن بے آب رہے بلکہ باوجود سخت حسد و کینہ کے حضورؐ کی طرف سے اُنھیں پانی کی اجازت تھی۔

اب رات کا وقت ہے۔ تمام لشکر کمر کھول کھول کر شب آرام لینے کے لیے سو رہا ہے لیکن صرف ایک ہستی مقدس ہے جو صبح تک بیدار مصروف دعا ہے۔ یا یوں کہیے کہ یہ برات تھی جو ہر قسم کے خوف سے بری ہو کر محو خواب تھی۔ اور اس کے دُولہا آقا مولا سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم پاسبان اور سرگرم دُعا شب بھر بیدار رہے صُبح ہوئی نماز کے لیے آواز دی گئی بعد نماز جہاد کے موضوع پر ایک بلیغ خطبہ دیا۔ ادھر یہ نظام ہے ادھر قریش جنگ کے لیے بے تاب ہیں۔ ان میں جہاں ہر ایک بر سرِ پیکار ہے وہاں کچھ نیک دِل بھی ہیں۔ جو خون ریزی کو پسند نہیں کرتے۔ ان میں حکیم بن حزام بھی ہیں۔ جو بعد میں مشرف باسلام ہو گئے۔ اُنھوں نے سردار فوج عتبہ سے کہا کہ۔ اگر آپ چاہیں تو آج کا دِن آپ کی نیک نامی کی ابدی یادگار ہو جائے۔ عتبہ نے کہا وُہ کِس طرح حکیم بن حزام نے کہا اس وقت قریش کا جو کچھ مطالبہ ہے وہ صرف حضرمی کا خون ہے۔ اس لیے کہ وُہ آپ کا حلیف تھا۔ آپ اس کا خون بہا ادا کر دیں۔ یہ مشورہ عتبہ کو پسند آیا اور اُس نے خوشی سے منظور کر لیا لیکن چونکہ ابو جہل کا مشورہ اس سے لازمی تھا حکیم بن حزام سے کہا کہ جاؤ میرا یہ پیام ابو جہل کو پہنچاؤ۔ ابو جہل نے یہ سنتے ہی کہا کہ ہاں عتبہ ہمت ہار گیا ہے۔ اس لیے کہ اسلامی لشکر کے اندر حذیفہ عتبہ کا بیٹا آیا ہے جو مسلمان ہو گیا ہے یہ سب کچھ عتبہ اس لیے چاہتا ہے کہ اس کے بیٹے پر کوئی آنچ نہ آئے۔ ابو جہل نے حضرمی کے بھائی عامر کو بلا کر کہا کہ دیکھا تم نے تمہارے بھائی کا

Marfat.com

خون بہا تمہاری آنکھوں دیکھتے مل رہا ہے۔ عامر نے یہ سُن کر عرب کے قاعدہ کے مطابق کپڑے پھاڑ ڈالے اور خاک اُڑا کر واعمرہ واعمرہ کا نعرہ مارنا شروع کیا۔ اس مظاہرہ نے تمام فوج میں پھر آگ لگا دی۔ جب عتبہ کو ابوجہل کا یہ طعنہ پہنچا تو سخت برہم ہوا اور کہا میدانِ جنگ میں پتہ چل جائے گا کہ نامردی کا داغ کس کو لگتا ہے۔ یہ کہہ کر مغفر مانگا اور اوڑھا تو اس کا سر اتنا بڑا تھا کہ کوئی مغفر اس کے سر پر ٹھیک نہ اُترا۔ مجبور سر سے کپڑا لپیٹا اور لڑائی کے ہتھیار سجے۔

چونکہ رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے دستِ اقدس کو خونِ کفار سے آلودہ فرمانا پسند نہیں فرماتے تھے اس لیے جان نثارانِ اسلام نے ایک خیمہ چھپرنما بنایا کہ اس میں حضورؐ تشریف رکھیں اور پہرہ کے لیے سعد بن معاذ تیغ بکف مقرر ہوئے۔

اگرچہ فتح و نصرت کا وعدہ من جانب اللہ قطعی تھا عناصرِ عالم آمادہ مدد تھے۔ ملائکہ کی فوجیں ہر کاب اشارہ کی منتظر تھیں۔ تاہم عالمِ اسباب کے لحاظ سے حضورؐ نے اصولِ جنگ کے مطابق فوجیں مرتب فرمائیں۔ مہاجرین کا علم مصعب بن عمیر کو عنایت ہوا۔ خزرج کے علمبردار حباب بن منذر ہوئے اور اوس کے سعد بن منذر مقرر ہوئے۔

صبح ہوتے ہوتے آپؐ نے صف آرائی شروع کی۔ دستِ مبارک میں ایک تیر تھا اس کے اشارے سے صفیں قائم کی گئیں ابھی یہ انتظام ہو ہی رہا تھا کہ حضرت حُذیفہ بن الیمان اور حُسَیل دو صحابی کہیں سے آ رہے تھے۔ راستہ میں دشمنوں نے روکا اور کہا کہ تم لشکرِ اسلام کی مدد کو جا رہے ہو انھوں نے واقعہ کے مطابق انکار کیا۔ اس پر بھی انھوں نے وعدہ لیا کہ وہ مدد نہیں کریں گے۔ اس وعدہ کے بعد انھیں راہ ملی جب یہ دونوں دربارِ رسالت میں حاضر آئے واقعہ عرض کیا تو حضورؐ نے فرمایا ہم ہر حال میں وعدہ وفا کریں گے ہمیں صرف اپنے رب کی مدد درکار ہے۔

اب دو صفیں مقابل ہیں ایک طرف حق ہے دوسری طرف باطل ایک طرف

Marfat.com

نور ہے دوسری طرف ظلمت ایک طرف کفر ہے دوسری طرف اسلام اس کا نقشہ قرآن کریم اس طرح کھینچتا ہے۔ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ۔ جو لوگ باہم لڑے ان میں تمہارے لیے عبرت کی نشانیاں ہیں۔ ایک خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا دوسرا منکر خدا تھا۔ یہ منظر عجیب منظر تھا اتنی بڑی وسیع دنیا میں توحید کی قسمت صرف چند آدمیوں پر منحصر تھی صحیحین میں ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت ایک خاص خضوع کی حالت طاری تھی وہ نوری دست مقدس آسمان کی طرف پھیلے ہوئے تھے اور زبان مبارک پر یہ لفظ جاری تھے۔ الٰہی تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے آج پورا کر۔ محویت اور بے خودی کے عالم میں رداء مبارک دوش اقدس سے گر جاتی ہے۔ کبھی سجدہ میں ہیں اور عرض کر رہے ہیں الٰہی اگر یہ چند جانیں آج فنا ہو گئیں تو تیرا نام لینے والا قیامت تک نہ رہے گا۔

اس بیقراری پہ جان نثاروں کو رقت آگئی حضرت صدیق نے عرض کی حضور اللہ تعالیٰ وعدہ پورا فرمائے گا۔ آخر روحانی تسکین کے ساتھ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ پڑھتے ہوئے لب مبارک فتح کی پیش گوئی سے آشنا ہوئے۔ اب دشمن کی فوجیں قریب آگئیں تاہم جان نثاران اسلام کو حکم ہے کہ پیش قدمی نہ کریں جب دشمن بالکل قریب ہو جائے تو اسے تیروں سے روکا جائے۔ یہ معرکہ ایثار و جان بازی کا سب سے بڑا حیرت ناک منظر تھا۔ دونوں فوجیں سامنے آئیں تو لوگوں کو نظر آیا کہ خود ان کے جگر پارے تلوار کے سامنے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا اپنا فرزند کافروں کی طرف سے میدان میں آرہا ہے۔ خود تلوار لے کر میدان میں آئے۔ عتبہ میدان میں آیا تو اُس کے فرزند حضرت حذیفہ مقابلہ کو نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ماموں کے خون سے تلوار رنگ کر واپس ہوئے۔ لڑائی کا آغاز یوں ہوا کہ سب سے پہلے عامر حضرمی جس کو بھائی کے خون کا دعویٰ تھا آگے بڑھا مہجع حضرت عمر کا غلام اس کے مقابلہ کو نکلا اور مارا گیا۔ عتبہ جو سردار لشکر تھا

Marfat.com

ابوجہل کے طعنہ سے سخت برہم تھا۔ سب سے پہلے وہی بھائی اور بیٹے کو لے کر میدان میں آیا۔ عرب کا دستور تھا کہ نامور لوگ کوئی امتیازی نشان لگاکر میدان میں جاتے تھے۔ عتبہ کے سینہ پر شتر مرغ کے پر تھے۔ حضرت عوف حضرت معاذ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم مقابلہ کو نکلے عتبہ نے نام ونسب پوچھا جب اسے معلوم ہوا کہ انصار ہیں تو عتبہ نے کہا ہم کو تم سے غرض نہیں پھر حضورؐ کی طرف خطاب کر کے پکارا کہ یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں بعض کتب احادیث کے مضامین سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جواب بغرض اہانت انصار نہ تھا بلکہ عتبہ کا منشا یہ تھا کہ انتقام خون کا مطالبہ قریش سے ہے انصار سے نہیں مگر بایں ہمہ یہ حقیقت ناقابلِ انکار ہے کہ مکہ والے انصار کو اپنا ہمسر نہیں سمجھتے تھے غرضیکہ حضرت حمزہ حضرت عبیدہ حضرت علی میدان میں آئے ان حضرات کے چہروں پر نقاب تھی عتبہ نے پوچھا تم کون ہو سب نے نام ونسب بتائے عتبہ نے کہا ہاں اب ہمارا جوڑ ہے عتبہ حضرت حمزہؓ سے ولید حضرت علیؓ سے مقابلہ ہوا ایک ہی وار میں دونوں مارے گئے مگر عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ کو زخمی کیا۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ کو کندھے پر اٹھا کر دربارِ شاہی میں پہنچایا حضرت عبیدہ نے حضورؐ سے پوچھا کیا میں دولت شہادت سے محروم رہا حضورؐ نے فرمایا نہیں تم شہید ہو۔ حضرت عبیدہ عرض کرنے لگے آج ابوطالب زندہ ہوتے تو تسلیم کرتے کہ ان کے اس شعر کا مستحق میں ہوں۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

ہم اپنے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کے حوالے اس وقت کریں گے جب ان کے گرد لڑ کر مر جائیں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بھلا نہ دیئے جائیں

سعد بن العاص کا بیٹا عبیدہ سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا صف سے نکلا اور پکارا کہ میں ابوکرش ہوں حضرت زبیر اس کے مقابلہ کو نکلے اور چونکہ اس کی صرف آنکھیں نظر آتی تھیں آپ نے تاک کر آنکھ میں برچھی ماری وہ زمین پر

Marfat.com

گرا اور مر گیا۔ برچھی اس طرح پیوست ہوگئی تھی کہ حضرت زبیر نے اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر کھینچی تو بڑی مشکل سے نکلی اور دونوں دھاریں مڑ گئیں اس برچھی کو حضورؐ نے حضرت زبیر سے لے کر یادگار میں رکھا۔ خلفاء اربعہ کے عہد تک یہ یادگار میں رہی بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس آگئی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، نے اس معرکہ میں کئی کاری زخم اُٹھائے تھے شانہ پر جو زخم آیا تھا اتنا گہرا تھا کہ اچھے ہو جانے پر اس میں انگلی چلی جاتی تھی۔ عروہ آپ کے صاحبزادے بچپن میں ان زخموں سے کھیلا کرتے تھے۔ جس تلوار سے آپ لڑے تھے وہ لڑتے لڑتے گرگئی تھی۔ چنانچہ جب عبداللہ ابن زبیر شہید ہوئے تو عبدالملک نے عروہ سے کہا تو زبیر کی تلوار پہچان لے گا اس نے کہا ہاں۔ عبدالملک نے پوچھا کیونکر بولا بدر کے معرکہ میں اس میں دندانے پڑ گئے تھے۔ عبدالملک نے تصدیق کی اور یہ مصرع پڑھا۔ ع

بہن فلول من قراع الکتاب

عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو دے دی اس نے اس کی قیمت کرائی تو تین ہزار ہوئی قبضہ پر چاندی کا کام تھا۔ اب عام حملہ شروع ہوگیا۔ مشرکین اپنے بل بوتے پر لڑ رہے تھے اور جان نثاران اسلام صرف خدا کی قوت کا سہارا ڈھونڈ رہے تھے۔ ابوجہل کی شرارت اور دشمن اسلام کا عام چرچا تھا۔ اس بنا پر انصار میں سے معوذ و معاذ دو بھائیوں نے عہد کیا تھا کہ یہ شقی جہاں نظر آجائے گا یا اس کو مٹا کر چین لیں گے یا مٹ جائیں گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میری صف میں میرے داہنے بائیں دو نوخیز لڑکے نظر آئے اور انھوں نے کان میں مجھ سے پوچھا کہ ابوجہل کہاں ہے میں نے کہا برادر زادہ ابوجہل کو پوچھ کر کیا کروگے۔ بولے ہم نے خدا سے عہد کیا ہے کہ جہاں اُسے دیکھ لیں گے قتل کر دیں گے یا خود لڑ کر جان دیں گے میں نے اشارے سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے۔ بس میرا اشارہ کرنا تھا کہ باز اشہب کی طرح دونوں جھپٹے

Marfat.com

اور میری نظر پڑی تو میں نے دیکھا ابو جہل خاک پر ہے۔ یہ دونوں شجاع بچے عفرا کے نونہال تھے۔ عکرمہ نے جب اپنے بہادر باپ کی یہ گت دیکھی عقب سے آیا اور حضرت معوذ کے بائیں شانے پر ایسی تلوار ماری کہ بازو کٹ گیا صرف تسمہ رہ گیا۔ معاذ نے عکرمہ کا تعاقب کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔ حضرت معوذ اسی حالت میں لڑ رہے تھے۔ لیکن ہاتھ لٹکنے سے زحمت ہوتی تھی حضورؐ کے دربار میں آئے ہاتھ دکھایا حضورؐ نے اسے اس کی جگہ لگا دیا ہاتھ بالکل تندرست ہوگیا۔ مختصر یہ کہ عتبہ سالار لشکر اور ابو جہل کے مارے جانے سے قریش کا پائے ثبات اکھڑ گیا۔ اور فوج میں بیدلی سی پھیل کر بزدلی چھا گئی۔

حضورؐ کا پرانا دشمن امیّہ بن خلف بھی جنگ بدر میں شریک تھا۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہٗ نے اس سے کسی زمانہ میں معاہدہ کیا تھا کہ وہ مدینہ آئے گا تو یہ اس کی جان کے محافظ ہوں گے بدر میں اس خبیث سے انتقام لینے کا خوب موقعہ تھا لیکن چونکہ عہد کی پابندی اسلام کا شعار خاص ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چاہا کہ یہ بچ کر نکل جائے۔ بلکہ اسے لے کر ایک پہاڑ پر چلے گئے۔ اتفاق سے حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ نے دیکھ لیا انصار کو خبر کر دی فوراً لوگ لوٹ پڑے حضرت عبدالرحمٰن نے اُمیّہ کے بیٹے کو آگے کر دیا مسلمانوں نے اس کو قتل کر ڈالا مگر اُمیّہ کی طرف سے پھر بھی بے پروانہ ہوئے آخر ش حضرت عبدالرحمٰن نے اُسے لٹا دیا یہ لیٹ گیا تو مسلمان اس پر چھا گئے حضرت عبدالرحمٰن اس کی سپر بن گئے۔ اس کے اوپر لیٹ گئے۔ لیکن لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن کے پیروں میں سے ہاتھ ڈال کر اس کو واصل جہنم کر ڈالا اس کشاکش میں حضرت عبدالرحمٰن کی ایک ٹانگ بھی زخمی ہوگئی اور مدتوں تک اس زخم کا نشان قائم رہا۔

اب جنگ بدر میں قریش کے جو دم خم تھے وہ آخری سانس توڑ رہے تھے۔ ابو جہل عتبہ وغیرہ کے قتل کے بعد قریش نے ہتھیار ڈال دیے اور

Marfat.com

مسلمانوں نے ان کی گرفتاریاں شروع کر دیں۔

حضرت عباس عقیل جو حضرت علی کے بھائی تھے نوفل اسود بن عامر عبداللہ بن زمعہ اور بہت سے بڑے بڑے معزز بن قریش گرفتار ہوئے حضورؐ نے ان گرفتاریوں کے بعد حکم دیا کہ کوئی خبر لائے کہ ابوجہل کا کیا انجام ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جا کر لاشوں کو دیکھا تو زخمیوں میں پڑا ہوا نظر آیا کہ دم توڑ رہا ہے آپ نے پوچھا تو ابوجہل ہے۔ اس نے کہا ایک شخص کو اس کی قوم نے قتل کر دیا تو یہ فخر کی کیا بات ہے۔ ابوجہل نے ایک دفعہ آپ کو طمانچہ مارا تھا اس کے انتقام میں آپ نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا ابوجہل بکنے لگا او بکریاں چرانے والے دیکھ تو کہاں پاؤں رکھتا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا اور حضورؐ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا۔ بعد فتح معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں سے صرف چودہ نفوس شہید ہوئے جن میں چھ۶ مہاجر اور آٹھ۸ انصار ہیں۔ اور دوسری طرف شجاعان نامور مارے گئے اور شیبہ۔ عتبہ۔ ابوجہل۔ ابوالبختری۔ زمعہ بن الاسود۔ عاص بن ہشام امیہ بن خلف منبہ۔ بن الحجاج جیسے مایۂ ناز مشرکین واصل جہنم ہوئے۔ تقریباً ستر آدمی قتل اور اسی قدر قید ہوئے۔ اسیران جنگ میں سے بھی دو عقبہ اور نفر بن حارث کو قتل کیا گیا باقی قیدی مدینہ میں لائے گئے۔

اس جنگ میں دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان تین سو تیرہ ہیں اور ان کے پاس سامان حرب بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ مسلمان فوج میں صرف دو گھوڑے اور معمولی ہتھیار تھے۔

قریش کے اندر تمام کے تمام مسلح ایک ہزار پیادہ پا سو سواروں کا رسالہ تھا۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی فتح اسلام ہونی منظور تھی۔ اسی لیے تو ناظم فاہم رحمہ اللہ نے فرمایا وسل مبدأ بدر کی سرزمین سے پوچھ کہ یہ مقابلہ اس تاجدار نبوت نے کس بانکپن سے کیا۔ کہ اسباب ظاہری کے

Marfat.com

اعتبار سے نہ سامان حرب نہ جمعیت ہی اتنی کہ مقابلہ کے قابل ہو اسی وجہ میں ناظم فاہم رحمہ اللہ نے فرمایا وسل بدرا۔ اس حبیب ہاشمی کی شان توکل و استغنا اور شجاعت و دلیری کی اور میدان بدر سے بوجہ آگے فرماتے ہیں وسل احدًا اور جنگ احد کے معرکہ سے پوچھ اگرچہ طوالت مضمون مانع ہے کہ اب ہم تفصیلی بحث بدستور کریں لیکن دل نہیں مانتا بنا برایں جس طرح ہم نے بدر کے واقعہ کو اوّل علاّمہ خرپوتی کے رنگ اختصار میں پیش کر کے پھر تفصیل سے عرض کیا اس طرح واقعہ احد کو بھی اوّل علاّمہ خرپوتی کے اختصاری رنگ میں عرض کر کے پھر تفصیل وار تاریخی روشنی میں عرض کریں گے۔

قصہ غزوۂ اُحد وَسَلْ اُحُدًا اُحد بضمتین۔ یہ مدینہ کے قریب ایک موضع ہے جو محل محاربہ ہے

اس کا قصہ یہ ہے کہ جب بدر میں قریش پر نزول بلا ہو چکا اور ان کے بڑے بڑے نامور صنادید قتل کر دیے گئے تو ایک بار پھر اجتماع ہوا اور حضور صلعم کے مقابلہ کی رائے پاس ہوئی اور بہت سے قبائل ایک آواز پر مطیع فرمان ہو گئے۔ حتیٰ کہ تین ہزار کی جمعیت بن گئی اور انھوں نے اپنے آنے کی خبر حضور صلعم کو پہنچائی چنانچہ جمعہ کے روز حضور صلعم نے جان نثاران اسلام کو تیاری کا خطبہ دیا اور فرمایا۔ ایھا الناس انی رایت فی منامی بقرا تنحر ورایت کانی فی درع حصینۃ ورایت کان سیفی انفصم ورایت کانی مردف کبشا فاولت البقر بنفر من اصحابی یقتلون وام الدرع الحصینۃ فالمدینۃ واولت انفصام سیفی بشئ یصیبنی فی نفسی واما الکبش نکبش کتیبۃ القوم فقتلہ انشاء اللہ تعالےٰ۔

لوگو! میں نے خواب میں گائے ذبح ہوتی دیکھی اور دیکھا کہ گویا میں ایک مستحکم زرہ میں ہوں اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار میں دندانے پڑ گئے ہیں۔ اور دیکھا کہ میں مردوف کبش ہوں تو گائے کی قربانی سے میں نے تعبیر لی کہ میرے

Marfat.com

صحابہ میں سے کچھ بھاگ جائیں گے اور کچھ شہید ہوں گے اور زرہ مستحکم سے میں نے مدینہ مراد لیا۔ اور تلوار میں دانتے پڑ جانے سے میں نے تعبیر لی کہ کچھ تکلیف مجھے بھی پہنچے گی اور مردف کبش ہونے سے یہ تعبیر لی کہ لشکر کفار کو انشاء اللہ ہم قتل کریں گے۔

پھر حضور نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور مدینہ کے قیام پر کثرت رائے رہی مگر جان نثاران اسلام نے عرض کی کہ حضور تشریف لے چلیں اور دشمن سے ہم مقابلہ کریں۔ چنانچہ حضور جمعہ کے دن ہی مدینہ سے روانہ ہوئے اور جب التقاء جماعت ہوا تو مشرکین بھاگ پڑے اور لوگ مال غنیمت کی طرف ملتفت ہو گئے۔ اس غفلت میں کفار پھر جمع ہوئے اور مسلمانوں پر حملہ بول دیا اس وقت کچھ صحابہ شہید ہوئے اور حضور کو بھی ضرب آئیں اور اس میں علم اللہ کے اندر بہت سی حکمتیں تھیں۔ آگے فصول حتف ہے فصول جمع فصل کی ہے۔ یعنی موسم اور حتف بمعنی ہلاک ہے۔ یعنی وہ زمانہ کفار کے لیے ہلاکت کا زمانہ تھا۔ ادھی اسم تفضیل ہے داھیۃ جو بمعنی آفت عظیمہ آتا ہے اور وضم بفتحتین اس مرض کو کہتے ہیں جسے وباء عام کہا جا سکتا ہے اس پر قرآن کریم نے فرمایا۔ اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰہُ وَلِیُّھُمَا انتہی مختصراً از خیرپوتی۔

غزوہ اُحد تفصیلی رنگ میں

عرب میں ایک شخص کا قتل لڑائی کا ایک ایسا سلسلہ چھیڑ دیتا تھا جو سینکڑوں برس تک ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ طرفین میں سے جس کو شکست ہوتی وہ انتقام کو ایسا فرض مؤبد جانتا جس کے ادا کیے بغیر اس کی ہستی قائم نہیں رہ سکتی ہیں۔

بدر میں قریش کے ستر آدمی وہ مارے گئے جو قریش کے مایہ ناز وجود تھے اس بنا پر تمام مکہ جوش انتقام سے لبریز تھا۔ قریش کا کاروان تجارت جو جنگ بدر کے زمانے میں نفع کثیر کے ساتھ شام سے واپس آیا تھا۔ اس کا

Marfat.com

راٗس المال تو حصّہ داروں میں تقسیم کر دیا گیا تھا لیکن زرِ منافع امانت کے طور پر محفوظ تھا۔

قریش مقتولین بدر سے فارغ ہوئے تو انھیں جذبۂ انتقام نے پھر متحرک کیا۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اور وہ جن کے اعزا و اقربا بدر میں قتل ہو چکے تھے وہ سب جمع ہوئے اور ابوسفیان کے یہاں جا کر کہا کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہماری قوم کا خاتمہ کر دیا اب انتقام لیے بغیر ہماری زندگی فضول ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کاروانِ شامی کی تجارت کا منافع جو جمع ہے وہ تمام کا تمام اس کام میں صرف کر دیا جائے اور مسلمانوں کو کم از کم بتا دیا جائے کہ جوشِ انتقام اس کو کہتے ہیں۔

اس درخواست کو شرف منظوری حاصل ہو گیا۔ مگر رائے پاس کر لینے کے ساتھ یہ بھی سمجھ چکے تھے کہ مسلمان کس جذبہ کا وجود ہے۔ وہ جانتے تھے کہ بدر میں جس سامان سے وہ گئے تھے وہ مسلمانوں کے مقابلہ کو کافی نہ تھا۔ ہر ملک میں کسی تحریک کا احساس پیدا کرنے کے لیے ایک خاص طریقہ ہوتا ہے عرب میں جوش پھیلانے کے لیے اور دلوں کو گرمانے کے واسطے سب سے بڑا آلہ اشعار کا تھا۔

عمرو جمحی اس فن کے بڑے ماہروں میں مانا جاتا تھا دوسرا مسافع شاعرنامور تھا۔ عمرو جمحی غزوۂ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا مگر حضورؐ نے باقتضاءِ رحم سے رہا کر دیا تھا۔ یہ اور دوسرا مسافع دونوں مکّہ سے نکلے اور قبائل قریش میں اپنی آتش بیانی سے خوب آگ لگا آئے۔

لڑائی کے میدان میں ثابت قدمی اور جوش جنگ کا بڑا ذریعہ خاتونانِ حرم یا دیویوں کا میدان میں نکلنا تھا۔ جب دیویاں یا خواتین جوانوں کے آگے رجز پڑھتی ہوئی رزمگاہ سے گزرتیں تو عرب جانوں پر کھیل جاتے اس موقعہ پر ایسی دیویاں یا خواتین بہت سی تھیں جو جنگ بدر میں اپنی اولادیں قتل کرا چکی

Marfat.com

تھیں انھوں نے اس تحریک میں خاص حصہ لیا اور منت مانی کہ اولاد کے قاتلوں کے خون پی کر دم لیں گی۔ جب فوجیں تیار ہو گئیں تو معزز گھرانوں کی دیویاں بھی فوج میں شامل ہوئیں۔ قابلِ ذکر دیویاں یہ تھیں جو جوانان میدان کے جوش بڑھانے کو میدان میں ساتھ آئیں۔

ہند - عتبہ کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ کی ماں۔

ام حکیم - عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی۔ فاطمہ - ہمشیرہ حضرت خالد۔

برزہ - مسعود ثقفی رئیس طائف کی بیٹی۔ ریطہ - عمرو بن عاص کی بیوی۔

خناس - حضرت مصعب بن عمیر کی والدہ۔

حضرت حمزہ سید الشہدا رضی اللہ عنہ نے ہند کے باپ عتبہ کو قتل کیا تھا اور جبیر بن مطعم کا چچا بھی آپ کے ہی ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس بنا پر ہند نے وحشی کو جو جبیر کے غلام اور حربہ اندازی کے ماہر تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور یہ اقرار ہوا کہ اس کے صلہ میں وہ آزاد کر دیے جائیں گے۔ حضرت عباس حضورؐ کے چچا گو اسلام لا چکے تھے۔ لیکن ابھی تک مکہ میں مقیم تھے۔ انھوں نے ان تمام حالات کو مفصل لکھ کر ایک تیز رو قاصد کے ذریعہ حضورؐ تک پہنچایا اور قاصد کو تاکید کی کہ تین رات میں مدینہ پہنچ جائے۔

حضورؐ کو یہ اطلاع پہنچی تو حضورؐ نے ۵ شوال ۳ھ کو دو خبر رساں انس اور مونس بھیجے وہ خبر لائے کہ قریش کا لشکر مدینہ کے قریب آ گیا۔ اور چراگاہ مدینہ جسے عریض کہتے ہیں۔ ان کے گھوڑوں نے صاف کر دی ہے۔ حضورؐ نے حباب بن منذر کو بھیجا کہ فوج کی تعداد کا جائزہ لائیں۔ انھوں نے حاضر ہو کر صحیح تخمینہ سے اطلاع دی۔ چونکہ شہر پر حملہ کا خطرہ تھا اس لیے ناکہ بندی کر دی گئی۔ حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت سعد بن معاذ ہتھیار لگا کر تمام شب مسجد نبویؐ کے دروازہ کا پہرہ دیتے رہے۔ صبح حضورؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا

Marfat.com

مہاجرین و انصار نے رائے دی کہ عورتیں باہر قلعوں میں بھیج دی جائیں اور شہر میں پناہ لے کر مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول آج تک مشورہ میں کبھی شریک نہیں کیا گیا تھا لیکن آج اسے شرکت کا موقع دیا گیا اس نے بھی مہاجرین کی رائے سے اتفاق کیا۔ مگر نوخیز صحابہ نے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے جوش جہاد میں اس امر پر اصرار کیا کہ شہر سے نکل کر حملہ کیا جائے۔ حضورؐ باب عالی میں تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر تشریف لائے ان نوجوانوں کو اس امر کا احساس ہوا کہ حضورؐ کے خلافِ مرضی ہم نے اپنی رائے پر زور دیا سب نے معذرت کی اپنی رائے واپس لینی چاہی حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ کے نبی کو یہ زیبا نہیں کہ ہتھیار پہن کر بلا محاربہ اتار دے۔

مختصر یہ کہ ادھر قریش بدھ کے روز مدینہ کے قریب پہنچے اور جبل اُحد پر پڑاؤ ڈالا۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھ کر ایک ہزار صحابہ کے ساتھ شہر سے باہر تشریف لائے۔ عبداللہ بن ابی تین سو کی جمعیت لے کر آیا تھا۔ عین وقت پر اپنی جمعیت لے کر واپس ہو گیا اور یہ الزام رکھتا ہوا گیا کہ حضورؐ نے میری رائے نہ مانی۔ اس لیے جا رہا ہوں۔ حضورؐ نے ان تین سو کے کم ہو جانے کی پرِیشہ کے برابر بھی پرواہ نہ کی اور بقیہ سات سو صحابہ جو رہ گئے تھے جن میں زرہ پوش صرف سو تھے ان کو لے کر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور فوج کا جائزہ لیا۔ کمسن جو تھے وہ واپس کیے گئے۔ ان میں حضرت زید بن ثابت براء بن عازب ابوسعید خدری عبداللہ بن عمر عرابہ اوسی بھی تھے۔ جاں نثاری کا یہ جذبہ تھا کہ جب رافع بن خدیج سے کہا گیا کہ تم عمر میں چھوٹے ہو واپس جاؤ تو وہ انگوٹھے کے بل تن کر کھڑے ہو گئے کہ قد اونچا نظر آئے۔ حضورؐ نے ان کے جذبہ کی قدر فرمائی اور انھیں لے لیا۔ سمرہ ایک نوجوان تھے اور رافع بن خدیج کے ہمسن انھوں نے عرض کی حضورؐ میں رافع کو پچھاڑ سکتا ہوں۔ اس لیے اگر انھیں اجازت ملی ہے تو مجھے بھی اجازت ملنی چاہیئے۔ مختصر یہ کہ انھیں بھی اجازت مل گئی۔ اب میدان میں پہنچ کر حضورؐ نے

Marfat.com

جبلِ اُحد کو پشت پر رکھ کر صف آرائی فرمائی۔ حضرت مصعب بن عمیر کو علم عنایت ہوا۔ زبیر بن العوام رسالے کے افسر بنائے گئے۔ حضرت حمزہ سید الشہدا رضی اللہ عنہ کو غیر زرہ پوش فوج کا کمانیر کیا۔

پشت کی طرف سے دشمن کے آنے کا احتمال تھا وہاں پچاس تیراندازوں کا ایک دستہ متعین کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ لڑائی فتح ہو جائے یا نہ ہو وہ ہر صورت میں اپنی جگہ سے نہ ہٹیں حضرت عبداللہ بن جبیر ان تیراندازوں کے افسر مقرر ہوئے۔ قریش کو بدر میں تجربہ ہو چکا تھا اس لیے انھوں نے نہایت ترتیب سے صف آرائی کی۔

میمنہ پر خالد بن ولید کو لگایا میسرہ عکرمہ کو دیا جو ابوجہل کا بیٹا تھا سواروں کا دستہ صفوان بن اُمیہ کی کمان میں تھا۔ تیراندازوں کے دستے الگ تھے اس کا افسر عبداللہ ابن ابی ربیعہ تھا۔ علمبردار طلحہ کو بنایا دو سو گھوڑے کوتل رکاب میں تھے جو بر وقت ضرورت کام میں لانے کو رکھے تھے۔ سب سے پہلے طبل جنگ بجانے کی بجائے خواتین قریش یا دیبیوں کا ایک گروہ دف پر یہ اشعار گاتا ہوا چلا۔ اس میں کشتگان بدر کا ماتم اور انتقامِ خون کے رجز تھے۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان آگے آگے تھی چودہ عورتیں اس کے ساتھ تھیں۔ اشعار یہ تھے۔

نحن بنات طارق نمشی علی النمارق

ان تقتلوا نعانق او تدبروا نفارق

ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں قالینوں پر چلنے والیاں ہیں اگر تم بڑھ کر لڑو گے ہم تم سے گلے ملیں گی۔ اور پیچھے قدم ہٹایا تو تم سے الگ ہو جائیں گی۔

اس کے بعد لڑائی کا آغاز ہوا۔ ابوعامر جو مدینہ کا ایک مقبول عام آدمی تھا مدینہ کو چھوڑ کر مکہ میں آباد ہو گیا تھا ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ میدان میں آیا۔ اسلام سے قبل زہد اور پارسائی کی بنا پر تمام مدینہ اس کی عزت کرتا تھا۔ اسے خیال تھا کہ انصار جب مجھے دیکھیں گے تو حضورؐ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ میدان میں آ کر پکارا

مجھ کو پہچانتے ہو میں ابو عامر ہوں انصار نے کہا ہاں او بدکار ہم تجھے جانتے ہیں۔ خدا تیری آرزو پوری نہ کرے۔

قریش کا علمبردار طلحہ صف سے نکل کر پکارا۔ مسلمانو! تم میں کوئی ہے کہ مجھے جہنم میں پہنچائے یا میرے ہاتھوں بہشت میں پہنچے۔ علی مرتضٰے شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ صف سے نکلے اور فرمایا کہ میں ہوں۔ اور تلوار جو ماری تو طلحہ کی لاش زمین پر تھی عثمان برادر طلحہ نے جب طلحہ کی یہ گت دیکھی اور اس کے پیچھے پیچھے عورتیں یہ گا رہی تھیں۔

ایہا بنی عبدالدار۔ ایہا حماۃ الدیار۔ ضربا بکل بتار۔ اے پسران عبدالدار۔ اے حامیان ملک و دیار شمشیر براں کے خوب ہاتھ مارو۔ کڑک کر تیغ بکف حضرت شیرِ خدا کی طرف جھپٹا اور یہ رجز پڑھتا ہوا حملہ آور ہوا۔

ان علی اہل اللواء حقا ان تخضب الصعدۃ او تندقا

علمبردار کا فرض ہے کہ نیزہ خون میں رنگ دے یا خود ٹکرا کر ٹوٹ جائے کہ اس کے مقابلہ کو حضرت حمزہ نکلے اور شانہ پر ایسی تلوار ماری کہ کمر تک اتر آئی ساتھ ہی ان کی زبان سے نکلا کہ میں ساقی حجاج کا بیٹا ہوں اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت حمزہ حضرت علی ابو دجانہ فوجوں میں گھس گئے اور صفیں کی صفیں صاف کر دیں۔

حضرت ابو دجانہ عرب کے مشہور پہلوان تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک میں تلوار لے کر فرمایا۔ اس تلوار کا حق کون ادا کرتا ہے اس سعادت کے لیے بہت سے ہاتھ بڑھے۔ مگر یہ فخر حضرت ابو دجانہ کے نصیب میں تھا۔ اس غیر متوقع عزت نے انھیں فخر و مباہات کے مظاہرہ پر مائل کر دیا۔ سر پر سرخ رومال باندھا اور دشمن کے مقابل اکڑتے تنتے ہوئے فوج سے نکلے۔ حضور نے فرمایا۔ یہ چال خدا کو ناپسند ہے۔ مگر اس وقت پسند ہے۔ ابو دجانہ فوجوں کو چیرتے لاشوں پر لاشے گراتے بڑھتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ہند سامنے آ گئی اس کے سر پر تلوار رکھ کر اٹھائی کہ حضور کی عطا کی ہوئی تلوار اس قابل نہیں

Marfat.com

کہ عورت پر آزمائی جائے۔

حضرت حمزہ دو دستی تلوار چلاتے جاتے تھے اور جس طرف بڑھتے صفیں کی صفیں صاف ہو جاتیں۔ کہ یکایک سباع غبشانی سامنے آگیا آپ نے للکارا ختانۃ النساء کے بچے کہاں جاتا ہے۔ یہ کہہ کر تلوار ماری کہ وہ خاک پر ڈھیر تھا۔ وحشی جو ایک غلام ہیں جبیر بن مطعم ان کے آقا نے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ حضرت حمزہ کو شہید کر دیں تو آزاد کر دیے جائیں گے۔ حضرت حمزہ کی تاک میں نکلے۔ اتفاق سے حضرت حمزہ برابر سے گزرے تو اس نے ایک چھوٹا سا نیزہ جسے حربہ کہتے ہیں۔ اور حبشیوں کا یہ خاص ہتھیار ہے پھینک کر مارا جو آپ کی ناف مبارک پر لگا اور پار ہو گیا۔ آپ نے اس پر حملہ کرنا چاہا لیکن لڑکھڑا کر گرے اور اعلیٰ علیین کی طرف رجوع فرمائی۔

کافروں کے علمبردار لڑ لڑ کر قتل ہوتے جاتے تھے مگر علم گرنے نہیں دیتے تھے۔ ایک علمبردار گرتا کہ دوسرا جانباز بڑھ کر علم کو ہاتھ میں لے لیتا۔ ایک شخص نے جس کا نام صواب تھا جب علم ہاتھ میں لیا تو کسی نے بڑھ کر اس زور سے تلوار ماری کہ دونوں ہاتھ کٹ کر گر پڑے مگر اسے قومی علم کو اپنی آنکھوں دیکھتے خاک میں ملنا گوارا نہ تھا۔ علم کے گرنے کے ساتھ سینہ کے بل زمین پر گرا۔ اور علم سینہ سے دبا لیا اس حالت میں یہ کہتا ہوا مارا گیا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

اب علم دیر تک خاک میں پڑا رہا اور مشرکین مکہ کے پیر اکھڑ چلے تھے کہ ایک دلیوی عمرۃ بن علقمہ دلیرانہ بڑھی اور اس نے علم کو ہاتھ میں لے کر بلند کیا۔ یہ دیکھ کر ہر طرف سے قریش فرار شدہ پھر سمٹ آئے اکھڑے ہوئے پاؤں جم گئے۔

ابو عامر کفار کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ اس کے بیٹے حضرت حنظلہ اسلام لا چکے تھے انھوں نے حضورؐ سے باپ کے مقابلہ میں جانے کی اجازت چاہی حضورؐ نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ بیٹا باپ پر تلوار اٹھائے۔ حضرت حنظلہ نے کفار کے سپہ سالار ابو سفیان پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ ان کی تلوار ابو سفیان کا فیصلہ کر دے

Marfat.com

کہ دفعتہً پہلو سے شداد بن الاسود نے جھپٹ کر ان کے وار کو روکا اور حضرت حنظلہ کو شہید کر دیا۔ لڑائی کا پلہ ابھی تک مسلمانوں ہی کی طرف بھاری تھا۔ علمبرداروں کے قتل اور حضرت علی اور حضرت ابو دجانہ کے بے پناہ حملوں سے فوج کے پاؤں اکھڑ گئے تھے۔ بہادر نازنین جو رجز سے دلوں کو ابھار رہی تھیں بدحواسی سے پیچھے ہٹیں مطلع صاف ہونے لگا۔ مسلمانوں نے لوٹ شروع کر دی یہ دیکھ کر تیر انداز جو پشت پر مقرر کیے گئے تھے وہ بھی غنیمت کی طرف جھکے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر نے بہت روکا لیکن وہ نہ رک سکے۔ تیر اندازوں کی جگہ خالی دیکھ کر خالد نے عقب سے حملہ کیا۔ عبداللہ بن جبیر چند جانبازوں کے ساتھ جم کر لڑے اور سب کے سب شہید ہو گئے۔ اب راستہ صاف تھا خالد نے سواروں کے دستہ کے ساتھ نہایت بے جگری سے حملہ کیا لوگ لوٹنے میں مصروف تھے۔ مڑ کر دیکھا تو تلواریں برس رہی ہیں بدحواسی میں دونوں فوجیں اس طرح باہم مل گئیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھ سے مسلمان مارے گئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صورتاً مشابہ تھے اور علم بردار لشکر بھی تھے ابن قمیہ نے انھیں شہید کر کے غل مچایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت پائی اس آواز سے مسلمانوں میں عام بدحواسی چھا گئی۔ بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں اکھڑ گئے بدحواسی میں اگلی صفیں پچھلی صفوں پر لوٹ پڑیں اور دوست دشمن کی تمیز نہ رہی۔

حضرت حذیفہ کے والد یمان اس کشمکش میں آ گئے اور ان پر تلواریں برس پڑیں۔ حضرت حذیفہ چلاتے رہے کہ میرے والد ہیں لیکن کون سنتا تھا آخر ش وہ شہید ہو گئے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایثار کے لہجہ میں فرمایا مسلمانو! خدا تم کو بخش دے حضورؐ نے مڑ کر ملاحظہ کیا تو صرف گیارہ جان نثار پہلو میں حاضر ہیں۔ جن میں سے جناب علی مرتضیٰ۔ حضرت ابو بکر صدیق۔ حضرت سعد وقاص۔ حضرت زبیر بن العوام۔ حضرت ابو دجانہ۔ حضرت طلحہ رضوان

Marfat.com

اللہ علیہم اجمعین کے نام تخصیص معلوم ہیں صحیح بخاری شریف کی روایت ہیں تو صرف حضرت طلحہ اور حضرت سعد کا ہی ذکر ہے۔

اس ہلچل اور اضطراب میں اکثر نے تو بالکل ہمت ہار دی۔ لیکن جانبازوں کا بھی زور رہ گیا تھا جو جہاں تھا وہیں گھر کر رہ گیا تھا۔ حضورؐ کو کسی کا پتہ نہ تھا کہ کون کہاں اور کدھر ہے۔ صرف ایک شیر خدا رضی اللہ عنہ دشمنوں کی صفیں الٹتے تلوار چلاتے نظر آرہے تھے اور حضورؐ کی تلاش میں تھے کہ کعبۂ مقصود کہیں نظر آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا ابن نضر لڑتے بھڑتے موقعہ سے آگے نکل گئے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مایوس ہو کر ہتھیار پھینک دیے ہیں۔ آپ نے کہا عمر یہ کیا کر رہے ہو۔ آپ نے بحالت یاس فرمایا کہ اب لڑ کر کیا کریں گے میرے حضورؐ نے شہادت پائی اب ہمارا جینا عبث ہے۔ ابن نضر نے کہا بے شک ہم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ اور فوج میں گھس گئے لڑتے لڑتے آخر شہید ہو گئے۔ لڑائی کے بعد جب لاش مبارک دیکھی تو اسی سے زیادہ تیر تلوار اور نیزہ کے زخم تھے۔ کوئی پہچان بھی نہ سکا کہ یہ کس کی لاش ہے۔ آپ کی بہن نے انگلی دیکھ کر پہچانا۔ جان نثاران خاص برابر لڑتے جاتے تھے۔ مگر نگاہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی چہرۂ اقدس پر مغفر تھا صرف آنکھیں نظر آتی تھیں کعب نے پہچانا اور پکارا مسلمانوں حضورؐ یہ جلوہ فرما ہیں۔ اس آواز نے مردہ دلوں میں تازہ جان ڈال دی۔ ہر طرف سے جان نثار پروانوں کی طرح اس شمع نبوت پر ٹوٹ پڑے۔ کفار نے اب ہر طرف سے ہٹ کر اسی رُخ پر زور دیا دَل کا دَل ہجوم کر کے بڑھتا تھا مگر ذوالفقار کی بجلی سے یہ بادل پھٹ پھٹ کر رہ جاتا تھا۔ ایک دفعہ ہجوم ہوا تو حضورؐ نے فرمایا کون مجھ پر جان دیتا ہے۔ حضرت زیاد بن سکن پانچ انصاری لے کر اس خدمت کے ادا کرنے کو بڑھے اور ایک ایک نے جانبازی سے لڑ لڑ کر

Marfat.com

جانیں فدا کر دیں۔

حضرت زیاد کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضورؐ نے حکم دیا کہ ان کا لاشہ قریب لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے کچھ کچھ جان باقی تھی قدموں پر منہ رکھ دیا اور اسی حالت میں جان دے دی۔

بجز ناز رفتہ باشد ز جہاں نیاز مندے | کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن | خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ایک بہادر مسلمان ایک طرف کھڑا ہوا کھجوریں کھا رہا تھا اس نے کچھ سوچا اور بڑھ کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں مارا گیا تو کہاں ہوں گا حضورؐ نے فرمایا جنت میں اس بشارت سے بے خود ہو کر کفار پر ٹوٹ پڑا بہت سے واصل جہنم کیے اور پھر شہید ہو گیا۔ صحیح مسلم شریف کے باب غزوۂ احد میں ہے کہ سات انصار تھے۔ اور ساتوں نے باری باری سے اپنی جانیں حضورؐ پہ فدا کیں۔ عبداللہ بن قمیہ جو قریش کا مشہور بہادر تھا صفوں کو چیرتا پھاڑتا حضورؐ کے قریب آیا اور چہرۂ اقدس پر اس زور سے تلوار ماری کہ مغفر کی دو کڑیاں چہرہ مبارک پہ چبھ کر رہ گئیں۔ چاروں طرف سے تیر و تلوار کی بارش تھی۔ یہ دیکھ کر جان نثاران نے حضورؐ کو دائرہ میں لے لیا۔ حضرت ابو دجانہ حضورؐ کے سپر بن گئے اب جو تیر آتے تھے آپ کی پشت پر آتے تھے۔ حضرت طلحہ نے ہاتھ سے تلواروں کو روکا ایک ہاتھ کٹ کر گر گیا۔

اللہ اللہ کیا شان رحمت تھی۔ لبے ور ورحمت عالم پر تیر برسا رہے تھے اور حضورؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے رب اغفر قومی فانھم لا یعلمون الٰہی میری قوم کو بخشش دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ حضرت ابو طلحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاتی باپ اور مشہور قدر انداز تھے۔ آپ نے اس قدر تیر برسائے کہ سات کمانیں تقریباً ٹوٹ گئیں انھوں نے سپر سے حضورؐ کے چہرۂ انور کی اوٹ کر رکھی تھی۔ حضورؐ کبھی گردن اٹھا کر دشمن کی فوج کی طرف نظر ڈالتے تو آپ عرض کرتے حضورؐ میری ماں اور باپ قربان گردن نہ اٹھائیں۔

ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر لگ جائے۔ اس کام کے لیے یہ سینہ سامنے ہے حضرت سعد وقاص رضی اللہ عنہ بھی مشہور تیر انداز تھے۔ اس وقت حضورؐ کی رکاب میں حاضر تھے۔ حضورؐ نے اپنا ترکش دیا۔ اور فرمایا سعد تیر مارے جاؤ۔

القصہ حضورؐ ثابت قدم جان نثاروں کی جھرمٹ میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ ابوسفیان نے دیکھا تو فوج لے کر پہاڑی پر چڑھا۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ نے اتنے پتھر برسائے کہ وہ آگے بڑھ نہ سکا۔ یہاں تو یہ گھمسان ہو رہا تھا۔ کہ مدینہ میں حضورؐ کی وفات کی خبر آواز شیاطین نے عام کر دی۔ اخلاص شعار جان نثار بے تابی کے ساتھ کلیجہ تھامے دوڑے حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بھی دوڑی آئیں۔ حاضر ہو کر دیکھا تو ابھی چہرۂ زیبا سے خون جاری تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سپر میں پانی بھر کر لائے۔ جناب سیدہ دھوتی تھیں۔ لیکن تھمتا نہ تھا۔ بالآخر چٹائی کا ٹکڑا جلا کر زخم بھرا تو خون رکا۔ از صحیح بخاری غزوۂ احد۔

ابوسفیان نہایت جوش میں سامنے کی پہاڑی پر چڑھ کر پکارا یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے حکم دیا کوئی جواب نہ دے ابوسفیان نے حضرت ابوبکر اور عمر فاروق کا نام لے کر پکارا۔ جب کچھ آواز نہ آئی تو پکار کر بولا سب مارے گئے۔ اس لفظ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ضبط نہ ہو سکا۔ فرمانے لگے او دشمن خدا کیا بکتا ہے ہم سب زندہ ہیں۔

ابوسفیان نے یہ جواب سن کر کہا۔ اُعْلُ هُبَل۔ اے ہبل بلند ہو۔

حضورؐ نے فرمایا تم اس کا جواب دو۔ اللہ اعلیٰ واجل۔ خدا ہی بلند و بالا ہے۔

ابوسفیان نے کہا۔ لنا العزّٰی ولا عزّٰی لکم ہمارے پاس عزیٰ ہے تمہارے پاس نہیں۔

صحابہ کو حکم ہوا انھوں نے جواب دیا۔ اللہ مولینا ولا مولی لکم خدا

Marfat.com

ہمارا مالک ہے اور تمہارا کوئی والی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا جواب ہے۔ ہمارے فوجیوں نے تمہاری مردہ لاشوں کے ناک کان کاٹ لیے ہیں۔ میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا۔ لیکن مجھ کو معلوم ہوا تو کچھ رنج بھی نہیں ہوا۔ بخاری شریف غزوہ احد۔

حضورؐ نے خواتین عفت پناہ اور بچوں کو یمانؓ اور ثابتؓ کی حفاظت میں مدینہ کے پاس کے قلعوں میں بھیج دیا تھا۔ ان لوگوں کو جب شکست کی خبر پہنچی تو سراسیمہ و پریشان سب کو چھوڑ کر احد کی طرف بڑھے۔

حضرت ثابتؓ تو مشرکوں کے ہاتھ شہید ہو گئے۔ اور حضرت یمانؓ کو مسلمان ہجوم میں پہچان نہ سکے۔ اُن پر تلواریں برسیں اور آپ کے صاحبزادے حضرت حذیفہ ہر چند پکارتے رہے۔ اور کہتے رہے ہاں ہاں یہ میرے باپ ہیں۔ لیکن ہنگامہ میں کوئی نہ سن سکا۔ آخر شہید ہو گئے حضرت یمانؓ کا خون بہا مسلمانوں کی طرف سے حضورؐ نے ادا کرنا چاہا لیکن حضرت حذیفہ نے معاف فرما دیا۔ تاریخ ابن ہشام میں یہ واقع مفصل موجود ہے۔ اور بخاری شریف میں بھی مختصر منقول ہے۔

مشرکین کی دیویوں یا خواتین قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا۔ اور ان کے ناک کان کاٹے ہند حضرت امیر معاویہ کی ماں نے ان کٹے ہوئے پھولوں کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا۔ حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر گئی۔ شکم مبارک چاک کیا۔ کلیجہ نکالا۔ خوب چبایا مگر گلے سے اُتر نہ سکا۔ اس لیے اُگل دینا پڑا۔ تواریخ میں ہند کا لقب جو جگر خوار لکھا جاتا ہے۔ اسی بنا پر لکھا جاتا ہے۔ ہند فتح مکہ میں ایمان لائی۔ مگر جس طرح ایمان لائی وہ عبرت خیز ہے۔

اس غزوہ میں بعض خواتین عفت مآب نے بھی شرکت فرمائی۔ لیکن اس لیے نہیں کہ میدان میں اُتر کر دف بجا بجا کر لوگوں کو معاذ اللہ اپنی طرف متوجہ

کرہیں اور مرنے مارنے پر از خود رفتہ بنادیں بلکہ حضرت عائشہؓ اور ام سلیم جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ماں تھیں زخمیوں کو پانی پلانے کے لیے آئیں۔ بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا کہ عائشہؓ اور ام سلیم پانیچے چڑھائے ہوئے مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ یہ واقعہ غالباً پردہ کے قانون سے پہلے کا ہے عین اس وقت جب کہ کفّار کا حملہ عام ہو چکا تھا۔ اور حضورؐ کے ساتھ صرف چند جان نثار رہ گئے تھے۔ حضرت ام عمارہ حضورؐ کی خدمت میں پہنچیں اور اپنا سینہ سپر کر دیا۔ کفّار جب آپ پر بڑھتے تھے۔ تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ ابن قمیہ دوڑتا ہوا حضورؐ کے پاس پہنچ گیا۔ تو حضرت ام عمارہ نے بڑھ کر روکا۔ آپ کے کندھے پر زخم آیا اور گہرا غار پڑ گیا۔ آپ نے بھی تلوار ماری مگر وہ دُہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ کارگر نہ ہوئی۔

حضرت صفیہ ہمشیرہ حضرت حمزہ کی شکست کی خبر سُن کر مدینہ سے نکلیں۔ حضورؐ نے اُن کے صاحبزادے حضرت زبیر کو بلا کر فرمایا کہ حمزہؓ کی لاش نہ دیکھنے پائیں۔ زبیرؓ نے حضورؐ کا پیام پہنچایا۔ بولیں میں اپنے بھائیؓ کا ماجرا سُن چکی ہوں۔ مگر مجھے خدا کی راہ میں اس کا صدمہ نہیں۔ میں اسے راہ خدا میں کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی۔ حضورؐ نے اجازت دی لاش پر گئیں۔ خون کا جوش تھا۔ عزیز بھائیؓ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے دیکھ کر آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر چپ ہو رہیں۔ پھر دُعا مغفرت کر کے چلی آئیں۔ اُف زبان سے نہ نکالی۔

انصار میں سے ایک عفیفہ کے باپ بھائی شوہر سب اس معرکہ میں مارے گئے تھے۔ باری باری تین سخت حادثوں کی صدا اُن کے کان میں پہنچی۔ لیکن وہ ہر بار یہ پوچھتی تھیں۔ میرے حضورؐ کیسے ہیں۔ ؎

مدینہ سے جب آتی ہے تو اتنا پوچھ لیتا ہوں　　صبا جلدی بتا کیسی طبیعت ہے محمدؐ کی

لوگوں نے کہا حضورؐ بخیر ہیں۔ یہ پاس آئیں چہرۂ انور دیکھ کر بے اختیار پکاریں۔
کُلُّ مصیبۃٍ بعدک جلل۔ اے آقا تیرے ہوتے سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

رہیں وہ جن سے کہ دونوں جہاں کی رونق ہے
ہمارا کیا ہے میاں ہم رہے رہے نہ رہے

لشکرِ اسلام سے ستّر آدمی مارے گئے۔ جن میں زیادہ تر انصار تھے۔ لیکن مسلمانوں کے افلاس کا یہ حال تھا۔ کہ اتنا کپڑا بھی نہ تھا۔ کہ شہدا کی پردہ پوشی ہو سکتی۔ مصعب بن عمیر ایک صحابی تھے۔ ان کا پاؤں چھپایا جاتا تو سر کھل جاتا۔ اور سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتا۔ آخر پاؤں اذخر کی گھاس سے چھپا دیے گئے۔ یہ وہ حیرت انگیز منظر تھا کہ بعد کو بھی یہ واقعہ یاد آجاتا تو آنکھیں تر ہو جاتیں۔

شہدا بے غسل اسی طرح خون میں لتھڑے ہوئے دو دو ملا کر ایک ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ جس کو قرآن زیادہ یاد ہوتا اس کو مقدم کیا جاتا۔ ان شہدا پر نماز جنازہ بھی اس وقت نہیں پڑھی گئی۔ آٹھ برس کے بعد وفات سے ایک دو برس پہلے جب آپ ادھر سے گزرے تو بے اختیار رقت طاری ہو گئی۔ اس طرح آپ نے پُر درد کلمات فرمائے جیسے کوئی زندوں اور مُردوں سے رخصت ہو رہا ہو۔ اُس کے بعد حضورؐ نے ایک خطبہ دیا کہ مسلمانو! تم سے یہ خوف نہیں کہ تم پھر مشرک بن جاؤ گے۔ لیکن یہ ڈر ہے کہ تم دنیا میں نہ پھنس جاؤ۔

دونوں فوجیں جب میدان سے الگ ہوئیں تو مسلمان زخموں سے چُور تھے۔ تاہم یہ خیال کر کے کہ ابوسفیان مسلمانوں کو مغلوب سمجھ کر دوبارہ حملہ آور نہ ہوا ہو آپؐ نے مسلمانوں کی طرف روئے خطاب کر کے فرمایا کہ کون ان کا تعاقب کرے گا۔ فوراً ستّر آدمیوں کی ایک جماعت اس مہم کے لیے تیار ہو گئی۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ از صحیح بخاری۔

ابوسفیان اُحد سے روانہ ہو کر جب مقام روحا پہنچا۔ تو اُسے خیال آیا کہ کام ناتمام رہ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی یہ علم تھا۔ اسی وجہ میں حضورؐ نے

اعلان کرا دیا تھا کہ کوئی واپس نہ جائے چنانچہ حمراء اسد تک جو مدینہ سے ۸ میل ہے تشریف لے گئے۔ قبیلہ خزاعہ اس وقت تک ایمان تو نہیں لایا تھا۔ لیکن در پردہ اسلام کا طرف دار تھا۔ اس کا رئیس معبد خزاعی شکست کی خبر سن کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور واپس جا کر ابو سفیان سے ملا۔ ابو سفیان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا معبد نے کہا میں دیکھتا آتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سرو سامان سے آرہے ہیں کہ ان کا مقابلہ ناممکن ہے۔

غرض ابو سفیان واپس گیا۔ اس واقعہ کو مؤرخین نے ایک علیحدہ غزوہ بنا کر اس کا نام غزوہ حمراء الاسد رکھ دیا ہے۔ ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسے صاحب عطر الوردہ نے نقل کیا۔ کہ اسی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا۔ اور نیچے کا چوکا سنگ اندازی اعداء سے ٹوٹا۔ پیشانی اقدس پر اور رخسار مبارک پر بھی زخم آیا۔ اس وقت حضورؐ کی زبان پر یہ دعا تھی

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو ... پھر بھی ایذا ستمگر کے روا دار نہیں!

مولای صل وسلم دائمًا ابدا ... علیٰ حبیبك خیر الخلق کلھم

(۱۲۹) اَلْمُصْدِرِی الْبِیْضَ حُمْرًا بَعْدَ مَا وَرَدَتْ مِنَ الْعِدٰی کُلَّ مُسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ

حلّ لغات اَلْمُصْدِرِی، اصلہ مصدرین سقط نونہ بالاضافۃ۔ اور چونکہ اضافت لفظی ہے۔ اس لیے۔ الف لام ساقط نہیں ہوا۔ اصدار سے ہے۔ جانور کو گھاٹ سے پانی پلا کر واپس لانا۔ اَلْبِیْضَ، سیوف مصقولہ، سفید تلواروں کو۔ حُمْرًا، سرخ رنگ۔ بَعْدَ مَا، بعد اس کے کہ۔ وَرَدَتْ، یعنی دخلت واتصلت، پہنچنی۔ مِنَ الْعِدٰی، جمع عدو، دشمن کے پاس۔ کُلَّ مُسْوَدٍّ، جو تمام سیاہ دل تھے یا سیاہ بال۔ مِنَ اللِّمَمِ،

Marfat.com

جمع لمۃ۔ شعر مسترسل الی المنکب، کالی زلفوں والے۔

ترجمہ صحابہ کرام سفید تلواروں کو سرخ خون پلا کر واپس لانے والے ہیں۔ جب کہ تلواریں دشمنوں کے سیاہ بالوں میں جاتی تھیں۔

شرح مُصدِری اصل میں مصدرین تھا۔ نون اضافت کی وجہ سے ساقط ہوا اور چونکہ اضافت لفظی ہے۔ اس لیے مصدری کے پہلے الف لام ساقط نہیں ہوا۔ مصدرین جمع ہے۔ اور مرکب اضافی ترکیب نحوی میں ھم لجبال کا حال واقع ہوا ہے۔ جو گزشتہ سے پیوستہ شعر میں صحابہ کرام کی توصیف میں مذکور ہے۔ مُصدِر صیغہ فاعل اصدار سے ہے۔ اس کے معنی ہیں جانور کو گھاٹ سے پانی پلا کر واپس لانا۔ بیض بالکسر جمع ابیض بمعنی سفیدی۔ تلوار کا وصف ہے۔ جو صقیل شدہ ہو۔ حمر بالضم جمع احمر کی ہے۔ مُسوّدٌ بہ تشدید دال اسود سے سیاہ ہونے کے معنی میں ہے جمع لِمّۃٌ بکسر لام و فتح میم جمع لمہ موئے پیچیدہ یعنی وہ بال جو منکبین تک یعنی شانوں تک گرے ہوئے ہوں۔ تو حاصل معنے یہ ہوئے کہ دلاوران اسلام ایسے ہیں کہ اپنی سفید صقیل شدہ تلواروں کو دشمنان اسلام کے نوجوانوں کے سروں میں ڈال کر ان کے سروں سے سرخ خون پلا کر لال رنگ میں رنگ کر نکالتے ہیں۔

۱۳۰ وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ
اَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

حل لغات وَ، واؤ عاطفہ، اور۔ الکاتبین، جمع کاتب۔ لکھنے والا۔ لکھنے والے۔ بِسُمْرِ، جمع سمراء، گندم گون۔ مراد از نیزہ۔ نیزوں سے۔ خَطِّ، اسم بلدۃ فی البحرین۔ یہاں کے نیزے مشہور ہیں۔ جو شہر خط کے ہیں۔ ما ترکت، نہیں چھوڑا۔ اقلامھم، جمع قلم والمراد ھٰھنا السھام، ان کے تیروں نے۔ حرف، حرف۔ جسم، جسم کا۔ غیر منعجم،

Marfat.com

غیر منعجم غیر منقوطہ، بغیر نقطہ لگائے۔

ترجمہ یعنی صحابہ کرام لکھتے اور نقش کرتے تھے۔ جسم عدد کے صفحوں پر یہاں تک کہ ان کی قلموں یعنی نیزوں نے کوئی حرف جسم نہ چھوڑا۔ مگر نقطہ لگا کر۔

شرح اس بیت کی شرح واضح ہے کہ صحابہ کے تیروں سے دشمن کے جسم یہاں تک چھلنی ہوئے۔ کہ ایک دشمن کا فر بغیر زخم کھائے نہ بچا۔

(۱۳۱)

شَاکِی السِّلَاحِ لَهُمْ سِيمَا تُمَيِّزُهُمْ
وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ بِالسِّيمَا مِنَ السَّلَمِ

حلّ لغات شَاکِی السِّلَاحِ، اے تام السّلاح۔ صحابہ کرام بارعب تھے ہتھیاروں سے۔ یا مزین تھے۔ شاکی مقلوب الشائک۔ بمعنی ذو شوکت سجے ہوئے تھے ہتھیاروں سے۔ لھم، ان کے لیے۔ سیما علامت، علامت تھی۔ تمیّزھم، امتیاز سے۔ جو انھیں شناخت کراتی تھی والورد، اور پھول گلاب۔ یمتاز، ممتاز ہونا ہے۔ بالسیما، اپنی علامت ہیں۔ من السلم، شجرۃ یشبہ شجرۃ الورد، درخت سلم سے۔

ترجمہ وہ صحابہ کرام ہتھیاروں۔ سے سج کر بارعب ہو کر ایسے جاتے تھے۔ کہ ان کے چہروں سے وہ ممتاز ہوتے تھے۔ جیسے گلاب کا پھول خاردار درختوں میں ممتاز ہوتا ہے۔

شرح صحابہ کرام مسلح اور صاحب شوکت ہوتے تھے اگرچہ اعدا بھی مسلح ہونے میں ان کے مشابہ تھے مگر اُن کے چہرے بموجب فرمان قرآن کریم سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ایسے روشن اور ممتاز ہوتے تھے۔ جیسے گلاب کا پھول اور ببول کا درخت آپس میں خاردار ہونے

کے اعتبار سے مشابہ ہو کر بھی ممتاز ہوتا ہے۔ اس لیے کہ گلاب رنگ و بو اور شکل میں اپنی موزونی و شادابی و نضارت کے باعث بھی ببول کے خاردار درخت اور اس کے پھول سے نہیں مل سکتا۔

(۱۳۲) یُھْدِیْ اِلَیْکَ رِیَاحَ النَّصْرِ نَشْرُھُمْ
فَتَحْسَبُ الْوَرْدَ فِی الْاَکْمَامِ کُلَّ کَمِیٍّ

حلّ لغات یُھدی، بضم یا مضارع از اہداء تحفہ لانا۔ از اھدی یھدی بمعنی توصل وارسال ہدیہ۔ بھیجتی ہے۔ الیک، تیری طرف۔ ریاح النصر، ہوائیں نصرت کی۔ نشرھم، پھیلتی ہیں۔ فتحسب، از حسبان، اور تو گمان کرتا ہے۔ الزھر، کہ گلاب۔ فی الاکمام، جمع کمام غلاف شگوفہ، اپنے شگوفوں میں ہے۔ کُلّ کمی، بہادر زرہ پوش تھے۔

ترجمہ صحابہ کرام کی خوشبو تمہارے پاس فتح مکّہ کی ہوائیں لاتی ہیں۔ اور تم ہر ایک زرہ پوش کو ایسا پاتے ہو جیسے گلاب شگوفوں میں۔

شرح صحابہ کرام منصور تھے اور ہر جہاد میں کفّار پر غالب حتیٰ کہ دشمن اپنی جانیں قربان اور ہدیہ کرنے کو ایسے سامنے آتا تھا۔ جیسے باد نصرت آتی اور تائید غیبی کی خبر لاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں ہر جانباز اسلام زرہ کے اندر اس طرح نظر آتا جیسے گلاب کا پھول اپنے شگوفہ میں ہو۔

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

(۱۳۳) کَاَنَّھُمْ فِیْ ظُھُوْرِ الْخَیْلِ نَبْتُ رُبًا
مِنْ شِدَّۃِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّۃِ الْحُزُمِ

حلّ لغات کَاَنَّھُمْ، گویا کہ وہ۔ فی ظھور الخیل، گھوڑے کی پشت پر۔ نبت ربی، چٹان پر پودے کا اگنا، ایک پودا اگا

ہوا ہے۔ من شدۃ الحزم، شدۃ استواری کی سواری کرتے ہیں۔ لا من شدۃ الحزم، نکہ باندھے ہوئے لکڑی کی گٹھے کی طرح۔

ترجمہ صحابہ کرام گھوڑوں کی پشت پر سوار ایسے معلوم ہوتے گویا کہ چٹان پر پودا اُگا ہوا ہے۔ نہ یہ کہ گھاس یا لکڑی کا گٹھا بندھا ہوا۔

شرح صحابہ کرام کی شہسواری کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرح اچھا سوار گھوڑے کی پشت پر اتنا مضبوط آسن جماتا ہے۔ کہ گھوڑے پر میخ کی طرح جما ہوا ہوتا ہے۔ تو ناظم فاہم رحمہ اللہ نے میخ سے تشبیہ نہ دی بلکہ اس پودے سے تشبیہ دی جو ٹیلوں یا چٹانوں پر اپنی جڑیں پھیلا کر ایسا جمتا ہے کہ ہوا کے جھونکے اُسے اُکھاڑ نہیں سکتے۔ اور اناڑی سوار پشت توسن پر ایسا نظر آتا ہے۔ گویا پشت پر گھوڑے کے گھاس کا گٹھڑ بندھا ہوا ہے کہ کبھی ادھر جھک گیا کبھی اُدھر۔ یہ خوبصورت تشبیہ "نبت رُبی" سے دے کر شدۃ الحزم بنا کر لا من شدۃ الحُزم فرما دیا۔ حزم، استواری کو کہتے ہیں۔ اور حُزم لکڑی کے گٹھڑ کو۔

۱۳۴ طَارَتْ قُلُوْبُ الْعِدٰى مِنْ بَاْسِهِمْ فَرَقًا
فَمَا تَفَرَّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهَمِ

حلِ لغات طارت، از طیران الحرکت من مکان الی مکان۔ اُڑتے تھے۔ قلوب، جمع قلب، دِل۔ العدیٰ، جمع عدو، دشمنوں کے۔ من بأسہم، سختی اور لڑائی، اُن کی سختی اور جنگ سے۔ فرقًا، خوف سے۔ فما تفرق، پس نہیں فرق کر سکتے تھے۔ بین البہم، جمع بھمۃ بکری کا بچہ، چارپائے ہیں۔ والبہم، شجاع، اور بہادر شجاع ہیں۔

ترجمہ دشمن کے دل خوف سے اڑتے تھے کہ خوف زدہ ہو کر بکری کے بچہ اور بہادر سوار میں اُسے تمیز دشوار تھی۔

Marfat.com

شرح صحابہ کرام کے خوف سے دلہائے دشمنان ایسے اُڑتے اور مضطرب ہوتے تھے۔ کہ حواس باختہ ہو کر بہمہ یعنی بکری کے بچے اور اپنے دلیر شجاع شہسوار میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔

بلکہ جنگل میں بکری کا بچہ کُدکتا ہوا آتا تو کفّار ڈر کر سمجھتے کہ کوئی جان نثار شہسوار گھوڑا کُدکاتا ہوا آرہا ہے۔

(۱۳۵)

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسُدُ فِيْٓ اٰجَامِهَا تَجِمِ

حلّ لغات وَمَنْ، شرطیہ، اور جس کسی کو۔ تکن، ہو۔ برسول اللہ، باسببی، او استعانت۔ بہ سبب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔ نصرتہٗ، اور ان کی مدد کی ہمّت۔ اِن، اگر۔ تلقہ، ملے اُس کو۔ الاُسد۔ جمع اسد، شیر۔ فی اٰجامھا، جمع اُجمہ بفارسی بیشہ روندہ یا بڑ۔ اپنی روندہ میں یا بڑ میں۔ تجم، تو خاموش ہو جائے وہ شیر۔

ترجمہ جسے حضورؐ کی مدد اور نصرۃ حاصل ہو۔ اگر اُس کے سامنے بڑ کا شیر بھی آجائے تو خاموش رہ جائے۔

شرح جس کے اُوپر کرم خاص ہو اور حضورؐ کی مدد و نصرت اُس کی شریک ہو یقینی امر ہے کہ وہ شیر کی کیا پروا کرے۔ بلکہ شیر اُس سے خائف ہو کر اُس کے آگے جھک جائے۔

گویا ناظم فاہم رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام کے آگے ظفر و نصرۃ جو جھکی رہتی تھی۔ وہ حضورؐ کا صدقہ تھا۔ اور اُس ذات مقدس کی اعانت و اغاثت تھی۔ کہ محاربۂ اعدا میں فتح یاب ہوتے تھے حضورؐ کی ذات اقدس کے واسطہ سے منصور و محفوظ رہتے تھے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضورؐ کے غلام آزاد شدہ تھے۔ آپ کو روم کے جہاد میں کافروں نے گرفتار کر لیا۔ وہ وہاں سے

Marfat.com

کسی طرح نکل آئے۔ راستہ میں کسی جنگل میں شیر سے مقابلہ ہوگیا۔ آپ نے شیر سے فرمایا یا ابوالحارث انا خادم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے شیر میں حضور کا خادم ہوں اسلامی لشکر میں جانا چاہتا ہوں۔ شیر بجائے اس کے کہ حملہ کرے آگے آگے ہولیا۔ جب آپ لشکر میں مل گئے واپس ہوگیا۔ منقول از عطر الوردہ یہی واقعہ دوسری صورت میں علامہ خرپوتی نے نقل فرمایا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو حضور نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس یمن بھیجا تھا۔ راستہ میں شیر سے دوچار ہوگئے تو آپ نے فرمایا انا مولی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے شیر میں حضور کا آزاد کردہ غلام ہوں ومعی کتابہ اور میرے پاس حضور کا نامہ عالی ہے تو شیر راستہ سے ہٹ کر نظروں سے غائب ہوگیا۔

تیسری روایت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے اور ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہم کشتی میں دریائی سفر کر رہے تھے۔ کہ موجوں کی ٹکروں سے کشتی شکستہ ہوگئی۔ ہم تختہ پر بہتے بہتے ایک جزیرہ میں جا نکلے کہ مفاجئۃً شیر سے دوچار ہوگئے۔ تو میں نے کہا انا مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کا غلام آزاد کردہ ہوں تو شیر نے گردن کے اشارہ سے اپنے پیچھے لیا۔ اور راستہ بتایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں تھے کہ ایک جگہ لوگوں کا مجمع دیکھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک شیر نے راہ بند کر رکھی ہے۔ اور اس راستہ پر بہت سے آدمی ہلاک کر چکا ہے۔ آپ سواری سے اترے اور شیر کے پاس جاکر اُس کا کان پکڑ کر مروڑا اور فرمایا۔ خبردار لوگوں کو آئندہ نہ ستائیو۔ اور جا اپنے بن میں رہا کر۔ وہ شیر سر جھکا کر اپنے بن میں چلا گیا۔ ؎

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا   شیر کو خطرہ میں لاتا نہیں کُتّا تیرا

۱۳۶ وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرِ مُنْتَصِرٍ
بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرِ مُنْقَصِمٖ

حلّ لغات وَلَنْ، واؤ عطف لن نافیہ، اور ہرگز نہیں۔ ترا ہی، دیکھے گا تو۔ من ولی، کسی ولی کو۔ غیر منتصر، بے مدد۔ بہ، اُس دربار رسالت سے۔ ولا، اور نہ کسی۔ من عدو، دشمن سے۔ غیر منفصم، بمعنی انقطع، غیر منقطع۔

ترجمہ حضورؐ کے دربار کا جو قریب ہو گا۔ وہ کبھی بغیر اُس آستانہ کی مدد کے نہ ملے گا۔ اور دشمن کو بغیر خستہ حالی نہ دیکھا جائے گا۔

شرح حضورؐ کے دوست اور صحابہ کرام حضورؐ کے صدقہ میں منصور ہیں اور ذات اقدس کے صدقہ میں دشمن پائمال ہیں۔ علاّمہ خرپوتی فرماتے ہیں کہ تمام اولیاء اُمّت حضورؐ کے صدقہ میں مظفر و منصور ہیں۔ اور اسی بنا پر ولی شیخ احمد ملثم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ لم تکن الاقطاب اقطابًا ولا الاوتاد اوتادًا ولا العماد عمادًا الا برسول اللّٰہ و بتعظیمھم لہ واجلالھم شریعتہ وکل من عدو الشریعۃ کان عدو الہ علیہ السلام وکذا کل من کان عدو الصاحب الشرع من العلماء وکل من یتکلم بما یتاذی بہ علیہ السلام فھو عدو لہ ولذا قال الحقی فی روح البیان حکی عن بعض الکبار انہ قال کنت فی مجلس بعض الغافلین فتکلم الی ان قال لا مخلص لاحد عن الھوی۔ ولو کان فلانا ارادبہ النبی علیہ السّلام حیث قال حبب الیّ من دنیاکم ثلاث الطیب والنساء وقُرّۃ عینی فی الصلوٰۃ فقلت لہ اما تستحیی من اللہ فانہ علیہ السّلام ما قالَ احببت بل قال حبب فکیف یلام العبد علی ماکان من اللہ کرامۃ ثم حصل لی غم وھم من استماعی مثل ھذا الکلام فرأیت النبی علیہ السّلام فی المنام فقال لی لا تغتم فقد کفینا امرہ ثم سمعت انہ خرج الی ضیعۃ لہ فقتل فی الطریق نعوذ باللہ من التطاول علی الانبیاء و ورثتھم من العلماء والاولیاء۔ یعنی کوئی قطب قطب نہیں ہوتا نہ کوئی اوتاد اوتاد بن سکتا ہے نہ عماد عماد۔ وسکتا

Marfat.com

ہے مگر حضورؐ کے دربار کے صدقہ میں اور عظمت ذات واجلال شریعت کے ماتحت اور جو شخص دشمن قانون شریعت ہو وہ درحقیقت حضورؐ کا دشمن ہے اور ایسے ہی جو اصحاب شریعت یعنی علماء حقہ کا دشمن ہو یا ایسی بات بناتا ہو جو حضورؐ کی ذات گرامی کو ایذا رساں ہو۔ وہ یقیناً دشمن رسول ہے۔ اسی بنا پر علاّمہ حقی رحمہ اللہ نے رُوح البیان میں فرمایا۔ کہ بعض اکابر نے بیان کیا کہ ہم مجلس غافلین میں تھے۔ کہ بات ہوتے ہوتے ایک شخص نے کہا کہ کہ خواہش دنیا سے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ اگرچہ وہ ذات گرامی ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس سے وہ حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی مراد لیتا تھا اور کہنے لگا کہ حضورؐ نے بھی فرمایا کہ مجھے تمھاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ خوشبو اور عورتیں اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے تو میں نے کہا کیا تو خدا سے نہیں شرماتا کمبخت حضورؐ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تمھاری دنیا سے تین چیزیں ہمارے لیے محبوب بنائی گئیں۔ نہ کہ یوں فرمایا کہ میں محبوب رکھتا ہوں۔ پھر کس طرح تو اُس بندے کو ملامت کر سکتا ہے۔ جو اللہ کے نزدیک معزز ہے۔ پھر مجھے اس امر کا غم ہُوا کہ میں نے ایسی بات کیوں سُنی۔ تو خواب میں حضورؐ کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوا اور حضورؐ نے فرمایا تو غم نہ کر۔ اُس کا معاملہ ختم ہو گیا۔ پھر ہم نے سُنا کہ وہ اپنا سامان لے کر کہیں جاتا تھا کہ قتل کیا گیا۔ اللہ محفوظ رکھے انبیاء و علماء کی شان میں زبان درازی سے اور اُس کے ولیوں کی توہین سے۔

(۱۳۷) اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ ۔ کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمٖ

حلِّ لغات | اَحَلَّ، صیغہ ماضی از احلال اتر نا، اتاری۔ اُمّتَهٗ، اپنی امت۔ فِی حِرْزِ، جائے استوار، بمعنی الحصن، قلعہ میں یا صاف جگہ میں۔ مِلَّتِهٖ، اپنی ملّت کے۔ کَاللَّیْثِ، لیس اسم الاسد، مثل شیر کے۔ حَلَّ، صیغہ ماضی

از حلول انزنا، کہ اترے۔ مع الاشبال، جمع شبل ولد الاسد، معہ اپنے بچوں کے۔ فی اجم، مکان یسکن فیہ الاسد، گھپا میں۔

ترجمہ حضورؐ نے اپنی اُمت کو دین کے قلعہ میں اُتارا جیسے شیر معہ اپنے بچوں کے گھپا میں بے فکر اُترتا ہے۔

شرح حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لا الٰہ الا اللہ حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی۔ کلمہ توحید میرا قلعہ ہے۔ جو میرے قلعہ میں آگیا۔ میرے عذاب سے مامون ہو گیا۔ اس حدیث کی طرف اس بیت میں اشارہ ہے کہ اُمت مرحومہ چونکہ قلعہ توحید میں محفوظ ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی بلا و عذاب سے مامون ہے۔

(۱۳۸) كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللهِ مِنْ جَدِلٍ فِيْهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمٍ

حلّ لغات کم، خبریہ، للتکثیر، کتنی بار۔ جدّلت، از تجدیل، وضع علی الارض، خاک میں ڈالا۔ کلمات اللہ، والمراد منہ قرآن عظیم۔ (فاعل جدلت) قرآن کریم نے۔ من جدل، جھگڑا کرنے والے کو۔ فیہ، اس دین میں یا حضورؐ کی ذات میں۔ وکم، اور کتنی بار۔ خصم، کثیرا ما غلب فی الخصومۃ۔ از تخصیم جھگڑے میں غالب آنا، غالب آیا۔ البرھان، والمراد منہ من المعجزات والکرامات۔ معجزہ و کرامت۔ من خصم، جھگڑالو گروہ پر۔

ترجمہ بارہا خاک مذلت پر ڈال دیا قرآن کریم نے اُن لوگوں کو جو حضورؐ کے شان میں ملّت اسلامیہ میں جھگڑنے آئے اور بارہا غالب آئے۔ منکرین پر معجزات اور کرامات منکر اور شدید الخصومت پر۔

شرح مفہوم واضح ہے کہ بڑے بڑے فصحاء بلغاء قرآن کریم کے مقابلہ میں خوار ہوئے۔ بڑے بڑے مطالبہ کرنے والے حضورؐ کے آگے

ذلیل ہوئے۔ ابوجہل سنگریزے لایا تو اُن سنگریزوں نے حضورؐ کی تصدیق کی حبیب رومی جس کا تذکرہ مفصل ہم بیت نمبر ۷۶ میں کر چکے ہیں۔ طلب معجزہ کے بعد کیسا جُھکا۔ سُوکھے درخت بولے۔ تو گویا صاف بات ہے۔ کہ مخالفت کرنے والوں نے کمی نہ کی۔ لیکن جُوں جُوں مخالفت بڑھی اسلام ترقی ہی کرتا رہا۔ ؎

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں　　بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

(۱۳۹) کَفَاکَ بِالْعِلْمِ فِی الْاُمِّیِّ مُعْجِزَۃً فِی الْجَاهِلِیَّۃِ وَالتَّادِیْبِ فِی الْیُتُمِ

حلّ لغات کَفَاکَ، یعنی حسبک، کافی ہے تجھ کو۔ بالعلم، علم حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ فی الاُمّی، حضورؐ کے اُمّی ہونے کی صُورت میں۔ معجزۃً، معجزے کے نشانوں سے۔ فی الجاھلیۃ، زمانہ جہالت میں۔ والتادیب اور زمانہ تبلیغ رسالت میں فی الیتم اور حالت یتیمی میں

ترجمہ کافی ہے تجھ کو حضورؐ کا وہ علم جو بغیر پڑھے ابتداء زمانہ سے تبلیغ کے ایام تک کا ظاہر ہُوا کہ وہ بذاتہٖ خود معجزہ ہے۔

شرح یعنی اے مخاطب تجھ کو حضورؐ کے معجزات کا علم ہی کافی ہے باوجودیکہ حضورؐ اُمّی تھے اور زمانۂ یتیمی میں بھی آپ تعلیم ادب دیتے۔ اور دلائل بے شمار سے قطع نظر کر کے بھی دیکھا جائے تو یہ کیا کافی نہیں کہ اُس ہستیٔ مقدس نے جاہلوں میں نشو و نما پائی ابتدا سے اخیر تک کبھی کسی سے کچھ نہ پڑھا۔ باوجود اس کے تمام علوم میں ماہر ثابت ہُوئے۔ اور بڑے بڑے فصحا بلغا کی جماعتوں میں افضل اور اعلیٰ مانے گئے۔ اور تمام فضائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ حضورؐ سے دنیا نے حاصل کیے اور یہ سب کچھ بہ تعلیم ربانی حضورؐ سے ظہور میں آیا۔ چنانچہ خود حضورؐ نے فرمایا۔ علمنی ربی فاحسن تعلمی وادّبنی ربی فاحسن تادیبی مجھے میرے رب نے اچھّی تعلیم دی اور مجھے ادب سے مزیّن فرمایا۔

Marfat.com

فصل اثنا عشر

رحمۃ للعالمین سے رحم اور سفارش کی درخواست اور یہ قصیدہ لکھنے کی غرض

(۱۴۰)

خَدَمْتُهٗ بِمَدِيْحٍ اَسْتَقِيْلُ بِهٖ
ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَّضٰى فِى الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

حلّ لغات خدمتہ، صیغہ ماضی متکلّم، من الخدمت، اسے مدحت علیہ السّلام، نعت کی ہے میں نے۔ بمدیح، ما یمدح بہ، اس ممدوح کی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ استقیل، از استقالہ۔ یعنی طلب العفو۔ اور معافی طلب کی ہے میں نے۔ بہ، ضمیر راجع الی المدیح، اُس ہستی مقدس سے۔ ذنوب، جمع ذنب عام للصغائر والکبائر، اپنے گناہوں کی۔ عمر، جو عمر۔ مضی، گذشتہ ہیں ہوئے۔ فی الشعر، لغو شعر گوئی۔ والخدم، اور خوشامدیں۔

ترجمہ میں نے حضور کی مدحت کر کے اس ذریعہ سے اُس عمر کے گناہوں کی معافی طلب کی ہے۔ جو شعر گوئی اور اہل دنیا کی خدمتوں میں ضائع ہوئی۔

شرح مروی ہے کہ ناظم رحمہ اللہ ابتداءِ عمر میں مقربین سلاطین سے تھے اور ان کی خدمات قصیدہ گوئی اور مذمت اعداء کے ساتھ انجام دیتے تھے اور اس سے مقصود جلب مال و منصب ہوتا تھا تو اس قصیدہ مبارکہ میں اپنی امیدیں ذات رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم سے وابستہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے مدیح الٰہی کی مدحت کر کے آغاز کیا ہے۔ یعنی ان گناہوں کو عفو و رحمت سے بدلا ہے۔ جسے ناظم گناہ سمجھ رہے ہیں۔ ورنہ سلاطین اسلامیہ کی سچی مدحت اور اُن کے اعداء کی صحیح مذمت ممنوع نہیں۔

لیکن یہ درجہ غایت تورع اور تقوی کا ہے رحمۃ اللہ تعالے علیہ۔

مولائے صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

(۱۴۱) اِذْ قَلَّدَانِی مَا تُخْشٰی عَوَاقِبُہٗ
کَاَنَّنِی بِھِمَا ھَدْیٌ مِّنَ النَّعَمِ

حلّ لغات اذ، اس لیے کہ۔ قلدانی، از قلادہ بدھی۔ قلادہ ڈال دیا ہے مجھے اُس شعر گوئی نے ایسا۔ ما تخشلے، کہ اُس سے خوف ہے مجھے۔ عواقبہ، میرے انجام کا۔ کاننی، گویا کہ میں۔ بھما، اُس مدحت اور مذمت اعداء کے ساتھ۔ ھدیٌ، وہ ہدی ہوں جو ذبح کو جارہی ہو۔ من النعم، چارپایہ سے۔

ترجمہ ان دونوں باتوں یعنی شعر گوئی اور خدمت اہل دنیا نے میری گردن میں ایسی بدھی ڈالی ہے۔ جس کے انجام سے خوف زدہ ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ان گناہوں کا ہار ڈال کر میں اس صدقہ کے جانور کے مشابہ ہوں جو پٹہ ڈال کر ذبح کو لے جایا جاتا ہے۔

شرح چونکہ اُس اُونٹ کے گلے میں بدھی ڈال دی جاتی ہے جو قربانی کے لیے نامزد ہو چکا ہو۔ جسے عربی میں ہدی کہتے ہیں۔ تو ناظم فاہم استعارتاً یہ بدھی نام رکھ رہے ہیں۔ اُن افعال کا جسے معصیت تصور فرما رہے ہیں۔ یعنی سلاطین اسلامیہ کی مدحت اور اُن کے اعداء کی مذمت اور اُس کے ذریعہ امید حصول مال کرنا۔ پھر اپنے کو اُس اُونٹ سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ جس کے گلے میں قلادہ پڑ چکا ہو اور ذبح کے لیے ہدی بنا دیا گیا ہو۔ اور یہ سب کچھ اظہار انکسار ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین[1] کی سی کیفیت ہے۔ غفر اللہ لہ۔ بحرمتہ نبی ہذا الامتہ۔

---

[1] ابرار کی نیکیاں مقربین کی خطائیں ہیں۔ ۱۲

Marfat.com

(۱۴۲) اَطَعْتُ غَیَّ الصِّبَا فِی الْحَالَتَیْنِ وَمَا حَصَّلْتُ اِلَّا عَلَی الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ

حلّ لغات اطعت، صیغہ متکلم ماضی، از اطاعت فرمانبرداری۔ اطاعت کی میں نے ۔ غیّ، بمعنی الغوایۃ والضلالۃ، گمراہی۔ الصبا، بکسر الصاد، بچپن کی ۔ فی الحالتین، شعر وخدمت ہیں۔ وما، نافیہ، اور نہیں ۔ حصّلتُ، حاصل ہوا۔ الّا، استثنا، مگر ۔ علی الاثام، جمع اثم بمعنی الذنب گناہ، گناہوں پر ۔ والندم، من الندامۃ، ندامت۔

ترجمہ میں نے شعر گوئی اور خدمت سلاطین دونوں حالتوں میں طفلانہ گمراہی کی اطاعت کی اور بجز گناہ یا ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

شرح گویا اپنا احساس واعتراف ظاہر فرماتے ہیں۔ کہ میں جانتا ہوں کہ میں نے بچپن کی گمراہی کی مخالفت نہیں کی۔ اور مدحت سرائی سلاطین اور خدمت اعداء میں اپنی عمر ضائع کرتا رہا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج میرے پاس معصیت پر ندامت تحسر و تحزن کے سوا کچھ نہ رہا یہ گویا ناظم ناہم رحمہ اللہ اپنی طرف منسوب کر کے توبہ کرنے کا طریقہ تعلیم دے رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ اس طرح معافی مانگا کرتے ہیں۔

(۱۴۳) فَیَا خَسَارَۃَ نَفْسِیْ فِیْ تِجَارَتِہَا لَمْ تَشْتَرِ الدِّیْنَ بِالدُّنْیَا وَلَمْ تَسُمِ

حلّ لغات فیا، کلمہ ندائیہ، پس اے افسوس ۔ خسارۃ، اصابۃ الضرر الغیر المقصود، ٹوٹا ۔ نقصان ۔ نفسی، میرے نفس کا ۔ فی تجارتہا، اس کی تجارت میں ۔ لم تشتر الدین، افسوس تو نے دین نہ خریدا ۔ بالدنیا، دنیا چھوڑ کر ۔ ولم تسم، از سام یسوم

سومًا، از سوم، تخمینہ کرنا قیمت لگانا۔ اور خریدنے میں غور نہ کیا۔

ترجمہ افسوس میری جان خسارہ میں گئی۔ کہ اس نے دنیا چھوڑ کر دین نہ خریدا اور نہ خریدنے پر غور کیا۔

شرح گویا علامہ قاسم تنبیہ فرما رہے ہیں۔ کہ اے ٹوٹے میں رہنے والے نفس ابھی وقت ہے۔ تیری تجارت میں اگرچہ اب تک تو نے دنیا پر دین کو پسند نہ کیا اور فانی کے بدلہ باقی نہ خریدا۔ اگر اب بھی تحصیل دین اور ترک دنیا نہ کرے گا۔ تو پھر کب وقت آئے گا۔ آ اور حسن نیت اور صدق قصد کے ساتھ دین کو لے۔ روح البیان میں علامہ حقی فرماتے ہیں۔

ان اللہ خلق الروح نورانیا علویا وخلق النفس ظلمانیۃ ثم اشرک بینہما وجعل رأس مالہما الاستعداد الفطری القابل للکمال والترقی فی القربۃ والمعرفۃ والخسارۃ والنقصان فمن اٰمن وجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ وطلب فی کل حالہ رضی اللہ فقد ربح روحہ وخسرت نفسہ ومن لم یؤمن باللہ ورسولہ وکفر بہما واٰمن ولم یأت بعمل حسن اصلا فقد خسر روحہ ونفسہ جمیعًا فعلی العاقل ان یجتھد قبل مجئ الفوت ویربح فی تجارتہ ببذل النفس والمال فی طلب رضاء اللہ فان سلامۃ رأس المال الذی ھو الاسلام مادام حاصلًا یمکن ان یتدارک الربح فی صفقۃ وان لم یحصل فی صفقۃ اخری فلا ینبغی ان تضیع العمر فیما لا یعنی اذ الفرصۃ غنیمۃ۔ تمام مضمون کا خلاصہ مفہوم کو یہ شعر کافی ہے۔

مکن عمر ضائع بافسوس وحیف   کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

(۱۴۴) وَمَنْ یَّبِعْ اٰجِلًا مِّنْہُ بِعَاجِلِہٖ
یَبِنْ لَہُ الْغَبْنُ فِیْ بَیْعٍ وَّفِیْ سَلَمٖ

حلِّ لغات وَمَنْ، اور جو شخص۔ یَبِعْ، اصل میں یَبِیْعُ تھا، شرط کے موقعہ پر اس کا اخیر جزم ہوتا ہے، اور حرف علت حذف ہو گیا ہے۔

آجِلہٗ، آجل اسم فاعل از اجل بمعنی مہلت کچھ دیر میں ملنے والی چیز، یعنی ثواب آخرت، آخرت کے ثواب کے بدلے اور۔ مِنہُ، اُس سے۔ بِعَاجِلِہٖ، جلدی ملنے والی چیز دنیا، دنیا لے۔ یَبِنْ، اصل میں یَبِیْنُ تھا۔ شرط کے تحت میں اُس کی بھی وہی تعلیل ہُوئی۔ جو بیع پر ہُوئی۔ بمعنی اظہر۔ ظاہر ہوگا۔ لَہٗ، اُس کے لیے۔ اَلغَبْنُ، نقصان۔ فِی بَیْعٍ، ہر بیع میں۔ وَفِی سَلَمٍ، اور سلم یعنی بدھنی میں۔

ترجمہ یعنی جو شخص آخرت کو دُنیا کے عوض بیچے اُس کو نقصان ظاہر ہو گا۔ خواہ وہ بیع وجود مبیع پر ہو یا بیع موعود یعنی سلم ہو جسے بدھنی کہتے ہیں۔

شرح ایک بیع ایسی ہوتی ہے۔ جہاں بیع یعنی بکنے والی چیز اور اس کی قیمت موجود ہوتی ہے۔ یعنی نقد فروختگی اور ایک بیع وہ ہے۔ جسے بیع سلم کہتے ہیں۔ اس کی ہندی بدھنی ہے کہ ثمن یعنی قیمت پہلے دی جائے۔ اور مبیع جو خریدا ہے۔ وہ موعود ہو یعنی کسی وعدہ پر ملے۔

اس بیت میں اس مقولہ کا رد کیا گیا ہے۔ جو عربی میں مشہور ہے۔ الدنیا نقد والاخرۃ نسیئۃ واعطاء النقد لھا غیر معقول دنیا نقد ہے اور آخرت قرض تو نقد کو قرض پر دینا غیر معقول ہے تو بیع سلم جو دنیا میں ہوتی ہے۔ اس میں نقد دے کر وعدہ پر بیع لیا جاتا ہے۔ تو ناظم فاہم فرماتے ہیں۔ کہ دنیا کو ترجیح آخرت پر دینا ایسی ہی حماقت ہے۔ جیسے کوئی بیع سلم کو پسند نہ کرے۔

علامہ خرپوتی فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو مرکب من الدنیا والاخرۃ پیدا فرمایا ہے۔ اس کی جزیں دونوں طرف کا میلان رکھا ہے۔ اس کا جز دنیوی نفس امارہ ہے۔ جو درکات نیرانیہ کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اور جزء اخروی روح ہے۔ جو طرق جنان کے درجات بتاتی ہے۔ اور ان دونوں اجزا سے قلب پیدا ہوا کہ وہ اللہ تعالےٰ کی بے کیف اصابع میں ہے۔ ایک

Marfat.com

اصبع رحمت اور ایک اصبع قہر جس پر ارادت اللہ مظاہرۂ قہر فرماتا ہے۔ اس کے قلب کو سخت کر دیتا ہے اور اُس کا رُجحان دنیا کی طرف ہو جاتا ہے۔ تو وہ بیع عاجل کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور اس کا نفس اُسے درکات جہنم میں پھینک کر رہتا ہے۔ اور جس پر ارادت اللہ مظاہرہ لطف فرماتا ہے۔ اُس کے قلب کو قائم بالاستقامۃ کر دیتا ہے تو اس کا رُجحان عالم علوی کی طرف ہو جاتا ہے۔ تو وہ آخرت کو ترجیح دیتا ہے۔ اللّٰھم خلّصنا بجودک عن توھم وجودنا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

سوف تری اذا انجلی الغبار　　　افرس تحتک ام حمار

شہد دکھائے زہر پلائے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے!

(۱۴۵) اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ
مِّنَ النَّبِیِّ وَلَا حَبْلِیْ بِمُنْصَرِمِ

حلِّ لغات اِنْ، حرف شرط، اگر۔ اٰتِ، از اتی یاتی، صیغہ متکلم، اصلہ اٰتی فسقط الیاء للجزم ومعناہ ان فعلت، کروں میں۔ ذنبًا، کوئی گناہ۔ فما، نافیہ، پس نہیں ہے۔ عهدی، میرا عہد۔ بمنتقض، ٹوٹنے والا۔ من النبی، میرے نبی سے۔ ولا حبلی، اور نہیں ہے میرے عقیدہ کی رسی۔ بمنصرم، ٹوٹنے والی۔

ترجمہ اگرچہ میں گنہگار ہوں مگر میرا معاہدہ اطاعت اس سے ٹوٹنے والا نہیں۔ جو میں نے حضورؐ سے کیا اور میری عقیدت و محبت کی رسی کٹنے والی نہیں۔

شرح یعنی اگر میں گناہ کروں اور کسب سیئات پر مائل رہوں اور امید ستر و عفو قائم رہے۔ تو گناہ گار ایسا ناقض عہد نہیں ہوتا

Marfat.com

جس سے ایمان جاتا رہے۔ تو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کا جو معاہدہ ہے۔ وہ عاصی کے ساتھ قائم رہے گا۔ اور میری سیہ کاریاں مجھے عقیدت و محبت کی رسی توڑ کر علیحدہ نہیں کر سکتیں۔

گویا اس بیت میں ناظم فاہم رحمۃ اللہ عقیدہ اہل سُنت کا خلاصہ فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہ عاصی پُرمعاصی کا سب سیئات کتنا ہی کیوں نہ ہو جائے۔ جب تک اُس کا عقیدہ درست ہے۔ اور وہ اپنی معصیت پر شرمندہ اور خطیئت پر امید عفور رکھتا ہے۔ مومن ہے مسلمان ہے اور جب تک مومن و مسلم ہے۔ حبل مودتِ محمّدی (محبّت محمّدی کی رسی) اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اور معاہدہ کا نقض لازم نہیں آتا۔

جب توبہ کرے گا۔ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنَاتٍ کی بشارت سے متمتع ہوگا۔ ؎

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی — اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول — آبرس جا کہ نہا دھوئے یہ پیاسا تیرا

مجھکو رسوا بھی اگر کوئی کہیگا تو یونہیں — کہ وہی نادہ رضا بندۂ رسوا تیرا

(۱۴۶) فَاِنَّ لِیْ ذِمَّۃً مِّنْہُ بِتَسْمِیَتِیْ مُحَمَّدًا وَّھُوَ اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

حلّ لغات فان لی، پس میرے لیے۔ ذمّۃ، امان، امان ہے۔ منہ، ضمیر راجع الی علیہ السّلام، اس کی ذات رحمت سے۔ بتسمیتی، ب سببی، بہ سبب میرے نام کے کہ۔ محمدًا، وہ محمّد ہے۔ وھو، وھُو برائے ضرورت شعرھا کو جزم دیا۔ اور وہ ذات مقدس۔ اوفی الخلق، اوفیٰ صیغہ مبالغہ للتفضیل بمعنی تمّ، تمام مخلوق سے زیادہ وعدہ وفا ہے۔ بالذمم، جمع ذمہ۔ امانوں کے دینے ہیں۔

Marfat.com

ترجمہ کیونکہ میرا نام محمدؐ ہے مجھے میرے حضورؐ کے حضور میں امن لازمی ہے۔ اس لیے کہ حضورؐ اپنے وعدہ کے وفا کرنے میں اوفی الخلق ہیں۔

شرح اس بیت مبارک میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو حضورؐ نے فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ من انہٗ اذا کان یوم القیامۃ نادے منادٍ الا لیقم من اسمہٗ محمد او احمد ولیدخل الجنۃ کرامۃً لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن منادی ندا دے کہ خبردار جس کا نام محمدؐ یا احمدؐ ہے۔ وہ کھڑا ہو اور جنت میں داخل ہو جائے یہ اعزاز ہے۔ آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ تو ناظم فاہم کا نام نامی شیخ شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن سعید الدلاوصی ثم البوصیری ہے۔ تو فرما رہے ہیں۔ کہ میرے باپ نے میرا نام محمدؐ رکھا اور حدیث میں حضورؐ نے وعدہ فرمایا۔ کہ جس کا نام محمدؐ ہو گا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور حضورؐ سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا دنیا میں کون ہو سکتا ہے۔ تو مجھے اس پر بھی گھمنڈ اور ناز ہے کہ میرا نام محمدؐ ہے۔ وللہ الحمد۔

اور حدیث میں وارد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اتانی جبرائیل فقال یا محمد ان اللہ یقرء علیک السلام ویقول لک وعزتی وجلالی لا اعذب من سمی باسمک بالنار۔ ہمارے پاس جبریل آئے اور کہا حضورؐ اللہ سلام فرماتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ میرے عزت و جلال کی قسم جس کا نام آپ کے نام پر ہو گا اُسے میں جہنم کا عذاب نہ دوں گا۔

دوسری حدیث میں ہے۔ استحیی ان عذب بالنار من اسمہ اسم حبیبی اللہ شرم فرماتا ہے۔ اس سے کہ جہنم کا اُسے عذاب دے۔ جس کا نام میرے حبیبؐ کے نام پر ہو۔ اور علامہ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ وملائکتہٗ یستغفرون لمن اسمہٗ محمد واحمد اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتہ بخشش

؂ یہ حدیث عطر الوردہ میں بھی موجود ہے ۱۲

ور حمت کرتے ہیں۔ اُس پر جس کا نام محمدؐ یا احمدؐ ہو۔ اور نام محمدؐ ایسا اسم کریم و شریف ہے کہ اشرف اسماء حضورؐ ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس نام کو حضورؐ کے اخص اسمائے سے بنایا۔ چنانچہ آدم علیہ السّلام کی کنیت ابو محمدؐ رکھی گئی اور حضورؐ بھی ہمیشہ فرامین و احکام میں من محمّد رسول اللہؐ ہی تحریر فرماتے۔ اور ملک الموت جب روح اقدس لے کر چلا تو وا محمّداہ اس کی زبان پر تھا۔ اور علماء سلف کے اکثر و بیشتر اسماء میں یہ نام مبارک لازمی رکھا گیا۔ اور اس حقیر فقیر درماندہ نفس شریر کا نام بھی بحمدہ تعالیٰ محمدؐ احمدؐ ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میرے لیے یہ طغراء امتیاز کافی و وافی نشانی ہے۔

حافظ رند زندہ باش مرگ کجا و تو کجا ۔۔۔ تو شدہ فنا ء حمد حمد بود بقاء تو

(۱۴۷) اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا بِیَدِیْ ۔ فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ یَا زَلَّۃَ الْقَدَمِ

حلّ لغات اِن لم یکن، جملہ شرطیہ، اگر نہ ہوں وہ۔ فی معادی، صیغہ ظرف از عود والمراد حالۃ الموت، میرے مرنے کے وقت۔ اٰخذ، تھامنے والے۔ بیدی، میرا ہاتھ۔ فضلا، اپنے فضل سے۔ والا، تو تو۔ فقل، کہہ مجھے۔ یازلۃ القدم، اے پھسلے ہوئے قدم کے۔

ترجمہ اگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے مرنے کے بعد میرے دستگیر نہ ہوں تو کہنا کہ اے قدم پھسلے ہوئے ذلیل۔

شرح اگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم براہ فضل و کرم اور نسبت اسمی کے لحاظ سے میری مرتے وقت دستگیری نہ فرمائیں تو میری قسمت پر افسوس کرتے ہوئے کہنے کا حق ہے۔ کہ اے زلۃ القدم اب پاؤں پھسلنے پر کیا ہوش اور یہ ہوش کس کام کا۔ دوسری صورت یہ کہ الا بمعنی ان لم یکن کذالک مانا جائے۔ غرض کہ اس بیت میں بہت سی توجیہات ہیں اچھی اور صاف توجیہ یہ

Marfat.com

ہے۔ کہ مصرع اوّل شرط اور اس کی بیت اوّل نمبر ۱۴۷ اس کی خبر لی جائے تو اب یہ معنے ہوں گے۔ کہ اگر کوئی عہد و پیمان میرے معاصی کے مقابلہ میں نہ کام دے تو افسوس ہے میرے لغزش قدم پر اور بعض کہتے ہیں لفظ اِلّا زائد ہے۔ جیسا کہ صاحب قاموس نے لکھا کہ لفظ اِلّا کلام عرب میں زائد بھی آتا ہے۔ تو اس اعتبار سے علامہ خرپوتی کی شرح صاف معلوم ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حاصل معنی بیت کے یہ ہیں۔ کہ میں محتاج شفاعت جناب کریم کا ہوں نجات مہالک سے اور عذاب الیم سے حتیٰ کہ اگر میرا معین ان کا فضل و احسان زائد علی الوعدہ نہ ہو تو پھر میرے نفس کو عتاب کے ساتھ یازلۃ القدم یا سیئ الحال یا شدید الّمال کہنا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں تو میں زلّۃ القدم بھی نہیں۔ ؎

عام ہیں ان کے تو الطاف شہیدی لیکن تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(۱۴۸) حَاشَاهُ اَنْ يُّحْرَمَ الرَّاجِيْ مَكَارِمَهٗ
اَوْ يَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمِ

حلّ لغات حَاشَاهُ، استثنا، ہرگز وہ ہستی ایسی نہیں۔ ان یحرم، کہ محروم کردے۔ الراجی، امیدوار کو۔ مکارمہ، جمع کرم بخشش، ان کی بخششیں۔ او یرجع، یا یہ کہ لوٹے۔ الجار، یعنی قریب یا مستجیر، آرزومند یا قرب والا۔ منہ، ان کی بارگاہ سے۔ غیر محترم، مایوس بے نیل مرام۔

ترجمہ حضورؐ کی شان کرم اس سے منزہ ہے کہ اُن کے در پر سائل جو امیدوار جائے وہ بخشش حاصل کیے بغیر بے نیل و مرام واپس لوٹ آئے۔

شرح نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز مگر باشہدان لا الہ الا اللہ

حضور چونکہ معدن کرم اور مخزن فضل ہیں۔ لہٰذا وہاں سے اس قسم کے توہمات کو جگہ دینا حاشا وکلا نازیبا ہیں۔ وہ تو وہ ہیں کہ

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ لَوْلَا التَّشَهُّدُ کَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمٗ

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

Marfat.com

فصل ثالث عشر

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابِ کرم سے امید کا بیان

(۱۴۹) وَمُنذُ اَلزَمتُ اَفکَارِی مَدَائِحَہٗ
وَجَدتُّہٗ لِخَلَاصِی خَیرَ مُلتَزِمٖ

حلّ لغات ومنذ، ظرف زماں بمعنی اوّل المدۃ مفعول فیہ، اور جب سے کہ۔ الزمت، لازم کی میں نے۔ افکاری، اپنے فکروں پر۔ مدائحہ، جمع مدح، اُس ہستی پاک کی نعتیں۔ وجدتہ، پائی میں نے۔ لخلاصی، اپنی نجات کے لیے۔ خیرملتزمٖ، ملتزم بجائے پناہ، بہترین جائے پناہ۔

ترجمہ جب سے میں نے اپنے افکار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت گوئی لازم کی ہیں سمجھتا ہوں کہ میں نے بہترین جائے پناہ لی۔

شرح جب حضورؐ کی ذاتِ اقدس کو رَدِ سائل اور محروم کرنے سے منزّہ ثابت کر چکے تو اپنی نعت گوئی کے نتیجہ کو بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے مدحت سرائی اس ہستی مقدس کو اپنے خیالات و افکار میں لازم کر لیا ہے یعنی اس وقت سے کہ میں اپنے اشعار کو سوائے منقبت حضورؐ کے اور کسی کام میں نہیں لاتا۔ جب ہی سے میں اطمینان کر چکا ہوں کہ یہی نعت گوئی میرے لیے زبردست نجات کا ذریعہ ہے۔ اور اسی وقت کو میں اپنے لیے بہترین جائے پناہ سمجھتا ہوں۔

کرتے مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

Marfat.com

۱۵۰ وَلَن یَّفُوْتَ الْغِنیٰ مِنْہُ یَدًا تَرِبَتْ
اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْھَارَ فِی الْاَکَمِ

حلِّ لغات وَلَن، اور ہرگز نہیں ۔ یَفُوتَ، از فوت، ضائع کرے گا۔ غنی، والمراد منہ شفاعتہ علیہ السلام، اُمید شفاعت کو ۔ مِنہ، ضمیر راجع الیہ علیہ السلام، اُس ہستی پاک سے ۔ یدًا، کوئی ہاتھ، کوئی ہاتھ ۔ تربت، اے افترقت، اید المحتاجین، محتاج کا ۔ ان الحیا، حیا، مطر بے شک بارش ۔ ینبت، اگاتی ہے ۔ الازھار، کلیوں کونپلوں کو ۔ فی الاکم، جمع اُکمہ، راس الجبل، پہاڑ کی چوٹیوں پر۔

ترجمہ جو ہاتھ مفلس حضورؐ کی بارگاہ کی طرف بڑھے ۔ وہ کبھی دولت لیے بغیر واپس نہ ہو ۔ بارش ہوتی ہے تو پہاڑ کی چوٹیوں پر بھی پھول کھلا دیتی ہے ۔

شرح

باراں کہ از لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

غنیٰ کے لغوی معنے تونگری فراخدستی بے پرواہی کے ہوتے ہیں ۔ اور علامہ خرپوتی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ۔ الغنی بالکسر مع القصر بمعنی ایسار و المراد منہ شفاعتہ علیہ السلام اس سے مراد شفاعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

تو مفہوم واضح ہے کہ وہ غنیٰ جو دربار رسالت سے حاصل ہو ہرگز کسی ہاتھ کو گرد آلودہ یعنی خالی و محتاج نہیں کرتا ۔ بلکہ سب کو مالا مال کر دیتا ہے ۔ اس لیے کہ حضورؐ کا فیض رحمت عام ہے ۔ اور مثل بارش کے ہے ۔ حیا کے معنی یہاں اُس بارش کے ہیں ۔ جو عام ہو جس سے زمین مزروعہ بھی سیراب ہو ۔ اور پہاڑ کی چوٹیاں ٹیلے جہاں پانی نہ ٹھہرتا ہو اُسے بھی اتنا سیراب ضرور کر دیتا ہے کہ اس میں شگوفہ

پھول جائیں۔ ے

برسنا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت   باروں پر بھی برسا دے برسانے والے

۱۵۱

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِي اقْتَطَفَتْ
يَدَا زُهَيْرٍ بِمَا اَثْنٰى عَلٰى هَرِمِ

حلّ لغات وَلَمْ اُرِدْ، اور نہیں چاہتا ہیں۔ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِي، اس مدح سرائی کے بدے میں دنیا کی وہ تازگی۔ اِقْتَطَفَتْ، من قطف الثمر، پھل پھول چننا۔ جو چنی یا حاصل کی۔ یدا زھیر، المراد بہ زہیر بن ابی سلمیٰ شاعر مشہور عربی۔ زہیر بن سلمیٰ کے ہاتھوں نے۔ بما اثنیٰ، ساتھ اس کے کہ مدح کی اُس نے۔ علیٰ ھرم، سنان بن ہرم، سنان بن ہرم کی۔

ترجمہ میں حضور کی مدح لغت سے وہ تازگی اور بہجت حاصل کرنا نہیں چاہتا جو زہیر بن ابی سلمیٰ مشہور شاعر کے ہاتھوں نے سنان بن ہرم کی تعریف کے صلہ میں حاصل کی۔

شرح زہیر بن ابی سلمیٰ بڑے نامور شعراء سے گزرا ہے۔ عہد عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں اس سے بہتر اشعار کسی کے نہ مانے جاتے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسے اشعر الناس فرماتے تھے۔ اور اس کے صاحبزادے حضرت کعب نے قصیدہ بانت سعاد دربار رسالت میں سنایا تھا۔ اور وشاح ابن ورید میں ہے۔ کہ زہیر کی کنیت ابو بجیرہ تھی اور اس کی موت قبل المبعث ہوئی۔ اور ثعلب ابن عباس اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں اپنے بڑے شاعر کے اشعار سناؤ تو میں نے عرض کیا وہ کون ہے۔ تو فرمایا وہ زہیر ہے۔ اور ابن اعرابی کہتے ہیں کہ زہیر میں ایک خاص بات تھی۔ جو اس کے سوا اور کسی میں نہیں ملتی۔ کہ اس کا باپ بھی شاعر وہ بھی شاعر اور

Marfat.com

اس کے ماموں بھی شاعر اور اس کی بہن سلمٰی بھی شاعرہ اور اس کے بیٹے حضرت کعب اور بجیرہ دونوں شاعر اور اُس کی دوسری بہن خنساء بھی شاعرہ اور حضرت معاویہؓ کہتے تھے کہ اہلِ جہالت کے نامور شاعروں میں زہیر بن ابی سلمہ ہے۔ اور اسلام کے نامور شعراء میں اس کے بیٹے حضرت کعب اور زہیر ملوک عرب میں سے ہرم بن سنان کے حق میں بہت قصیدہ لکھا کرتا تھا۔ اس لیے کہ ہرم انعام بہت دیتا تھا۔

تو امام محمدؒ بوصیری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ دولت دنیا حاصل کرنے کو زہیر کی طرح میں ہرم کے لیے مدحت نہیں کرتا۔ بلکہ دولت عقبٰی کی امید پر میری مدح منقبت دربار رسالت میں پیش ہے۔

(۱۵۲) یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

حلّ لغات یا اکرم الخلق۔ اے تمام مخلوق سے زیادہ کرم فرمانے والے۔ مالی، ما نافیہ، نہیں ہیں میرے لیے۔ من، کوئی ایسا کہ جس کی۔ الوذ، از لیاذ، پناہ لوں۔ بہٖ، اُس سے۔ سواک، سوا آپ کے۔ عند، وقت۔ حلول، نازل ہونے۔ الحادث، حادثوں بلاؤں۔ العمم، عام کے۔

ترجمہ اے بہترین کریم عالم آپ کے سوا میرے لیے کوئی جگہ نہیں جہاں پناہ لوں مصیبتوں کے عام نزول کے وقت۔

شرح مفہوم واضح ہے اور حقیقت ہے کہ حضورؐ کے سوا اُن کے غلام کے لیے کوئی دستگیر نہیں۔ حتیٰ کہ قرآن کریم بھی اسی شفاعت نگر کا راستہ بتاتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جب تم اپنی جانوں پر معصیت کی وجہ سے ظلم کر گزرو تو ہمارے حبیب کی طرف آؤ۔ اور توبہ کرو۔ اور ہمارے حبیب تمہاری

Marfat.com

سفارش کریں تو تم اللہ تعالےٰ کو توّاب ورحیم پاؤ گے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ ؎

شرخیر شور سور شرر دور نار نور | بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ | پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم | نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے
بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے | حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(۱۵۳) وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِيْ
اِذَا الْكَرِيْمُ تَحَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمٖ

حلِّ لغات ولن یضیق، اور ہرگز تنگ نہ ہوگا میدان عزت آپ کا۔ جاهك بی، يعني الوجاهة وهي رفعة المنزلة، آپ کی رفعت منزلت میری شفاعت پر۔ اذا الكريم، اس لیے کہ آپ کریم ہیں۔ تجلّی، وفی نسخۃ تحلی، یعنی اتصف، وتجلّی بمعنی انکشف، اور آپ کا نام روشن ہے۔ باسم منتقم، ساتھ نام منتقم حقیقی کے۔

ترجمہ یعنی حضورؐ کی عظمت وشان کی پناہ میرے واسطے تنگ نہ ہوگی۔ بروز قیامت منتقم حقیقی کے نام سے اپنی شان ظاہر فرمائیں گے۔

شرح مفہوم واضح ہے۔ گویا ناظم فاہم اعلحضرت کے اس شعر کو عربی استعارہ میں سنا رہے ہیں۔ ؎

میں تو کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی | مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
چہ کم گردد اے صدرِ فرخندہ پے | ز قدر رفیعت بدرگاہ حق
کہ باشند مشتے گدایانِ خیل | بمہمانِ دار السلام از طفیل

یعنی یوں عرض کر رہے ہیں کہ حضورؐ کی وجاہت شرافت رفعت میدان

Marfat.com

حشر میں عالم آشکار ہو گی ۔ مجھ جیسے بے کس اور تہی دست کے لیے اُن کا عرصۂ شفاعت تنگ نہیں ہو سکتا ۔ اور منتقم حقیقی کی طرف سے جبکہ یا محمدؐ ارفع راسك سل تعطه واشفع تشفع کی آوازیں آئیں ۔ تو پھر مجھے کیا فکر ہونی چاہیئے ۔

پُل سے اُتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
اے شوق دل یہ سجدہ اگر ان کو روا نہیں اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو

(۱۵۴) فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

حلّ لغات فان، پس بے شک ۔ من جودك، الجود افاضة ماینبغی لا لعوض و لا لغرض، آپ کے جود و کرم سے ۔ الدنیا، دنیا ہے ۔ وضرتها، مال بسیار وضرہ ضد دنیا، یعنی جمع بین المرأتین، حاصل معنی آخرة، اور آخرت ۔ ومن علومك، جمع علم، اور آپ کے علموں سے ۔ علم اللوح والقلم، علم لوح و قلم ہے ۔

ترجمہ حضورؐ آپ کے ہی خوانِ جود و کرم سے دنیا ہے ۔ اور اُس کی ضد یعنی آخرت کا وجود اور لوح قلم کے علم آپ کے دائرہ معلومات کا ایک جزء ہیں ۔

شرح پہلی بیت کے مضمون میں جو خفا تھا ۔ اس کی تفسیر اس بیت میں فرمائی گئی ۔ کہ مجھ سے تہیدست کی شفاعت حضورؐ کو اس لیے مشکل نہیں کہ دنیا اور اس کی ضد یا سوتن جس کا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے ۔ یعنی آخرت یہ سب حضورؐ کے خوانِ عطا کے ریزہ ہیں نہ حضورؐ ہوتے نہ دنیا و آخرت کا وجود ہوتا ۔ جُود عربی زبان میں ایسی بخشش کو کہتے ہیں ۔ جو بلا عوض و غرض، کسی پر کی جائے ۔ اور ضرۃ اس چیز کو کہتے ہیں ۔ جس کا اجتماع متعذر ہو ۔

Marfat.com

جیسے ایک خاوند کے عقد میں دو عورتیں جمع ہوں تو سوتن کہلاتی ہیں۔ اسی طرح دنیا اور آخرت ان کا اجتماع محال ہے۔ جیساکہ حضورؐ نے فرمایا من احب آخرتہٖ اضر بدنیاہ ومن احب دنیاہ اضر باخرتہ۔ جو آخرت کو محبوب رکھے تو یہ محبت اضر یعنی ضد دنیا ہے۔ اور دنیا کو محبوب رکھے تو یہ محبت ضد آخرت ہے۔ علامہ خرپوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ قیل کون الکونین من جودہٖ لانہٗ واسطۃ فی فیضان الوجود علی الماھیات وسیلان الوجود علی الموجودات فکان الکونین من جودہ۔ یعنی وجود کونین حضورؐ کی جود و عطا کا ظہور ہے اس لیے کہ کونین واسطہ ہے۔ فیضان وجود میں ماہیت پر اور سیلان جود وجود سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم موجودات پر ہے۔ تو کونین کا ہونا حضورؐ کے جود وکرم سے ہوا۔ اور اس مصرع میں تلمیحًا اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جو جناب باری کی طرف سے حضورؐ نے ظاہر فرمائی۔ لولاک لما خلقت الدنیا۔

اور علم لوح قلم کو جو جزء علم مصطفٰے فرمایا۔ یہ بھی خاصہ ہے ذات گرامی کا۔

لوح ایک کتاب مبین ہے۔ جس کی مقدار عقل سے وراء ہے۔ جو اس میں عظمت ولطافت اور حروف وکتابت سے ہے۔ بعض نے کہا لوح چار ہیں۔

(اوّل) لوح القضاء المصون عن المحو والاثبات اور یہ لوح عقل اوّل ہے۔

(دوم) لوح القدر یعنی لوح نفس ناطقہ کلیہ ہے۔ جس میں تفصیل کلیات لوح اوّل کی ہے۔ اور اس کا تعلق اثبات سے ہے۔ اور اسی کو لوح محفوظ کہتے ہیں۔

(سوم) لوح نفس الجزئیہ لسماء الدنیا ہے۔

(چہارم) لوح ہیولٰے ہے جو قابل صور ہے عالم شہادۃ میں۔

اور قلم یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مخلوق کی گئی اور اس میں اللہ تعالٰے نے تین سو ساٹھ سن بنائے اور ہر سن میں علوم اجمالیہ کے تین سو ساٹھ صنف

مقرر فرمائیں۔ پھر ان کی تفصیل لوح محفوظ میں ہوتی ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے قلم روشن فرمایا۔ اُس سے ایک دوسرا وجود مشتق کیا۔ اُس کا نام لوح رکھا۔ اور قلم کو حکم دیا کہ لوح کو سب کچھ بتا دے اور جمیع ما یکون الی یوم القیامۃ کا علم اُسے دیا۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی پوچھے کہ ان علوم میں سے اولیا کو اطلاع ملی یا کیا جو حوادثات وغیرہ کے متعلق قلم نے لکھے۔ اور لوح محفوظ میں قیامت تک کے حالات نقش کیے تو اس کا جواب شیخ اکبر باب ۱۶۸ فتوحات مکیہ میں دیتے ہیں۔ کہ نعم انا ممن اطلعہ اللہ علیٰ ذالک۔ ہاں ہم ہیں اُن میں سے جسے اللہ تعالےٰ نے اُن علوم پر اطلاع دی۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے مطلع فرمایا عدد امہات پر علوم ام الکتاب سے اور وہ ایک لاکھ انتیس ہزار چھ الواح پر ہیں۔

اور یہ سب کچھ لکھ کر شیخ زادہ فرماتے ہیں ھٰذا علیٰ قدر فہمک واما من اکتحلت عین بصیرتہ بالنور الالٰھی فیشاھد بالذوق ان علوم اللوح جزء من علومہ کما ھی جزء من علم اللہ تعالےٰ۔

تو حاصل معنی واضح ہو گئے کہ حضورؐ کی ہستی پاک واسطہ ہے۔ افاضۃ منح الظاھریات والباطنیات کا مبدء اوّل سے کائنات میں علویات و سفلیات کے اور جب کہ حضورؐ کی یہ شان ہے۔ تو ان کی عنایت اور وجاہت و کفایت میرے لیے تنگ نہیں ہو سکتی وللہ الحمد۔

Marfat.com

فصل رابع عشر

نفس کو نا امیدی سے روکنے کا بیان

یا نفس لا تقنطی من زلۃ عظمت
ان الکبائر فی الغفران کاللمم (۱۵۵)

حلّ لغات یا نفس، اے نفس۔ لا تقنطی، از قنوط مایوس ہونا، نہ مایوس ہو۔ من زلۃ، لغزش، اس لغزش سے عظمت، اے کبرت، جو کبیرہ گناہ ہو گئے ہیں۔ ان الکبائر، جمع کبیرہ، بے شک کبیرہ گناہ۔ فی الغفران، بخششوں ہیں۔ کاللمم، لمم، آمادگی گناہ مثل صغیرہ کے ہیں۔

ترجمہ اے نفس اپنے گناہوں کے سبب سے جو بہت بڑے ہو گئے ہیں ان کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ غفران و رحمت کے ہوتے بڑے گناہ بھی چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

شرح

زاہدان کا میں گنہگار وہ میرے شافع
اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

بے بسی ہو جو مجھے پرسشِ اعمال کے وقت
دوستو کیا کہو اُس وقت تمنا کیا ہے

کاش فریاد میری سُن کے یہ فرمائیں حضورؐ
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

کس سے کہتا ہے کہ للہ خبر لیجے میری
کیوں ہے بیتاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے

Marfat.com

یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے　　اُس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے
سامنا قہر کا ہے دفترِ اعمال ہیں پیش!　　ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے
سن کے یہ عرض مری بحرِ کرم جوش میں آئے　　یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے
کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو　　ہم بھی تو آ کے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے
اُن کی آواز پہ کر اٹھوں میں بے ساختہ شور　　اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے
لو وہ آیا مرا حامی مرا غمخوارِ امم　　آگئی جان تنِ بے جان میں یہ آنا کیا ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ کبائر ۹ ہیں۔
شرک باللہ۔ قتل نفس بغیر حق۔ قذف محصنہ۔ زنا۔ فرار من الزحف یعنی اسلامی لشکر سے بھاگنا۔ سحر۔ مال یتیم کھانا۔ مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا۔ اور الحاد کرنا۔ اور ایک قول ہے کہ ہر وہ معصیت جس پر اصرار کیا جائے وہی کبیرہ ہے۔ اور ہر وہ معصیت جس سے استغفار کر لیا جائے صغیرہ ہے۔

ان تغفر اللھم فاغفر جما　　فای عبد لک ما الما

(۱۵۶) لَعَلَّ رَحْمَۃَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُہَا
تَاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ

حلّ لغات لعلّ، حرف ترجی، شاید کہ۔ رحمۃ ربی، میرے رب کی رحمت۔ حین، جبکہ۔ یقسمہا، تقسیم ہو۔ تاتی، آجائے۔ علی حسب العصیان، میرے معاصی کی مقدار میں۔ فی القسم، میرے حصّہ کے اندر۔

ترجمہ شاید کہ رحمت الٰہی جب تقسیم ہو ممکن ہے میرے گناہوں کے برابر میرے حصّہ میں آجائے۔

شرح

میرے گناہ زیادہ ہیں یا تیری رحمت
میرے کریم بتا دے حساب کر کے مجھے

Marfat.com

انتہا امید پر ناظم فرماتے ہیں کہ شاید بلکہ لعل بمعنی یقین لینا چاہیئے یعنی یقیناً میرے رؤف و رحیم کی رحمت جبکہ بندگان سیہ کار پر تقسیم ہو تو میرے گناہوں کی ہموزن میرے حصہ میں آئے گی تو میں اُس وقت کہوں گا۔ ے

پیش عفوش قلتِ تقصیرِ ما تقصیر ماست	عفو بے اندازہ میخواہد گناہ بے حساب
باقی رہے ہیں حشر میں کتنے گنہگار	آؤ پکارتی ہے شفاعت رسول کی
نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو	کہ مستحق کرامت گنہگار انند

حدیث قدسی میں بھی آیا ہے۔ غلبت رحمتی علی غضبی۔

من قاعدۂ رحمت او میدانم	من طور عطائے او نکو میدانم
لطف و کرمش عاشق حسن گنہ است	من عادتِ آں بہانہ جو میدانم

اس بیت مبارک میں اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے۔ اللہ نے رحمت کے سو جز فرما کر اپنے پاس ننانوے جز رکھے اور زمین پر ایک جز نازل فرمایا۔ اس ایک جز سے دنیا آباد ہے۔ اور مخلوق میں رحم دلی پائی جاتی ہے اور جانور اپنے بچے کو دودھ پلانے خود پہنچتا ہے ایک حدیث میں وارد ہے۔ کہ ایک شخص بروز قیامت لایا جائے اور حکم ہو۔ اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو۔ اور کبیرہ مخفی رکھو۔ پھر اُسے کہا جائے تُو نے فلاں دن یہ کیا یہ کیا۔ وہ اقرار کرے اور انکار کی ہمت نہ ہو اور اپنے کبائر سے ڈر رہا ہو۔ کہ اتنے میں حکم ہو اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی عطا کی جائے۔ تو وہ عرض کرے الٰہی میرے ابھی ایسے گناہ بھی ہیں جو تُو نہیں جانتا راوی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضورؐ کو دیکھا۔ کہ اس جملہ پر اتنا تبسم ہوا نواجذ علیا ظاہر گئے یہ روائتیں سعتہ رجا کی صریح دلیل ہیں۔ وللہ الحمد۔

---

(۱۵۷) يَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِيْ غَيْرَ مُنْعَكِسٍ
لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِيْ غَيْرَ مُنْخَرِمِ

حلّ لغات یارب، اے میرے رب ۔ واجعل، کر دے پوری ۔ رجائی، میری امید ۔ غیر منعکس، غیر برگشتہ ۔ لدیک، اپنے پاس سے ۔ واجعل، اور کر دے ۔ حسابی، میرا اعمال نامہ ۔ غیر منخرم، باخائے معجمہ غیر منقطع، غیر منقطع ۔

ترجمہ الٰہی اپنی بارگاہ میں یوم حشر میری اُمید کے خلاف نہ کر اور میرا اعمالنامہ مغفرت حاصل کرنے والوں سے کاٹ کر منقطع نہ کر ۔

شرح انا عند ظن عبدی بی ۔ کی طرف سے اشارہ فرما کر ناظم فاہم فرما رہے ہیں ۔ کہ الٰہی میرا یقین ہے کہ تو ضرور بخشش فرمائے گا لہٰذا مجھے بخش دے ۔

تو اب مفہوم واضح ہے کہ الٰہی میں نے تجھ سے جو دُعا و التجا کی ہے تو میری درخواست اپنے در سے رد نہ کرا اور جو تُو نے میرے لیے رحمت و مغفرت رکھی ہے وہ مجھ سے منقطع نہ کر ۔ یہ دُعائیہ بیت ہے ۔

---

(۱۵۸) وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ إِنَّ لَهُ
صَبْرًا مَتٰى تَدْعُهُ الْأَهْوَالُ يَنْهَزِمِ

حلّ لغات والطف، اللطف ھو الاحسان، اور لطف فرما ۔ بعبدک، اپنے بندے پر ۔ فی الدارین، دنیا و آخرت میں ۔ اَنّ لہٗ، اس لیے کہ اس کا ۔ صبراً، صبر ایسا ہے کہ ۔ متٰی، جب ۔ تدعُہُ الاھوال، ہول شدۃ و فزع ۔ آتے ہیں گھبراہٹ ۔ ینھزم، تو صبر بھاگ جاتا ہے ۔

Marfat.com

ترجمہ الٰہی اپنے بندے پر دین و دنیا میں رحم فرما کیونکہ اُس کا صبر اتنا کمزور ہے کہ جب ہول و فزع کا سامنا ہو تو یہ بھاگ جاتا ہے.
یعنی جاتا رہتا ہے۔

شرح مفہوم واضح ہے کہ الٰہی مَیں اپنے صبر و تحمل میں اتنا کمزور ہوں. کہ مصائب و آلام کے وقت مضطرب اور بیقرار ہو جاتا ہوں اور دعوئے صبر و شکیب سب فنا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا تیرا ہی فضل مجھے درکار ہے۔

خلاصہ مفہوم بیت اس دعا میں صاف ہے۔ یا لطیف الطف و احسن بعبدك الضعیف المعترف بالمعاصی وسلمه فی الدنیا والآخرة من الشدائد و الافزاع لان لعبدك صبراً کائنا متی طلبته الاهوال او لاقته یفر صبره منه لکمال ضعفه۔

فصل خامس عشر

سرکارِ ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل و اصحاب پر درود و سلام

(۱۵۹)

وَائْذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوۃٍ مِّنْکَ دَائِمَۃٍ
عَلَی النَّبِیِّ بِمُنْہَلٍّ وَّمُنْسَجِمٖ

حلّ لغات وَائْذَنْ، اور حکم دے۔ لِسُحْبِ، جمع سحاب، اپنی رحمت کے بادلوں کو۔ صلوٰۃ، کہ بارش صلوٰۃ وسلام۔ منک دائمۃ، تیری طرف سے ہمیشہ برسائیں۔ علی النبی، تیرے حبیب نبی عالم پر۔ بمنہل، انہلال زور دار بارش، موسلا دھار۔ ومنسجم، از انسجام روانی، اور بہتے ہوئے۔

ترجمہ اور رحمت کے بادلوں کو حکم کر کہ وہ صلوٰۃ وسلام کی موسلا دھار بارشیں نبیِ رحمت پر ایسی کریں کہ ہمیشہ جاری رہے۔

شرح یعنی حضور پر قیامت تک رحمت کے بادل درود و سلام کی بارشیں کرتے رہیں۔

(۱۶۰)

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَہُمْ
اَہْلِ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْکَرَمٖ

حلّ لغات والآل، اور ان کی آل پر۔ والصحب، جمع صحابی اور اصحاب کرام پر۔ ثم التابعین لھم، اور تابعین پر۔ اَہلِ التقٰی، جو پرہیزگاری کے اہل ہیں۔ والنقی، اور برگزیدہ۔ والحلم، اور حلم میں۔ والکرم، اور شرافت مآب۔

Marfat.com

ترجمہ حضورؐ کے آل و اصحاب اور تابعین پر رحمت فرما جو پرہیز گار برگزیدہ اوصاف تحمل و شرافت والے ہیں۔

(۱۶۱) مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِیْحُ صَبَا
وَاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمِ

حل لغات مَا رَنَّحَتْ، مادامت بمعنی حرکت و امالت، جب تک ہلاتی رہے۔ عذبات، جمع عذبہ بمعنی، ڈالی، ڈالیاں۔ البان، شجرۃ البان۔ درخت بان کی۔ ریح صبا، بادِ صبا۔ واطرب العیس، اور جب تک خوش کرتا رہے ساربان اونٹوں کو۔ حادی العیس، اونٹ ہانکنے والا۔ بالنغم، جمع نغمہ، اپنے نغمات سے۔

ترجمہ تیری رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک بادِ صبا درخت بان کی شاخوں کو ہلاتی رہے اور جب تک اونٹوں کو شتربان اپنے نغموں سے مست کرتا رہے۔

شرح حلیہ میں ہے کہ ریاح چار ہیں صبا اسے ہی قبول کہتے ہیں ابن خلکان میں ہے۔ کہ ریح صبا نے رب عز وجل تبارک و تعالےٰ عز اسمہ سے اجازت طلب کی کہ یعقوب علیہ السّلام کو یوسف علیہ السّلام کی خوشبو پہنچائے قبل اس کے کہ بشیر قمیص لے کر پہنچے تو اسے اجازت دی گئی۔ اسی بنا پر بادِ صبا ہر محزون و غمگین کو مسرور کرتی ہے۔ اور بدنوں کو تر و تازہ کرتی ہے دوسری قسم کا نام ہے۔ جنوب یہ ہوا ابروں کو جمع کرتی ہے۔ اور اسی ہوا سے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ حاکم نے تاریخ نیشاپوری میں ذکر کیا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضورؐ سے راوی ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ نے ارادہ خلق خیل فرمایا۔ تو ریح جنوب کو حکم دیا کہ میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کروں گا۔ لہذا جمع ہو تو

وہ جمع ہوئی۔ اور جبریل حاضر ہوئے اور اُس سے ایک قبضہ لیا۔ پھر اللہ نے فرمایا۔ ھٰذہ قبضتی ثم خلق فرسا کمیتًا یہ قبضہ ہے۔ پھر اس سے کمیت گھوڑے پیدا فرمائے پھر فرمایا میں نے تجھے گھوڑا بنایا اور عربی کیا۔ اور تجھے تمام چارپایوں پر فضیلت دی۔ اور تیسری قسم شمال ہے۔ اور چوتھی قسم دبور ہے یہ دونوں ہوائیں ایسی ہیں کہ ان سے بنیادیں اُکھڑ جاتی اور درخت اُڑ جاتے ہیں۔ اسی کو ریح عقیم اور ریح عاصف اور صرصر بھی کہتے ہیں۔ جس کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ اور جہاں قرآن کریم میں لفظ ریح آیا ہے۔ اُس سے مراد ریح دبور ہے۔

عیس عربی میں تنومند اونٹ کو کہتے ہیں۔ اور حادی العیس اونٹ ہانکنے والے کو کہتے ہیں۔ اور ختم قصیدہ بالنغم پر فرماتے ہیں یہ لطافت بھی ہے۔ کہ قاری قصیدہ کو قرائت قصیدہ نغمہ کے ساتھ لازمی ہے۔ اس لیے کہ یہ اشعار ہیں اور اشعار کو لحن کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

شارح خرپوتی رحمہ اللہ نے اختتام پر فرمایا کہ بعون الملک العلام اس شرح سے رمضان المبارک ۱۲۴۲ھ میں فارغ ہوا۔ اور بحمدہ تعالےٰ فقیر حقیر اس خدمت عظمےٰ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض باطنی کی مدد سے آج گیارہ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ بروز روح افزا دوشنبہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو فارغ ہوا۔

والحمد للّٰہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین وسلم تسلیمًا کثیرًا۔

اس شرح عربی پر مندرجہ ذیل علماء کرام نے تقاریظ فرمائیں۔ افاضل عصر اماثل جہابذہ مصر استاذ العلام جہبذ الفہام ذو التالیف المفیدہ والتصانیف المجیدہ مولانا الشیخ محمد ابراہیم باجوری قدس اللہ سرہ العزیز۔

امام الاکمل ہمام الامثل مولانا الشیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ الفاضل۔ جامع بین الفضائل والفواضل مولانا الشیخ محمد الابراشی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔

Marfat.com

عرض فقیر

ہر کہ خواند دعا طمع دارم — زانکہ من بندہ گنہگارم
یلوح الخط فی القرطاس دہراً — وکاتبہ رمیم فی التراب

ہیچمیرز، ہیچمدان راجی رحمۃ رحمۃ الرحمان
ابوالحسنات قادری خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

ہماری دیگر مطبوعات

کتاب العقائد جس میں اسلامی عقائد جن کا جاننا ہر مسلمان کا اوّلین فرض اور مومن کامل بننے کے لئے ضروری ہے۔ نہایت صاف اور سلیس زبان میں دل نشیں طریقہ پر لکھے گئے ہیں۔ تاکہ دیہات تک کے مومن مرد اور مومن عورتیں اس سے بے دریغ فائدہ اُٹھا سکیں۔۔ قیمت پچاس پیسے

ارشاداتِ امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی قیوم زمانی قطب دورانی شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرّہٗ کے عقائد و فرامین حقانی کا بہترین مجموعہ ہر ارشاد کے ساتھ مکتوب اور صفحہ کا نمبر دے دیا ہے۔ قیمت ۔ پندرہ پیسے

شرح قصیدۂ امام اعظم رضی اللہ عنہ سراج الامّت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نعتیہ قصیدہ آپ کے فرمودات کا مجموعہ ہے جس سے آپ کے علم و فضل، بارگاہِ رسالت سے عقیدت اور محبت و نیاز مندی پر واضح طور پر روشنی پڑتی ہے۔ اس انمول مبارک قصیدہ کی یہ شرح حنفیوں کے لئے جامِ سرور اور نورانی تحفہ ہے اسے پڑھیئے اور ایمان تازہ فرمایئے۔

خصوصیاتِ شرح

① آج سے ۶۶ سال پہلے ایک جیّد عالم اور بزرگ کی تصنیف کردہ

② قرآن و سنت اور بزرگان دین کے ارشادات سے مدلّل اور مفصّل شرح

③ پہلا ترجمہ۔ بامحاورہ اور سلیس اردو میں

④ دوسرا ترجمہ عقیدت و محبت بھرے اردو اشعار میں

مطبوعہ آفسٹ ۔ کاغذ بڑھیا۔ قیمت ۲ روپے پچاس پیسے صرف

ملنے کا پتہ

مکتبہ نعمانیہ ۔ اقبال روڈ سیالکوٹ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بام عرش

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ
(1030/)

بامِ عرش از نامِ پاکت سربلند
فرشِ خاک از بارگاہت ارجمند
(مہجور)

بامِ عرش

(نعتیہ مجموعہ)

سید منظور احمد مہجورؒ مجددی، مکان شریف

مع

سرمایۂ زیست
(ہدیۂ نعت)

سید دانیال ساجد

ماورا پبلشرز، بہاولپور روڈ، لاہور

Marfat.com

باذوق لوگوں کے لیے
ہماری کتابیں
خوبصورت کتابیں

تزئین واہتمام
خالد شریف

58767

نگرانِ اشاعت : سیّد سعد عتیق،
سیّد دانیال ساجد

ماورا

ضابطہ

باراوّل : ۱۹۹۲ء

کتابت : عبدالمنین

مطبع : امپریس لاہور

ہدیہ : ۹۹ روپے

ملنے کا پتہ :

۱۲۰ - سول لائنز (مکان شریف)

لیاقت روڈ - ساہیوال

Marfat.com

[stamp]

ترتیب

الاستدراک ، ۹
بامِ عرش تعارف ، ۱۷
مختصر سوانح حیات ، ۲۳
در نعت سیّد المرسلینؐ ، ۲۹
اے دُرِّ درجِ عصمت وَاے گوہرِ ہُدیٰ ، ۳۳
وہ شمع کہ جس کے اُجالے سے کُل عالم بقعۂ نُور ہوا ، ۳۶
اے آسمانِ رُشد کے تابندہ آفتاب ، ۳۸
محمدؐ عربی راح بخشِ جامِ حیات ، ۴۰
دل جلوہ گاہِ نورِ مبینِ محمدؐ است ، ۴۴
در سر ہوائے شوقِ وصالِ محمدؐ است ، ۴۶
اے کہ ترا شہود ہے جلوہ گہِ تجلیات ، ۴۸
اے فرشِ درِ تو عرش را تاج ، ۵۲
عرفاں چہ بود ، گلشنِ دیدارِ محمدؐ ، ۵۴
اے بردہ در ازل ز ہمہ انبیا سبق ، ۵۶
نماز شوق بر و چوں صبا سلام علیک ، ۵۸

Marfat.com

بہ پیشِ مہرِ رخت ماہ را نہ بود جمال ، ٦١

یا ایہا النبی و یا ایہا الرسول ، ٦٤

مصحفِ عرفاں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، ٦٦

عزت و فخرِ آدم و عالم صلی اللہ علیک وسلم ، ٦٨

اے شہِ عرش مکیں، تاجِ نبوت کے نگیں ، ٧١

آپ کے در کا اِک گدا ہوں میں ، ٧٤

قسم بشہرِ تو می خورد ربک الاکرم ، ٧٦

محمد عربی آبروئے ہر دو جہاں ، ٧٨

صبا بکوئے نبی گذر کن و از اشتیاقم پیام برخواں ، ٨١

شمسِ شہودِ عالمِ عرفاں تمھیں تو ہو ، ٨٣

زیب افزائے دنیٰ اور فتدلیٰ تم ہو ، ٨٥

مکینِ عرش و محبوبِ الٰہِ العالمین تم ہو ، ٨٨

کھلا ہے درِ مصطفیٰ اللہ اللہ ، ٨٩

رہنمائے ہدیٰ رسول اللہ ، ٩١

قسم بمصحفِ روئے تو یا رسول اللہ ، ٩٣

مدینہ پُرسکینہ تیرا گھر ہے ، ٩٥

اے کہ ترا وجود ہے زینتِ بزمِ سروری ، ٩٨

Marfat.com

سرم نثار، بپائے محمدؐ عربی ، ۱۰۰

اے ظہورت شرحِ شانِ کبریا ، ۱۰۳

ترا وجود ہے روحِ حیات و روحِ جہاں ، ۱۰۶

ترا سینہ حق کا ہے آئینہ ترا چہرہ نورِ مبین ہے ، ۱۰۸

سرمایۂ زیست (دانیال ساجد) ، ۱۱۱

حمد و نعت ، ۱۱۳

نورِ یزداں ، ۱۱۵

درکار ہے ساجدؔ کو فقط آپؐ کا دربار ، ۱۱۷

نعت بحضور رحمۃ اللعالمینؐ ، ۱۱۹

نعت بحضور نبی کریمؐ ، ۱۲۱

نذرانۂ عقیدت بحضور سرورِ کونینؐ ، ۱۲۳

جہانِ رحمت ، ۱۲۵

منقبتِ منظور بحضور مہجورؔ رحمۃ اللہ علیہ ، ۱۲۷

صاحبِ عرفاں (مجید امجد) ، ۱۲۸

یہ دن یہ تیرے شگفتہ دنوں کا آخری دن ، ۱۲۹

منقبت ، ۱۳۲

حضرت مولینا سید منظور احمدؒ کی یاد میں ، ۱۳۵

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجید امجد

الاستدراک

شعر، اپنے مفہوم کے لحاظ سے، ایک فکری کاوش ہے، ایک تجسس کا دائرہ ہے جس کا مرکز شاعر کے جذبے کا صدق ہے۔ اس دائرے کا محیط حرف و بیان کی امکانی وسعت ہے۔ جذبہ ہی اس محیط کی وسعت کو متعین کرتا ہے اور یوں یہ عمل ایک دریافت کا عمل ہے۔ دریافت اس مرکز کی اس حقیقت کی جو دلِ انسان میں مضمر ہے اور چوں کہ اس حقیقت کے رشتے، ماضی، حال و مستقبل کے لاکھوں اثرات ـــــ نادیدہ پُراسرار اثرات ـــــ سے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے فنی حقیقت ایک نئی دنیا ہے، جو ذہن انسانی سے اُبھر کر زبان و بیان کے لباس میں ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس کا علیحدہ وجود اور اپنی علیحدہ زندگی ہے۔ یہی سچائی خود بیان کو وضع کرتی ہے اور خود بیان کا مقصد بھی ہے۔ یہ سچائی اگر اساسِ اظہار نہ ہو، تو الفاظ و حروف کی ساری عمارتیں گرتی دیواریں ہیں۔

شعر کی ایک صنف نعت ہے۔ نعت سب سے پہلے خالقِ اکبر نے کہی۔

Marfat.com

قرآنِ کریم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مختلف واقعات کے متعلق اور حضورؐ کی ذاتِ اقدس اور اسوۂ حسنہ کے متعلق، بیانِ خداوندی کا ایک ضابطہ ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے، تو اس ساری کائنات کی تخلیق کا مقصد ہی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ظہورِ پُر نور ہے۔ اس دنیا میں اگر کوئی چیز زندہ ہے، باقی ہے، اگر کوئی چیز اصلِ حیات اور غایت مقصود ہے، تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں۔ یوں کائنات تمام کی تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے مقامِ بلند اور رتبہ عالی کی شاہد ہے۔ جو کچھ ہے اُنہیں کے لیے ہے، اُنہیں کے اُس نصب العین کے لیے ہے، جو وہ دنیا کے لیے لائے۔ یہ نصب العین نہ ہوتا، تو دنیا نہ ہوتی، یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی تقریب میں پیدا کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تشریف آوری کے اعزاز میں کون ومکان کے نگار خانے کو آراستہ کیا گیا۔ گویا زمین و آسمان، صانع ازلی کی جانب سے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدّاحی کا ایک اسلوب ہیں، تمام عالم موجودات، تمام امصار و دُہور، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ثنا کا ایک پیرایہ ہیں۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے، تو صنفِ نعت، ایک نہایت ادق اور نہایت دقیع صنف ہے۔ شعر اور اس کے اوزان میں جکڑے ہوئے الفاظ کا سلسلہ اپنی تمام اثر اندازیوں کے باوجود، توصیفِ رسول اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے مقام پر آکر عاجز ہو جاتا ہے۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جب تک حقیقتِ رسالت کی عظمت کا ادراکِ کامل حاصل نہ ہو، لکھنے والے کا بھٹک جانا ایک یقینی امر ہے اور سب سے بڑھ کر ضروری شرط یہ بھی ہے کہ نعت نویس عشقِ رسول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے جذباتِ صادق سے بہرہ مند ہو اور یہ جذبہ اس کے اعمال و تصورات پر حاوی ہو۔ یہ عشقِ رسول کا جذبہ رُوحِ نعت ہے اور مقامِ مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سچا ادراک جانِ نعت ہے۔ دونوں صفات ایک ہی جلوے کا پرتو ہیں اور یہ صفات جب آئینہ شعر میں منعکس ہوں گی، تو نعت اس رتبے کو پہنچ سکے گی، جو اس کا مقصود ہے، لیکن عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ مروجہ نعتیں اس معیار پہ پورا نہیں اترتیں۔ یہاں یہ بات مناسب معلوم نہیں ہوتی کہ بعض جلیل القدر شعراء کا نام لے کر اُن کی اُن نعتوں کا ذکر کیا جائے جن کے بیان کی معنویت اس نازک اور مشکل مقام پر آکر مطالبِ مقصود کی سطح تک نہیں پہنچ سکی۔ حقیقت یہ ہے کہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ذرا سی لغزش، نعت کو حدودِ کفر میں داخل کر سکتی ہے، ذرا سی کوتاہی مدح کو قدح میں بدل سکتی ہے، ذرا سا غُلو ضلالت کے زمرے میں آسکتا ہے، ذرا سا عجزِ بیان اہانت کا باعث بن سکتا ہے۔ فنِ شعر کے لحاظ سے اس کام کیلئے کمالِ سخن وری اور نفسِ مضمون کے لحاظ سے اس کے لیے کمالِ آگہی درکار ہے اور پھر ان دونوں چیزوں کو جِلا جس چیز سے ملتی ہے وہ عشق کا سرمدی جذبہ ہے جو لفظوں کو تجلیات سے بھر دیتا ہے اور معانی میں وسعتیں سمو دیتا ہے۔ یوں نعت ایک مقدس آزمائش ہے۔ بیانِ عقیدت کی رو سے جوہرِ ایمان کی آزمائش اور غایتِ غایات کی جستجو کے ضمن میں، قوتِ ادراک کا امتحان۔ سچی نعت لکھنے والوں کا مرتبہ، انسانی اکتسابات کی معراج ہے، اس کا ہر سانس دیدارِ حبیب کی منزل ہے، وہ فرشتوں کا ہم زبان ہے، وہ تمام ارواحِ مبارکہ کا ہم نوا ہے، اس کی زبان پر اُس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدح ہے جس کی مدح خود

Marfat.com

ذاتِ باری نے کی ہے، اس کی فکرِ لامحدود کی حدیں متعین بھی ہیں، وہ قدم قدم پر نصِّ قرآنی کا پابند ہے، اس کا ہر لفظ زنجیری احتیاط میں ہے۔ اس کا ہر حرف سرشارِ احترام بھی ہے۔ احتیاط کی قدغن یہ کہ کہی گئی بات قرانِ حکیم کے ارشاد کے مطابق ہو اور احترام کا تقاضا یہ کہ مدح مرتبہ رسالت کی حقیقی سطح پر فائز ہو۔ جب تک زمان و مکاں کے رموز جس طرح کہ وہ کلامِ الٰہی میں منکشف ہیں، اس کی نگاہ میں نہ ہوں اس کا بیان اور اظہار ناتمام و نارسا ہے۔ نعت ان ذی فضیلت لوگوں کا منصب ہے جن کی عمرِ عزیز، معانی قرآن کو پرکھنے اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے میں صرف ہوئی ہو اور جو اس روحانی سفر کے دوران پیش آنے والے مقامات کو شعری اظہار کی منزلوں تک پہنچا سکیں۔

انہی نادر ہستیوں میں سے ایک بزرگ نزیل ساہی وال (منٹگمری) ہیں، سید منظور احمد مکان شریفی۔ تخلص نقوی و مہجور۔ بن حضرت علام مولانا پیر غلام رسول قدس سرہ، جو طریقِ نقشبندی مجددی کے داعی اور قطب ارشاد، قیوم زمان حضرت سید شاہ امام علی نقشبندی مکان شریفی کے اخفاد میں سے ہیں ـــــ مفسر و محدث۔ فقیہ و متکلم اور فاضل عارف، جن کا حاصلِ حیات امام مجدد[1] رحمہ اللہ تعالیٰ کے علوم و معارف کی توضیح اور ان کے احیائے سنت و رفعتِ دین کے فلسفے کی مؤثر مگر حکیمانہ اشاعت ہے، ایک درویش حقائق آگاہ، ایک دانشور لیکن صاحب صدق و صفا۔ کتاب و سنت اور تصوف ان کی سیرت و شخصیت کا جزو ہیں۔ انہوں نے ادبیاتِ عربی، فارسی اور

---

[1] مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اردو کا عمر بھر گہرا مطالعہ کیا ہے، ان کا قلبِ سلیم فیضانِ نبوت کی جِلا سے متنوّر ہے۔ اِسی جِلا نے ان کی رُوح کو رفعت عطا کی ہے۔ انہی محاسن اوصاف کی بدولت وہ سرچشمۂ برکات و تجلّیات ہیں، ان کی زندگی ذکر اللہ اور ذکر الرسول کا تذکرہ ہے۔ اس ذکر کے وجدانی تاثرات جو اشعارِ نعت کے پیکر ہیں' ان کے قلب سے ان کی زبان پہ جاری ہیں۔ "بامِ عرش" انہی تجلّیات کی رفعت ہے۔

ان نعتوں کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ان کی نگارش، ایک غیر ارادی روانیٔ طبع کا نتیجہ ہے۔ ان نعتیہ اشعار کا مبدا، کوئی ناقابلِ وضوح رابطہ ہے جس کے تحت، عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے کی صداقتیں اور لطافتیں، از خود، حرف و بیان کے آبگینوں میں سماتی چلی گئی ہیں۔ اس رابطے کی گہرائیاں شاعر کے علم اور عشق کی گہرائیاں ہیں ـــــ علم ان مقامات کا جن کے نشان کلامِ الٰہی کے اوراق پہ تاباں ہیں، عشق اس ذاتِ ستودہ صفات سے جس کی تصدیقِ نبوت کے لیے کلامِ الٰہی نازل ہوا اور اس معرفت اور اس محبت کے پرتو سے جو سطورِ نعت سے اُبھری ہیں وہ سطور کسی بلند و برتر احساس اور کسی الوہی و سماوی جذبے کے رشتے ہیں' اپنے مفہوم کی طرح مقدس، اپنے موضوع کی طرح غیر فانی!

یہ سطورِ نعت۔ یوں تو مختلف بحروں اور مختلف قافیوں اور ردیفوں کی ظاہری صورت کی پابند ہیں، لیکن ان سب کے اندر ایک ہی تجلّی کے عکس ہیں۔ یہ ایک ہی مواج سمندر کی لہریں ہیں، ان سب میں ایک ہی تاثر جاری و ساری ہے۔ ان کے اندر ایک ہی برجستہ التزام کے ساتھ جابجا

Marfat.com

قرآن مجید کے نصوص کی علامات کارفرما ہیں، ہر شعر کسی آیتِ منیرکہ کی تلمیح کا حامل ہے، ہر بات کسی صداقت کا اشاریہ ہے، جو کچھ ہے حدِ عجز اور حدِ نیاز کے اندر ہے، سب کچھ معراج اظہار اور کمالِ بیان بھی ہے۔ کہیں روزمرّہ کے سادہ الفاظ ہیں، لیکن ان کے اندر احساس و معانی کی قوت موج زن ہے، کہیں خوبصورت و دل کش تراکیب ہیں، لیکن ان کی عمیق تہیں حقائق و معارف کے خزانے رکھتی ہیں کہیں کوئی پیرایہ ایسا نہیں جو مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوجِ اصلی سے ذرہ بھر کم و بیش ہو، کوئی سرمستی احترام کے تقاضوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ کوئی رمزِ جنوں حکمت و آگہی کی کیفیتوں سے بے بہرہ نہیں۔ یہ کڑی منزلیں طے ہوئی ہیں لیکن بغیر کسی کاوش کے، اس لیے کہ ان نعتوں کے کہنے والے کا دل مرتبۂ رسالت کی عظمت سے آگاہ بھی ہے اور ذاتِ رسالت کی معرفت سے سرشار بھی ہے۔ اس شاعر کے دل کی یہی سچائی ابھرتی، چھلکتی، مستیاں لنڈھاتی، پھول برساتی، ورد جگاتی، اس کے علم و شعور کی وسعتوں میں پھیلتی، بڑھتی، اس کی زندگی میں ڈھلتی، اس کے جوہرِ ایمان کو ڈھالتی، ایک والہانہ ابلاغ کے پُراسرار عمل سے گزرتی، از خود لفظی پیکر تراشتی چلی گئی ہے۔ یہ نعتیں علم و عرفان کی ایک شعری تجسیم ہیں، یہ نعتیں عشق و محبت کی ایک شعری تہذیب ہیں، یہ نعتیں اسی دنیا کے اندر ایک اور بہتر اور مقدس دنیا کی دریافت ہیں، ایسی دنیا جہاں سدا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی دنیا ہے۔ نعت کے یہ لفظ جو ان نعتوں میں آ گئے ہیں، حُبِّ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ایزدی کے بیان کی نسبت سے، فکرِ انسان کی دوامی فضیلتوں کے مظہر ہیں۔ ان لفظوں کے معانی کائنات کی تقدیروں کے امین ہیں، یہ مصحفِ نعت جناب رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وسلم کے حضور میں سجدہ گذار حروف و الفاظ کی دستاویز ہے۔ اس کو آنکھوں سے لگانا عین عبادت ہے اس کا پڑھنا عین سعادت ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ، جو ان نعتوں کو صدق و خلوص سے اپنا کر اور ان کے مطالب و رموز کو پاکر، اپنی زندگیوں کو ایک نئی زندگی سے منور کر سکیں۔

اس زندگی میں ایک نئی زندگی ہے عشق
اک اور داستان ہے جو اس داستاں میں ہے

مجید امجد

Marfat.com

Marfat.com

بامِ عرش

تعارف و مختصر سوانح حیات

اور شاعری پر ایک نظر

از سیّد اقبال ساجد

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم شاعری میں ایک ایسی صنف ہے جس میں عشقِ رسولؐ میں سرشار دلوں سے نکل کر الفاظ کی صورت جو خیالات زبان پر آجاتے ہیں نعت کی شکل میں ڈھل جاتے ہیں۔ صاحبِ ذوق وشوق اور منزلِ عشقِ رسولؐ کے راہی حقیقتِ محمدیؐ سے جس درجہ واقف ہوتے ہیں اسی درجہ ان کے خیالات وجذبات وجدانِ عشقِ رسولؐ میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ حقیقتِ محمدیؐ کی سرحدیں تو وہاں تک پھیلی ہوتی ہیں جہاں سے حقیقتِ خداوندی کی حدیں شروع ہوتی ہیں تاہم صنفِ نعت کا سمندر ۱۴ سو سال سے موجزن ہے ہر مداحِ رسولؐ اپنی بساط کے مطابق اس سے چند قطرے چُن لیتا ہے۔

سید منظور احمد مجذوبؔ مجددی مکان شریفی بھی عشقِ رسولؐ میں استغراق رکھتے تھے جذب ومستی کے عالم میں ان کے لب پر جو الفاظ آتے نعتیہ شعر کی شکل میں ڈھل

Marfat.com

جاتے۔ ان کی نعتیہ شاعری محبتِ احمدؐ مجتبےٰ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ان کا شعری مجموعہ بامِ عرش ان کے دلی جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ مختصر سے اس نعتیہ مجموعے میں ایک ایک مصرعہ، ایک ایک شعر عشقِ رسولؐ کے گوہر نایاب ہیں۔ نعت میں حضرتِ مہجورؒ کا اندازِ فکر نہایت بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ ان کی شاعری پاکیزگی حسنِ بیان اور وارداتِ قلب کا آئینہ ہے۔ انہوں نے محبتِ رسولؐ کا اظہار بڑے سادہ انداز میں کیا ہے۔ انہوں نے وہ اندازِ بیان اختیار کیا ہے جو نعتِ رسولؐ کے شایانِ شان ہے۔ وہ دل کی بات بڑی سادگی سے ادا کرتے ہیں۔ ان کے کلام پر ایک نظر ڈالنے سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حضرتِ مہجورؒ علم کا دریا تھے۔ اردو میں ان کی نعتیہ شاعری بڑے دلکش اسلوب کی حامل ہے۔ وہ ہر بات بڑی سادگی سے ادا کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں :

اے آسمانِ رُشد کے تابندہ آفتاب
تیری ضیاء سے مشرق و مغرب ہیں نوریاب
صبحِ ازل کا تیری ضیاء سے فروغ ہے
شامِ ابد کے چاند کا تجھ سے ہے اکتساب

سیّد منظور احمد مہجورؒ مجددی مکان شریفی علم فقہ اور شریعتِ محمدیؐ سے اچھی طرح واقف تھے مگر ان کی منزل عشقِ رسولؐ تھی۔ وہ تاجدارِ مدینہ کے دَر کی گدائی عظمتِ جلیلہ اور حُبِّ رسولؐ کو حیاتِ جاودانی کا زینہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے تمام عمر تبلیغِ اسلام اور شریعتِ محمدی کے فروغ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ جب عشقِ رسولؐ سے بے قابو ہو جاتے تو عشقِ نبیؐ میں شعر خود بخود آتے چلے جاتے۔

Marfat.com

دیکھیے کس سادگی سے کہتے ہیں :

آپ کے در کا اک گدا ہوں میں
آپ کے نام پر فدا ہوں میں

شانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

شبِ عدم کو کیا جس کے دم نے صبحِ وجود
وہ جس کی ذاتِ گرامی ہے باعثِ برکات

اور حب حُبِ نبیؐ میں دل کی حالت بیان کرتے دیکھیے ان کے انداز میں کتنا والہانہ پن ہے کتنا سوز ہے کتنا محبت کا اظہار ہے۔ فرماتے ہیں :

اے تاجدارِ ختم رسل تجھ پہ میں نثار
دردِ دلِ خراب کا درماں تمہیں تو ہو

حضرتِ مہجورؒ کی شاعری کو ہر طبقہ نے احترام کی نظر سے دیکھا۔ ان کی شاعری میں فنی معائب بہت کم ہیں۔ عروض اور بحور کا علم جاننے کی جھلک ان کے ہر شعر سے ملتی ہے۔ انہوں نے جو شعر کہا شہرِ مدینہ کی معطّر ہواؤں میں ڈوب کر پیارے نبیؐ کی محبت کے گلزاروں اور بہاروں میں ڈوب کر کہا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ہر نعتیہ شعر عشقِ رسولؐ کی مہک لیے ہوئے ہے کہتے ہیں :

ترے ہی دم سے ہوئی پُر بہار کشتِ بہشت
ترے قدم سے ہوئی آمدِ گل دریجاں

ان کا ہر شعر اجالوں میں بسا ہوا ہے۔ ہر شعر روشنی لیے ہوتے ہے۔ دیکھیے کس انداز سے کہتے ہیں :

Marfat.com

رہنمائے ہدیٰ رسول اللہ
میرے دل کی ضیا رسول اللہ

سید منظور احمد مہجورؔ نے فارسی میں جو نعتیں کہیں بے حد سوز و گداز اور خوبصورت انداز لیے ہوئے ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں انہوں نے بہت سی فارسی نعتیں کہیں۔ فارسی میں ان کا شعری اسلوب سادہ اور پُرکیف ہے کہتے ہیں:

دل جلوہ گاہِ نورِ مُبینِ محمد است
جاں مطلعِ صباحِ جبینِ محمد است

طوبیٰ خیال پرورِ سروِ خرامِ او
سدرہ نہالِ بلکہ امینِ محمدؐ است

در سر ہوائے شوقِ وصالِ محمدؐ است
در دل خیالِ سروِ جمالِ محمدؐ است

تو ابرِ رحمتی کہ ز روئے عطاؤ جود
بر تشنگانِ آبِ بقا کردۂ نزول

مجید امجد مرحوم نے ایک مرتبہ جناب مہجورؔ کی شاعری کو سُن کر کہا تھا نعتوں کے خالق مرتبۂ رسالت کی عظمت سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کے دل معرفتِ ذات سے سرشار بھی ہیں۔ اس شاعر کے دل کی یہی سچائی، ابھرتی،

Marfat.com

چھلکتی اور مستیاں بکھیرتی رہتی ہے اور پھول برساتی ہوئی دردِ عشق کو جگاتی، اس کے علم و شعور کی وسعتوں میں پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اس کے جوہر ایمان کو ابھارتی اور ایک والہانہ ابلاغ کے پُراسرار عمل سے گزرتی از خود لفظی پیکر تراشتی چلی جاتی ہے۔ مجید امجد نئے شاعروں میں ایک اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔ جناب مہجورؒ کی شاعری پر ان کے یہ چند جملے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ مہجور ایک درویش اور باشریعت بزرگ تھے۔ انہیں شاعری کی باریکیوں سے زیادہ عشقِ رسولؐ کی باریکیوں اور عظمتوں کی زیادہ واقفیت تھی۔ عشقِ رسول میں دل پر جو گزرتی سادگی سے شعروں میں کہہ دیتے۔

Marfat.com

58767

Marfat.com

مختصر سوانح حیات

نام سیّد منظور احمد تخلص مہجورؔ، آپ ۱۳۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا آبائی وطن زنڑ چھتر مکان شریف تھا جو گورداسپور کے ضلع میں واقع ہے۔ آپ کا تعلق مشہور و معروف بزرگ حضرت قبلہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھا۔ آپ ان کے پڑپوتے تھے۔ آزادی کے بعد حضرت ساہیوال میں رہائش پذیر ہوئے۔ آپ کے والد حضرت غلام رسول مکان شریفی تھے۔ آپ کا خاندان فیوض و برکات کا منبع تھا۔ پُشت ہا پُشت سے یہ گھر اہلِ طریقت اور صاحبِ کشف لوگوں کا مسکن تھا۔ اس گھر سے لوگ دینی اور روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔ حضرت منظور احمد کمسنی میں ہی حرف آشنائے قرآن ہوئے اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی اختیار کی۔ انہوں نے فارسی، صرف و نحو، اصولِ فقہ، فلسفہ، تاریخ و ادب اپنے والد محترم سے حاصل کیے۔ انہوں نے وقت کے بڑے بڑے عُلَماء اور فُضَلاء سے علومِ دینی اور دنیاوی حاصل کیے۔ آپ نے تمام عمر تفسیرِ قرآن و حدیث اور اشاعتِ مجدّدیہ کے لیے وقف کر دی۔ آپ سترہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے تو آپ کا فتویٰ چلنے لگا۔

Marfat.com

آپ حدیث نبوی کے مطابق تین چیزوں کا خاص دھیان رکھتے تھے۔ آواز میں شیرینی اور محبت کو آپ نے جذب کر لیا ہوا تھا۔ دسترخوان اتنا وسیع تھا کہ کھانے کے وقت احباب کو شامل کرتے۔ کبھی اکیلے کھانا نہ کھاتے۔ کئی مرتبہ لذیذ اور بہترین کھانے پکوا کر تقسیم عام کرتے۔ انہوں نے تہجد کو زندگی کا جزو بنا لیا تھا۔

اسلامیانِ ہند کی علیحدگی کی جدوجہد شروع ہوئی تو آپ نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان میں پوری جدوجہد سے کام کرتے رہے۔ سیّد منظور احمدؒ نے برصغیر کی تمام درگاہوں کے سجّادہ نشینوں کو مراسلے ارسال کیے اور تحریکِ آزادی میں خود اور مریدین کو تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے کے لیے جھنجھوڑا۔ ان کی اس تحریک سے بہت سے لوگ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ آزادی کے بعد بھی آپ عرصہ تک مسلم لیگ کے سرگرم رکن رہے اور جب مطلع سیاست پر خود غرض جاہ پرستوں کا قبضہ ہو گیا تو آپ عملی سیاست سے علیحدہ ہو گئے اور گھر میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کرتے اور فروغِ دینِ محمدؐ میں کوشاں رہتے۔ اس دور کی حکومت نے آپ کو مغربی پاکستان اوقاف بورڈ کا رکن نامزد کر دیا۔ اسلامی قانونِ وقف کے نفاذ کی غرض سے آپ نے جو سفارشات پیش کیں وہ سب کی سب منظور کر لی گئیں۔ ان میں سے بیشتر آج بھی نافذ ہیں۔ چند برس اوقاف بورڈ کے ممبر رہے لیکن اربابِ اختیار کی بے جا دخل اندازیوں کے پیشِ نظر بورڈ سے علیحدہ ہو گئے اور پھر دینی مشاغل میں منہمک ہو گئے۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں سیّد منظور احمدؒ کے دل و دماغ پر ایسا اثر ہوا کہ شعری آمد کا آغاز ہوا۔ ذہن رسا، طبع موزوں تو پہلے سے ہی تھی جنگ کے روح پرور

واقعات نے آپ کو بہت متاثر کیا۔ اسی دور میں بے شمار اسلامی نظمیں، فارسی اور اردو نعتیں کہیں۔

اس لیے جب تک زندہ رہے فیوض اور برکات سے عوام کو نوازتے رہے۔ آپ کی صحبت میں بڑے بڑے عالمِ دین اور صاحبِ طریقت لوگ رہتے۔ ہمیشہ پاکیزہ گفتگو فرماتے۔ آپ نے اپنی وفات کے بارے میں تین سال قبل اشارہ فرما دیا تھا۔ یہ تین سال سفرِ آخرت کی تیاریوں میں مصروف رہے۔ آپ نے ۸ محرّم الحرام ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۹۶۹ء بروز جمعرات انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار آپ کی وصیّت کے مطابق ان کی رہائش گاہ ۱۲۰ سول لائنز مکان شریف ساہیوال کے باغیچہ میں بنایا گیا۔

Marfat.com

Marfat.com

نعلینِ حرص و آز کشیدہ ز پائے شوق

بر طورِ نعتِ سیّدِ ہر دو سرا روم

(مہجور)

Marfat.com

Marfat.com

نعت

در نعتِ سیّد المرسلین کہ رحمۃٌ للعٰلمین است و خاتم النّبیین
علیہ و علیٰ آلہ الف صلوٰۃ و سلام مِن رّبّ العٰلمین

رُوحی فِداک اے شرفِ آلِ اصطفا
جانم نثار، اے گہرِ کانِ اجتبا

اےؔ در کمالِ حسن، منزّہ ز شرکِ غیر
من چوں کنم ثنائے تو لا یمکن الثنا

ؔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بُردہ شریف میں اس خصوص میں فرمایا ہے حیث
قال: منزہ عن شریکٍ فی محاسنہٖ فجوھر الحُسنِ فیہِ غیر
مُنقسِمِہٖ۔

چونکہ آپ اپنی خوبیوں میں شرکتِ غیر سے منزّہ ہیں۔ لہٰذا آپ کا جوہرِ حُسن غیر منقسم ہے۔
مولانا عبداللہ بن مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اس شعر کا فارسی ترجمہ یوں لکھا ہے ؎
او منزّہ از شریک اندر محاسن آمدہ
جوہرِ حُسنِ محمّد کے در آید در رقم

Marfat.com

آں کیست[۲]، در جہاں کہ بکُنہِ تو در رسید
نامت محمدؐ است و توئی سیّد الورٰی
بر مسندِ جمال، توئی مفتخر بفضل
در جمعِ احتشام توئی، شمعِ اہتدا
حُبِّ تو اے حبیبِ خدا، آیۂ ھُدیٰ
مہرِ تو اے رسولِ خدا آیۃُ النُّھٰی

---

۲ کائنات میں سے کسی ایک کو بھی "درکِ تام" نہیں ہے اور اس دعوئ عجز کی ایک پُرعظمت دلیل خود حضورؐ کا اسمِ گرامی اسمِ مبارک ہے جس کا معنیٰ ہے ایسا پُرستائش جس کی ستائش، زبان و بیان اور لوح و قلم کی حد بندیوں سے ماوریٰ ہو۔ بجز اُس کے اُسے سرورِ کائنات اور سیّد الوریٰ کہتے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں :-

حقیقت آنست کہ ہیچ فہم و ہیچ قیاس بحقیقت مقام آں حضرت و کُنہ عظیم وے صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم چناں کہ ہست نرسد۔ و ہیچ کس او را چنانکہ اُوست بجُز خدا نشاسد۔ چنانکہ خدا را چوں وے ہیچ کس نشاخت ہست۔

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند
بقدر بینش خود ہر یکے کند ادراک

و محمدؐ بسیار ستودہ شدہ و بیرون از حدّ و عدّ احصا۔

اشعۃ اللمعات جلد ۴ صہ ۴۸۲ شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی
شرح فارسی مشکوٰۃ

Marfat.com

بَرخوانِ جُودِ تو ہمہ کس را وظیفۂ
بر سفرۂ وِلائے تو ہر خستہ را صَلا

دُردی کشانِ جامِ تُو، خُوبانِ مہ جَبیں
شَاہانِ پُرِ وقار، بہ پیشِ تُو چُوں گدا
بابِ تُو رحمتے، دَرِ دیارِ تُو جَنّتے
آنکہ ہست نوشِ لبت، آیۂِ شِفا

بخود بدانی از خفیاتِ امور و مکنوناتِ ضمائر۔ و در بحر الحقائق می فرماید کہ آں علمِ مَا کَانَ وَمَا سَیَکُوْنَ است کہ حق سبحانہٗ در شبِ اسرا بداں حضرت عطا فرمودہ۔ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ:۔

در زیرِ عرش بودم قطرہ در حلق مین ریختند فعلمتُ بِمَا کَانَ فَمَا سَیَکُوْنَ پس دانستم آنچہ بود و خواہد بود۔ وہست فضل خدا بر تو بزرگ و چہ فضلے اعظم از نبوتِ کاملہ کہ ترا ہست نیست۔

تفسیر حسینی صـ۱۰۰

شاہ ولی اللہؒ کے فارسی ترجمے کا ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب و دانش عطا فرمائی اور جو کچھ کہ آپ کو نا معلوم تھا معلوم کرا دیا۔
اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

تفسیر حسینی کی عبارت کا ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن اور احکامِ قرآن کا بیان نازل فرمایا اور تمام ایسے مخفی امور اور قلبی اسرار کا آپ کو

Marfat.com

دینِ تو فخرِ مکرمت و عزِّ معدلت
شرعِ تو مایۂ شرفِ غایۃُ النُّھیٰ

مہجورِ بے شعور شد است از جمالِ تو
رُوحی فِداکَ اے کہ توئی غایۃُ المُنیٰ
میری جان آپ پر فدا ہے اس لیے کہ آپ ہی میری منتہائے آرزو ہیں

۲۰ راگست ۱۹۶۵ء
جمعہ ۳ بجے صبح

علم عطا فرمایا کہ جنھیں آپ از خود نہ جانتے تھے ۔

اور صاحب بحرالحقایق فرماتے ہیں :- عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سے مراد ماضی و مستقبل کے وہ تمام علوم ہیں جو آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو شبِ معراج عطا فرمائے گئے جیساکہ معراج کے ضمن میں آنے والی احادیث میں آیا ہے ۔

حضور پُرنور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : میں عرش کے نیچے تھا، میرے حلق میں ایک ایسا قطرہ ڈالا گیا کہ جس سے ماضی و مستقبل کے سب علوم مجھے حاصل ہوگئے ۔"

اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے کیونکہ نبوّتِ کاملہ سے فاضل تر، اور کوئی فضل نہیں ہے ۔

ترجمہ اُردو از شاہ عبدالقادرؒ : اور اللہ نے نازل کی تجھ پر کتاب اور کام کی بات، اور تجھ کو سکھایا جو تُو نہ جان سکتا اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے ۔

Marfat.com

اے دُرِّ دُرجِ عصمت و اے گوہرِ ہُدیٰ
اے ماہِ اوجِ عفّت و اے مہرِ اصطفا

خُلقِ عظیم، خدّ ترا حلیۂ جمال
فضلِ عظیم، قدّ ترا حُلّۂ صفا

لہ دور تحقیق معنی عظیم گفتہ اند کہ عظیم آنست کہ از حیطۂ ادراک بیرون بُود۔ اگر محسوس است از حیطۂ ادراک باصرہ بیرون بود۔ و اگر معقول است، ادراکِ عقل بداں محیط نتواند شد پس چوں وے تعالیٰ خلق آں حضرت را عظیم خواندہ و فضلے کہ او را زارہ عظیم گفتہ . . . احاطہ عقل از ادراک کنۂ آں قاصر باشند۔ مدارج نبوت۔

ترجمہ :۔ درحقیقت کوئی بھی عقل وفکر۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مقام حقیقت اور اور کنہِ عظیم تک جیسے کہ آپ ہیں نہیں پہنچ سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا۔ کسی کو بھی آپ کی حقیقت سے معرفت نامہ حاصل نہیں۔ جیسا کہ آپ کے سوا کوئی اور خداوندِ کریم کا عرفانِ کامل حاصل نہ کرسکا۔

خواجہ حافظ فرماتے ہیں : آپ کی ماہیت کو کوئی نظر بھی نہ دیکھ سکی بجز اس کے۔
ہر ایک نے اپنی بصیرت کے مطابق ادراک کیا۔

Marfat.com

فرشِ درِ تو، عرشِ دل و جانِ قدسیاں
دہلیزِ بارگاہِ تو دیہیمِ اصفیا

ابرِ شفاعتِ تو بہائے بہارِ خلد
بحرِ عنایتِ تو، یمِ لطفِ پُر عطا

خُوبانِ قدس، غاشیہ دارانِ حُسنِ تُو
حُورانِ عین، آئینہ بردارِ اجتبا

اور علماء نے "عظیم" کی تحقیق معنی میں کہا ہے کہ ایسا وجود جو دائرہ ادراک سے خارج ہو۔ اگر وجود محسوس ہے تو ادراک باصرہ سے اور اگر معقول ہے تو ادراک عقل سے ماوری ہو۔
جب اللہ تعالٰی نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خلق اور فضل کو عظیم فرمایا تو معلوم ہوا کہ صورتِ محمدیہ ادراکِ حواس سے اور حقیقتِ محمدیہ۔ ادراکِ عقول سے کما ھی بالاتر ہے۔

عظمتِ فضلِ علم۔ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا

والنساء (۵/۱۴)

ترجمہ: و فرود آوردہ است خدا بر تو کتاب دانش و آموختہ است ترا آنچہ نمی دانستی و ہست فضلِ خدا بر تو بزرگ۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ۔

ترجمہ:۔ و فرو فرستاد و خدا بر تو قرآن را بیان احکام آن را و آموزانیدہ است ترا آنچہ

احسان و عدل و جود نثارِ وجودِ تو
خوئے تو اُسوۂ ہمہ اصحابِ اتقا

ہر حرفِ مُصحفِ رُخِ تو آیۂ نجات
ہر خال و خطِّ عارضِ تو چشمۂ سخا

مہجور را خیالِ وصالِ تو روزِ عید
در دیدہ و دلش توئی ہر صبح و ہر مسا

۷ بجے صبح ۷ ستمبر
چہار شنبہ ۱۹۶۶ء منٹگمری

نبودی کہ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ ۔ ۲۵ - ر ۹ القلم
اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر ۔ ترجمہ : شاہ عبدالقادر صاحبؒ
بدرستی کہ تو بر دین بزرگی کہ اسلام است یا بر خوئے بزرگ وگفتہ اند مراد ز خلق
چیران است کہ حق سبحانہٗ ارزانی داشتہ و از عائشہ سوال کردند از خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم چگونئی آں فرمود کہ خلق آں حضرت قرآں بود ۔ (فی سلسلۃ الذہب)
(مولانا جامی) نور ہم بحر مکرمت ہم کان گوہرش ۔
کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ
وصف خُلق کسے کہ قرآن است خلق را نعت ادب مکان است
(تفسیر حسینی)

○

وہ شمع کہ جس کے اُجالے سے کُل عالم بُقعۂ نُور ہُوا
اور کُفر کی ظُلمت چھَٹ کے رہی ہر خِطّۂ وادیِ طُور ہُوا

وہ چاند کہ جس کی کرنوں سے ہے نُور کی چادر جگ میں بچھی
اور صِدق و صفا کی جنّت کے ہر گوشے میں جلوۂ حُور ہُوا

وہ راج دُلارا احمدؐ ہے محبُوبِ اَحَد اور شاہِ رُسُل
سب دَھرتی اکاش میں دُھوم مچی جب اُس کا جہاں میں ظہُور ہوا

یہ دَشت و جبَل سب گونج اُٹھے اَللّٰہُ اَحَد کے نعروں سے
جب کُنجِ حِرا سے شُعلۂ فِگن وہ ماہِ شبِ دیجور ہوا

یہ ارض و سماء اور شمس و قمر سب اُسکی ضیا سے روشن ہیں
تقوٰی ہے فدا اُس بندے پر جو دِل سے فدائے حضور ہوا

اللہ رے وہ کیا سج دھج تھی تھا تاجِ دَنیٰ سر پر اُس کے
اور سہرا تھا اَوْ اَدنیٰ کا سجا جب اسریٰ وجہِ سُرور ہوا

دُنیائے عدالت نازاں ہے اُس پیکرِ حُسن عدالت پر
وہ شاہ کہ جس کی سطوت سے برباد شکوہِ غرور ہوا

مہجور گدا ہے اُس در کا جس کے ہیں گدا شاہانِ جہاں
اور جب سے یہ عزت اس کو ملی مَن تو بجہ سے اس کا دُور ہوا

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
۹ بجے شب

Marfat.com

اے آسمانِ رُشد کے تابندہ آفتاب
تیری ضیا سے مشرق و مغرب ہے نُور یاب

صبحِ ازل کا تیری ہی کرنوں سے ہے فروغ
شامِ ابد کے چاند کا تجھ سے ہی اکتساب

رُوحُ الامیں کو تیری غلامی پہ ناز ہے
عرشِ بریں کی تیری تجلّی سے آب و تاب

قُدسی بہشت میں ہیں تیری[٥] دید کے گرد
قُدسیوں کا کعبۂ مقصود تیرا باب

٥ ترے حُسن کے گرد ۔

Marfat.com

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ، وَیَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ
کس سے کیا ہے حق نے سوا تیرے یوں خطاب

اے آنکہ رحمتِ ہمہ عالم ہے تیری ذات
تیرا ہی در ہے ملجا و ماوائے شیخ و شباب

انساں کو رتبۂ ملکی تجھ سے ہی ملا
اے کہ ترے کرم سے ہوئی بارشِ سحاب

مہجور کو حضور میں جلدی بلائیے
موجِ وِلا میں وہ تو ہے اِک قطرۂ حباب

۱۲ر اگست ۱۹۶۷ء
صبح ۸ بجے ہفتہ

Marfat.com

○

مُحمّدِ عَربی راح بخشِ جامِ حیات
عَلیہِ اَلفِ سلامٍ وّ اَلفِ اَلفِ صلوٰت

زبان و لب پہ مرے جب سے اُن کا نام آیا
مرا کلام ہوا تب سے رشکِ قند و نبات

نبیّ مکیّ و مَدنی رسُول کا فخرِ خَلق
یہ چاند اور ستارے اُسی کی ہیں خیرات

حَبیبِ حسُنِ اَزل ، شاہدِ جمالِ اَبد
فزوں ہے تاروں سے جس کی محامد و حسنات

Marfat.com

وہ گوہرِ صدفِ آدم و بہارِ خلیل
وہ آرزوئے کلیم اور وہ نورِ طورِ نجات

وہ نیّرِ حرم و شمعِ بزمِ غارِ حرا
فروغ جس کا جہاں میں ہے دافعُ الظُّلمات

وُہ غایتِ شرفِ سرمد و نہایتِ مجد
ہے جس کی رأفتِ بے حد کی دُھوم جملہ سمات

وُہ غازۂ رُخِ جاں حُسنِ معنیٔ قرآن
تمام خلق ہے جس حُسنِ بے مثل کی زکات

وہ شہسوارِ بُراق و وہ نوشۂ معراج
سجی ہے عفتِ قُدّوسیوں سے جس کی برات

Marfat.com

وہ شاہبازِ نبوّت ، وہ مہبطِ تنزیل
ہے جس کی نعتِ رسالت کا اک وَرق تورات

وہ تاجدارِ دنیٰ شاہِ تختِ اَوْ اَدْنیٰ
وہ جس کی عظمتِ شاں میں ہے سُورۂ حُجرات

سَحابِ مَکرُمَت و بحرِ جُود و کانِ سخا
ہے جس کا دستِ عطا پاش مثلِ بحرِ فرات

شبِ عَدم کو کیا جس کے دَم نے صُبحِ وجُود
وہ جس کی ذاتِ گرامی ہے باعثِ بَرکات

وہ جس نے مِلّتِ بیضا کو سَربُلند کیا
کہ سَر کے بَل ہیں گرے کُفر کے یہ لات و منات

Marfat.com

اُسی سے دُودۂ انساں نے یہ شَرَف پایا
کہ جَبْہہ سا تھے مَلائک باآں ہمہ قُربات

عَرُوسِ حَجْلۂ عِصْمَت ہے جس کے دَر پہ کھڑی
وَرائے سرحدِ اِدراک جس کی جُملہ صِفات

شُہُود اُس کا ہے آئینۂ شُہُودِ خُدا
وُہی ہے رحمتِ کُل فِی الحیٰوۃ وبعد مَمات

زبانِ خامہ بمَدحَش نمی رَسد مہجور
بُوَد کہ نظمِ تو باشد وسیلۂ دَرجات

۱۸ر اگست ۱۹۶۸ء
۴ بجے صبح

Marfat.com

دل جلوه گاهِ نورِ مبینِ محمدؐ است
جان مطلعِ صباحِ جبینِ محمدؐ است

طوبیٰ خیال پرورِ سروِ خرامِ او
"سدره"، نهالِ بلدِ امینِ محمدؐ است

آئینه دارِ ماهِ رخش، مهرِ تابدار
بنگر چه شانِ افقِ مبینِ محمدؐ است

Marfat.com

تسنیم و سلسبیل زلالِ عطائے او
زمزم مثالِ مآءِ معینِ محمدؐ است

ہر حلقۂ ز گیسوئے او دامِ حریت
ایں ربقۂ ز حبلِ متینِ محمدؐ است

مہجور! تشبہِ مدحِ تو کے لائق ثنا است
دُر بحرِ جود، دُرِ ثمینِ محمدؐ است

۲۸ اگست اتوار ۱۹۶۶ء
۴ بجے صبح

Marfat.com

در سَر، ہوائے شوقِ وِصالِ محمدؐ است
در دِل خیالِ سِرِّ جمالِ محمدؐ است

قصرِ بہشت صُفّۂ ایوانِ مُصطفےٰ
جنّت، بہارِ باغِ کمالِ محمدؐ است

ایں قُرصِ مہر، آئینہ دارِ عذارِ او
واں شمعِ مہ، ز نورِ ہلالِ محمدؐ است

کوثر، زِ چشمۂ دہنش آبشارِ خُلد
زمزم، نمونۂ ز زُلالِ محمدؐ است

بِشنو! کہ خواجگیؐ جہاں بندگیِ اُوست
این تاج، کفشِ پائے بلال محمدؐ است

مہجور کحلِ دیدۂ تو خاکِ یثرب است
خُوش آنکہ مُفتخرِ بوِصالِ محمدؐ است

۲۰ اگست سہ شنبہ ۱۹۶۶ء
۷ بجے صبح

Marfat.com

اے کہ ترا شہود ہے جلوہ گہِ تجلّیات
اے کہ ترا دُرُود ہے آیۂ رحمت و نجات

یا شہِ سیّد الرُّسُل، بدرِ کرام و صدرِ کل
خاتمِ انبیاء ہے تو، سرِّ احد ہے تیری ذات

تیرا قدم ہے مَا غَویٰ، تیری بَصَر ہے مَا طَغیٰ
تیرا کلام حق نما، وحیِ ھُدیٰ ہے تیری بات

صدق ترے کا آئینہ ثانیٔ غار و بدر و قبر
جس کی ضیاء سے مستنیر اہلِ بخارا و ہرات

عدلِ عمرؓ سے آشکار تیرے عمل کا مرتبہ
فتحِ یمن کی باقیات ہیں یہ تری ہی صالحات

تیری حیا کا رازدار مقنعِ عصمتِ بتول
تیری سخا علیؓ کی شان ٹکڑے کیا تھا جس نے لات

جذبۂ حریت ترا نورِ بتولؑ کا وجود
جس کی گواہ ہے آج تک گرمیٔ ساحلِ فرات

وادیٔ دشتِ کربلا جس کے ہے خوں سے لالہ زار
راکبِ دوشِ مصطفےٰ نازشِ جملہ کائنات

Marfat.com

نورِ ازل ہے جلوہ ریز تیری جبینِ پاک پر
تیرے جمال کے گرد سب ملکی تجمّلات

جس پہ ترا کرم ہوا وُہی بنا اویسِ دھر
بخش دیے گئے تجھے سب فلکی تصرّفات

گنج شکر کو کی عطا تو نے حلاوتِ یقیں
زُہد ہے جس کا دہر میں غازۂ چہرۂ ہدات

دشت نورد بن گئے مالکِ مُلکِ سروری
تیرا ہی فیضِ عام ہے رونقِ بزمِ شش جہات

اُٹھ کہ دیارِ ہند سے سطوتِ دین اُٹھ گئی
دہلی کی سرزمیں پہ ہے قبضۂ کُفرِ سومنات

ے جس پہ تری نظر ہوئی وُہی بنا اویس قرن

Marfat.com

خِطّۂ کاشمر بنا مرکزِ رزمِ خیر و شر
پرچمِ دیں ہو سر بلند دُور ہوں واں سے سیّئات

نقوئ دلِ حزیں ترا مُنتظرِ کرم ہے آج
آ، کہ ترے وُرُود سے خستہ دِلوں کی ہے حیات

اے فرشِ درِ تو عرشش را تاج
شاہد بعلوِّ تُست معراج

تو اصلِ وجودی و مقامت
بر فرقِ ہمہ چو دُرّۃُ التاج

چشمِ تو چو جانِ تو لطیف است
زاں روشندہ سراج وہّاج

از قُلزمِ جودِ تو شدہ آب
ایں ابرِ بہار و بحرِ موّاج

Marfat.com

شاہانِ جہان و تاج داران
آوردہ بہ پیشِ درگہت باج

از صبحِ ظہورِ تو ز عالَم
شُد ظلمتِ کفر چوں شبِ داج

دادِ تو ایں جہانِ بے داد
صد خرمنِ ظلم کرد تاراج

جان و دلِ من فدائے پایت
خاکِ رہِ تُست بہ ز دیباج

جُز درگہِ تو کجاست مامَن
مہجور گدائے تُست و مُحتاج

۷ رستمبر ۱۹۶۵ء
۵ بجے سہ پہر

ــــ ازیں

○

عرفان چہ بود ؟ گلشن دیدارِ محمدؐ
رضوان چہ بود ؟ گلبن گفتارِ محمدؐ

بر خوانِ نوالش ہمہ را مائدۂ لطف
دُر بارِ سخا سفرۂ دربارِ محمدؐ

مہرے کہ ازو دیدۂ عالم شدہ روشن
یک[1] پرتوِ نور است ز انوارِ محمدؐ

[1] ز اسرارِ محمدؐ

Marfat.com

صد خضر و کلیم از دمِ او زندۂ جاوید
واں مجمعِ بحرین ز آثارِ محمدؐ

ظلمت زدۂ ریب درِ صبحِ یقیں زد
از تابِ لبِ لعلِ گہر بارِ محمدؐ

مہجور ادب و رزد و بخواں سورۂ رحمٰن
ہر نقطہ از و آیۂ اطوارِ محمدؐ

۳ ستمبر ۱۹۶۵ء
۱ بجے قبل جمعہ

اے بُردہ در ازل ز ہمہ انبیا سبق
تِلکَ الرُّسُلُ ز مُصحفِ نعتِ تو یک ورق

مَا ضَلَّ مَا غَوٰی ز کمالِ تو آیہ
وز پرتوِ جمالِ تو قمرٌ اِذَا اتَّسَق

شانِ خدام شرح دہِ امرِ فاستقم
ویں شرحِ صدر شمسہ مصباحِ نُورِ حق

عرشِ بریں کہ فرشِ رہِ خوش خرام تست
شد رہنمائے آں کہ گذشتی ز نُہ تتق

Marfat.com

بر خوانِ جُودِ تو ہمہ عالم وظیفہ خوار
در بزمِ تست خستہ دلاں رازِ تو رمق

تشنہ لباں زِ نوشِ لبانِ تو جرعہ نوش
ہر گرسنہ ز دستِ نوالِ تو پُر طبق

مہجور را مجالِ ثنائے تو کے رسد
از کلکِ شوق زد رقمے کیف ما اتفق

Marfat.com

نمازِ شوق بروچوں صبا سلام علیک
بہ بر بحضرتِ خیرُ الوریٰ سلام علیک

باں شہے کہ نبوّت فدائے رأفتِ اوست
بعرضہ دار کہ جانم فدا سلام علیک

توئی رسُولِ کریمی و رحمتِ دوجہاں
شفیعِ خلق و حبیبِ خُدا سلام علیک

Marfat.com

تو ئی کہ عرشِ عُلا، فرشِ راہ مقدمِ تُست
تو ئی امامِ سبیلِ ہُدیٰ سلام علیک

نبیِّ اسود و احمر، مطاعِ جملہ اُمم
ملاذ و ملجاءِ ہر دو سرا سلام علیک

بہارِ عارضِ تو گلشنِ جمالِ ابد
بہائے رُوئے تو جانِ صفا سلام علیک

کسے کہ بستۂ فتراکِ مہر و شفقتِ تُست
رہا مباد شہِ انبیاء سلام علیک

کسے کہ مستِ مئے حُبِّ احمدؐ است مدام
بوِرد اُوست صباح و مسا سلام علیک

Marfat.com

فتادهٔ رہ حرمان و بُعد و فُرقت را
رسان بذروهٔ خدمت شہا سلام علیک

مجال نعت ندارم چو بیدمی لرزم
کہ ہست لال، زبانِ ثنا سلام علیک

اسیرِ بندِ ولائے تو بندهٔ مہجور
نگاہِ لُطف بود جانفزا سلام علیک

۸ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
شنبہ ۸ بجے صبح
یکم جنوری ۱۹۶۶ء

Marfat.com

○

بہ پیشِ مہرِ رُخت ماہ را نہ بُود جمال
چو پارہ شُد ز بنانِ تو گشت بدرِ کمال

زِ آبیاریِ تو پُر ثمار، نخلِ طُوبیٰ
شبانِ وادیِ ایمن زِ تست مالا مال

نباتِ نوش لبانت، حیاتِ خضر و مسیح
زُلالِ دُرِ دہانت، شفائے ضعفِ ہلالؓ

خرامِ نازِ تو موجے زِ کوثر و تسنیم
خُمِ نیازِ تو مستیِ جذب و شوقِ بلالؓ

Marfat.com

شمیمِ گلشنِ طیبہ، بہ از ہوائے جناں
نسیمِ کوچہ بطحا بہ از صبا و شمال

دریچہ اش بضیا روشنیِ چشمِ وفا
نشیمنش ز صفا، صُفّۂ بہارِ جمال

صلائے خوانِ نوالت ز قاف تا قاف است
شنید گوشِ دلِ من نہ در گہِ متعال

منم غریقِ یمِ ظلمتِ فراق و نویٰ
تو دستگیر شو و کُن بروں ز قعرِ فصال

منم بآتشِ حرماں، حریقِ ہجر و بلا
رساں بجوئے لقا و چشاں ز آبِ وصال

Marfat.com

مَنَم بدشتِ جنوں پائے بندِ رنج و عنا
بیا، بیا و رہا کن مرا ز بندِ ملال

وفورِ شوق، پئے دیدنِ رُخ پُر نور
زماں زماں بدرت می رسد چو پیکِ خیال

زبانِ قال چو شد لال از مدیحِ رسول
بُود صلاتِ صلوٰۃ و سلام مثلِ رمال

محلِّ نورِ تجلّی است، طورِ دلِ مہجور
کہ ذکرِ تست در و بالغدوِّ والاٰصال

۲۰ ر رمضان ۱۳۸۵ھ
۱۳ ر جنوری ۱۹۶۶ء
پنجشنبہ

Marfat.com

○

يَا اَيُّهَا النَّبِیُّ وَ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْل

اَنْتَ الَّذِیْ، وِصَالُكَ لِیْ غَايَةُ الْوُصُوْلُ

تو ابرِ رحمتی، کہ زِ رُوئے عطا و جُود

بر تشنگانِ آبِ بقا، کردہ نزول

غیر از درِ شفاعتِ تو، نیست مأمنے

از فرطِ انفعال خجستہ دیدیم در خمول

کس نیست در جہاں، کہ بجُنبت مُماثل است

فِیْ دَرْكِ كُنْهِ حُسْنِكَ قَدْ حَارَتِ الْعُقُوْلُ

جُز شمسِ حُسن و فضلِ تو، ہر ماہ آفل است

اِذْ اِنَّهَا الْبَرِيَّةُ مِنْ نَهْمَةِ الْاُفُوْلُ

Marfat.com

از مشکبوئے جعدِ تو، جامم معطّر است

زیں نافۂ ختن، نبود ہیچ کہ ذہول

مہجور، جرعہ نوشِ شرابِ طہورِ تست

کأسُ الکرام، جرعہ فشاں شد بریں ذلول[۱][۲]

۳۰ راگست ۱۹۶۶ء

۱۳ جمادی الاولی چہارشنبہ ۵ بجے سہ پہر

---

[۱] ذلول بمعنی حقیر وپست۔ یقال ارضٌ ذلولٌ قالَ اللّٰہُ تعالیٰ ھُوَ الَّذِی جَعَلَ لَکُمُ الاَرضَ ذَلُولاً فَامشُوا فِی مَنَاکِبِھَا وَ کُلُوا مِن رِّزقِہٖ وَ اِلَیہِ النُّشُور ۱۵
ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ : وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین کو پست اور پھرو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ کچھ روزی دی اُس کی اور اسی کی طرف جی اُٹھنا ہے۔ (الملک پ ۲۹)

[۲] یہ مصرعہ تلمیح ہے۔ عربی کے اس شہرۂ آفاق مصرعہ وَلِلاَرضِ مِن کَأسِ الکِرَامِ نَصِیبٌ کی طرف کہ اہلِ کرم کے نائے نوش کے وقت۔ کچھ نہ کچھ زمین کو بھی مل جاتا ہے۔ اس لیے کہ پینے پلانے کے بعد۔ دُردیِ جام کو زمین پر پھینک دیتے ہیں۔ مولانا جامی کا یہ شعر اسی خصوص میں ہے۔

زفیضِ عامِ تو جامی مدام جرعہ کش است
بلے نصیب بود خاک را ز کاسِ کرام

خواجہ حافظ فرماتے ہیں: ؎

اگر شراب خوری جرعۂ فشاں برخاک
ازاں گناہ کہ نفع رسد بغیر چہ باک

Marfat.com

○

مُصحفِ عرفان رُوئے محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم
صُبحِ بہاراں خوئے محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم

غُنچہ و گُل ہیں اُن سے مُعنبر گُلبن و گُلشن اُن سے مُعطّر
زینتِ جنّت، کُوئے محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم

نرگس حیراں، چشم سراپا، سروِ خراماں، چیز نہالش
عنبرِ سارا بُوئے محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم

Marfat.com

قند سے شیریں جن کا بیاں ہے شہد سے میٹھی اُنکی زباں ہے
مُشکِ خُتن گیسوئے محمّد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سُورۂ رحمٰں، خلقِ محمّد نُور کی آیہ خُلقِ محمّد
رشتۂ جاں ہے مُوئے محمّد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

پتّہ پتّہ جن کا ہوا خواہ، بُوٹا بُوٹا اُن کا ثنا خواں
زمزم و کوثر جُوئے محمّد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مدح سرا مہجور ہے اُن کا دیدۂ و دِل میں نُور ہے اُنکا
دیکھے رُوئے نکوئے محمّد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

۲۱، اگست ۱۹۶۵ء
شنبہ ۶ بجے صبح

Marfat.com

○

عزت و فخرِ آدم و عالم صَلَّی اللہ عَلَیکَ وَسَلَّم
شان ہیں تیری "رَبُّکَ الاکرم" صَلَّی اللہ عَلَیکَ وَسَلَّم

آیۂ رحمت ذات ہے تیری، مایۂ شفقت بات ہے تیری
تو مولےٰ، تیرے بندے سب ہم صَلَّی اللہ عَلَیکَ وَسَلَّم

نعت تری، "وَالنَّجم" کی زینت، "طٰہٰ" "یٰسین" تیری مدحت
نامِ "محمدؐ" اسمِ اعظم صَلَّی اللہ عَلَیکَ وَسَلَّم

ف جذب ثانی۔ تو آقا تیرے خادم سب ہم

Marfat.com

شمس و قمر میں نور ہے تیرا نکہتِ گل میں ظہور ہے تیرا
تا نہ جہاں ہو درہم برہم صلی اللہ علیک وسلم

تیری گدائی دیں کی شاہی تیری اطاعت حق کی طاعت
تیرا مبشر عیسیٰ ابن مریم، صلی اللہ علیک وسلم

سب سے اونچا پایہ تیرا، سر پہ ہمارے سایہ تیرا
اے بے سایہ نورِ مجسم، صلی اللہ علیک وسلم

قبلۂ ایماں کعبۂ ایقاں، معدنِ جود و بحرِ سخاوت
شرعِ ہدیٰ کا ہادیِ اکرم، صلی اللہ علیک وسلم

جادہ نوردِ منزلِ اسریٰ، رمز شناسِ وحیٌ یوحیٰ
شمعِ رسالت سرورِ عالم صلی اللہ علیک وسلم

Marfat.com

عرش و فرش پہ تیری ثنا ہے رُوحِ ایماں تیری وِلا ہے
سب سے اُونچا تیرا پرچم صَلّی اللہ عَلَیکَ وَسَلَّم

نازشِ عرفاں صُورت تیری مَعنیٔ قرآں سیرت تیری
مہتر و سیّدِ وُلدِ آدم صَلّی اللہ عَلَیکَ وَسَلَّم

یہ مہجور جو تیرا گدا ہے جان و دِل سے تجھ پہ فِدا ہے
اس پہ عنایت یا شہِ اَرحم صَلّی اللہ عَلَیکَ وَسَلَّم

۳ر اگست ۱۹۶۵ء
۱۵ر ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

Marfat.com

○

اے شہِ عرش مکیں، تاجِ نبوّت کے نگیں
ہے ترا ذکرِ مبارک میرا ایماں، میرا دیں

عالمِ علمِ ازل، مہبطِ وحی و تنزیل
رہبرِ راہِ ہدیٰ ہے یہ تری شرعِ متیں

ارضِ طیبہ ترے قدموں سے ہوئی رشکِ ارم
روضۂ پاک ترا زیب دہِ خلدِ بریں

قابَ قوسَین سے عیاں ہے ترے اُس قرب کا کیف
حَیرتِ سدرہ میں گُم تھا جہاں جبریلِ امیں

نُورِ قُرآں تری تنویر کا ہے شاہدِ عدل
اہلِ عرفاں کو کیا جس نے عطا مُلکِ یقیں

حُسنِ یُوسُف بھی ہے تُو اور یدِ بیضا بھی ہے تُو
یعنی ہر حُسن ترا حُسن ہے، اے ماہ جبیں!

بے تو از جاں شدہ ام، رُخصتِ نظّارہ کجا
اے جمالِ رُخِ تُو دیدۂ جاں را تسکیں

مری دُنیائے محبّت ہے تمھیں سے آباد
رُخصتِ یک نظر اے میرے دِل و جاں کے قریں

Marfat.com

سوزِ بُوذرؓ سے مرے قلب کو دے گرمیِ شوق
اور سلمانؓ کی عطا کر وہ مجھے جانِ حزیں

گُلِ گُل زارِ مدینہ زِ تو سرسبز مدام
آں گُلِ تر، کہ از و ہشت جہاں را تزئین

جامِ سرہند سے ہے مستِ مئے عشقِ رسولؐ
بندہ مہجور گدائے درِ آں عرش نشیں

۶ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ
۱۳ اگست ۱۹۶۵ء

○

آپؐ کے در کا اِک گدا ہوں میں
آپؐ کے نام پر فِدا ہوں میں

آپ ہیں ساقیٔ زُلالِ کَرَم
تشنۂ جُرعۂ عطا ہوں میں

لاکھ لاکھ آپؐ پر دُرود و سلام
والۂ نعتِ مصطفےٰؐ ہوں میں

کتنے شیریں ہیں میرے لب کہ مدام
مادحِ حسنِ مجتبےٰ ہوں میں

Marfat.com

رحمتِ عاصیاں ہے آپؐ کی ذات
اے خطا پوش پُر خطا ہوں میں

میری بگڑی کو اور بنائے کون
بخشوا لو کہ آپؐ کا ہوں میں

میری کوتاہیوں سے ہو اغماض
اے عطا پاش بے نوا ہوں میں

گرچہ ہوں شاہِ فقر اے مہجورؔ!
پَر درِ قدس کا گدا ہوں میں

۱۷ رمضان ۱۳۸۵ھ
۱۰ جنوری ۱۹۶۵ء
۲ بجے شب شنبہ

Marfat.com

○

قسم بشہرِ تو می خورد رَبُّکَ الاکرم
زہے مکیں کہ ازو شد مکاں چنیں اعظم

محمدِ قرشی، ہاشمی و مطّلبی
رؤفِ عالم و از جملہ انبیاء ارحم

نجاتِ نوح و دعائے خلیل و شوقِ کلیم
ظہورِ و نورِ تو، نور و ظہور ایں عالم

ہمہ سرانِ جہاں بر درِ تو باج گذار
بہ پیشِ درگہِ تو کم سواد و قیصر و جم

چناں گسیختۂ طوق و بندِ پائے بلالؓ
کہ شد اسیرِ ہدیٰ قلبِ بندہ اَدھم
بصیرتِ دلِ مَن چوں بَصَر شُدہ گستاخ
فدائے رُوئے تُو ایں جانِ وچشم و رُوح و دِلم
تُو اَبرِ رحمتی، آں بہ کہ کشتِ ایں مہجور
مَباد تشنہ لَب از بحرِ جُود و اَبرِ کرم

Marfat.com

○

محمدؐ عربی آبروئے ہر دو جہاں
صلوٰۃ اور سلام اُن پہ ہر گھڑی ہر آں

محمدؐ عربی رُوحِ رُوح و جانِ جہاں
ہو لاکھ بار سلام اُن پہ ہر گھڑی ہر آں

مُراد و منشاءِ ایجادِ آدم و عالم
مَدارِ نقطۂ توحید و مرکزِ عرفاں

امام و سیّدِ کُل شمعِ جمعِ مَا یُوحیٰ
شفیعِ جُملہ اُمَمّ زیب و زینِ کون و مکاں

وُہ مہرِ مَطلعِ عصمت وہ ماہِ اَوجِ ہُدیٰ
وُہ درّ دُرجِ رِسالت وہ معنیِ قرآں

وُجودِ رُشد کو جس نے حیاتِ نو بخشی
وہ جس نے بخش دیے گنج ہائے بے پایاں

سَروں کو سجدۂ اِحساں سے سَرفراز کیا
دِلوں کو صِدق سے بخشی حلاوتِ ایماں

اُسی کی سُنّتِ غَرّا ہے شاہراہِ عمل
اُسی کی شرعِ متیں دینِ بُوذرؓ و سلمانؓ

Marfat.com

وہ جس کی ملّتِ بیضا ہے اُمّۃً وَسطاً
وہ جس کی شانِ سخا بذلِ حضرت عثمانؓ

ہے کحلِ دیدۂ مہجور خاکِ پائے حضورؐ
وہ خاک جس کے ہے ذرّوں میں سُرمۂ غُفراں

۲۴، فروری جمعہ ۱۹۶۷ء
۳ بجے سہ پہر

صبا بکوئے نبیؐ گذر کن و از اشتیاقم پیام برخواں
چو فخرِ رُخصت شود میسّر، سلام با شوقِ تام برخواں

تو جانِ منِ شو، بجائے منِ رو بسر ارادت بر آستاں نہ
محامدِ سورۂ محمّد، تمام اندر قیام برخواں

نثار کن جانِ نکہتِ گل، بپائے آں شاہِ عرش منزل
صلوٰۃِ بے حد، سلامِ بے عد بہ نزدِ بابُ السّلام برخواں

ببابِ رحمت گذر کن و بیں، چہ گلشنِ رحمت است خنداں
قصاید درخورِ ثنا را بہ پیشِ خیر الانام برخواں

تصوّرِ خدّ و عارضِ تو بہارِ چشم دِل است ہر دم
ہمیں حکایت زِ حرفِ شوقم بشاہِ عالی مقام برخواں

بہ تقبیلِ شبّاک شو مشرّف ببابِ جبرئیل گہ جبیں سا
بگو کہ مہجورِ بے نوا را گہے بدار السّلام برخواں

۲۳ ؍ اگست ۱۹۶۵ء
دوشنبہ ۴ بجے صبح

Marfat.com

○

شمسِ شہودِ عالمِ عرفاں تمھیں تو ہو
صبحِ ہدیٰ کا مطلعِ تاباں تمھیں تو ہو

اے تاجدارِ ختمِ رُسل! تجھ پہ مَیں نثار
دردِ دلِ خراب کا درماں تمھیں تو ہو

اے گوہرِ شفاعت والے دُرِّ اصطفا
اے جانِ جاں! ضیائے شبستاں تمھیں تو ہو

جس سے ہُوا ہے مطرحِ توحید مُستنیر
جانم فدا وہ شمعِ فروزاں تمھیں تو ہو

Marfat.com

تیرے ہی دم سے دُودۂ آدم ہے ارجمند
بَدرِ یقین و نیرِّ ایقاں تُمھیں تو ہو

بخشا گیا ازل سے تُمھیں گنجِ اجتبا
سب عاصیوں کا مایۂ غُفراں تمھیں تو ہو

تُو نے کیا ہے لوحِ نبوّت کو پُر کمال
اصلِ حقایق ہمہ اعیاں تمھیں تو ہو

مہجور کو تُمھیں نے ہی بخشا یہ درد و شوق
شیرازہ بندِ قلبِ پریشاں تمھیں تو ہو

۲۲ر اگست ۱۹۶۵ء
اتوار ۳ بجے صبح

زیب افزائے دَنیٰ اور فَتَدَلّٰی تم ہو
زینتِ عَرشِ عُلاۓ مہِ بطحیٰ تم ہو

آپ کی شاں ہے رَفَعنا لَکَ ذِکرَک سے عیاں
نازشِ وعزّتِ دَیہیمِ فَتَرضیٰ تم ہو

اَصلِ ہر بُود، تمھارا ہی وجُودِ باجُود
سب جہانوں کے لیے رحمتِ کبریٰ تم ہو

رَونقِ کون و مکاں آپ کی رِفعت پہ نثار
اَز اَزَل تا بَاَبَد، سَطوتِ عُظمیٰ تم ہو

Marfat.com

پیکرِ حُسنِ عمل، آپؐ کی سُنّت کا رہین
رُخِ اِحسان کا گُل گونہ زیبا تم ہو

سب نبی شمعِ محمدؐ سے ہوئے ہیں پُر نور
یُوسُف و مُوسیٰ و ھارُون کا ماویٰ تم ہو

شارعِ راہِ ہُدیٰ، شارحِ احدیّتِ صِرف
قدرتِ حق کی فقط غایتِ قُصویٰ تم ہو

تاجِ لَولاک بنا آپ کے سر کی زینت
عالمِ خلق کا سرمایۂ اسنیٰ تم ہو

رحم کیجے، کہ ہو مہجورِ پریشاں دلشاد
اُس کی ہر آرزوئے زیست کا منشا تم ہو

۱۷ر اگست ۱۹۶۵ء
صبح سہ شنبہ

Marfat.com

ختامِ نکتۂ اکملتُ تم ہی سے مُزیّن ہے
رسولِ کافّۃً للنّاس و خَتمُ المُرسلین تم ہو

بُتِ پندار کو توڑا تمھیں نے کعبۂ دل سے
دُرِ دُرجِ یقیں لَا اُحِبُّ الاٰفِلین تم ہو

ترے آنے سے توقیرِ نجاتِ سَرمدی آئی
مکان و لامکاں میں سرورِ دینِ متیں تم ہو

تیری آمد نے توقیعِ ہُدیٰ کو زیبِ زینت دی
بمُلکِ اِصطَفَینَا مالکِ تاج و نگیں تم ہو

یہ مہجورِ سراپا عجز، تیرا ہی ثنا خواں ہے
شہِ لولاک و سرِّ وحدت و نورِ مُبیں تم ہو

شب ۱۵ شعبان ۱۳۸۵ھ
۵ شنبہ ۴ بجے صبح ۹ دسمبر ۱۹۶۵ء

Marfat.com

مکینِ عرش و محبوبِ الٰہُ العٰلمین تم ہو
ملاذ و ملجاءِ کُل اوّلین و آخریں تم ہو

تمھیں نے دودۂ آدم کو اوجِ اِتقا بخشا
شَفیعُ المُذنِبین و رَحمۃٌ لِلعٰلمین تم ہو

رسالت تم پہ نازاں اور نبوّت مُفتخر تم پر
شہنشاہِ رُسُل اور صاحبِ فتحِ مُبیں تم ہو

دیانت اور عدالت کو شرف تیری غلامی کا
جہانِ اہتدا کا نورِ مُطلق بالیقیں تم ہو

Marfat.com

○

کھلا ہے درِ مصطفےٰ اللہ اللہ
یہی در ہے بابِ شفا اللہ اللہ

یہ خطّہ کہ ہے مَطلعِ فجرِ رحمت
یہیں ہیں وہ شمسُ الضّحےٰ اللہ اللہ

ہیں گلیاں مدینے کی گلزارِ جنّت
مُعطّر ہے جن سے فضا اللہ اللہ

نبیٔ تہامی، مُزکّیِ عالَم
ہے جن کی دلوں میں ضیا اللہ اللہ

Marfat.com

بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ رَّؤُفٌ رَحِیْمٌ
ہے قرآں میں اُن کی ثنا اللہ اللہ

وہ بے کس پناہ اور غریبوں کا ملجا
بہارِ جناں کی بہا اللہ اللہ

میرے دل کی دُنیا یہی سرزمیں ہے
یہیں ہے وِلا و وفا اللہ اللہ

شُہود اُن کا آئینۂ ذاتِ حق ہے
وُہ شمعِ شُہودِ خدا اللہ اللہ

یہ مہجورِ مسکیں ہے خوانِ نبی پر
نمک خوارِ کانِ سخا اللہ اللہ

۱۶ر اگست ۱۹۶۵ء
دوشنبہ بعد نمازِ فجر

Marfat.com

○

رہنمائے ہُدیٰ رسُول اللہ

میرے دل کی ضیا رسُول اللہ

رحمتِ دو جہان و رأفتِ کُل

زینتِ دوسرا رسُول اللہ

طورِ دل جلوہ گہ تمہارا ہے

ہر صباح و مسا رسول اللہ

جامِ صحّت دیا تمھیں نے مجھے

تم ہو میری شفا رسُول اللہ

شَرَفِ حاضری عطا ہو مجھے

میں ہُوں بے آسرا رسُول اللہ

Marfat.com

نام تیرا ہے میرا ذکرِ کثیر[1]
تم ہو ذکرِ خدا[2] رسول اللہ

تم پہ لاکھوں درود اور سلام
تم ہو بحرِ سخا رسول اللہ

دلِ مہجور کیوں ہے اتنا حزیں
ہیں شفیعُ الوریٰ رسول اللہ

---

[1] طُورِ دل مَطرحِ تجلّی تُست ۔

[2] قَد اَنزَلَ اللّٰہُ اِلیکم ذِکراً رَّسُولاً یتلو عَلَیکُم آیاتِ اللّٰہِ لِیخرِجَکم مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّور (القرآن)

۲۷ر اگست ۱۹۶۵ء جمعہ
ڈیڑھ بجے دوپہر

○

قسم بمصحفِ روئے تو یا رسول اللہ
چہ نکہت است بموئے تو یا رسول اللہ

بہارِ گلشنِ جاں، از شگفتنِ گلِ تو
شمیمِ غنچہ زبوئے تو یا رسول اللہ

فروغِ چشمِ نبوّت، ضیاءِ مہرِ رُخت
نسیمِ خلد، بخوئے تو یا رسول اللہ

Marfat.com

جمالِ دیدہ ما زاغ زینتِ رخِ تو
زہے صفاتِ نکوئے تو یا رسول اللہ

بود بجان و دلم قبلۂ محبت و شوق
حریمِ کعبۂ کوئے تو یا رسول اللہ

ہوائے ہر دو جہاں رفت از سرِ مہجور
کہ ہشت دیدہ بسوئے تو یا رسول اللہ

Marfat.com

○

مدینہ پُر سکینہ تیرا گھر ہے
ترے ہی گھر کے در پر میرا سر ہے

تیری ضو پاشیاں ہیں مہر و مہ میں
تیرا ہی معجزہ شقّ القمر ہے

وہ روضے کی تجلّی اللہ اللہ
کہ مولائے نبوّت کا یہ گھر ہے

Marfat.com

حرم کی یہ فضائے گُل بداماں
حبیبُ اللہ کا فیضِ نظر ہے

جمالِ مُصطفےٰ ہے جلوہ آرا
مُشرّف جس سے ہر فردِ بشر ہے

تہی دامن بھی ہیں مسرور و شاداں
کہ دامانِ تمنّا پُر گہر ہے

جہاں کا ذرّہ ذرّہ تیرا مُحتاج
ترے دم سے وجُودِ بحر و بر ہے

برستی ہے گھٹا رحمت کی ہر سُو
بقدرِ ظرف ہر شے بہرہ ور ہے

Marfat.com

اَغِثْنِی یا رَسُولَ اللہ، اَغِثْنِی!
مِرے آقا سگِ طیبہ اِدھر ہے

یہ مہجورِ سراپا عجز و تقصیر
تِرے دَر کا گدائے مُنتظر ہے

۱۷، ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ
۱۴، اگست ۱۹۶۵ء

Marfat.com

اے کہ ترا وجود ہے زینتِ بزمِ سروری
اے کہ تیرا درود ہے مایۂ نازِ دل بری

پردگیانِ ذات ہیں تیرے ہی وَرث کے پردہ دار
جلوہ گہِ صفات ہیں تیرا ہی حُسنِ سرمدی

تیرا جلال تیغِ دَو قاطعِ لاتِ کفر و شرک
تیرا جمال، نورِ حق، غازۂ روئے حیدری

ہیمِ تری سے سرفراز، پرچمِ سطوتِ احد
تیری ضیا سے پُرجلا، چہرۂ مہرِ خاوری

مُلکِ غِنا کی سلطنت ہے ترے حُسن کی خراج
اہلِ غِنا کو کی عطا، تُو نے قبائے سروری

زمزمۂ بلالؓ میں تیرا اثر، اذانِ شوق
ہمہمۂ ہلالؓ میں تیرا ہی سوز، برتری

تیری شفا، لبِ مسیحؑ، تیری دُعا نجاتِ نُوحؑ
تیرے ہی دم قدم سے ہے رونقِ چرخِ چنبری

نقویؔ دلِ حزیں کی آہ بن کے رہی غبارِ راہ
اے کہ ترا غبارِ راہ سُرمۂ چشمِ قیصری

۲۵ اگست ۱۹۶۵ء
۴ بجے سہ پہر

Marfat.com

سرم نثار، بپائے محمدِ عربی
دلم فدائے ولائے محمدِ عربی

محمدِ عربی، شاہدِ جمالِ ازل
بہارِ خلد، بہائے محمدِ عربی

بہشت و سایۂ طوبیٰ و باغ و راغِ جناں
ہمہ ز جوئے سخائے محمدِ عربی

Marfat.com

وظیفہ خوارِ نوالش مسیح و خضر و کلیم
خوشا نوال و عطائے محمدِ عربی

گدائے درگہِ او بہ ز خسروانِ جہاں
زہے شکوہِ گدائے محمدِ عربی

ز مہرِ اوست ضیا پاش چشمِ ماہ و نجوم
خہے فروغ و جلائے محمدِ عربی

غبارِ خاکِ درش سرمۂ بصیرتِ عشق
چہ خوش صفائے ہبائے محمدِ عربی

خیالِ سروِ قدش، نخلِ طور و شتِ طوبیٰ
چہ جلوہ گاہ لقائے محمدِ عربی

Marfat.com

محامدِ شہِ لولاک زینتِ قرآں
ببیں کمالِ ثنائے محمدِ عربی

بأوجِ مجد و کرامت رسید آں مہجور
کہ جا گرفت[1] بپائے محمدِ عربی

۹ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
۲ جنوری ۱۹۶۶ء
۲ بجے یک شنبہ

[1] کہ یافت جائے بپائے محمدِ عربی۔

Marfat.com

○

اے ظہورت شرحِ شانِ کبریا
اے فروغت شمعِ جمعِ انبیاءؑ
خندۂ صبحِ ازل از بودِ تو
رونقِ بزمِ ابد از جودِ تو
بامِ عرش، از نامِ پاکت سربلند
فرشِ خاک، از بارگاہت ارجمند
ماہ را مہرِ رخت، نورِ بہا
مہر را تنویرِ قلبِ تو ضیا
زلّہ خوار، از خوانِ لطفِ تو وجود
اے ضمیرت لوحِ اسرارِ ودود

Marfat.com

خلعتِ اُمُّ الکتاب اندر بَرَت
تاجِ ختمُ الانبیا زیبِ سَرَت
پیکرِ حُسنِ عمل را جاں توئی
خستگاں را مرہم و درماں توئی
اے نبیؐ اے رحمۃ اللعٰلمیںؐ!
از کرم، حالِ خراب ما ببیں
جامِ مِلّت، از مئے عرفاں تُہی
از زیاں اُمیّدِ مے دارد بہی
غافل از معنیٰ و در گفتار چُست
تیز تر در لہو و در کردار سُست
مُطرب و مے ہست نزدِ او جہاد
تفرقہ در دین، نزدِ اُو سداد

خود فراموش و بہر کس آشنا
دعویٔ غوّاصی و خود ناشنا

پیشہ اے جہلِ او تقلیدِ غرب
کاش دارد فہم، و زتنقیدِ غرب

اے رسولؐ، اے رہبرِ گم گشتگاںؐ!
کشتیٔ اشکستہ بر ساحل رساں!

۴ مارچ ۱۹۵۴ء

Marfat.com

○

ترا وجود ہے روحِ حیات و روحِ جہاں
ترا درود ہے جاں بخشِ عفّت و عرفاں

ترا شہود ہے آئینۂ شہودِ خدا
ترا ورود ہے نکہت فزائے باغِ جناں

ترے ہی سانس نے پھولوں کو کی عطا خوشبو
ترے لبوں سے یہ غنچے ہوئے ہیں مشک افشاں

ترے ہی دم سے ہوئی پُربہار کشتِ بہشت
ترے قدم سے ہوئی آمدِ گُل و ریحاں

Marfat.com

ترے خرام سے عنبر فشاں ہے بادِ نسیم
ترے سحاب کرم سے ہیں لُو لُوئے عمّاں

یہ بُلبلوں کے ترانے یہ نغمہ ہائے طُیوّر
یہ سب ہیں تری ہی مدح و ثنائے بے پایاں

جمالِ چہرۂ خُلقِ عظیم آپ کا حُسن
کمالِ حُسنِ بیاں کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن

سلام تجھ پہ ہو یَاَیُّھَا النَّبِیُّ ہر دم
یہی ہے وردِ ہمہ حُوریانِ خُوش اِلحاں

ترا شہود ہے فردوسِ دیدۂ مہجور
یہ وہ شرف ہے جو حاصل ہے ہر گھڑی ہر آں

۱۶ اگست ۱۹۶۶ء
۴ بجے صبح سہ شنبہ

Marfat.com

تِرا سینہ حق کا ہے آئینہ ترا چہرہ نورِ مُبین ہے
تِرا کوچہ گلشنِ قُدس ہے تیرا شہر بلدِ اَمین ہے

تُو حبیبِ خالقِ کبریا تُو شفیعِ اُمّتِ پُرخطا
تِرا گھر ہے جنّتِ اَصفیا ترا روضہ خُلدِ بریں ہے

تو جمالِ عِصمتِ نُوریاں تو کمالِ عِفّتِ حُوریاں
تِرا حُسن، زینتِ قُدسیاں تیری سیر اُفقِ مُبین ہے

تِری جُود، خوانِ خلیلؑ ہے تو ضیائے جیبِ کلیمؑ ہے
تو ظہُورِ جلوۂ طُور ہے، یہی دید عینِ یقین ہے

Marfat.com

ترے باغ کی یہ ہوائے خوش ، ہے نسیمِ غنچۂ شوقِ دل
یہ جو رشتہ ہے تری مہر کا یہی میرا حبلِ متین ہے

تری بارگاہِ فلک پناہ ، میری رُوح وجاں کی ہے قبلہ گاہ
میرے حالِ زار پہ ہو نگاہ تو جلائے قلبِ حزین ہے

یہ فقیرِ نقویؔ بے نوا ، ترے بابِ جُود کا ہے گدا
ترا در ہی اس کا حصار ہے یہی اس کا حصنِ حصین ہے

Marfat.com

نعت باادب سننا اِک بڑی سعادت ہے
یہ مرا عقیدہ ہے، یہ مری عبادت ہے
(ساجد)

سرمایۂ زیست

(ھدیۂ نعت)

سیّد دانیال ساجد

Marfat.com

حمد و نعت

حمد اللہ کی اور نعتِ پیمبرؐ لکھنا
کام مشکل ہے بہت، سوچ سمجھ کر لکھنا

وہ ہے یکتا و احد اُس پہ ہے شاہد احمدؐ
یہ ہے ایمانِ مُسلمان کا محوَر، لکھنا

آپؐ دانائے سُبُل، ختمِ رُسُل، حاصلِ کُل
رحمتِ عالمیاں، شافعِ محشر لکھنا

وجہِ تخلیقِ جہاں، آپؐ کی ذاتِ ذیشاں
آپؐ ہیں جانِ جہاں، دین کے سرورؐ لکھنا

Marfat.com

جس کا سایہ بھی نہ تھا جسم تھا اطہر اتنا
ایسے بے سایہ کو تم نور کا پیکر لکھنا

آسمان پہ گئے، نورِ مجسم بن کر،
عقل عاجز ہے وہاں، اللہ اکبر لکھنا!

نعت گوئی کا سلیقہ بھی عطا ہے اُس کی،
اشک آنکھوں میں لیے، عجز میں ڈھل کر لکھنا

جب چلو سوئے حرم، کوہِ حرا پر جا کر،
مدحِ محبوبِ خدا، غار کے اندر لکھنا

ایک مدت سے طریقہ ہے یہ اپنا ساجد
خامۂ نعت کو اشکوں میں بھگو کر لکھنا

Marfat.com

نُورِ یزداں

نُورِ یزداں، حبیبِ خدا آپؐ ہیں
اِبتدا آپؐ ہیں، انتہا آپؐ ہیں

عَالمِ رنگ و بُو کی بِنا آپؐ ہیں
مقصدِ زندگی، مُدّعا آپؐ ہیں

ساقیِ کوثر و چشمۂ سلسبیل
معدنِ جُود و بحرِ سخا آپؐ ہیں

اہلِ ایماں کے چہروں کا حُسن و جمال
اہلِ عرفاں کا نوُر و بہا آپؐ ہیں

Marfat.com

رونقِ ارضِ کون و مکاں آپؐ سے
شک نہیں اِس میں شمس الضحیٰ آپؐ ہیں

دشتِ عصیاں کی تپتی ہُوئی دُھوپ میں
رحمتوں، شفقتوں کی رِدا آپؐ ہیں

نصِّ قرآن ہے، میرا ایمان ہے
دو جہانوں میں بعد از خدا آپؐ ہیں

سخت مُشکل ہو یا جاں گُسل درد ہو
میرے غم خوار، میری دَوا آپؐ ہیں

مَیں گنہگار ہوں، بخشوائیں مجھے
میرے آقا! مرا آسرا آپؐ ہیں

Marfat.com

○

درکار ہے ساجدؔ کو فقط آپؐ کا دربار
ہو جائے کبھی مجھ پہ کرم، احمدِ مختار!

مدّت سے تمنّا ہے مدینے کا سفر ہو
اِک بار ملے اِذنِ حضوری، شہِ ابرار!

روضے کی زیارت سے ملے کیفِ مسلسل
بے مایہ کا سرمایہ ہے بس آپؐ کا دیدار!

مانگوں گا دُعا روضے کی جالی کو پکڑ کر
دیکھوں گا کبھی گُنبدِ خضرا، کبھی مینار!

Marfat.com

اے جانِ جہاں! تم ہی طبیبِ دل وجاں ہو
بیمار ہوں، بیمار ہوں، بیمار ہوں، بیمار!

اُمّت ہوئی محتاجِ کرم، رحمتِ عالم!
بکھرے ہوئے افراد ہیں، اُلجھے ہوئے افکار!

افسوس! کہ ہم بھول گئے آپؐ کا پیغام
افسوس! کہ ہم چھوڑ گئے آپؐ کا معیار!

ساجد پہ ہے فیضانِ کرم شاہِ اُممؐ کا
عالم میں جو مقبول ہوئے نعت کے اشعار!

Marfat.com

نعت بحضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

نعت باادب سُننا، اِک بڑی سعادت ہے
یہ مرا عقیدہ ہے، یہ مری عبادت ہے

مقصدِ حیات اپنا، آپؐ سے محبّت ہے
آپؐ سے محبّت ہی محورِ اطاعت ہے

آپؐ کی اطاعت سے، منزلِ مُراد ملے
آپؐ کی اطاعت ہی رہبرِ ہدایت ہے

ہم نے بارہا دیکھا، نعت کی مجالس میں
آنکھ آنکھ پُرنم ہے، لمحہ لمحہ رحمت ہے

Marfat.com

دل میں اک تمنّا ہے ، جا بسُوں مدینے میں
حاضری مدینے کی ، اِک بڑی سعادت ہے

چشمۂ نجات و عطا ، روضۂ رسُولِ خدُا ؐ
جس کو دیکھ لینا بھی ، آپؐ کی زیارت ہے

اوج پر مقدّر ہے ، حمد و نعت لب پر ہے
آپؐ کا کرم ہے یہ ، آپؐ کی عنایت ہے

Marfat.com

نعت بحضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

مدینے کا سفر ہے اور مَیں ہُوں
مُقدّر اَوج پَر ہے اور مَیں ہوں

میری کشتی پہ بھی چشمِ کرم ہو
گُناہوں کا بھنوَر ہے اور مَیں ہُوں

میری آنکھوں میں ہیں اَشکِ ندامت
یہ رحمت کا ثمر ہے اور مَیں ہوں

کرم ہو یا رسُول اللہؐ! کرم ہو!
تمنّا مُختصر ہے، اور مَیں ہوں

Marfat.com

لبوں پر ہر گھڑی صلِّ علیٰ ہے
دُعاؤں میں اثر ہے اور میں ہوں

مدینے میں بدل جاتی ہے تقدیر
حدیثِ مُعتبر ہے اور میں ہوں

سکوں کا سائباں ہے سبز گنبد
اگرچہ دوپہر ہے اور میں ہوں

بنا ہوں آج قسمت کا سکندر
درِ خیرُ البشر ہے اور میں ہوں

یہی جنّت، یہی کعبہ ہے ساجد
میرے آقا ﷺ کا گھر ہے اور میں ہوں

نذرانۂ عقیدت بحضور سرورِ کونینؐ

نبیؐ کا جس پہ جو نہی پرتوِ جمال ہُوا
وہ شخص آنکھ جھپکتے ہی باکمال ہُوا

جو جاں نثار ہُوا دل سے بن گیا صدیقؓ
کوئی عمرؓ کوئی عثمانؓ بے مثال ہُوا

علیؓ کو مرتبۂ بابِ شہرِ علم ملا
اذانِ حق کی سُریلی صدا بلالؓ ہوا

شہیدِ کرب و بلا کے طفیل دُنیا میں
عُروج سچ کو ہُوا، جھُوٹ کو زوال ہُوا

Marfat.com

کوئی جنیدؒ کوئی بایزید بسطامیؒ
بہ فیضِ مہرِ نبوتﷺ کوئی ہلالؓ ہوا

کہیں پہ داتاؒ کے ہاتھوں کہیں بہ دستِ معینؒ
نگر نگر کو عطا فیض کا زُلال ہوا

کہیں پہ فقرِ مجدّد کا چشمۂ حیواں
کہیں طلوعِ مہ و مہر سا ہیولٰی ہُوا

شعاعِ نورِ نبیﷺ پڑ گئی ہو جس دِل پر
وہ دل شہود کی دولت سے مالا مال ہُوا

قبائے فقر و قناعت نصیب میں آئی
گدائے ختمِ رُسل جب سے دانیال ہوا

Marfat.com

جہانِ رحمت

شوق ہے گنبدِ خضرا دیکھوں
بارگاہِ شہِ والا دیکھوں

جب ملے اذنِ حضوری، مجھ کو
چشمِ دل سے رُخِ زیبا دیکھوں

آنکھ میں اشکِ زیارت لے کر
خواب میں حُسنِ مُنزّاؐ دیکھوں

لُطف و انعام کی بارش کا سماں
چار سُو فیض، نبیؐ کا دیکھوں

Marfat.com

جو نہ ہو عشقِ نبیؐ سے سرشار
اُس کو دُنیا میں بھی رُسوا دیکھوں

دیکھ آؤں جو درِ اقدس کو
پھر نہ شیطان کا رستا دیکھوں

مل گیا ہے مجھے رحمت کا جہاں
کیوں بھلا جانبِ دُنیا دیکھوں

ایک ہے کعبہ سَروں کا ساجد
دُوسرا کعبہ دِلوں کا دیکھوں

Marfat.com

منقبت

منقبت منظور بحضور مہجور رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

صاحبِ عرفاںؔ

مجید امجد

میں نے اُس کے ارادوں کا یہ سفر دیکھا ہے
ابھی ابھی وہ اِس پُرنور حویلی میں تھا
جس کے گرد سنہرے گلابوں کے تختے تھے
اور، اَب وہ اُس مٹی کے تابوت میں جا لیٹا ہے!

میں نے دیکھا،
اُس نے اپنی اِس اِک عمر میں جتنی زندگیاں پائی تھیں
آج اُس کی میّت کے ساتھ نہیں تھیں
وہ تو اَب بھی، سب کی سب، اِس دُنیا میں ہیں،
جو بھی چاہے اُن کو چُن لے اور آنکھوں سے لگا لے!

ؔ یہ سطور، مشہور عالم متبحّر، حضرت سیّد منظور احمد مہجور مجدّدی مرکان شریفی کے انتقال کے چند دن بعد لکھی گئیں۔ (از نقوش)

○

یہ دن ، یہ تیرے شگفتہ دنوں کا آخری دن
کہ جس کے ساتھ ہوئے ختم لاکھ دَورِ زمان

چناب چین وہ دُنیا ، یہ عصر راوی رو
کبھی نہ ٹوٹنے والی رفاقتوں کے جہاں

وہ سب روابطِ دیرینہ یاد آتے ہیں
ترا خلوص ، تری دوستی ، ترے احساں

مسرّتوں میں لہکتے ہرے بھرے ایّام
قدم قدم پہ ترا لطفِ خاص ہمدمِ جاں

Marfat.com

اور اب یہ تیر گیاں . . . . اب کہاں تلاش کریں
وہ شخص پیکرِ صدق، اور وہ فردِ فیض رساں

رہِ عدم کے مسافر، ذرا پلٹ کے تو دیکھ
گرفتہ جاں ہے ترے غم میں بزمِ ہم نفساں

ترے کرم کی بہاروں میں سوگوار ہیں، دیکھ
ترے چمن کے گل و سرو و لالہ و ریحاں

اُمڈ اُمڈ کے سدا گزرے گی غموں کی یہ موج
دلوں کی بستیوں سے تا بہ ساحلِ دوراں

ابھی ابھی وہ یہیں تھا ۔ زمانہ سوچے گا
اِنہیں گلوں میں ہیں اِس کے تبسّموں کے نشاں

Marfat.com

ابھی ابھی انہیں کنجوں میں اُس کے سائے تھے
ابھی ابھی تو وہ تھا ان برآمدوں میں یہاں

کوئی یقین کرے گا اِک ایسی عظمت بھی
کبھی تھی حصّۂ دُنیا، کبھی تھی جزوِ جہاں

ہمیں نے دیکھا ہے اس کو، ہمیں خبر ہے وہ شخص
دِلوں کی روشنیاں تھا، دلوں کی زندگیاں

(سیّد منظور احمد نقوی (مکان شریفی)
کے بارے میں ایک نظم)
از کلیاتِ مجید امجد

Marfat.com

منقبت

مثنوی در منقبت حضرت سیّد منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی، مجددی، مکان شریف
کہ بروز پنجشنبہ بتاریخ ۸، محرم الحرام ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۷، مارچ ۱۹۶۹ء رحلت فرمودہ
مُفتخر بوصال سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم) شُد

آں شہِ فقر و گدائے مصطفیٰؐ
سیّدِ منظورِ احمدؒ، باصفا

بُود حق آگاہ آں مردِ فقیر
گفتگو اَش جاں فزا و دِل پذیر

بُود غرقِ بحرِ علمِ ذاتِ حق
قادرِ گفتار دَر اثباتِ حق

Marfat.com

عاشقِ مُعجِز کلامِ مصطفیٰ
عالمِ قرآن و دُرِّ اولیاءؔ

مادحِ آں مثنویِ معنوی
کہ دِہد درسِ عظیمِ بندگی

خلق را سیراب عذبِؔ دین کرد
کُفر را غرقاب عذبِ دین کرد

عارف و صوفی و درویش و طبیب
سالکِ آں منزلِ عشقِ حبیب

نُطقِ او شیریں ز قند نعت بُود
بر لبش می بُود ھر لحظہ درُود

لہ بمعنی آبِ شیریں

Marfat.com

قلب او از نورِ ایمان شُد فُؤادؔ[1]
ایں شرف او را رسولؐ اللہ داد

رفت سوئے خُلد از دارِ فناء
مُفتخر شُد با وصالِ مُصطفےٰؐ

مرقدش بارونق و آباد شُد
وجہِ تسکینِ دلِ ناشاد شُد

سید دانیال ساجد

[1] فُؤاد: ایسا قلب جو وسوسوں سے پاک ہو جائے، مُنقلب ہونا چھوڑ دے اور تسکین پا جائے۔

Marfat.com

حضرت مولینا سیّد منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجدّدی مکان شریف

کی یاد میں

(نوویں سالانہ عرس کے موقع پر)

۲۷ مارچ ۱۹۷۸ء

آرہی ہے، کمال کی خوشبو — فقر کے اِک غزال کی خوشبو
آپ کی ذات کا حسین پیکر — تھا سراپا جمال کی خوشبو
چاند چہرہ بفیضِ مہرِ نبیؐ — اُنکھڑی ہیں، جلال کی خوشبو
آج حاضر ہوئے ہیں سب لے کر — دل میں اُن کے خیال کی خوشبو
اِتّباعِ رسولؐ میں یکتا — گفتگو میں، کمال کی خوشبو
صدق میں تھے نمونۂ صدّیقؓ — رزق میں تھی، حلال کی خوشبو
علم اور حلم کے تھے آبِ رواں — اور عُمرؓ کے جلال کی خوشبو
تھی بیاں میں جُنیدؒ کی گرمی — اور اذاں میں بلالؓ کی خوشبو

Marfat.com

بحرِ عشقِ نبیؐ میں تھے غلطاں — شوقؔ میں تھی ہلالؒ کی خوشبو
فقر اُن کا، طریقۂ سرہند — فکرؔ میں تھی، کمال کی خوشبو
اُن کی مجلس میں عام بٹتی تھی — خالقِ ذوالجلال کی خوشبو

جو پڑھے گا غزلؔ تو پائے گا
آپ کے دانیالؔ کی خوشبو!

۱۴ ربیع الاوّل ۱۳۹۸ھ — ۲۳ فروری ۱۹۷۸ء جمعرات
بوقت ۱۲ بجے شب

سید دانیال ماجد

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی ۔ لاہور پاکستان

ۂ سوز — ۂ سوچ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ا نے ایک مرتبہ جناب مہجورؒ کی
ن کر کہا تھا، نعتوں کے خالق مرتبۂ رسالت
ت سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کے دل
رفتِ ذات سے سرشار بھی ہیں۔ اس شاعر کے
دل کی یہی سچّائی، اُبھرتی، چھلکتی اور مستیاں بکھیرتی
رہتی ہے اور پھُول برساتی ہوئی دردِ عشق کو جگاتی،
اِس کے علم و شعور کی وسعتوں میں پھیلتی چلی جاتی ہے۔
اس کے جوہرِ ایمان کو اُبھارتی اور ایک والہانہ
ابلاغ کے پُراسرار عمل سے گزرتی از خود لفظی پیکر
تراشتی چلی جاتی ہے۔ مجید امجد نئے شاعروں میں
ایک اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔ جناب مہجورؒ کی
شاعری پر ان کے یہ چند جملے بڑی اہمیت کے
حامل ہیں۔ مہجورؒ ایک درویش اور باشریعت بزرگ
تھے۔ انھیں شاعری کی باریکیوں سے زیادہ عشقِ رسولؐ
کی باریکیوں اور عظمتوں کی زیادہ واقفیت تھی۔
عشقِ رسولؐ میں دل پر جو گزرتی سادگی سے
شعروں میں کہہ دیتے۔

سیّد دانیال ساجد

Marfat.com

Marfat.com